جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (القرآن)

حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل (حق کے سامنے) نہیں ٹھہرتا۔

خطبات

مناظر اسلام مولانا

محمد عبداللہ نثار



جمع و ترتیب

حافظ محمد ربانی

مکتبہ ربانیہ

﴿ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ ﴾

(الاسراء:81)

خطبات

عبداللہ نثار

جمع وترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

اسلامی کتب خانہ اینڈ اویس جیولرز
نزد اسٹیشن بازار، بلال پنسار سٹور ننگو
0300-4059247

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا، ضلع قصور 0300-6595304

فہرستِ مضامین



کلمہ طیبہ کے مقاصد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

ربّ العالمین کی حمد وثنا اور رسول معظم ﷺ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر بے حدو حساب درود وسلام کے بعد عرض ہے، دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے اسلام نے جو شرائط عائد کی ہیں۔ من جملہ ان شرائط میں سے سب سے پہلی شرط کہ اپنی زبان سے انسان اقرار کرے۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اس کلمہ طیبہ کے دو جزو ہیں۔ "لا الہ الا اللہ" توحید ہے۔ اور "محمد رسول اللہ" رسالت ہے۔ "لا الہ الا اللہ" دین اسلام کی اصل بنیاد ہے، کوئی انسان اس وقت تک مسلمان نہیں کہلا سکتا اور مسلمان نہیں بن سکتا، جب تک اس لا الہ الا اللہ کا زبان سے اقرار نہ کرے اور دل سے اس کی تصدیق نہ کرے اور عمل سے اس کا ثبوت نہ پیش کرے، جس وقت کوئی خوش نصیب لا الہ الا اللہ پڑھ لیتا ہے، لا الہ الا اللہ پڑھ لینے کے بعد اس نے اپنی زندگی کا اپنے خالق سے سودا کر لیا ہے۔ اس کو پھر کوئی اختیار نہیں، یہ اب اپنی مرضی پر نہیں چل سکتا۔ یہ اب مالک کی مرضی کا پابند ہے۔ لا الہ الا اللہ پڑھ لینے کے بعد یہ اپنے خالق و مالک سے اس بات کا عہد کرتا ہے کہ میرا من، تن اور دھن سب کچھ تیری ذات کے لیے قربان ہے اور پھر یہ نقشہ اس کی آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ جو رب العالمین نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے کائنات کے سامنے پیش کیا ہے، وہ کیا ہے؟

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ

لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَo ﴾ (الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳)

اے میرے مصطفیٰ ﷺ اس بات کا اعلان کرو میری نمازیں، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ تیرے لیے ہے۔

اب "لا الــہ الا اللــہ" سوچ کر پڑھنا ہے کیونکہ جب پڑھ لیا تو پھر اس کے تقاضے پورے کرنے پڑیں گے زبان سے نہیں، اس لیے سمجھ دار لوگ سمجھ اور سوچ کر پڑھتے ہیں۔ ڈاکٹر علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ!

چُومی گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا اِلہ را

جب میں اپنے آپ کو کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں کانپ جاتا ہوں۔ میرے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔لرزہ براندام ہو جاتا ہوں کہ ''لا الہ الا اللہ'' اس کے لیے تو بہت بڑی قربانی کی ضرورت ہے، ایک اور مقام پر علامہ صاحب رحمہ اللہ نے اس طرح فرمایا کہ!

اگر زباں سے کہہ بھی دیا ''لا الہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

"لا الــہ الا اللــہ" پڑھنے کے بعد انقلاب آئے، تبدیلی آئے، حالات بدلیں۔ وہ جن کا نام لیں تو دل کو ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ سکون ملتا ہے۔ دل کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ وہ پہلے رضی اللہ عنہ بن کر نہیں آئے تھے۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے۔"اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ" یہ ظاہر باہر گمراہ تھے، بکریاں چرانے والے، اونٹوں کے چرواہے، اللہ پاک سے بیگانہ اور رسول اللہ ﷺ سے نہ آشنا تھے۔ پھر ان لوگوں کے نصیب جاگ گئے۔ ان لوگوں کی قسمت کا ستارہ چمکا۔ اسلام جیسا ان کو دین ملا، اہلحدیثو تم بھی بڑے نصیب والے ہو، اسلام جیسا دین ملا اور اور قرآن جیسی کتاب ملی اور مصطفیٰ ﷺ جیسا ہادی ملا۔ ان لوگوں کی پھر قسمت کا ستارہ چمکا۔

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
اور کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

جب رسول عربی ﷺ نے صحیح تربیت کی تو پھر ان کے دل کی دنیا میں تبدیلی آئی۔ ”اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ٥“ لیکن اب یہ بدل گئے۔اب رضوان کے سرٹیفیکیٹ مل رہے ہیں۔

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ٥﴾ (الحجرات : ۷)

اب القاب آسمان سے نازل ہو رہے ہیں ۔ راشدون، مومنون، متقون، مفلحون یہ القاب مل رہے ہیں۔ اسلام نے کایا پلٹ دی، اسلام نے حالات کو بدل کر رکھ دیا اس لیے علامہ صاحب ﷺ نے کیا فرمایا؟

اگر زباں سے لا اِلہ کہہ بھی دیا تو کیا حاصل؟
دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں
زمین کیا آسمان بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآن کو چلی پا کر دیا تو نے
زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بلایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے
او بتوں سے تجھ کو امیدیں اور خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سب کچھ اس کو سونپ دو۔ یہ لا الـه الا الـله ایک اعلان ہے بلکہ یہ ایک حلف ہے، حلف نامہ ہے۔ انسان حلف اٹھا رہا ہے۔

یہ قومی اسمبلی کا منبر بنا ہے۔ صوبائی اسمبلی کا منبر بنا ہے وہاں یہ حلف اٹھانے لگا ہے۔ حلف اٹھایا کہ میں اِس آئین کا اور اس دستور کا پورے طور پر پابند رہوں گا۔ حلف اٹھایا جا رہا ہے۔ میں اس دستور اور آئین کا پورے طور پر پابند رہوں گا اور جتنا روپے میرا الیکشن پر لگا ہے۔ اس سے کئی گناہ زیادہ پورا کروں گا۔ میرا وعدہ ہے میں وفادار بن کر رہوں گا مگر جو میرے پاس آیا وہ پھر مجھ سے دور نہیں جائے گا یہ حلف ہے اس کو حلفِ وفاداری کہتے ہیں۔ یہ ایک حلف ہے بلکہ اس طرح سمجھو یہ تجدید عہد ہے۔

ایک ہم سب نے بھی عہد کیا تھا تم سب وہاں تھے ایک عہد ہم کر کے آئے ہیں۔ اس کی تجدید ہو رہی ہے تجدید عہد وہ کونسا تھا؟

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ o اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ o﴾

(الاعراف: ۱۷۲، ۱۷۳)

جناب آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ مار کر اور جتنے قیامت تک لوگ آنے تھے، ان سب کو یہی اشکال دے کر اصل شکل دے کر اپنے روبرو کھڑا کر کے فرمایا تھا۔ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" میں تمہارا رب ہوں کہ نہیں؟ تو تم سب نے کہا تھا "بَلٰى" کیوں نہیں؟ "شَهِدْنَا" ہم گواہی دیتے ہیں تو ہمارا رب ہے۔ "بَلٰى شَهِدْنَا" کیوں میں تمہیں اپنے روبرو کھڑا کر کے گواہی لے رہا ہوں؟ تم سے میں کیوں اقرار کروا رہا ہوں؟ بغیر حجاب کے بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے روبرو کھڑا کر کے میں تم سے کیوں اقرار کروا رہا ہوں؟ اس لیے کہ "اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ

الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ o" کہیں تم دنیا پر جا کر یہ نہ کہو کہ ہمیں پتہ نہیں چلا تھا، تم جب دنیا پر چلے گئے تو پھر میں نے تمہیں یاد کروانے والے اور تمہیں ذہن نشین کروانے والے انبیاء علیہم السلام بھیجے، پیغمبر بھیجے یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور تم یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ "اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ " ہم سے پہلے ہمارے آباء واجداد اس طرح کرتے رہے اس طرح کرتے رہے، فرمایا ان کے پیچھے نہیں لگنا۔ جس طرح آج کئی لوگ کہتے ہیں جناب اب کیا یہ کوئی نیا علم آ گیا ہے؟

کیا وہ پہلے لوگ نہیں پڑھے تھے؟ ہماری دادی بہشتن ساری زندگی نماز نہیں پڑھتی رہی ، ہم نے دادی بہشتن کو ساری زندگی منہ دھوتے نہیں دیکھا تو کیا وہ جہنمی تھی؟

یہ پہلے لوگوں کی بھی باتیں تھیں۔ ﴿اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ o﴾ اب کوئی عذر نہیں رہ گیا، بات واضح ہو گئی کوئی تمہارے پاس دلیل نہیں، پھر مواحد کی دلیل صدقے جاؤں کیسی ہے؟ جب مواحد سے دلیل طلب کی جاتی ہے جب اللہ والے سے دلیل طلب کی جائے تمہارے اس مسئلہ کا ماخذ کیا ہے؟ تمہارے اس مسئلہ کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے؟ جب مواحد سے اس کے مسئلہ کی دلیل مانگی جائے تو مواحد کی دلیل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہوتی ہے اور جب غیروں سے مسئلہ کی دلیل مانگی جائے تو ان کی دلیل ان کے باپ دادا ہوتے ہیں۔ جس طرح آج کل لوگوں نے ایک فارمولہ بنایا ہے کہتے ہیں کسی کو کچھ نہیں کہنا چاہیے، جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک ہے کئی صوفی مولوی بھی کہتے ہیں جہاں کوئی لگا ہے۔ ٹھیک ہے لیکن اگر تم میں طاقت ہے تو غلط کام نہیں کرنے دینا۔ اس کو پکڑ کر اس بُرے کام سے ہٹاؤ۔ کیوں اس کو غلط کام کرنے دینا ہے؟ میں نے کہا اگر کوئی کسی مولوی کو مار رہا ہو تو کوئی اس کو نہ بچائے۔ بلکہ آ کر چار پانچ خود مارے اور اس سے کہے اسے زور زور سے مارو کیونکہ جہاں کوئی لگا ہے۔ ٹھیک لگا ہے۔ یہ کس نے فارمولہ بنایا ہے؟ یہ غلط ہے اچھا وہی ہے جو حق کی طرف ہے۔

اب کوئی حجت نہیں ،کوئی دلیل نہیں، اس لیے میں تمہارا رب ہوں۔ ہم سب کو مولا کریم

نے تعارف کروا دیا، ہمیں ہمارے رب کا تعارف ہو گیا، مگر ساری زندگی گزر گئی۔ ہر چیز نے اپنے مالک کو پہچان لیا، بندر نے قلندر کو پہچان لیا جانور نے اپنے مالک کو پہچان لیا، گدھے نے گدھے گاڑی والے کو پہچان لیا۔ اونٹ نے اونٹ ریڑھی والے کو پہچان لیا، باہر سے جانور آ رہے ہیں۔ راستے میں گیٹ بھی آتے ہیں۔ کئی کئی بڑے بڑے دروازوں والوں کی کھرلیاں بھی نظر آتی ہیں۔ کئی راستوں میں گھاس بھی پڑی ہوتی ہے مگر وہ جانور یہ سمجھتا ہے کہ یہ گھر ہمارا نہیں وہ سمجھتا ہے یہ دروازہ ہمارا نہیں اس جانور نے اپنا دروازہ پہچان لیا، مگر اے پاپی تو نے آج تک اپنے مالک کا دروازہ نہیں پہچانا ہے، ہر چیز اپنے مالک کو پہچانتی ہے لیکن انسان کو ساری زندگی پہچان ہی نہیں ہوئی۔

اوئے اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

تم نے تو اپنے آپ کو نہیں پہچانا، تم خود کو ہی پہچان لیتے تو تمہیں اللہ پاک کی بھی پہچان ہو جاتی۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

میری خیر خواہی تم نے خاک کرنی ہے، تم تو اپنے بھی خیر خواہ نہیں، اگر تم اپنے خیر خواہ ہوتے تو اس طرح کرتے تم اپنے خیر خواہ بھی نہیں، اپنے دشمن ہو، اگر تمہیں اپنی پہچان ہو جاتی جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا، یہ جسم ہے یہ کس نے بنایا ہے؟ اپنے جسم کی طرف ہی دیکھو! "وَهُوَ فِيْ اَنْفُسِكُمْ" یہ بھی قرآن کی آیت ہے۔ "فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" وہ تم میں سے نظر آتا ہے وہ رب تم میں سے نظر آتا ہے کیا معنی ہے یہ نہیں کہ وہ تم میں داخل ہوا ہے بلکہ وہ تم میں سے نظر آتا ہے۔ اس نے تمہیں بنایا ہے۔ یہ اس کی کاری گری ہے صدقے جاؤں ایسی کاری گری کہ ایک سے دوسرا نہیں ملتا، اس کے پاس اتنے سانچے ہیں۔ اگر سارے ایک جیسے ہوتے تو نظام ہی خراب ہو جاتا۔ بھینس چوری کر کے کوئی لے جاتا اور تھانہ میں مار کسی کو پڑ رہی ہوتی، ایک سے دوسرا نہیں ملنے دیا، یہ اس کی کاری گری ہے۔

عجب تصور کرے مصور تے کرے منور شکلاں

اپنی شکل تو دیکھتے ہو، مگر جس نے بنائی ہے، اس کی طرف کیوں نہیں دیکھتے؟ صبح اٹھتے ہی اس نے شیشہ سامنے رکھا ہے اور بڑے غور سے دیکھ رہا ہے۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ○﴾ (المومنون: ۱۲-۱۴)

سر سے لے کر پاؤں تک اپنے جسم کی طرف دیکھو یہ کس نے بنایا ہے؟

عجب تصور کرے مصور تے کرے منور شکلاں
اوٹنگ تیرے دی تنگ منازل دنگ ربن جتھے عقلاں

"وَهُوَ فِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ" اس لیے گزارش کروں گا کہ!

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

اپنی خیر خواہی کرو اس لیے اس مالک کو پہچانو۔ ہر چیز نے پہچان لیا ہے۔ مگر تم نے نہیں پہچانا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی معرفت نصیب فرمائے۔ آمین! تو اس لیے فرمایا مجھے پہچان لو، میری شناخت کرلو، کہیں بھول نہ جانا، میں تمہارا رب ہوں۔ اگر اس وقت سے اب تک رب کو یاد رکھا ہوتا تو لڑائیاں نہ ہوتیں، جھگڑے نہ ہوتے، کبھی اختلاف نہ ہوتے، مگر اس وقت سے لے کر شیطان ہمارے ساتھ ہی آ گیا۔ اس نے ہمیں ویسے ہی بھلا دیا۔ انسان نے کہا تھا۔ " قَالُوا بَلٰی" کیوں نہیں، پیر وارث شاہ رحمہ اللہ نے بھی کہا ہے

اَنا اَنا میں کدوں اے آکھیا سی او میں تے آکھیا قَالُوا بَلٰی نہ تھا
او کیتا ہورنا دا آیا پیش میرے کتھوں چنبڑی آن بلا نہ تھا

اس وقت رب کریم نے اپنا تعارف کروایا لیکن اس وقت ہمارے ساتھ شیطان چمٹ

گیا، آج بھی چمٹا ہوا ہے اس سے دوستی ہے یہ ساتھ ہے۔

گھر بھی ساتھ ہے باہر بھی ساتھ ہے۔ یہاں بھی ساتھ ہے، وہاں بھی ساتھ ہے۔ مکہ میں بھی ساتھ ہے، مدینہ میں بھی ساتھ ہے۔ زمین میں ساتھ ہے، فضا میں بھی ساتھ ہے۔ دن میں بھی ساتھ ہے اور رات کو بھی ساتھ ہے۔ سفر میں بھی ساتھ ہے، حضر میں بھی ساتھ ہے۔ صحت میں ساتھ ہے، بیماری میں بھی ساتھ ہے۔ خوشی میں بھی ساتھ ہے، بیماری میں بھی ساتھ ہے، بچپن میں بھی ساتھ ہے، جوانی میں بھی ساتھ ہے، ساتھ ہی ساتھ ہے۔ سوتا بھی ساتھ ہی ہے، "يَبِيتُ عَلَى خَشُوْمِهِ" یہاں داخل ہو کر سوتا ہے دیکھو خبیث کو بنی بنائی کیسی کھوٹی ملی ہے؟ یہ یہاں سویا ہوا ہے صبح کا وقت ہوا، اب اذان ہونے لگی ہے انسان نے سوچا کہ میں اٹھتا ہوں۔ اذان ہو رہی ہے، یہ جلدی سے ناک میں سے نکل کر پاس بیٹھ جاتا ہے، تھپکی اور لوری دینی شروع کر دیتا ہے، کہتا ہے "نَمْ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ" سو جاؤ رات بہت لمبی ہے "نم" سو جاؤ "عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ" رات بڑی لمبی ہے۔ ابھی ٹائم سے مسجد میں جا کر مرنا ہے۔ سو جاؤ۔ یہ کہتا ہے اذان ہو رہی ہے اور تم کہتے ہو سو جاؤ، شیطان کہتا ہے یہ تمہاری اذان کب مل رہی ہے؟ یہ تو وہابیوں کی ہو رہی ہے۔ اس کو سلا کر ہی رہتا ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝﴾

(الاعراف: ۱۷۲، ۱۷۳)

یہ تجدید عہد ہو رہا ہے، یہ تجدید عہد ہے، یہ لا الہ الا اللہ کی تحریر ہے۔ یہ تجدید عہد ہو رہا ہے، اس وقت اللہ پاک نے تمہیں تعارف کروایا، پھر یاد کروانے کے لیے جو بھی نبی علیہ السلام آئے، اس نے کہا کہو لا الـه الا الله ہر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہو لا الـه الا الله، مولا کریم فرماتے ہیں، میں نے اپنا تعارف یاد کروانے کے لیے پھر بار بار انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ تا کہ کسی موڑ پر تم سے

غلطی نہ ہو جائے پھر کتاب تمہاری طرف قرآن بھیجی کہ سب سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔

یہ ہم پر اللہ پاک کا انعام آیا: "بسم الله الرحمن الرحيم o الحمد لله رب العالمين o" جب مرنے کے بعد قبر میں جانا ہے۔ وہاں پھر یہی بات ہوگی انسان قبر میں لیٹا ہوا ہے۔ فرشتوں نے اس کو بٹھا لیا ہے۔ اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ اب سوال و جواب ہونے لگے ہیں اللہ پاک اس منزل پر ہمارے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین!

فرشتوں نے اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اب تین مختصر سوال کیے ہیں بڑا ہی مختصر امتحان ہے امتحان لینے والا اتنا خیر خواہ ہے۔ سوال بھی بتا دیے ہیں جواب بھی بتا دیے ہیں کوئی اس طرح کا امتحان لینے والا تم نے دیکھا ہے؟ سوالات والے پیپر کو کوسٹن پیپر کہتے ہیں وہ کوسٹن پیپر لڑکوں کو دے دیے جاتے ہیں تاکہ وہ یہ سوال حل کر سکیں اور جس دن امتحان ہو۔ اس دن ان کو آسانی سے لکھنا آ جائے۔ جب لڑکے امتحان والے دن آ کر لائنوں میں بیٹھ گئے۔ پھر سب کی تلاشی لیتے ہیں کہ کسی کے پاس کوئی نقل تو نہیں، اب (Examiner) پیپر تقسیم کر رہے ہیں۔ جنہوں نے محنت کی ہے وہ پیپر پڑھ کر خوش ہو رہے ہیں اور جس نے نہ محنت کی ہو وہ پھر پیدا کرنے والوں کو روتا ہے کہ میں کیوں پیدا ہوا ہوں؟

مگر وہ مالک اس قدر مہربان ہے، اس نے سوال بھی بتا دیے اور ساتھ جواب بھی بتا دیے۔ نہ کسی کا باپ اتنا خیر خواہ ہے، نہ کسی کی ماں اتنی خیر خواہ ہے، اللہ کی قسم! اللہ سب سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ "الخلق بالله"

یہ پہلا سبق تھا کتاب خدا کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

اتنا اللہ مہربان ہے باپ کئی بار غصہ میں آ کر اپنے بیٹے سے کہتا ہے میرے گھر سے نکل جاؤ تم میرے نہیں ہو چلے جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ ماں بھی کئی بار غصہ میں آ کر کہتی ہے ایک بار ہاتھ آ جاؤ تمہیں میں نمک لگاتی ہوں۔ یہ ماں باپ ہیں۔ اس لیے وہ اللہ سب سے مہربان ہے، سوال بھی بتائے اور جواب بھی بتائے۔

فرشتے سوال کریں گے۔ "مَنْ رَبُّكَ" تم نے جواب دینا ہے۔ "رَبِّيَ اللّٰهُ" وہ کہیں گے۔ "مَنْ نَبِيُّكَ" تم نے جواب دینا ہے۔ "نَبِيِّ مُحَمَّدٌ" وہ سوال کریں گے۔ "مَا دِيْنُكَ" تم نے جواب دینا ہے۔ "دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ."

اس لیے تجدید عہد ہے۔ لا الہ الا اللہ کا تم وہاں اقرار کر کے آئے ہو عالم ارواح میں تم وعدہ کر کے آئے، فرمایا مجھے بھول نہ جانا، تمہارا خالق بھی میں اور مالک بھی میں ہوں۔ اس لیے مجھے پہچان لو، جو ساری کائنات کا خالق ہے جو ساری کائنات کا مالک ہے فرمایا بناتے وقت میں نے کسی کو اپنے ساتھ نہیں ملایا تو اس دنیا کا نظام چلانے کے لیے میں کسی کو کیسے ساتھ شامل کرلوں؟ میں تو زمین وآسمان کی ہر چیز اور ہر ذرّے سے واقف ہوں۔ میں اس طرح کا رب ہوں۔ "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝" آسمان کتنے ہیں؟ زمینیں کتنی ہیں؟ سات سات ہیں اور آسمانوں سے اوپر کیا ہے؟ عرش ہے اور عرش سے اوپر اللہ ہے۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝﴾ (طٰهٰ: ٥، ٦)

سات آسمانوں کے اوپر عرش اور عرش کے اوپر وہ اللہ ہے سات آسمان بھی اللہ کے ہیں زمینیں بھی اللہ کی ہیں۔ عرش بھی اللہ کا ہے۔ فرمایا اور زمین وآسمان کے درمیان جو خلا ہے وہ بھی میرا ہے پھر جو سات زمینوں کے نیچے تحت ثریٰ وہ بھی میرا ہے وہ اس طرح کا مالک ہے فرمایا کوئی چیز مجھ سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

یہ چیونٹی دیکھی ہے، جس کے نام کی سورت اللہ پاک نے قرآن میں نازل کی ہے چیونٹی چلتی جا رہی ہے اس کاری گر نے اس کے پاؤں کیسے بنائے ہیں؟ اس کو پاؤں لگائے ہیں پھر اس کو آنکھیں فٹ کی ہیں، پھر اس کا دماغ فٹ کیا ہے۔ اس ڈاکٹر کی طرف دیکھو! اس کو سمجھنے اور سوچنے کے لیے اللہ پاک نے دماغ عطا فرمایا ہے۔

چیونٹی چلتی آ رہی ہو تو اس کے آگے ہاتھ رکھ دو وہ دوسری طرف کو چلنا شروع کر دیتی

ہے میں نے ایک دن کتاب کھولی اس میں سے دانہ کے برابر ایک کیڑا نکل آیا اس نے ایک طرف کو چلنا شروع کر دیا میں نے آگے ہاتھ رکھ دیا جب وہ میرے ہاتھ کے قریب آیا تو اس نے رخ بدل لیا اس نے سمجھ لیا کہ آگے ہنگامی حالات کا اعلان ہو رہا ہے یہ اب ایک چیونٹی ہے وہ پہچان رہی ہے دیکھو چیونٹی کو پہچان آ گئی اور اس نے اپنے مالک سے رابطہ کیا ہے۔

جناب سلیمان علیہ السلام جا رہے تھے۔ آگے چیونٹی دعا مانگ رہی تھی۔ ادھر چیونٹی کو بنانے والا بھی بے مثل ہے اور وہ چیونٹی جس کو اللہ پاک نے اس طرح کی سینس عطا فرمائی ہے، وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ جو چیونٹی کی زبان سے نکلی ہوئی دعا کو سمجھتا ہے اور سن سکتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام پاس کھڑے ہیں۔ چیونٹی کی زبان سے الفاظ کیا نکلے؟ "اَللّٰھُمَّ اِنَّا خَلْقُھِنْ خَلْقِكَ لَیْسَ بِنَاغٍ اَنْ سُقْیَاتَ ." ماشاءاللہ یہ چیونٹی کی دعا ہے تم بھی چیونٹی سے ہی دعا کا سلیقہ سیکھ لو! پھر مولا کریم فرمائیں گے۔

رب فرماوے ساڈے در پر توں جس ویلے آنویں
او جلد لبیک یا عبدی کہیے اُو جتنی وار بلانویں

پیار دیکھو! صدقے جاؤں اللہ پاک لبیک فرماتے ہیں لبیک کون کہتا ہے؟ لبیک حالانکہ چھوٹا کہتا ہے، یہ سکول میں جب ماسٹر حاضری لگاتے ہیں تو چھوٹے بچے کیا کہتے ہیں؟ لبیک مگر یہاں اللہ پاک بھی لبیک کہہ رہے ہیں۔ تمہارے لیے اللہ پاک لبیک کہہ رہے ہیں ماسٹر کی حاضری لگانے پر چھوٹے چھوٹے بچے لبیک کہہ رہے ہیں مگر فرمایا جب میرے گھر بیت اللہ میں آؤ گے۔ اپنی کمر پر چادر باندھو، اوپر ایک اور چادر لو اور اپنا کندھا برہنہ کرو۔ سر بھی برہنہ کرو۔

لوگ پاکستان میں تمہارے برہنہ سر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ سر برہنہ کیوں ہے؟ مگر تم سر چھوڑ کر کندھا بھی برہنہ کر کے سادہ بن کر آؤ، یہاں فقیر بن کر آؤ تم جتنے ہی عاجز بنو گے میں اتنا ہی زیادہ خوش ہو جاؤں گا اس لیے آؤ اور اس طرح کا لباس بناؤ، کندھا برہنہ اور کمر پر چادر باندھی ہو، منہ سے لبیک کہو اور پھر دیکھو! میری رحمت کس طرح استقبال کرتی

ہے؟ جب تم میرے گھر آؤ اس وقت تم لبیک کہو اور جب تم اپنے گاؤں میں بیٹھے ہوگے پھر تم یا اللہ کہنا میں لبیک کہوں گا اس کو رب کہتا ہوں۔

آؤ سنو چیونٹی دعا کر رہی ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا خَلْقُھِنْ خَلْقِكَ لَیسَ بِنَاغٍ اَنْ سُقْیَاتَ ."

یا اللہ ہم بھی تیری ایک مخلوق ہیں۔ ان تالابوں میں پانی ختم ہوگیا، کہیں پینے کو پانی نہیں ملتا، اس لیے ہم پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیے رحمت کی بارش برسا دے۔ ہم لمبے سفر نہیں کرسکتیں ہم پانی کہاں سے پییں؟ جب چیونٹی یہ دعا کر رہی تھی، جناب سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کے یہ الفاظ اپنے کانوں سے سن لیے، آپ بھی بارش کی دعا کرنے کے لیے جا رہے تھے، جب چیونٹی نے دعا ختم کر دی جناب سلیمان علیہ السلام اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے "اِرْجِعُوْا سُقِیْتُمْ بِدَعْوَةِ غَیْرِکُمْ" چلو واپس چلیں انہوں نے کہا جناب نہ نماز استسقاء پڑھی ہے، نہ دعا مانگی ہے فرمایا ہمیں دعا کرنے کی ضرورت نہیں، آج اللہ پاک چیونٹی کی دعا سے ہی بارش برسا دیں گے۔ ابھی واپسی کے لیے جا رہے ہیں ادھر سے کالی گھٹا چھا گئی اور یہ سارا لشکر گھر بھیگ کر پہنچا۔

اس طرح مالک کو منایا ہوا ہو اس مالک سے رابطہ کیا ہو پھر تمہارے اٹھائے ہوئے ہاتھ خالی لوٹیں یہ نہیں ہوسکتا تم اوپر کو دیکھو تو وہ مالک نیچے کو دیکھے تمہارے ہونٹ حرکت کریں اور اس کا عرش کانپ جائے۔

تم ہاتھ اٹھاؤ تو پھر وہ مالک خالی نہ لوٹائے مولا کریم فرمائیں کہ میں تمہارے ہاتھ خالی واپس لوٹاؤں تو مجھے شرم آتی ہے کسی امیر کے دروازے پر کوئی فقیر چلا جائے اس کو خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے فرمایا اگر میرے در کا مانگت، سوالی، فقیر میرے در سے خالی لوٹ جائے تو میری شہنشاہی میں فرق آنا ہے۔ اے بے وقوف تمہیں تو زندگی میں مجھ سے مانگنا ہی نہ آیا۔ اگر تمہیں مجھ سے مانگنے کا طریقہ آجاتا تو میں ساری دنیا سے تمہیں بے نیاز کر دیتا یہ لا الہ الا اللہ ہے، کوئی نہیں صرف ایک ہی ہے۔

"کُلُّ شَیْیءٍ لَهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ."

ہر چھوٹی بڑی چیز اس کو پہچان رہی ہے اور جو اس کی ڈیوٹی ہے، اس کو صحیح طرح سے انجام دے رہی ہے تو اس لیے یہ لا الہ الا اللہ اعلان ہے۔ میں نے کہا ہے یہ حلف ہے اور آخر میں کہا ہے یہ تجدید عہد ہے۔ بلکہ میں اس کی اور وضاحت کر دوں لا الہ الا اللہ پڑھنے سے اللہ پاک کی بیعت ہو رہی ہے۔ یہ اللہ پاک کی بیعت ہے۔

اس انداز سے رسول اکرم ﷺ اپنا ہاتھ کرتے ہیں اور اوپر صحابہ رضی اللہ عنہم باری باری اپنا ہاتھ رکھ رہے ہیں، یہ بیعت ہو رہی ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ."

یہ جو آپ ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کی بیعت کر رہے ہیں، کفر سے نکل کر اسلام میں آئے ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا ہے، انہوں نے آپ ﷺ کو اپنا رہبر اور راہنما تسلیم کر لیا ہے۔ اب آپ ﷺ کو اپنا پیشوا اور مقتدا مان لیا ہے۔ اب نیچے آپ ﷺ کا ہاتھ اوپر آپ ﷺ کے ساتھیوں کا ہاتھ ہے۔ "اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ" فرمایا نیچے آپ ﷺ کا ہاتھ اوپر آپ کے یاروں کا ہاتھ اور آپ کے یاروں کے ہاتھوں کے اوپر میرا ہاتھ ہے۔ "یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ" میرے مصطفیٰ ﷺ یہ آپ ﷺ کی بیعت نہیں کر رہے ہیں، یہ میری بیعت کر رہے ہیں۔

یہاں بیعت ہو رہی ہے، لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد تمام رشتے توڑ کر اس خالق و مالک سے رشتہ جوڑ لیا۔ عبادت عرش والے کی ہے، اطاعت فرش والے کی ہیں۔

یہاں نوجوانوں کا یہ عالم ہے، یہاں ضعیف العمر نظر آ رہے ہیں یہاں چھوٹے چھوٹے بچے نظر آ رہے ہیں اور یہاں عورتیں نظر آ رہی ہیں اور اپنے اپنے ایمان کا ثبوت پیش کیا جا رہا ہے، سبحان اللہ اور آپ ﷺ کے فرمانے کے مطابق ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے آ کر فرمانے لگے: "اَوْصِنِیْ" اللہ کے نبی ﷺ جی کوئی نصیحت فرمائیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں، دیکھو

صرف اتنے الفاظ کہے ہیں: "قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" لا الہ الا اللہ کہہ دو پھر اس پر قائم ہو جاؤ، بس اب ڈولنا نہیں، اپنے قدموں پر قائم ہو جاؤ، جنبش نہ آئے یہ جان جاتی ہے تو جائے لیکن ایمان نہ جائے، جان تو آج بھی جانی ہے، کل بھی جانی ہے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد تمہارے قدموں میں جنبش نہ آئے بس اب یہ الفاظ منہ سے نکلے ہیں۔ ان کی لاج رکھنی ہے:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
صداقت سچ کے بیاں کرنے سے مومن رُک نہیں سکتا
اتر سکتا ہے سر خوددار کا لیکن جھک نہیں سکتا

لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد یہ انداز ہونا چاہیے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا ہے۔ صحابہ سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے پاؤں میں اب جنبش نہیں آ سکتی مرد تو مرد رہ گئے عورتوں کا یہ عالم ہے۔

ایک عورت نے پڑھ لیا لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا ہے، پڑھنے والی نے پڑھ لیا ہے۔ اب ثابت قدمی کا ثبوت دیا جا رہا ہے کیا اب وہ ڈولے گی؟ سوچا جا سکتا ہے۔

اس کے گھر میں رہتی ہے۔ اس کے گھر میں کھاتی ہے، اس کے گھر میں پہنتی ہے مگر پوجا اللہ پاک کی کرتی ہے۔ آمنے سامنے بیٹھ کر خاوند بیوی کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ خاوند کہتا ہے "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" میں بڑا رب ہوں۔ میں پھنے خان ہوں۔ "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" پھر کبھی اس طرح بھی کہتا ہے: "يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّيْ اَطَّلِعُ عَلٰى اِلٰهِ مُوْسٰى" اے میرے وزیر ہامان ایک اونچا محل بناؤ اس کو سیڑھیاں لگاؤ، تا کہ میں اوپر چڑھ کر دیکھوں۔ موسیٰ علیہ السلام کا رب کہاں رہتا ہے؟ توبہ اور کبھی اس طرح کہتا ہے: "اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهَارُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" یہ ملک مصر میرا ہے میرے حکم سے

نہریں چلتی ہیں ساری باتیں کر کے اخیر میں کہتا ہے، میری بیگم کیا میں رب ہوں کے نہیں؟ فرمانے لگیں نہیں تم رب نہیں ہو اس کی سب محنت پر پانی پھر گیا۔ اللہ پاک کسی کو بیوی دے تو اچھے عقیدہ والی دے۔ آمین!

ورنہ یہ تو لے کر بیٹھ جاتی ہیں جس کو بیوی گندی مل گئی، وہ مارا گیا تباہ ہو گیا، اللہ پاک جوڑی بنائے تو صحیح بنائے۔ آمین! یہ نہ ہو خاوند اور عقیدہ کا مالک ہو اور بیوی اور عقیدہ کی مالک ہو، ساری زندگی پھر ان میں جھگڑا ہی رہتا ہے لیکن تمہیں پتہ ہے یہ بائیں پسلی کی پیدائش ہے یہ تو سیدھی بھی نہیں ہو سکتی، ٹوٹ جائے گی مگر ڈینگی رہے گی۔

میں جب فیصل آباد ہوتا تھا، ایک دوست وہاں گیا قریب میلہ منڈی لگتی تھی وہ بیگم سے روپے لے کر منڈی بھینس لینے گیا وہ دوست مواحد تھا لیکن بیگم دوسرے عقیدہ والی تھی جب وہ روپے لے کر باہر نکلنے لگا تو وہ بیگم صاحبہ کہنے لگی، یا داتا کوئی اچھی سی بھینس دینا جس کی دھار نرم ہو، وہ واپس آ گیا اور روپے اپنی بیگم کو واپس دے دیے کہنے لگی آپ تو بھینس لینے گئے تھے واپس کیوں آ گئے ہو؟ وہ کہنے لگا میرا خیال ہے اب دادا والی استعمال کر لیں اگلی بار اپنی لے آئیں گے، اس طرح کی بھی ہیں لیکن یہ دیکھو!

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (التحریم: ۱۱)

ذرا بتائیں کہ اس طرح کی بھی مومنہ عورتیں دنیا پر آئی ہیں۔ ادھر خاوند اور ادھر بیگم ہے۔ مکالمہ ہو رہا ہے، فرعون کہتا ہے۔

من لیا رب مینوں کل سیانیاں
امیراں وزیراں اَتے راجیاں رانیاں
نی گھر دی تو بیوی میرا قدر نئیں جانیا
گلاں اے چنگیاں نائیں

سارا جہان مینوں منے خدا نی
موسیٰ دے مگر لگ ہویوں گمراہ نی
بدن دے وچ دیواں میں میخاں ٹھکا نی
فیر کون چھڑاوے تیرے تائیں

جب اس کی طرف سے سختی اور دھمکی ملی کہ میں مار دوں گا، آج کے دور کی ہوتی تو گھبرا جاتی، اس نے کہنا تھا میں تو مذاق کر رہی تھی، لیکن ادھر ایمان اور تیز ہو گیا۔ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والے یہ ہیں۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝﴾ (الانفال : ۲)

یہ مومن ہیں جب قرآن کی آیات پڑھی جائیں تو ان کا ایمان بڑھتا ہے ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ ادھر فرعون نے دھمکی دی اور آگے سے مائی صاحبہ جواب دیتی ہیں فرماتے ہیں:

آسیہ کہیا مینوں موتوں ڈرا نہ
میں پڑھ لیا ای کلمہ مناں ہن چوٹھا خدا نہ
توں کرسٹ جو کرنا ای ظالم رحم کما نہ
اس زندگی دی لوڑ مینوں نائیں

"قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" اپنے قدموں پر کھڑے ہونا ہے۔

ہمت، صبر، سلوک، ہتھیار کاری
صاحب حوصلہ ہر مسلمان بیلی
اِکو رب رسولؐ دے نام اُتوں
جناں سکھیا ہون قربان بیلی
گویا موت نوں زندگی سمجھ بیٹھے
تے لیا رجم نوں بزم پہچان بیلی

او قتل ہون دا نام شہید ہونا
تے فاقہ سمجھیا فرض رمضان بیلی

فرمایا ہم نے سیکھا ہی یہی کچھ ہے میں تو تیار ہوں۔اب مائی آسیہ رضی اللہ عنہا کو زمین پر لٹا کر میخیں لگنے لگ پڑی ہیں، خون نکلنے لگ پڑا ہے اب یہاں سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی ہے: "رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" اے میرے مولا ساری زندگی میں نے تیری مانی ہیں اب میری باری ہے اب تم مانو! تیرا وعدہ ہے یہاں میری مانو اور آگے میں مانوں گا یہاں دنیا پر میری مانو اور پھر دیکھو!

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَا اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝﴾ (الذاریات: ١٥، ١٦)

مائی آسیہ رضی اللہ عنہا زمین پر لیٹی ہیں دعا کی ہے۔"رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" یا اللہ میرا گھر اپنے پاس بناؤ۔ مجھے اپنی ہمسائی بناؤ، مولا کریم اب میں دنیا سے دلبرداشتہ ہو چکی ہوں اب میرا گھر اپنے پاس بناؤ۔ زمین پر لیٹی ہوئی ہیں ۔علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تحت ذکر کیا ہے۔ جب سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا زمین پر لیٹی ہیں تو مدہوش ہوئی پڑی ہیں۔خون سے لت پت ہیں مولا کریم نے فرمایا آسیہ رضی اللہ عنہا نگاہ آسمان کی طرف اٹھاؤ جب نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی تو اللہ پاک نے درمیان سے پردے اٹھائے اور فرمایا آسیہ رضی اللہ عنہا تمہارے جسم سے روح بعد میں پرواز ہوگی مگر ہم تمہارا بنگلہ اور کوٹھی جنت میں تمہیں پہلے دکھا دیں گے یہ دعا قبول ہوئی اور دوسری گزارش یہ کر رہی ہیں یا اللہ مجھے یہ بھی بتا دو ساری زندگی میں نے ظلم وستم برداشت کیے، اس کے گھر میں رہ کر پوجا میں نے تیری کی ہے میں نے لا الــہ الا اللــہ میں فرق نہیں آنے دیا اس کے گھر میں رہ کر اس کا کھا کر اس کا پہن کر اس کی چار دیواری میں رہ کر اس کی بیوی کہلوا کر میں نے پرستش تمہاری کی ہے کیونکہ پرستش محبت کا آخری درجہ ہے اور یہ پرستش اللہ پاک کی ذات سے خاص ہے کسی غیر کی پرستش نہیں ہو سکتی، اے میرے اللہ مجھے اتنی بات بتا دو۔ جب مجھے قیامت والے دن کامیابی

نصیب ہوگی تو جنت میں جا کر مجھے خاوند کون سا ملے گا؟ یا اللہ دنیا میں میں فرعون کی بیوی تھی مگر قیامت والے دن جب مجھے جنت کا داخلہ ملے گا تو پھر مجھے کس کی بیوی بنایا جائے گا؟ مولا کریم نے فرمایا آسیہ رضی اللہ عنہا تمہارا امتحان اتنا بڑا ہے اور تم نے سو فیصد نمبر لیے ہیں تم کامیاب ہوئی ہو، زندگی کی ساری آزمائشوں پر کامیاب ہوئی ہو، جتنا بڑا تمہارا امتحان ہے اتنا ہی بڑا تمہارا انعام ہے۔ قیامت کو ساری خدائی دیکھے گی۔ حشر کے دن جب حساب وکتاب ہو جائے گا۔ تو اے آسیہ رضی اللہ عنہا میں تمہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی بیوی بنا کر جنت الفردوس میں داخل کروں گا۔

میرے محترم یہ وہ استقامت ہے، لا الـه الا الله پر قائم رہنا ہے۔ پاؤں میں جنبش نہ آئے۔ پاؤں میں لرزش نہ آئے۔ مخالف ساری دنیا بھی ہو جائے۔ مگر جب لا الــه الا لــلـه کی تڑپ دل کی چار دیواری میں ہے تو پھر ساری دنیا کی طاقتیں ہیچ ہو جائیں گی اور یہ انسان کامیاب ہو جائے گا۔

مولا کریم نے فرمایا اگر ان ٹرینڈ ہو، انجان ہو، کمزور ہو، ناتواں ہو بغیر اسلحہ کے ہو پھر بھی فکر نہ کرنا میں جو ہوں جب مشکل وقت آئے تو آواز مجھے دو، پھر جس طرف تم چلو گے، اگر کامیابی تمہارا مقدر نہ بنے تو پھر میں کیوں رب کہلواؤں؟ جس طرف تم چلو گے کامیابی تمہارے قدم چومے گی اور مت سمجھو! اپنے ایمان میں کمزوری نہ دکھانا، اپنے قدموں پر قائم رہ کر لا الـه الا الـلـه پڑھ کر پھر عبادت اس کی کرنی ہے محمد رسول اللہ ﷺ اور طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنانا ہے۔

میرے محترم یہ ایک تحریک ہے، یہ کوئی نئی نہیں بلکہ یہ شروع سے لے کر جناب آدم علیہ السلام سے لے کر چل رہی ہے کہ لا الــه الا اللـه وہ ساری کائنات کا خالق ہے اور وہی ساری کائنات کا مالک ہے۔ وہی پیدا کرنے والا ہے اور نظام بھی وہی چلا رہا ہے اس لیے جب بناتے وقت اس کا حصہ دار کوئی نہیں تھا تو اب اس کا نظام چلاتے وقت بھی کوئی اس کا حصہ دار نہیں ہے۔ پھر ہمیں کس نے حق دیا ہے کہ ہم اس کے حصہ دار بنائیں؟ اپنے مالک کو پہچانیے،

اس کی معرفت حاصل کریں اس کی منشا کے مطابق چلیں اور رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کو اپنے لیے روشنی کا مینار سمجھئے اپنی منزل کی طرف اقدام کیجئے۔ یقیناً منزل مقصود سامنے نظر آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کلمہ کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



توحید باری تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ (اخلاص: ۱ - ٤)

میرے عزیز نے مجھے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں کچھ کہنے کا اشارہ کیا ہے یہ ایک بہت بڑا جامع مضمون ہے اس کے لیے بہت سا وقت درکار ہے لیکن میں ان شاء اللہ کچھ عرض کروں گا توحید ایک ایسا بنیادی نظریہ ہے جس کو سمجھانے کے لیے رب العالمین نے انبیاء اور رسل علیہم السلام کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ ہر نبی علیہ السلام، ہر پیغمبر اور ہر رسول نے اپنی اپنی قوم کو بڑی جانفشانی سے مسئلہ توحید سمجھایا، اس پاکیزہ نظریہ کو لوگوں کے دل و دماغ میں، قلب ونظر میں بسانے اور بٹھانے کے لیے بڑے مصائب اور بڑے آلام کا سامنا کرنا پڑا ہر تکلیف برداشت کر لی لیکن مسئلہ توحید واضح کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ توحید ایک ایسا خدائی پیغام ہے، جو ہر نبی علیہ السلام، ہر پیغمبر اور ہر رسول نے اپنی اپنی قوم کو سنایا اور اپنی نبوت اور رسالت کی ابتدا ہی یہاں سے کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی پیغمبر علیہم السلام آئے ہیں ان کو میں نے اپنی طرف سے وحی کر کے اس بات کا پابند کیا ہے کہ جا کر یہ بات سنانی ہے کہ میرے بغیر کوئی الہ نہیں، کوئی معبود نہیں، کوئی مطلوب نہیں اور کوئی مسجود نہیں، کوئی حاجت روا نہیں اور کوئی مشکل کشاء نہیں،

ہر دور میں ہر پیغمبر نے لوگوں کی طبع کو دیکھ کر پھر ان کی طبع کے مطابق اس بات کو سمجھانے کی کوشش کی، کچھ لوگوں کی طبع نرم ہوتی ہیں اور کچھ لوگوں کی طبع سخت ہوتی ہیں، کئی اشارہ سے ہی مان جاتے ہیں، کئی اشارہ کو ہی سمجھ جاتے ہیں اور کئی اتنے سخت دل ہوتے ہیں اتنے بدو ہوتے ہیں۔

ان کو دین اور دنیا کی امثال دے دے کر سمجھاؤ جب پوچھا جائے کہ کچھ سمجھ میں آیا ہے تو انہوں نے کہنا ہے ابھی اچھی طرح سمجھ میں نہیں آیا اس لیے پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ رمز شناس ہوتا ہے اور پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ خوبیوں اور صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔ اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ قوم اس انداز سے سمجھے گی۔

اب دیکھو ایک حکیمانہ انداز ہے تمہیں پتہ ہے حکیم لوگ جب نبض دیکھتے ہیں تو یہاں ہاتھ رکھ کر چیک کرتے ہیں۔ یہ حکیم اندازہ لگاتے ہیں کہ اسے کیا مرض ہے؟ یہ اب حکیمانہ انداز ہے۔ ادھر ذرا دیکھیں یہ سارا قرآن حکمت اور دانائی سے بھرا ہوا ہے۔ اب یہ قرآن فائدہ کن کو دیتا ہے؟ جو اس کو پڑھے گا اور پھر غور کرے گا۔ لیکن جس نے نہ اس کو پڑھا اور نہ اس پر غور کیا۔ اس کو قرآن فائدہ نہیں دیتا اس لیے تعجب کے ساتھ اللہ کریم نے فرمایا ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا﴾ (النساء: ۸۲)

تمہیں قرآن نے فائدہ کیوں نہیں دیا؟ تمہیں اس قرآن سے فائدہ کیوں نہیں پہنچا؟ اس نے مکہ کے بدوؤں کو رنگ چڑھایا، اس نے ڈانگری اور عیالی لوگوں کو صحابی رضی اللہ عنہ بنایا، زمین سے اٹھا کر قرآن نے آسمان تک پہنچایا "اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ" اس لیے فرمایا تمہیں قرآن نے فائدہ کیوں نہیں پہنچایا؟ دو باتیں ہیں پہلی بات ہے تم اس پر غور نہیں کرتے، تدبر نہیں کرتے، تفکر نہیں کرتے اور اگر غور بھی کرتے ہو سوچ و بچار بھی کرتے ہو، محنت بھی کرتے ہو کوشش بھی کرتے ہو تو پھر دوسرا معنی لیں گے پھر تمہاری قسمت اچھی نہیں ہے، یا تم غور نہیں کرتے یا پھر دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔ "اَمْ

عَلٰی قُلُوْب اَقْفَالُهَا" دلوں پر تالے لگ گئے ہیں بلکہ دوسرا معنی یہ کرلیں۔
﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ وَ عَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ٥﴾ (البقرة: ۷)
اگر تم غور کرتے ہو مگر پھر بھی فائدہ نہیں ہوتا تو پھر اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے دلوں پر ختم پڑھا گیا ہے ہمیں دوسرا معنی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ قرآن کا ترجمہ دیکھ لو ختم کا معنی ختم ہے۔ تمہارے دلوں پر ختم پڑھا گیا ہے تمہارے کانوں پر ختم پڑھا گیا ہے تمہاری آنکھوں پر ختم پڑھا گیا ہے جن دلوں پر ختم آیا وہ دل گئے جن آنکھوں پر ختم پڑھا گیا وہ آنکھیں گئیں اور جن کانوں پر ختم پڑھا گیا وہ کان گئے اور پیچھے کیا رہ گیا؟
﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ وَ عَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ٥﴾ (البقرة: ۷)
جب ختم کانوں پر آیا تو کان گئے، جب آنکھوں پر ختم آیا تو آنکھیں گئیں اور جب دل پر ختم آیا تو دل گیا، اب میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی قسمت اچھی نہیں بلکہ میں کہتا ہوں غور کرو لڑائی نہ کرو، جھگڑا نہ کرو، اپنی بھول کو دور کرو، بھول کب دور ہوگی؟ جب مجھ سے بات چیت کروگے۔
اب دو باتیں ہوگئیں۔ "اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ" سوچتے نہیں اور اگر سوچتے ہیں مگر فائدہ نہیں ہوتا تو پھر اس کا معنی یہ ہے۔

جناں دے دل مہراں جڑیاں او ازلی قہر اِلا ہوں
او وچ گمراہی گئے پریرے تے ردّ ہوئے درگاہوں

میرے محترم تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے، پھر دیکھو دل کی کیسے صفائی ہوتی ہے؟ اب یہی مسئلہ ایک پیغمبر علیہ السلام بڑے حکیمانہ انداز سے سمجھا رہے ہیں تاکہ اس بات کو لوگ اچھی طرح سمجھ لیں۔ پیغمبر علیہ السلام قید میں ہیں جیل میں ہیں موقع کو غنیمت سمجھا کہ اس سے بہترین موقع اور کوئی نہیں، یہ سب گھر سے فارغ ہیں اور جب انسان جیل میں ہو تو وہ آدمی جس نے

ساری عمر نماز نہیں پڑھی، میں بھی ایک بار جیل میں گیا تھا۔

جب حکومت سے معاملات ہوتے ہیں یہ نہ سمجھو کہ میں کسی بھینس کے چوری ہونے کے جرم میں گیا ہوں۔ میں نے وہاں جیل میں بہت سے ایسے لوگ دیکھے جن کو اچھی طرح بسم اللہ نہیں پڑھنا آتی وہ بھی وہاں پارے پکڑے پھرتے ہیں پھر وہاں کئی دعائیں کرواتے ہیں مولوی صاحب دعا کریں میری جان چھوٹ جائے میں نے کہا ابھی نہیں چھوٹنی ہے۔

اب یہ تمام جیل کی چار دیواری میں ہیں۔ ان سب میں ایک نبی علیہ السلام بھی ہیں، اب موقع کو غنیمت سمجھا کہ چلو اب ان کو مسئلہ توحید سمجھا دوں۔ جناب یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (یوسف: ۳۹، ۴۰)

اے میرے جیل کے ساتھیو! اے میرے قید کے ساتھیو مل کر میری طرف دیکھو! تمہیں پتہ ہے نبی حسین وجمیل ہے پھر وہ نبی ہے جس کو دیکھ کر پیاس بجھ جائے، شکل پیاری اور بات پیاری ہو، پھر سننے والا بھلا دور کیسے جا سکتا ہے؟ یہ سنانے والا نبی ہے اور پھر نبی کی صورت بھی ایسی ہے سبحان اللہ اتنی پیاری شکل والے نبی علیہ السلام ہیں جب ان کو خریدنے کے لیے چاروں اطراف عورتیں کھڑی تھیں عزیز مصر کی بیگم بھی ساتھ تھی، یہ لینے کے لیے گئے تو ایک مصر کی شہزادی تھی اس کو اپنے حسن پر بہت زیادہ مان تھا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی بھی حسین نہیں ہو سکتا لیکن سنا ہے ایک بُردہ بکتا ہے، اب میرے پاس دولت بھی زیادہ ہے اور میرا حسن بھی ہے، ہر کوئی جب امید لے کر وہاں پہنچا سونا، چاندی، درہم و دینار لے کر گئے اب جوان کو دیکھے پیچھے ہوتا جائے جو دیکھتی پیچھے ہو جاتی۔

یہاں ہر کسی کو خود پر ناز تھا کہ میں خریدوں گا یہ جو سب سے زیادہ حسین وجمیل تھی جب

اس نے اس طرح دیکھا جب پیغمبر علیہ السلام کی اتنی پیاری شکل دیکھی تو بے بس ہو گئی، اپنا حسن بھی بھول گئی اور کہنے لگی اے یوسف علیہ السلام میں تمہیں قیمتاً خرید نہیں سکتی، میں تو یہ امید لے کر آئی تھی کہ میرے پاس دولت بھی بہت زیادہ ہے اور میرا حسن بھی بہت زیادہ ہے، مگر میں نے جب تم کو دیکھا ہے تو میں نے یہ اندازہ کر لیا ہے میرے پاس وہ قیمت نہیں جس سے میں تمہیں خرید سکوں مگر اے یوسف علیہ السلام مجھے اتنی بات بتا دو تمہیں بنایا کس نے تھا؟ تمہارا کاریگر کون ہے؟ تمہیں کس نے بنایا ہے؟ سبحان اللہ اور تمہیں کس نے بنایا ہے؟ اللہ کریم فرماتے ہیں؟ اتنی بات ہی جان لو اور کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ اللہ کریم فرماتے ہیں اتنی بات ہی جان لو اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں؟

﴿يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝﴾ (الانفطار: ٦ - ٨)

تمہیں کس چیز نے دھوکہ دیا؟ کس چیز نے تمہیں فریب دیا؟ اس رب کی طرف سے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ "الَّذِي خَلَقَكَ" تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا کیا پیدا کرنے میں اور بھی کوئی شامل ہے؟ "الَّذِي خَلَقَكَ" سب کا خالق اللہ ہے۔ جس نے تمہیں پیدا کیا "الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ" پھر سر سے لے کر پاؤں تک تمہارے جسم کو خوبصورت بنایا، برابر بنایا اس کاریگر کی فٹنگ پر قربان جایئے، کیسا بنایا ہے؟ "فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ" جہاں جہاں جوڑ پیارا لگتا تھا، وہاں وہاں جوڑ لگایا، تمہیں دیکھتے ہی بھوک مٹ جائے حالانکہ ان دو آنکھوں میں سے ایک آگے لگا دیتے ایک پیچھے لگا دیتے کیونکہ عموماً بیک لائٹ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مولا کریم ایک کان لگا دیتے اور دوسرا نہ لگاتے تو لوگ بُچا کہتے، ایک ہونٹ مولا کریم لگاتے اور دوسرا نیچے جھکا دیتے تو لوگ بُکڑ کہتے مگر کیا بنایا ہے؟ اسے رب کہتے ہیں، یہ تمہارا خالق ہے، فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (آل عمران: ٦)

فرماتے ہیں:

او عجب تصور کرے مصور تے گرے منور شکلاں

ایک شکل سے دوسری شکل نہیں ملتی، اتنے اس مولا کے پاس سچے ہیں۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھو کیا کسی سے شکل ملتی ہے؟ ساری دنیا دیکھ لو ایک سے دوسرا نہیں ملتا اگر سب ایک جیسے ہوتے تو میرے خیال سے گوجرانوالہ کا نظام دو دن بھی نہ چلتا، چوری کوئی کر کے لے جاتا اور تھانہ میں مار کسی کو پڑ رہی ہوتی لیکن دیکھ لو!

او عجب تصور کرے مصور تے گرے منور شکلاں

او ڈھنگ تیرے دی تنگ منازل دنگ رہن جتھے عقلاں

شہزادی یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگی اے یوسف علیہ السلام بتاؤ تمہارا کاریگر کون ہے؟ وہ کاریگر اور یہ ساری اس کی کاریگری ہے وہ مصور اور یہ اس کی تصویر کشی ہے کبھی تصویر کشی میں فرق آ سکتا ہے؟ جب نئی نئی شادی ہو تو وہ سب سے پہلے دونوں کو اکٹھے کر کے فوٹو کھینچتے ہیں وہ پھر دونوں میاں بیوی اکٹھے کھڑے ہوتے ہیں پھر بھی ان کی فوٹو صحیح نہیں آتی۔ لیکن دیکھو کہاں سے مصور نے تصویر کشی کی ہے؟ پھر مولا کریم فخر کرتے ہیں ناز کرتے ہیں کہ میں تمہارا کاریگر ہوں کیسی اِس کی کاریگری نظر آ رہی ہے؟ سبحان اللہ سبحان اللہ پیارے سے پیارا ہے بہتر سے بہتر ہے۔ ایک کو دیکھو تو طبیعت خراب ہو جائے اور دوسرے کو دیکھنے سے بھوک مٹ جائے، شہزادی کہنے لگی اے یوسف علیہ السلام مجھے اتنی بات بتاؤ تمہیں بنایا کس نے تھا؟ جناب یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن کیسے بتاتا ہے؟

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۝﴾ (المومن: ٦٤)

تمہارا رب وہ ہے۔ "ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ" تمہارا یہ رب ہے کونسا؟ جس نے تمہارے لیے زمین بنائی، پھر تمہارے لیے آسمان کو چھت بنایا "جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا" زمین

پر مکان بنا لو، زمین پر مساجد بنا لو، اگر ضرورت پڑھے تو زمین پر کھیتی باڑی کر لو، زمین اتنی سخت ہے کہ پہاڑوں کا وزن لے کر کھڑی ہے اور نرم بھی اتنی ہے اس کو کھود کر نل لگا لو، "جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا" تمہارے فائدہ کے لیے زمین بنائی، محلات اس پر ہیں۔ بنگلے اس پر ہیں، کوٹھیاں اس پر ہیں۔ نہریں بھی اس پر ہیں۔ دریا بھی اس پر ہیں۔ سخت اتنی ہے کہ ساری دنیا کا بوجھ اٹھایا ہے اور نرم اتنی ہے جہاں مرضی کھود کر ٹیوب ویل لگا لو، آسمان کو تمہارے لیے بنایا، "جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا" آسمان کو چھت بنایا میں تمہارا کاریگر ہوں۔ میں تمہارا رب ہوں اور ساری کائنات کا خالق ہے، تمہیں لوگوں کی تو کاریگری نظر آتی ہے، چھوٹے چھوٹے لینٹر پڑیں تو گر جاتے ہیں مگر میرے لینٹر کی طرف دیکھو جس کے نیچے ستون تک نہیں ہے اس طرح کا میں کاریگر ہوں جہاں تک تمہاری نگاہ جائے دیکھ لو میں نے کس طرح کا لینٹر ڈالا ہے؟ رب تو ہوا اس طرح کے رب کو مانو، مگر تم کہتے ہو نہیں ہم نے اس کو ماننا ہے جو قبر میں پڑا ہے۔ اب رب کے تو یہ دلائل ہیں مگر اس کو کیسے مانیں؟ جو خود قبر میں لمبا لیٹا ہے، عقلمند، دانا، اچھے بھلے پڑھے لکھے، اپ ٹو ڈیٹ گریجوایٹ، تعلیم یافتہ، ایم اے، ایف اے، بی اے، ڈبل ایم اے، پی ایچ ڈی جیسی ڈگریاں اور اسناد حاصل کرنے والے بے وقوف قبر پر کھڑے ہیں ساتھ بیگم کو کھڑا کیا ہے، دوسری طرف خود کھڑا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہتا ہے بابا جی ایک لڑکا دے دو، اس نے لڑکوں کی ایجنسی منظور کروائی ہے؟ میرے بھائی پھر اس طرح ہاتھ اوپر کو کیوں کیے ہیں؟

اس طرح تو اس کے سامنے کرتے ہیں جو اوپر ہو اور جو نیچے ہو اس کی طرف اس طرح نیچے کو ہاتھ کرو مگر وہ رب کیسا ہے؟

﴿اللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۝﴾ (المومن: ٦٤)

بڑی پیاری اشکال بنائیں۔ "وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ" کس نے

کھلایا؟ ”وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ“ پھر تمہارے لیے روٹی کے بھی بندوبست کیے اور یہ تمہارا رب ہے ”ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ“ یہ رب ہے زمین کی طرف دیکھو آسمان کی طرف نگاہ اٹھاؤ، زمین میں طرح طرح کی مولا کریم کی مصنوعات ہیں اب دیکھو سردی آرہی ہے گھر نلکا لگا ہے پانی نکالا تو پانی گرم آیا، وہ ہیٹر کس نے لگایا؟ اوپر سے آرڈر ہو رہا ہے نیچے ہیٹر لگ گیا، میرے بندوں کو پانی گرم چاہیے، تم نے دیکھا ہے سردیوں میں وضو کرتے وقت کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ ابھی وضو کرنے ہی لگا ہے آگے سے نیچے ہوتا ہے اور پیچھے سے اوپر ہو رہا ہے لیکن ادھر بندوبست ہو رہے ہیں، وہ بندوبست کر رہا ہے جب نل سے پانی نکالا تو ٹھنڈا پانی نکل گیا، نیچے سے گرم پانی آنا شروع ہو گیا، اللہ کی قسم! اس طرح لگتا ہے جیسے نیچے کوئی آگ جلا رہا ہے ہوتا ہے اوپر سے دھواں نکل رہا ہوتا ہے رب کریم نے فرمایا نل میں سے بھی دھواں نکلے گا اور سردی میں تم بھی باہر کو سانس لو تم میں سے بھی دھواں نکلے گا جب سردی آئی تو نیچے ہیٹر لگایا اور جب گرمی آئی پانی نکالا تو پہلے گرم اور پھر ٹھنڈا نکلنا شروع ہو گیا اب نیچے اے سی لگ گیا ہے سردی ہو تو پانی گرم ہے گرمی ہو تو پانی ٹھنڈا ہے، اس کو رب کہتے ہیں جو تمہاری ضرورت کے مطابق تمہارا خیال رکھتا ہے فرماتے ہیں۔

گرم ڈِناں وچ پیون کارن او پانی سرد بناوے
تے سرد ڈِناں وِچ وَرتن کارن اُو پانی گرم لیاوے

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ (البقرة: ۲۱،۲۲)

تمہارا ذہن یہ مانتا ہے اور تمہارا دل بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ زمین کا مالک بھی وہ ہے اور آسمان کا مالک بھی وہ ہے تمہیں پیدا کرنے والا بھی وہ ہے اور تمہیں روٹی دینے والا بھی وہ ہے رب کریم فرماتے ہیں یہ سب کچھ مان کر پھر میرے ساتھ شریک کیوں بناتے ہو؟ میرے

مقابلے میں اوروں کو کیوں کھڑا کرتے ہو؟ میرے مقابلے میں حصے دار اور ساجھی کیوں بناتے ہو؟ تم سمجھدار بنو، عقلمند بنو، وہ کاریگر ہے۔

شہزادی نے پوچھا تمہارا کاریگر کون ہے؟ پھر جناب یوسف علیہ السلام نے اس کاریگر کا تعارف کروایا ہمیں بھی اللہ پاک شناخت کردے آمین! اللہ پاک ہمیں بھی پہچان کی توفیق دے آمین! اپنے مالک کی معرفت ہمیں بھی نصیب ہو جائے آمین! یہی بات کی "وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ" کہیں نہ جاؤ، نہ جھگڑو، نہ علماء کے پاس جاؤ، نہ مناظرے کرواؤ نہ مجادلے کرواؤ کسی سے جھگڑا نہ کرو، انسان بنو یہ قرآن پڑھو اور الفاظ یہی کافی ہیں۔ "وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" پاؤں سے لے کر سر تک اپنے جسم کی طرف غور کرو جو تمہارے بنانے والا ہے جب تمہیں اپنا جسم سمجھ میں آجائے گا جب تمہیں اپنے کاریگری کی سمجھ آجائے گی کہ مجھے بنانے والا کون ہے؟ اس کا سانچہ کیسا ہے اس کی کاریگری تمہارے جسم سے ظاہر ہو رہی ہے، جب تم خود کو سمجھ لو گے پھر تم مجھے بھی سمجھ جاؤ گے تم نے تو آج تک خود کو بھی نہیں پہچانا ہے اگر تم خود کو پہچان لیتے تو تم رب کریم کو بھی پہچان جاتے۔ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" جس نے خود کو پہچان لیا اس نے رب کریم کو پہچان لیا۔

یہاں جناب یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے قید کے ساتھیو! میرے جیل کے ساتھیو بات سنو! اللہ پاک کسی کو جیل میں لے کر نہ جائے آمین! جیل سے انبیاء علیہم السلام نے بھی پناہ مانگی ہے۔ لیکن جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا یا اللہ مجھ کو جیل میں بھیج دو مگر ان سے بچا لو! کن سے؟ جو پیش پڑ گئی تھیں۔ انہوں نے فرمایا یا اللہ ان کوٹھیوں سے جیل اچھی ہے، اب پیغمبر علیہ السلام کا انداز دیکھو کتنا پیارا ہے؟ "يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ" اے میرے قید کے ساتھیو! "ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ" زیادہ معبود اچھے ہیں یا ایک معبود اچھا ہے؟ سمجھانے کا انداز ہے بہتر زیادہ رب اچھے ہیں یا ایک ہی رب اچھا ہے؟ "ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ" زیادہ رب اچھے ہیں یا ایک ہی رب اچھا ہے؟ "اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ" در در پر جانا اچھا نہیں، در در پر جانا اچھا ہے یا ایک ہی در پر جانا اچھا ہے؟ ایک در اچھا ہے، یہ مسئلہ تو گرونانک نے

بھی گرنتھ میں لکھا ہے، گرونانک کہتا ہے:

کتا در در جاوندا تے دَر دَر دُر دُر ہو

کتے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کتا وفادار ہوتا ہے وہ ایک ہی در کا ہو کر رہ جاتا ہے پھر اُس کو خوراک کس طرح کی ملتی ہے؟ صبح کو پراٹھا اور دودھ ملتا ہے پھر اس کے نام بھی بہت اچھے رکھتے ہیں نام موتی ہے، جو وفادار بن گیا، جس نے ایک گھر کا کھایا ہے وہ پھر دوسرے گھر کی طرف نہیں دیکھتا، گھر والے تمام افراد سوئے ہوتے ہیں وہ آدھی ٹانگیں گیٹ کے باہر نکال کر اور باقی اندر کی طرف کر کے بیٹھا ہوتا ہے جب کوئی پاس سے گزرنے لگتا ہے کتے نے مالک سے کہا میں نے تمہارے گھر کا نمک کھایا ہے دن کو میں سو جاؤں گا اور تم جاگتے رہو، جب رات ہو جائے گی پھر میں جاگوں گا اور تم سو جانا، اب وہ گھر والا سو گیا، کتا جو نجس العین ہے، ناپاک ہے، جو برتن میں منہ ڈال دے تو برتن بھی دھونا پڑتا ہے لیکن اب اس کتے نے وفادار بن کر دکھایا ہے۔

جب تھوڑا سا شور ہوا تو کتے نے اونچی اونچی آوازیں لگانا شروع کر دیں، بھونکنا شروع کر دیا، کہتا ہے گھر والو جاگ جاؤ باہر پتہ کرو چور گھس آئے ہیں۔ یہ وفادار ہے جس نے روٹی کھائی اس کا نام موتی رکھ دیا گیا اور مالک کا وفادار بن گیا، اگر یہ کتا دن کے وقت باہر بھونکے تو اندر سے بیگم آ کر کہتی ہے کون خبیث ہمارے موتی کو مارتا ہے؟ اس کو کوئی نہ مارے کیونکہ یہ وفادار ہے اور کئی وہ ہیں جو اس دروازے پر بھی اس دروازہ پر بھی دھکے کھاتے ہیں وہ خبیث پھر سارا دن پتھر ہی کھاتے ہیں ادھر سے مار پڑی تو ادھر بھاگ گئے ادھر سے مار پڑی تو بھاگ کر ادھر آ گئے اس کو ڈگ کہتے ہیں، یہاں اس لیے کہا تھا زیادہ رب اچھے ہیں یا ایک ہی رب اچھا ہے؟ اللہ پاک ہمیں بھی اپنے دروازے کا محتاج رکھے۔ آمین!

سب سے جان چھوٹ گئی وہ ایک ہی کافی ہے اور یہی تعجب ان کا تھا۔ "وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ"، قریش مکہ کہتے تھے یار تعجب ہے"

﴿وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سَاحِرٌ

كَذَّابٌ o اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ o﴾

(ص: ٤، ٥)

اُن لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا ایک رب سارے نظام سنبھالنے کے لیے ہے؟ اس رب کو تو کئی اور چاہئیں کہ ایک علاقہ تم سنبھال لو ادھر تم کنٹرول کرو، ادھر تم نے خیال کرنا ہے، بارش تم نے برسانی ہے، آندھی تم نے لانی ہے آندھی بھی اس وقت بھیجنی ہے جب لوگ فصل کاٹ لیں تاکہ پیچھے کوئی دانہ نہ رہ جائے۔ لوگوں کا کیسا اُلٹ ذہن بنا ہوا ہے؟ جو اللہ والا بن جائے وہ تو اللہ والوں کی خیر خواہی کرتا ہے کبھی کسی سے ظلم وزیادتی نہیں کرتا۔ یہی ذہن مکہ والوں کا تھا نہ ان کا لین دین کا جھگڑا تھا نہ روپے پیسے کا جھگڑا تھا وہ صرف یہی کہتے تھے کہ زیادہ الٰہ کیوں نہیں اور حضور ﷺ فرماتے تھے ایک ہی کافی ہے۔

جس طرح بزرگوں نے کہا ہے:

میں صدقے نبوت دا اعلان کر کے محمدؐ نے پونڈاں دی گٹھڑی ہلائی
یہودی، عیسائی، ایرانی، تورانی، مکی، ہاشمی، ہندی، چینی، ملائی
بنے سارے دشمن لہو دے پیاسے پھڑو مارو دوہائی دوہائی
او اے ساڈے بزرگاں دا بے ادب اے جمیا
لی پھر دا اے اِکے خدا دی خدائی
پلا یارو خلقت ہے لکھاں کروڑاں
تے اِکو ای خدا اے کوئی گل کم دی اے
اسی اَیناں بزرگاں تو پُت منگنے آں
نتیجہ نکلدا گوی چمدی اے

ہم سارا سال منت بھی کرتے ہیں ان کے آگے ہاتھ بھی جوڑتے ہیں ان کے کپڑے بھی تبدیل کرتے ہیں ہم ان کے آگے منت کرتے ہیں کہ اس بار لڑکا دے دو مگر وہ سب مل کر بھی لڑکا نہیں دیتے تو پھر یہ اکیلا کیا کرے گا؟ یہ ان کا دماغ تھا لیکن جب تھوڑا سا ذہن پر

بوجھ ڈالا جائے جب قرآن کو غور سے پڑھیں تو پھر قرآن راہیں نہ کھول دے تو پھر رب کا کلام کیا؟ مگر یہاں سنا ہے اور ادھر سوچا ہے جس طرح تم کاروبار سوچتے ہو، یہ حساب کر رہا ہے سوچتا ہے اس طرح کی سوچا مرا کرو، اس طرح کی سوچ جو تمہیں میں کہتا ہوں اس طرح کی سوچ سوچو تمہارے دل کی دنیا نہ بدل جائے تو میرا نام اور رکھ دینا یہ سوچ سوچو!

کاش کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

اس طرح کی سوچ سوچی ہے، کشتی میں بیٹھ گئے ہیں۔ جب کشتی چلنے لگی تو کیا کہتے تھے؟ بڑے ماہر اور استاد تھے کہتے تھے۔ مکہ والے بڑے استاد تھے کشتی میں بیٹھنے لگے ہیں۔

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

جب کشتی میں بیٹھتے تو کہتے یا اللہ! یا اللہ جب کشتی بھنور میں پھنستی تو کہتے یا اللہ یا اللہ! اور جب کشتی صحیح سلامت پار پہنچ جاتی تو پھر کہتے۔ اگر ہمارے بزرگ دھکا لگا کر پار نہ لگاتے تو ہم نے ڈوب کر مر جانا تھا، اللہ کریم کو بھی داؤ لگاتے اللہ کریم کو بھی فریب دیتے لیکن جب سمجھ آئی اب بیٹھنے والے بیٹھ گئے، اندر سردار کا بیٹا تھا، چوہدری کا بیٹا ہے بہت بڑے سیاست دان کا بیٹا ہے اللہ کریم بڑے لوگوں کو دین کی طرف لائے۔ آمین! بڑا ایک بھی آ جائے تو علاقے بدل جاتے ہیں۔ ایسے ہی تو نہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا یا اللہ کئی آئے ہیں اور کئی آئیں گے مگر اسلام کی عزتیں اس دن پوری ہوتی ہیں جس دن عمر رضی اللہ عنہ آئے گا جس دن کوئی چوہدری اسلام میں آئے تو علاقے ہی سنور جاتے ہیں۔

اب یہاں بھی چوہدری کا بیٹا عکرمہ رضی اللہ عنہ ہے کشتی میں بیٹھ گئے اپنے معمول کے مطابق جب کشتی میں بیٹھ گئے تو کہنے لگے یا اللہ یا اللہ عکرمہ نے کہا یہ کیا کرتے ہو؟ سمجھدار تھے:

﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (الملك)

اگر کانوں سے سنتے، دماغ سے سوچتے تو آج جہنم کی آگ میں نہ آتے۔ اب کہنا ہے۔

"رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا."

مگر فائدہ کیا ہوگا؟ وقت گزر گیا۔ اب وقت ضائع کر کے میدانِ حشر میں کہتے ہیں۔

﴿رَبَّنَآ اَبۡصَرۡنَا وَ سَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ۝﴾

(السجدة: ١٢)

ہم نے آنکھوں سے دیکھ بھی لیا ہے اور کانوں سے سن بھی لیا ہے۔ یا اللہ ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجو، اب وقت ہے کیا ہم تمہارے بارے میں برا بولتے ہیں؟ میں کوئی لفظ نازیبا کہتا ہوں؟ کیا میں تمہارا بدخواہ ہوں؟ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، اللہ اپنے لالچ کے لیے اپنے طمع کے لیے اپنی حرص کے لیے اپنے فائدہ کے لیے اگر میں بات کہوں تو اللہ تم مجھے اب بھی سزا دے سکتے ہو اور اگر میرا مقصد ہی یہی ہے کہ لوگ سمجھ جائیں تو اللہ پھر لوگوں کو توحید کی دولت سے مالا مال کر دے۔ آمین!

میرے دل میں تو درد ہے، مگر اس کی وجہ صرف فائدہ ان کو ہے، جن کو توحید سننے سے خوشی آتی ہے ان لوگوں کو خوشی آتی ہے جن کے دل میں تھوڑی سی ایمان کی رمک ہے اور جن کا سارا دل ہی کالا ہے، وہ پھر صبح پوچھتے ہیں کیا کل جلسہ ہوا ہے؟ ساتھ کہتے ہیں کیا وہ بھی کوئی جلسہ تھا؟ بس وہی جلسہ میں کہا ہے جو کہتے رہتے ہیں کیا فائدہ ہوا ہے؟ دیکھو غور کرو توجہ کرو اور جب تم متوجہ ہو گے اللہ پاک پھر ہدایت کی راہیں کھول دیں گے، دیکھو ذہن بننے لگا ہے۔

حضور ﷺ ایک دن دوپہر کا وقت تھا، حضور ﷺ اپنی بیوی سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے تھے جب دوپہر کا کھانا کھا لیا جائے تو پھر نیند آتی ہے۔ جمعہ والے دن جمعہ کی نماز پڑھ کر کھانا کھایا جائے، جو بعد میں کھانا کھاتا ہے اسے نیند نہیں آئے گی اور جو پہلے کھا آتے ہیں وہ پھر جمعہ میں سویا ہی رہتا ہے۔ دوپہر کا قیلولہ حضور ﷺ کھا کر سوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ اپنی بیوی سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سو گئے، جب آپ ﷺ سونے کے بعد بیدار ہوئے آپ ﷺ مسکرا رہے تھے حضور ﷺ کا چہرہ بڑا ہشاش بشاش تھا، بیوی صاحبہ کہنے لگیں اللہ پاک ﷺ آپ کو اسی طرح خوش رکھے۔ کیا خواب میں آپ ﷺ کو کوئی پیغام ملا ہے؟ آپ ﷺ کو کیسی خوشی ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں، ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے

عجیب خواب آیا ہے۔ میں اپنا خواب دیکھ کر حیران ہو گیا ہوں اور خوش ہو رہا ہوں کیونکہ میں نے خواب میں ابوجہل کے گھر جنت کی کھجور دیکھی ہے۔

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ابوجہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ خون کا پیاسا ہے، قتل کے درپے ہے تو پھر اس کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا تعبیر کا مجھے نہیں پتہ ہے تعبیر نہیں بتائی اب تعبیر کا موقع آیا ہے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کشتی میں بیٹھ گیا۔

﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ (العنکبوت: ٦٥)

جب کشتی میں بیٹھ گئے اور کشتی پھنسنے لگی بھنور میں پھنس گئی۔ ڈوبنے لگی تو سب کہتے ہیں یا اللہ یا اللہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے میرے بزرگو! اور اے ملاح کشتی کو روک دو، جب کشتی رک گئی تو کہنے لگے تم کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم یا اللہ یا اللہ کہہ رہے ہیں عکرمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا لات، یا منات، یا عزیٰ، یا ہبل ان کو کیوں نہیں پکارتے ہو؟ جن کو تم دن رات پوجتے ہو اب ان کا نام کیوں نہیں لیتے ہو؟ کہنے لگے تمہیں نہیں پتہ ہے عکرمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے سب پتہ ہے کہنے لگے ہم نام تو ان کا بھی لیتے ہیں مگر وہ یہاں کام نہیں آتے۔ کیونکہ وہ کیچڑ کے برے ہیں ہم نے کئی بار دیکھا ہے وہ کیچڑ میں پھسل جاتے ہیں وہ کیچڑ کے مارے ہیں۔ وہ کبھی کیچڑ میں کام نہیں آئے اس لیے کیچڑ میں کام عرش والا ہی آتا ہے۔ اب عکرمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہیں یہی میرا اور تمہارا رونا ہے۔

﴿وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾

(ص: ٤، ٥)

عزیٰ، لات، منات تے ہبل چھڈ کے اوہن اک نوں کیوں پکار دے او

اوجدے نال قدیم دی دشمنی اے اودے رب نوں کیوں واجاں مار دے او

ملاح سے کہنے لگے انسان بن کر مجھے کنارہ پر اتار دو، کنارہ پر اتر گئے سیدھے آئے مصطفیٰ ﷺ سے ناطہ قائم کرلیا، یہاں تھوڑا سا غور کیا ہے۔

اس قرآن نے مکہ کے بدوؤں پر رنگ چڑھایا، اس قرآن نے ڈاکوؤں اور راہزنوں کو اقوام کا پاسبان بنایا، اس قرآن نے جنگلی چرواہے اونٹ بکریوں کو چرانے والوں کو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم بنایا تمہیں فائدہ کیوں نہیں ہوتا؟ یہی قرآن میں سناتا ہوں اور تم ہمیں گالیاں دیتے ہو کیا کسی جگہ پر قرآن کا ایسا بھی کوئی مقام ہے؟ جس میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں فرق پڑتا ہو؟ ان میں یہ بات ہے جو جو آیت ان کے مطلب کی نہیں اسے پڑھتے ہی نہیں، کہتے ہیں یہ آیت مخالفت کرتی ہے اس میں رسول ﷺ کی گستاخی ہوتی ہے کیوں جی کسی آیت میں آپ ﷺ کی گستاخی ہے؟

مسجد کے آگے سے ایک آدمی گزر رہا تھا شام کی اذان ہوگئی اس نے سوچا نماز پڑھ لوں۔ جب وضو کر کے سارے آگئے وہ راہ گیر داڑھی والا تھا۔ باقی صاف تھے۔ اللہ پاک سب کو داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جب انہوں نے دیکھا کہ اب نماز کون کروائے؟ اب وہ داڑھی والا تھا، دیکھو کیسے داڑھی والوں کی عزتیں ہوتی ہیں؟ وہ داڑھی والا آگے کھڑا ہوگیا، باقی پیچھے کھڑے ہو گئے اس نے الحمد پڑھ کر پہلی رکعت پر پہلے الفاظ ہی یہی کہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۝﴾ (الکھف : ۱۱۰)

پیچھے ایک ایک عاشق کو عشق کودا، اس نے مولوی کو پکڑا اور سیدھا جی ٹی روڈ پر لے گیا کہنے لگا تمہیں سارے قرآن میں سے یہی آیت ملی ہے؟ جو ہمیں تکلیف دے تمہیں کوئی اور آیت نہیں آتی تھی؟ کہاں سے تم ہمارا دل دکھانے کے لیے چلے تھے؟ اے پاپی سارا قرآن اللہ کریم نے محمد ﷺ کی نعت بنا کر نازل فرمایا ہے۔ اگر تمہیں پڑھنا نہ آئے تو میں کیا

کروں؟ اب یہ دو آیات سن لو اور مسئلہ ختم ہو۔

اللہ کریم فرماتے ہیں: میرے یوسف علیہ السلام نے پھر توحید کیسی سنائی؟ فرماتے ہیں:

﴿يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (یوسف: ۳۹، ۴۰)

جن کو تم مانتے ہو، ان کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور جس کو میں مانتا ہوں میرے پاس دلیل ہے جن کو تم پوجتے ہو تمہارے پاس اُن کو پوجنے کی دلیل کوئی نہیں، تم بے دلیل ہو اور عقل کے بھی مارے ہوئے ہو اصل بات یہ ہے جناب یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" حکم اللہ کا ہے زمین اللہ کی ہے آسمان اللہ کا ہے ساری کائنات کا مالک اللہ ہے اور حکم بھی اللہ کا ہے۔ "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ" اس نے حکم دیا ہے "اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا" اس نے حکم دیا تھا، کسی کی عبادت نہیں کرنی، کسی کی پوجا نہیں کرنی، کسی کی پرستش نہیں کرنی "اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ" پوجا اس کی کرنی ہے۔ "اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ" یہ دین قیم ہے، اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے، جناب یوسف علیہ السلام نے جیل کی چاردیواری میں رب کی توحید کو حکیمانہ انداز میں پیش کیا۔

دلائل ہی اتنے اعلیٰ قسم کے ہیں لیکن فائدہ ان کو ہوتا ہے، جو ہدایت کے متلاشی ہوتے ہیں ان کو پھر اثر ہوتا ہے دلوں کو اللہ پاک پھر نور بخشتے ہیں۔

منہ کو درد ہو، زخم بنا ہو، گوشت اعلیٰ قسم کا ہو، منہ میں ڈالے گا تو گالیاں بیوی کو دے گا، گھر والی سے کہتا ہے تمہارا بیڑا غرق ہو تم نے اتنی مرچ ڈال دی ہے، وہ کہتی ہے جناب میرا قصور نہیں ہے۔ یہ اب کس کا قصور ہے؟ زخم والے منہ کو تو گوشت برا ہی لگنا ہے۔

پکّے ہوئے منہ نوں گوشت بُرا ای جاپنا
اے گوشت دا قصور نئیں علاج کرے اپنا

اے میرے پیارے تمہاری قسمت اچھی ہو، یہاں تو سنتے ہو رسول اللہ ﷺ کے فضائل کیا شک ہے؟ حضور ﷺ کا حسن کیا شک ہے؟ حضور ﷺ کے معجزات کیا شک ہے؟ ایک نعت پڑھتا ہے اور تم جھومتے ہو۔ اس میں کیا شک ہے؟ بھلے مانسو کبھی ایسے توحید کی چھل آئے، جس سے تمہارے دل کی نجاستیں صاف ہو جائیں۔ یہ مسئلہ بیان کروایا کرو۔

اس مسئلہ توحید کی کیا عظمت اور شان ہے؟ رب کریم نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان سے اعلان کروایا۔ تاکہ توحید کی عظمت اُجاگر ہو جائے اور توحید کی شان عیاں ہو جائے اور ہر کس وناکس اس کا دلدادہ ہو جائے اور توحید کو حاصل کرنے کے لیے وہ پیاسوں کی طرح لپکے، میرے پیغمبر ﷺ ذرا توحید کا اعلان کریں اللہ کریم فرماتے ہیں میرے نبی ﷺ کہیں:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾

(الانعام: ۱۶۲،۱۶۳)

جب نبی پاک ﷺ اپنے آپ ﷺ کو اللہ کریم کا مطیع کریں تو پھر میں اور تم کیا چیز ہو؟ فرمایا میرے نبی ﷺ کہیں "اِنَّ صَلَاتِیْ" میری نمازیں، "وَنُسُكِیْ" میری قربانی۔ "وَمَحْيَایَ" میری زندگی "وَمَمَاتِیْ" میری موت، "لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" اللہ کے لیے ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ آگے کیا فرمایا؟ "لَا شَرِيْكَ لَهٗ" اس کا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے، اسی لیے فرمایا: جب لا الہ الا اللہ پڑھ لیا تو پھر تلوار نے باقی تمام معبودوں کو کاٹ دیا۔ مسئلہ واضح ہو گیا۔ اب پیچھے کوئی بھی نہ رہ گیا۔ اسی لیے کسی نے کہا ہے:

او چوں تیغ لا بدستاری بیا تنہا چہ غم داری
مجوہذ غیر حق یاری کہ لا فتاح الا ہو

جب تمہارے ہاتھ میں تلوار لا کی ہے، تمہیں آس پاس میں کسی کا انتظار کرنے کی

ضرورت نہیں، تم چاہے اکیلے ہو، تم جہاں بھی جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

چوں تیغ لا بدستاری بیا تنہا چہ غم داری
مجوہذ غیر حق یاری کہ لا فتاح الا ہو

اورتمہارے بزرگ نے کیا کہا ہے؟ کہ!

جدوں لا الہ پڑھ لیا الا اللہ
کوئی معبود نئیں رب دے سوا واللہ
اُو ہُن پیراں فقیراں دیاں پیراں تے
متھے ٹیکن ٹکان دے کی معنے

اس لیے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o﴾ (الانعام: ۱۶۲،۱۶۳)

اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے بھی اسی چیز کا پابند کیا گیا ہے۔ ”وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ“ سب سے پہلے نمبر پر میں اللہ پاک کا فرمانبردار ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کے مسئلہ کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ٥﴾

(الانفال: ٦٤)

رب العالمین کی حمد وتعریف اور رسول معظم ﷺ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور ذات مقدس پر بے حد وحساب درود وسلام کے بعد عرض ہے۔

کائنات ارضی اور کائنات سماوی "وما بینھما" جس قدر اس خالق نے مخلوق تخلیق فرمائی ہے۔ ساری کائنات کا وہ اکیلا خالق ہے اور یہ پوری کی پوری کائنات اس کی مِلک ہے۔ اس میں کوئی اس کا حصہ دار نہیں، کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں، اس کا کوئی وزیر نہیں، پھر اس کا کوئی مشیر نہیں اور زمین وآسمان میں اس کا کوئی سلاگیر نہیں، ساری کائنات کا اکیلا خالق ہے اور پھر ساری کائنات کے لیے وہ اکیلا ہی کافی ہے، جس کو جس جگہ پر جو بھی ضرورت ہو، سب کی ضروریات پوری کرنے والا وہ اکیلا ہے اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں، جب بھی کوئی مانگے، جو کچھ بھی مانگے اس کے خزانوں میں کبھی کمی واقع نہیں ہوئی، وہ ساری کائنات کا اکیلا الٰہ ہے اور اس کا تعارف کروانے والا پوری کائنات میں ایک ہی رہنما ہے۔ اس لیے ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور جو تم اس مالک سے مانگو گے، اللہ پاک وہ عطا فرمائیں گے۔

بعض لوگ وسیلہ کے سلسلہ میں بڑے ہی دلائل پیش کرتے ہیں کہ وہ مانتا ضرور ہے مگر بغیر وسیلہ کے نہیں مانتا۔ پھر کہیں گے مکان پر چڑھنا ہو تو سیڑھی لگانی پڑتی ہے، دنیا میں بڑے بڑے بے وقوف ہیں، سیڑھی وہاں لگاتے ہیں جب کوئی چیز مکان کی چھت پر ہو اور جو چیز

نیچے ہو۔ اس کے لیے سیڑھی لگانے کی ضرورت بھی نہیں۔ بات سمجھ گئے ہو؟ سیڑھی مکان پر چڑھنے کے لیے لگائی جاتی ہے کیونکہ وہ چیز اوپر ہے۔ نیچے نہیں اور اس کے لیے تو سیڑھی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

تم دور دور ڈھونے جاتے ہو کیوں اُسے
دیکھو کہیں یہیں رگِ جاں کے قریب نہ ہو
اور جو ہر جگہ ہے اس کے لیے جستجو ہی کیا؟
کیا ڈھونڈتا ہے اس کو جو ملتا کہیں نہ ہو

جو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ اب ان سے پوچھو کیا یہاں شہ رگ کے پاس سیڑھی لگتی ہے؟ یعنی یہ فضول مثال ہے۔ پھر کہیں گے دیا سے دوسرا دیا جلا لیا جائے تو اس کی روشنی کم نہیں ہوتی ان دیوں سے پوچھو ذرا یہ اتنی عقل کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی دیا (دیوا) بنا دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو بھی دیا (دیوا) بنا دیا ہے، معاذ اللہ۔ ان گستاخوں پر کوئی فتویٰ نہیں؟ ان پر کوئی دفعہ نہیں لگتی؟ میں تو بڑے ادب واحترام سے یہ گزارش کروں گا، یہ ہمارے اور تمہارے درمیان جو اختلاف ہے، اب بارہ ربیع الاول کو رسول اللہ ﷺ نے آنا ہے۔ اب حلال کے بنو اور ہم ان سے فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ انسانیت کا تقاضا یہ ہے، مجھے کسی عدالت میں لے جاؤ۔ ان سارے علماء کو اکٹھا کرو جو سبز پگڑی باندھے پھرتے ہیں۔ اب فیصلہ ہو جائے کیوں جی انہوں نے آنا ہے؟ چلو میں بھی کہتا ہوں آپ ﷺ نے آنا ہے۔

سنا ہے آپؐ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں

یعنی بات پکی نہیں صرف سنا ہے، خود پھنسے ہو اب تمہیں کون چھڑائے؟ "بُدُّ الَّذِیْنَ یَحْمَقُوْنَ" سارا گروہ ہی پاگلوں کا ہے۔

سنا ہے آپؐ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
ہمارے گھر بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہؐ

جب آپ ﷺ نے آنا ہے تو چلو ہماری طرف بھی آ جائیں، ہم ان سے فیصلہ

کرواتے ہیں۔ دیکھنا پھر پورے ملک میں حالات سازگار ہوتے ہیں کہ نہیں؟

﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

جب آپ ﷺ نہیں آئے تھے اس وقت اختلاف ہی تھے، جھگڑے ہی تھے، لڑائیاں ہی تھیں، مقابلے ہو رہے تھے لیکن جب آپ ﷺ آئے تھے۔ پھر سارے جھگڑے ختم ہوئے تھے کہ نہیں؟ اب انہوں نے آنا ہے، اب میں نے علماء سے یہ فیصلہ کروانا ہے کہ آپ ﷺ نے آنا ہے، مجھے بتاؤ بس میں کہاں آؤں؟ واہ بھئی واہ عجیب بات ہے کتنی دیر ہوگئی ہے؟ بادشاہی مسجد میں آپ ﷺ کی نعلین شریف یعنی جوتا شریف گم ہوگیا ہے، علماء نے کتنا شور مچایا ہے؟ ریلی نکالی ہے۔ انہوں نے کہا کہ محکمہ اوقاف پر کیس کرو، ہمارے رسول ﷺ کی نعلین مبارک کہاں گئی ہے؟ حالانکہ آپ ﷺ کئی بار آئے ہیں۔ ان سے پوچھو آپ ﷺ کا جوتا گم ہوگیا ہے۔ وہ کون لے کر گیا ہے؟ کیوں جی بات سمجھ میں آتی ہے کہ نہیں؟ اگر یہ نہ ہوسکے تو پھر کہو آپ ﷺ جو جوتا پہن کر آئے ہیں وہ دے جائیں۔ انہوں نے اپنے سائز کے جوتے بنا کر رکھے ہیں، جو قیامت کو پڑیں گے یہ سب کا سب فضول ہے، شیطان نے عقل ختم کر دی ہے۔

﴿مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۝﴾ (الحج: ۳۱)

جس کے دماغ میں شرک آتا ہے، اللہ کی قسم جب شرک آتا ہے تو بندہ اُلو بن جاتا ہے، شرک جن کے گھر آجاتا ہے، ان کی عقل بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ شرک ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ بے وقوفوں اور خبیثوں کا گھر کونسا ہے؟ تم تجربہ کرلو! ہمارے گھر شرک کیوں نہیں آتا؟ اسے پتہ ہے ان کے گھر سے جوتے پڑنے ہیں، ہمارے گھر آنے سے ڈرتا ہے، وہ بے وقوفوں کا گھر ڈھونڈتا ہے پھر جس گھر داخل ہو جائے وہاں سے نکلنے کا نام نہیں لیتا، ہمیں اللہ تعالیٰ نے توحید کی دولت دی ہے۔

اس لیے میرے محترم ہمیں کیا ضرورت ہے؟ ہم ادھر اُدھر جائیں ہمارے تو ڈ ریکٹ روابط ہیں۔ کئی بار تم ایک دوسرے سے کہتے ہو اپنا رابطہ نمبر لکھوائیں، وہ پھر کہتا ہے لکھیں 0300,0301,0302 وغیرہ وغیرہ وہ پھر لکھ لیتا ہے پھر جب یہ فون کرتے ہیں کبھی اس کا نمبر بیزی (Busy) ہے۔ پھر وقفہ کے بعد کیا تو آگے سے جواب ملتا ہے، آپ کے مطلوبہ نمبر سے جواب موصول نہیں ہو رہا۔

اس لیے اس سے رابطہ کرو وہ سب کے لیے کافی ہے۔ فرمایا: ”اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ“ جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ٥﴾ (البقرة: ١٨٦)

پھر فرمایا: ”ادعونی“ آؤ مجھ سے دعا کرو ”ادعونی“ یہ کہتے ہیں ہمیں کوئی بزرگ ڈھونڈ لینے دو۔ جو ہم تمہارے پاس لائیں وہ کہتا ہے ”ادعونی“ مر جانو تم ہی میرے پاس آ جاؤ۔ کسی اور کو لانے کی ضرورت نہیں ہے، یہ کہتے ہیں کوئی آدمی ڈھونڈ لینے دو جو سفارشی ہو۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ٥﴾ (المومن: ٦٠)

تم جتنا مجھ سے مانگو میں اتنا ہی خوش ہوتا ہوں۔ اتنا بندوں سے پیار ہے کہ وہ خود فرمائے۔ مجھ سے مانگو، پھر فرمایا: تمہیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ میں اپنے بندے کو کافی ہوں۔

ایک ایک بندہ عدد فرمایا انفرادی طور پر اس میں سب ہی آ گئے۔ بڑے بھی، چھوٹے بھی، عورتیں بھی، مرد بھی، شمال والے بھی، جنوب والے، بھی، مشرق والے بھی، مغرب والے بھی، دکھن والے بھی، پہاڑ والے بھی، شرق والے بھی، غرب والے بھی، گورے بھی، کالے بھی، لمبے بھی، درمیانے بھی، اعلیٰ بھی، ادنیٰ بھی، ساری خلقت آ گئی۔ ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ کیا میں اپنے بندے کو کافی نہیں؟ آگے فرمایا: ﴿وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ

مِنْ دُوْنِهٖ ﴾ اے میرے محمد ﷺ یہ آپ ﷺ کو دوسرے لوگوں سے ڈراتے ہیں مگر آپ ﷺ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں، میں آپ ﷺ کے لیے کافی ہوں۔

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾

(الانفال: ٦٤)

میں ہی کافی ہوں۔ مانگو کیا مانگتے ہو؟ یہاں اب وہ کہتا ہے مجھ سے مانگو۔ لیکن یہ آ جا رہے ہیں کہاں جا رہے ہیں؟ لاہور جا رہے ہیں۔ لاہور والے خود دوسری طرف سیون شریف کو جا رہے ہیں۔ ایک گروہ اور ہے یہ کہاں جا رہے ہیں؟ گولڑہ شریف جا رہے ہیں، دوسرے لاہور والے اس طرف کو جا رہے ہیں، مرنے جا رہے ہیں، کوئی جگہ چھوڑی ہے؟

اِلٰہ بھی ایک اور راہنما بھی ایک

دیکھو قرآن اور اس کا ترجمان اللہ کا رسول ﷺ ہے، دو چیزیں ہیں اس لیے ہمیں کسی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

تاج دار عالم بطحا کا جو فرمان تھا
کچھ نہ تھا اس کے سوا سنت تھی یا قرآن تھا

اب صرف قرآن وسنت ہے۔ اب قرآن وسنت سے مجھے اس کا ثبوت دو۔ یہ جو تم نے پروگرام بنائے ہیں۔ مجھے یہ ثبوت لا کر دکھاؤ۔ مجھے پاکستان کے لوگ جانتے ہیں۔ میرے اسلحہ میں فرق ہے۔ اگر مولوی صاحب کو ایک لاکھ کا چیک کاٹ کر نہ دوں مجھے ثبوت تو دو۔ یہ تم نے علماء کو ریڑھیوں پر بٹھانا ہے اور ساتھ لکھا ہونا ہے۔

باکمال لوگ اور لاجواب سروس

گلے میں ہار ڈالے ہیں پوچھا جائے کہاں گئے تھے؟ کہتے ہیں جلوس کے ساتھ گئے تھے۔ جلوس نکالنے گئے تھے جَلَسَ يَجْلِسُ کا معنی بیٹھنا ہے، مَشٰی يَمْشِيْ يَمْشُوْنَ کا معنی چلنا ہوتا ہے۔ قَامَ يَقُوْمُ قِيَامً کا معنی کھڑے ہونا ہوتا ہے۔

لیجیے میں دونوں ہاتھ کھڑے کر کے کہتا ہوں، کسی ماں نے پاکستان میں نہیں بلکہ کوئی

پوری دنیا میں ایسا جنا ہے تو مجھے کوئی جلوس کا یہ معنی بتا دے، جس طرح یہ اس انداز میں چلتے ہیں۔ جلوس کا معنی بیٹھنا ہے اور میں نے اپنے دور میں کوئی ایسا ماں کا لعل پیدا ہی نہیں ہونے دیا۔ جو مجھ سے بات کر سکے۔ اب ان سے اس معاملہ میں پوچھو! جلوس کا یہ معنی ہے۔ خاموشی سے گھر بیٹھ جاؤ، اس کا یہ معنی ہے مگر یہ کہتے ہیں، آج ہم نے وہاں سے ہو کر آنا ہے، گھر آ گیا ہے۔ گھر والی پوچھتی ہے آ گئے ہو؟ کہتا ہے آ گیا ہوں۔ وہ کہتی ہے کونسی جگہ پر گئے تھے؟ کہتا ہے گھنٹہ گھر سے ہو کر آیا ہوں، وہ کہتی ہے کیا کیا ہے؟ کہتا ہے نبی پاک ﷺ کا جلوس نکالا ہے۔ تمہارے پیدا ہونے پر لعنت ہو، یہ کوئی بات کرنے والی ہے۔ یہ عقیدت ہے؟ یہ محبت ہے، یہ پیار ہے؟ کیا ہمیں پیار نہیں؟ کیا ہمیں عقیدت نہیں؟ جتنا ہمیں رسول ﷺ سے پیار ہے، یہ زبانی پیار کرتے ہیں۔ مسجد میں اذان ہو رہی ہے، یہ دور چلا جا رہا ہے، جب مؤذن نے نام لیا۔ "اشهد ان محمد" ابھی محمد ﷺ لفظ ہی آیا ہے وہاں ہی انگوٹھوں کو چومنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ کوئی حساب ہے؟ چاہیے تو یہ تھا، جب اذان شروع ہو یہ وہاں سے دوڑ پڑے اور جو اذان دینے لگا ہے، اس کو جا کر چومنا شروع کر دے تا کہ اذان دینے والا کوئی نہ رہے۔ ہر بات جو ہے اس پر تم غور کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم دلائل کی دنیا میں رہتے ہیں۔ ہمیں رب کریم نے ہر چیز سے نوازا ہے۔ یہ جو کچھ تم پکاتے ہو کیا یہ ہمیں نہیں ملتا؟ مجھے ایک کہتا ہے جناب تمہیں ویسے ہی کھیر موافق نہیں آتی، میں نے کہا کیوں؟ کہتا ہے جناب خالص دودھ ہے۔ اس میں مہنگے داموں کی چینی ہے۔ اس میں چاول بھی ہیں۔ اس میں الائچیاں بھی ہیں۔ اس میں پستہ بھی ہے۔ بادام بھی ہیں، پتیلہ بھی ہمارا ہے۔ پکانے والی میری بیگم ہے ہم نے اپنے گھر میں پکائی ہے۔

کہتا ہے یہ آپ کیوں نہیں کھاتے؟ میں نے کہا ہمیں کیا کھاتے ہوئے ڈر لگتا ہے؟ ہم کیوں نہیں کھاتے؟ اصل یہ ہے اوپر والا کھانے کی اجازت نہیں دیتا، ہمارے لیے ہے۔

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۝﴾ (الاعراف: ۳)

یہاں ربّ العالمین فرماتے ہیں، تم عابد ہو۔ میں تمہارا معبود ہوں۔ میں خالق ہوں، تم میری مخلوق ہو، میں تمہارا رب ہوں تم میرے مربوب ہو، میں تمہارا رازق ہوں تم میرے مرزوق ہو، میں تمہارا مطلوب ہوں، تم میرے طالب ہو، تم مجھ سے مانگنے والے ہو اور میں تمہیں دینے والا ہوں۔ جو تم مانگتے جاؤ گے۔ میں تمہیں وہ دیتا جاؤں گا۔

﴿یَاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۝﴾

(الفاطر: ۱۵)

﴿اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ۝ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ۝﴾ (ابراهیم: ۱۹، ۲۰)

اور یہاں فرمایا:

﴿یَاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ﴾ (الانفال: ٦٤)

میں آپ ﷺ کو کافی ہوں۔ آپ ﷺ کو کسی بھی طرف سے فکر کرنے کی ضرورت نہیں، کسی سے آپ ﷺ نے ڈرنا نہیں، کسی سے آپ ﷺ نے گھبرانا نہیں اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ایک فوج بھی تیار کی ہے۔ ﴿وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝﴾ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اور اہل ایمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔

اپنا کافی ہونا بتایا جا رہا ہے۔ قریش مکہ نے میٹنگ کی ہے۔ دارالندوہ میں بیٹھ کر پروگرام بنایا ہے۔ ایک بہت بڑا اجلاس ہوا ہے، سارے ممبر اکٹھے کیے ہیں۔ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے سارے ممبر وہاں اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے بارے میں کچھ سوچو اس لیے یہ میٹنگ بلائی ہے۔ اس طرف دیکھا تو سامنے سے ایک بزرگ چلا آ رہا ہے، سر پر بہت بڑی پگڑی ہے، انہوں نے کہا اس بزرگ کو صدارت کی کرسی پر بٹھاؤ۔ یہ بڑے بڑے پگڑی والے اکثر کام خراب کرتے ہیں۔

دستار کے لہر پیچ کی تحقیق ہے لازم

بڑے بڑے پگڑیوں والے بدمعاش ہیں۔ اس لیے تحقیق کرنی ہے۔

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
کیونکہ ہر صاحبِ دستار مہذب نہیں ہوتا

یہ اب سارا گروہ بیٹھا ہوا ہے، یہ بزرگ آ کر صدارت کی کرسی پر بیٹھ گیا یہ کون ہے؟ ابلیس ہے، کارروائی ہونے لگی ہے، ایک کہنے لگا پروگرام یہ ہے کہ اس اصول کے لیے ایسا کریں، آپ ﷺ کو کسی کمرہ میں بند کر دیں، باہر سے تالا لگا دیں۔ نہ روٹی اندر جائے نہ پانی اندر جائے، تھوڑے دن کے بعد نہ کھانے پینے کی وجہ سے آپ ﷺ خود ختم ہو جائیں گے، ابلیس بولا نہیں تمہارا مشورہ غلط ہے۔ اس نے کہا آپ ﷺ کے ماننے والوں نے درو دیوار توڑ دینے ہیں۔ ان کے درمیان میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے تمہاری رائے قابل قبول نہیں۔

ایک اور کھڑا ہوا اس نے کہا جناب میں ایک رائے پیش کرنا چاہتا ہوں کیا؟ کہتا ہے آپ (ﷺ) کو کسی اونٹ پر بٹھاؤ اور اونٹ کو بھگا دو، اونٹ آپ (ﷺ) کو کسی طرف لے جائے گا نہ آپ (ﷺ) مکہ آئیں، نہ ہمیں کوئی پریشانی آئے، آپ (ﷺ) کو اونٹ پر بٹھا دو۔ ابلیس کہنے لگا تمہاری رائے بھی غلط ہے تمہیں نہیں پتہ ہے۔

جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا

کیوں جی ٹھیک ہے؟

او اک اکلڑی جان سی اودا دشمن سارا جہان سی

اُس کے پھر جو قریب آ گیا وہ اس کو ہو گیا۔ اس لیے کسی نے کہا ہے۔

ہر اِک لب پہ ہے گفتگوءِ محمد ﷺ
ہر اِک دل میں ہے آرزوءِ محمد ﷺ
دو عالم ہیں شامل اسیروں میں جن کے
وہ ہیں گیسوئے مُشک بُوئے محمد ﷺ
فرشتوں میں پائی نہ انساں میں دیکھی
جہاں سے نرالی ہے خُوئے محمد ﷺ

کیسی پیاری عادات ہیں ؟ ایسا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں، ایک دیہاتی مسجد نبوی ﷺ میں آیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہوئے تھے اس نے آتے ہی مسجد نبوی ﷺ میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں پکڑلو اس کو اس نے پتہ نہیں کب کا روکا تھا؟ کہ میں وہاں جا کر ہی کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خبردار کچھ نہیں کہنا کرنے دو، ساتھ فرمایا جس کو پیشاب کرتے ہوئے روک دیا، یہ بیمار ہو گیا تو رب کریم نے پوچھ لیا، اے میرے مصطفیٰ ﷺ اس پیشاب کرنے والے کا پیشاب روک دیا تھا، وہ بیمار ہو گیا ہے، مجھے بتائیں مسجد میری تھی یا آپ ﷺ کی؟ اس لیے اس کو کرنے دو، جب اس نے کر لیا، اب رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور بلا کر پاس بٹھایا، آپ ﷺ فرمانے لگے یہ مسجد ہے۔ یہ خانہ خدا ہے۔ یہاں پیشاب نہیں کرتے، یہاں آ کر اللہ پاک کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں نماز پڑھتے ہیں۔ جب آپ ﷺ نے سمجھایا تو وہ اس طرح آپ ﷺ کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کا کام ہو گیا۔ اتنے میں ہو گیا۔ جب چہرہ کی طرف دیکھا۔ یہاں بھی سارے مولوی دیکھتے ہیں۔ ربیع الاول کو انہوں نے دیکھنا ہے۔ میں نے ایک مولوی سے کہا کیا تم نے بھی دیکھا ہے؟ کہنے لگا جی میں نے دیکھا ہے، میں نے کہا سوئے ہوئے دیکھا یا جاگتے ہوئے دیکھا ہے؟ کہنے لگا اللہ کی قسم جاگتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے کہا پھر تو تم صحابی ہو؟ خاموش ہو گیا میں نے کہا تم صحابی ہو؟ کہنے لگا نہیں میں نے کہا پھر تو تم ابوجہل ہوئے۔

اب وہ دیہاتی آپ ﷺ کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔

اس کے کانوں میں بات سمجھ آ رہی ہے۔

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ o مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ oوَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ oوَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ o﴾ (القلم: ۱-۴)

جو آ گیا پھر اس نے جانا کہاں ہے؟ جب آپ ﷺ بات کر رہے تھے وہ کہنے لگا ذرا مجھے بھی اجازت دیں، ہاتھ آگے کریں آپ ﷺ نے ہاتھ آگے کیا، اس نے اپنا ہاتھ

آپ ﷺ کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہنے لگا:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ."

اس طرح کام بنتا ہے۔

فرشتوں میں پائی نہ انساں میں دیکھی
جہاں سے نرالی ہے کوئے محمد ﷺ
یہ دل چاہتا ہے کہ لب چوم لوں میں
کہ جس لب پہ ہو گفتگوءِ محمد ﷺ

اے مولوی مر جانے تم محمد ﷺ نام لو اور اللہ کی قسم میرا دل کرتا ہے، میں تمہارا منہ چوموں، میرا دل کرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کا نام لیتا ہے، میں اس کا منہ چوموں مگر مجھے کسی مولوی نے چومنے نہیں دینا۔

یہ دل چاہتا ہے کہ لب چوم لوں میں
کہ جس لب پہ ہو گفتگوئے محمد ﷺ
برسنے لگی مجھ پر رحمت خدا کی
چلا جھوم کر جب میں سُوئے محمد ﷺ

انہوں نے کہا ایسے بات نہیں بنے گی۔

اُو اک اکلڑی جان سی اودا دشمن سارا جہان سی
پر سچی گل تے مٹھی زبان سے تایوں سارے جہان تے چھا گیا

کوئی کیا رائے دے رہا ہے؟ کوئی کیا رائے دے رہا ہے؟ انہوں نے کہا چچا ابوجہل جی تم کوئی رائے دو، یہ تو بچے ہیں ان کو کیا پتہ ہے؟ ابوجہل کھڑا ہو گیا کہنے لگا پروگرام یہ ہے۔ چاروں طرف سے آپ ﷺ کے مکان کا گھیراؤ کر لو اور صبح کو جب آپ ﷺ نکلنے لگیں تو یک بار حملہ کر دو۔ آپ ﷺ کو موقع پر مار دو نامردگی کسی کی بھی ہو گی تو ہم سب مل کر پیسے اکٹھے کر کے دیّت دے دیں گے۔ یہاں ابلیس جو بیٹھا تھا خوشی سے اچھل پڑا اور

کہنے لگا مرحبا بہت اچھا مشورہ ہے۔ اس نے کہا بالکل صحیح ہے، پروگرام بن گیا، یہاں زمین پر منصوبہ بنا ہے مگر فیصلے عرش پر ہوتے ہیں۔

﴿وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝﴾ (الانفال: ۳۰)

اس طرح وہ اللہ کافی ہوتا ہے۔ یہاں کی منصوبہ بندیاں عرش پر پہنچیں اور عرش والے نے جناب جبرائیل علیہ السلام کو پیغام دے کر بھیجا۔ میرے نبی آپ ﷺ کے خلاف یہ میٹنگ ہوئی ہے وہ ایسے ہی میٹنگ کر رہے ہیں، میں آپ ﷺ کا بال بھی بانکا نہیں ہونے دوں گا۔ ﴿وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝﴾ آپ ﷺ گھر سے نکلے ہیں۔ ایک مٹھی مٹی کی بھری ہے، فرمایا میرے مصطفیٰ ﷺ اس کو چاروں طرف اس انداز سے بکھیر دیں، کفار رسول اللہ ﷺ کو پکڑنے کے لیے کھڑے ہیں، گھر کا گھیراؤ کیا ہوا ہے۔ رب کریم نے فرمایا ایک مٹھی مٹی کی بھریں اور چاروں طرف ان کے سروں پر ڈال دیں۔

آپ ﷺ ان کے اوپر مٹی ڈال کر درمیان سے نکل گئے۔ یہ کفار کہتے ہیں ہمیں تو موقع ہی نہیں ملا آپ ﷺ تو نکل گئے ہیں۔

یہاں رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی بھی آئے، کوئی بھی گندہ ذہن لے کر آئے۔ حفاظت کون کرتا ہے؟ آپ ﷺ بیٹھے ہیں۔ ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ دونوں پیر اور مرید بیٹھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سگی تائی آئی، اللہ کرے اس طرح کی تائی کسی کی بھی نہ ہو۔ آمین! آ رہی ہے ہاتھ میں پتھر پکڑا ہے ساتھ بدزبانی کرتی آ رہی ہے۔ "مُذَمَّمًا عَصَيْنَا وَدِيْنَهٗ قَلَيْنَا وَاَمْرَهٗ اَبَيْنَا" ہم نے تمہیں نہیں ماننا وہ نام بدل کر آپ ﷺ کو مذمم کہتی ہے۔

رب کریم نے فرمایا میں نے اپنے نبی ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھوایا ہے، چاہے اپنا ہے، چاہے بیگانہ ہے، چاہے دشمن ہے، چاہے دوست ہے، چاہے کوئی جانتا ہے، چاہے کوئی

نہیں جانتا۔ چاہے وہ انتہا درجہ کا مخالف ہے۔ اس طرح کا نام رکھوا دیا، نبی ﷺ کا اس طرح کا نام رکھوا دیا ہے، چاہے کوئی آپ ﷺ کے خون کا پیاسا بھی ہو گا۔ وہ آپ ﷺ کا نام لے گا تو تعریف اپنے آپ ہی ہو جائے گی۔ تعریف کرنے کی ضرورت ہی نہیں تعریف خود بخود ہو رہی ہے۔ محمد ﷺ

ہے نام محمد ﷺ سے عیاں شانِ محمد ﷺ
اور جو شانِ محمد ﷺ ہے وہ شایانِ محمد ﷺ
شاہانِ زمانہ ہے غلامانِ محمد ﷺ
ہوتا ہے ورفعنا لک ذکرک سے یہ ثابت
کہ خود ربِ محمد ﷺ ہے ثنا خوانِ محمد ﷺ

یہ تعریف ہے جو صحیح تعریف ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے کہیں گے۔ دیکھو اللہ کے نبی ﷺ کی شان، اللہ کے نبی ﷺ کا مقام کتنا ہے؟ آپ ﷺ کا سایہ ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہی نہیں، جو شاعر نے کھڑے ہو کر نعتیں بنائی ہیں کہ آپ ﷺ کا سایہ ہی نہیں ہے۔ ایک مولوی سے بات ہوئی میں نے کہا آپ ﷺ کا سایہ ہے؟ اس نے کہا آپ ﷺ کا سایہ ہی نہیں ہے، یہ تعریف نہیں حالانکہ دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے، جس کا سایہ نہ ہو، یاد رکھو ہر چیز کا سایہ ہے۔ انسان، حیوان، درندے، پرندے، چرندے، نباتات، جمادات کائنات کی کوئی بھی چیز نہیں جس کا سایہ نہ ہو، اب بات تو یہ ہے مانے گا وہ آدمی جس کو اللہ پاک ہدایت عطا فرمائے۔

آپ ﷺ اپنے گھر تقریباً ایک ماہ نہیں آئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مومنین کی ماں فرماتی ہیں۔ ہم نے آپ ﷺ کا بستر لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا، ایک ماہ کے بعد آپ ﷺ آئے، آپ ﷺ دروازے کے آگے کھڑے ہیں۔

اب ماں کی گواہی ہے، اس کو ٹھکراؤ، ماں کی گواہی ہے، آپ ﷺ کا سایہ آگے آ گیا، میں بیٹھی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ یہ ہمارے گھر کے دروازے کے آگے کون کھڑا ہے؟ غیر

آدمی تو کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ اب ایک ماہ سے آئے نہیں۔ اب غیر تو غیر رہ گیا۔ یہاں تو جناب جبرائیل علیہ السلام بھی بغیر اجازت کے نہیں آسکتے۔ آپ ﷺ نے سلام بلایا، اب یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی گواہی جھٹلاتے ہو؟ ماں کہتی ہے سایہ ہے، مولوی صاحب تم کہتے ہو سایہ نہیں ہے۔ بتاؤ تمہاری بات مانوں یا ان کی بات مانوں؟ میں نے کہا مولوی صاحب ہر چیز کا سایہ ہے۔ رب کریم کا بھی سایہ ہے، رب کریم نے فرمایا سات آدمی ایسے ہوں گے، جن کو میں اپنے سایہ کے نیچے کھڑا کروں گا۔ حدیث بخاری و مسلم کی ہے۔ اس کو ٹھکراؤ یہاں کوئی مولوی آئے میں اس کے منہ میں مہنگے دام کی چینی ڈالوں، فرمایا میں سات آدمیوں کو اپنے سایہ کے نیچے کھڑا کروں گا۔ یہ حدیث ہے:

"اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ."

ربّ کریم نے فرمایا: میرے نبی ﷺ سب سے پہلے میں نے آپ ﷺ کا نور پیدا کیا، حالانکہ سراسر جھوٹ ہے۔ روایت بالکل من گھڑت ہے۔ ملاں علی قاری نے موضوعات میں کہا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔

"اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ."

اصل حدیث کیا ہے؟

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ ."

اللہ کریم نے سب سے پہلے قلم پیدا کی ہے، یہ کہتے ہیں سب سے پہلے آپ ﷺ کا نور پیدا کیا ہے۔ نور پر ڈٹے ہوئے ہیں کہتے ہیں، آپ ﷺ نور ہیں۔ مولوی نوری لیکن جو نوری ہو وہ کھاتا نہیں اور مولوی کھانے سے ہٹتے نہیں ہے اگر نوری ہو تو نہ کھائے اگر کھاتا ہے تو پھر نوری نہیں۔

یہاں سارے کا سارا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ آپ ﷺ باہر نکلے ہیں کفار آنکھوں سے اندھے ہیں اور رب کریم نے کئی مقامات دکھائے، یہ آپ ﷺ کی سگی تائی بھی چلی آرہی ہے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، جب وہ قریب آئی

آپ ﷺ اس کو دکھائی دینا بند ہو گئے۔

یہ ام جمیل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھتی ہے محمد ﷺ یہاں بیٹھے تھے۔اب کہاں گئے ہیں؟ بھاگ کیوں گئے ہیں؟ اب آپ ﷺ بھاگ کیوں گئے ہیں کھڑے رہتے اور آپ ﷺ وہاں ہی بیٹھے ہیں۔فرمایا:

﴿وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًاۙ﴾ (بنی اسرائیل: ٤٥)

میرے نبی ﷺ جس وقت مرضی آزما لیں، جب دشمن آپ کی طرف آئے تو آپ ﷺ دشمن کو دیکھ کر قرآن پڑھنا شروع کر دیں۔ میں آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے لاکر آپ ﷺ کے پاؤں میں کھڑے کر کے آنکھوں سے اندھا نہ کر دوں تو مجھے رب نہ کہنا اس طرح اللہ پاک حفاظتیں کرتے ہیں۔

آپ ﷺ غار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ران پر آپ ﷺ نے سر رکھا ہے۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ باہر کفار ڈھونڈ رہے ہیں۔ اگر انہوں نے دیکھ لیا تو ہم قابو آ جائیں گے۔آپ ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں:

"اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ."

"ابوبکر رضی اللہ عنہ گھبراؤ نہیں ایک میں ہوں ایک تم ہو اور ہم دونوں کے ساتھ تیسرا ہمارا رب ہے۔"

اللہ پاک نے ان کفار کو اس طرف دیکھنے ہی نہیں دینا، کس انداز سے حفاظتیں ہوئیں؟ جو اللہ والے ہیں۔ دنیا ساری ان کی مخالف ہو جائے مگر ان کی طرف کوئی گندی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

یہ دیکھو جناب ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہیں۔ باپ مخالف ہے، برادری مخالف ہے، حکومت بھی ساری مخالف ہے، جس طرح آج ہمارے علماء کے مخالف ہیں، یا اللہ اس زرداری کو کہیں

لے جاؤ اور واپس نہ لانا۔آمین! گجرات والو دیکھا اس کی کتنی عزت بنی ہے؟ تمہارے پیدا ہونے پر آفرین ہوں۔سو پیاز بھی کھایا ہے اور سو جوتا بھی کھایا ہے۔آصف علی زرداری کو حکومت کرنے کا کیا مزہ آیا؟ ابھی بھی کہتا ہے میں صدر ہوں۔

پیاز اور جوتے والی یہ بات ہے، ایک آدمی پر کیس ہوا جرم ثابت ہوا، انہوں نے کہا سزا یہ ہے یا سو جوتا کھاؤ یا سو پیاز کھاؤ۔اس نے سوچا اگر جوتے پڑے تو سر کا کچھ نہیں رہنا، اس لیے پیاز کھاتا ہوں۔دو تین پیاز کھائے تو جلن پیدا ہوئی کہنے لگا پیاز نہیں کھائے جاتے، جوتے مارلیں۔جب انہوں نے پانچ سات جوتے مارے سر موٹا ہو گیا، کہنے لگا بس کرو میں پیاز کھاتا ہوں۔پیاز کھانے لگ پڑا جب جلن ہوئی ناک میں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔آنکھوں میں سے پانی آ گیا تو کہنے لگا، میں نے پیاز نہیں کھانے جوتے مارنے والا آ جائے۔جب پیاز کھا کر جلن ہو تو جوتے والے سے کہے جوتے مارو اور جب جوتے سے درد ہو تو کہے میں پیاز کھاتا ہوں۔سو جوتے بھی کھا لیے سو پیاز بھی کھا لیا، کیا یہ حکومت ہو رہی ہے؟ اسلام سے دوغلی پالیسی ہے، یہاں علمائے کرام کے بارے میں غلط زبانیں استعمال کی جا رہی ہیں۔

میرے بھائیو! ادھر بھی پوری حکومت خلاف ہے۔برادری خلاف ہے۔باپ بھی خلاف ہے۔ایک نبی اور باقی سارے خلاف ہیں۔"اِنَّ اِبْـرَاهِيْـمَ كَانَ اُمَّةً" کہنا چاہیے تھا۔"يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ" اللہ پھر مدد کرتا ہے۔یہاں مدد مانگی جا رہی ہے۔یا امریکہ یا امریکہ، اب گیلانی کہتا ہے۔ڈرون حملے بند کرو وہ کہتا ہے نہیں کرنے اور وزیر دفاع تمہارے شہر کا جس نے جوتوں کی دوکان ڈالی ہے تم پر آفرین ہو۔جوتے فروخت کرنے والی قوم وزیر دفاع ہے۔تیرا بیڑا غرق ہو، دیکھو گجرات کا موچی بادشاہ ہے۔اندازہ کرو وزیر دفاع سے پاکستان کا دفاع ہو رہا ہے۔

اب یہاں اکیلے جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَ هَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

(الحجر: ۱۲۰،۱۲۱)

سارا زمانہ ہی مخالف ہو گیا، ہو جائے ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کبھی وہ دور تھا کئی کئی گاؤں دیکھتے تو اہلحدیث نہیں ملتا تھا، آج کونسا ایسا گاؤں ہے؟ جہاں اللہ پاک نے اہلحدیث پیدا نہیں کیے، حالانکہ ادھر سے ادھر آنے پر ملتا بھی کچھ نہیں، تم رمضان میں بھی دیکھ لو اہلحدیثوں کی مساجد میں کچھ کھانے کو ہی نہیں آتا۔ ادھر اُدھر جائیں تو دو تین ماہ میں اتنی موٹی گردن ہو جاتی ہے جیسے بھینس کا سر ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی ادھر سے اِدھر کئی علمائے کرام آرہے ہیں۔ یہ سارے ادھر سے کیوں آرہے ہیں؟ اِدھر کیا ہے؟ اِدھر اصل حق ہے۔ ادھر سوائے قبروں کے کچھ ہے؟ کیا ہم کچھ نہیں کھاتے؟ ہم بھی تو کھاتے ہیں۔ اب سامنے ہر ایک چیز موجود ہو، چمچہ پکڑنے کے لیے میرا ہاتھ ہے، آنکھیں میری بالکل صحیح ہیں۔ کھیر پکی ہوئی ہے۔ میرے کان صحیح سنتے ہیں کہ مولوی صاحب آ جاؤ اور کھیر کو پڑ جاؤ۔ دانت میرے صحیح ہیں۔ اللہ کی قسم میرے تو دانت اتنے تیز ہیں میں کسی مولوی کو دانتوں سے کھا جاؤں، حالانکہ چبانے کی بھی ضرورت نہیں، میں کیوں نہیں کھیر کھاتا؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیونکہ مجھے اوپر والا کھانے کی اجازت نہیں دیتا۔

اس لیے حد باندھی ہے "تلك حدود الله" ہم حدود کا احترام کرتے ہیں، قرآن وسنت سے آگے نہیں بڑھنا، قرآن وسنت نے ہماری راہنمائی کی ہے۔

اب یہاں سارا زمانہ خلاف ہے۔ لیکن پاؤں میں جنبش نہیں اور تم دیکھو! مسکراتا چہرہ ہو اور مقابلہ وقت کے حکمران سے ہو رہا ہے۔ سامنے حکمران بیٹھا ہے فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (البقرة: ۲۵۸)

جناب ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے میرا رب کرنی والا ہے۔ جو میرا رب ہے وہ مجھے کافی اور شافی ہے۔ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرنے والا ہے میرا رب وہ ہے جو مارنے والا ہے، زندگی بھی اس کے قبضہ میں اور موت بھی اس کے قبضہ میں ہے، وہ میرا رب ہے میرا رب جو زندہ رکھنے والا ہے "یحیی ویمیت" اس نے کہا: اَنَا اُحیِ وَ اُمِیتُ" میں بھی زندہ کرنے اور مارنے پر قادر ہوں، ایک آدمی کو بلایا جس کو پھانسی دینی تھی، اسے آزاد کر دیا جس کو آزاد کرنا تھا اس کو پھانسی پر لٹکا دیا۔

کون پوچھے؟ ہائے ہائے دیکھو! پاکستان والو ایک لڑکی مدینہ طیبہ کے بازار میں بیٹھی ہوئی تھی، پیچھے سے ایک یہودی بچے نے اس کا پچھلی طرف سے معمولی سا کپڑا سر کا دیا اس لڑکی کا تھوڑا سا سر برہنہ ہوا۔

نہ حفظِ آبرو کی جب کوئی صورت دکھائی دی
تو اس معصوم بچی نے اللہ کی دوہائی دی
پکاری کیا نہیں غیرت کسی مومن کے سینہ میں
کہ میں یوں بے آبرو ہوں محمدؐ کے مدینہ میں

انہوں نے کہا ہماری بہن کی طرف کوئی ہاتھ اٹھا کر دیکھے۔ ہم اس کو مار ڈالیں گے۔ وہاں خون کی ندیاں بہہ گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساری زندگی یہودیوں سے تم نے اسی طرح قتال کرنا ہے حتی کہ زندگی کے آخری ایام میں بھی فرمایا میرے بعد مدینہ کی سرزمین میں کسی یہودی کو نہ رہنے دینا۔

اگر تم میں غیرت ہوتی اگر تم میں حیا ہوتا ڈاکٹر عافیہ صدیقی ان غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے، اے بے غیرت کسی پانی میں ناک ڈبو کر مر جاؤ، مسلمان کو اللہ پاک نے اتنی عزت بخشی ہے۔ آج ایک تمہاری آواز اٹھے جس آواز سے پورے کا پورا امریکہ لرز جائے، اس بے ایمان بدمعاش کا کیا کام تھا کہ ابھی تک ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو قبضہ میں رکھا ہے۔

اِس زرداری کو مسلمان کہتے ہو؟ کیا یہ حکومت ہے؟ جس کو سوائے پیسوں کے کسی سے

کوئی غرض نہیں، وہ امریکہ سے ہیلری کلنٹن آئی تھی، ہیلری کیوں اس کی تو گیلری ہیک ہے۔ جب وہ آئی تو اس کے لیے زرداری نے ایئرپورٹ سے لے کر قلعہ تک جتنی سڑکیں ہیں، ان پر جھاڑو مروا کر پھر اس کو پانی سے دھویا ہے، تاکہ دھول اڑ کر ہیلری پر نہ پڑ جائے حالانکہ اس کی عمر کتنی ہے؟ بوڑھی کنجری تے تیل کا اجاڑا تم اس کی عمر کا حساب لگاؤ، صرف اس کو خوش کرنے کے لیے اور پیسے دینے کے لیے آئی ہے۔ پھر حکومت کی طرف سے لڑکوں کا معائنہ کیا گیا، کالجز اور اسکولوں کے لڑکے، جنہوں نے استقبال کرنا تھا، اللہ کی قسم میں نے اخبارات میں خود پڑھا ہے، انہوں نے کہا کہ لڑکے چیک کرو کسی کو نزلہ تو نہیں، کسی کو چھینک تو نہیں آتی، کسی کو کھانسی تو نہیں آتی تاکہ اس کے ادب میں فرق نہ پڑ جائے۔ چیک کرو کسی کی ناک سے پانی تو نہیں بہتا، چاہیے تو یہ تھا کہ سارے ناک صاف کر کے اس کمینی کے اوپر پھینک دیتے یہ حکمران طبقہ ہے۔ کیا اس کو حکومت کرنے کا حق پہنچتا ہے؟ یاد رکھو! ان کو مظلوموں کی بددعائیں لگیں گی، پھر ساری صفائی ہو جائے گی وہ وقت عنقریب ہے۔

اب تو ہمارے محترم پروفیسر ساجد میر صاحب بھی اس قسم کے مضبوط بیان دے رہے ہیں، ہمارے امیر محترم کو اللہ پاک نے اتنی جرأت، اتنی ہمت، اتنی قوت اور اتنا جذبہ دیا ہے کہ میں جب اخبار پڑھتا ہوں تو میں کہتا ہوں، واہ میرے محترم مرکزی جمعیت اہلحدیث زندہ باد وہ کہتے ہیں آصف علی زرداری کا محافظہ کرو اس کو پکڑو، اس نے غداری کی ہے اس پر غداری کا کیس کرو۔ یہ امیر محترم کا بیان ہے واہ امیر صاحب اور تمہیں پتہ ہے، وہ امیر ہیں میں اب نائب امیر ہوں۔

یہ اب جناب ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے آمنا سامنا ہوا ہے۔ اس کے سوال پر دوسری بات کہی ہے۔ اب مناظرہ ہو رہا ہے، انہوں نے کہا تم کہتے ہو میں بھی زندہ کرنے اور مارنے پر قادر ہوں۔ میرا رب سورج کو مشرق سے نکال کر مغرب کی طرف لے جاتا ہے۔ تم ایک دن مغرب سے نکال کر مشرق کی طرف لاؤ۔ "فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ" اس کا معنی کیا ہے؟ خبیث (اوترے) کا پیشاب نکل گیا۔ جب سامنے بیٹھا تو نمرود کا رنگ اتنا کالا تھا اور کہتا تھا،

میں رب ہوں، اتنا کالا رنگ کہ جس کو دیکھ کر گائے بھی رسی تڑوا لے، اتنا رنگ کالا کہ بچے صبح کو دیکھ لیں تو رات کو خوابوں میں ڈر جائیں۔ یہ کالے رنگ والا کہتا ہے میں رب ہوں۔

جناب ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

ویکھ تعجب آوے مینوں اوئے نقطہ حکمت والا
اے نوکر چاکر نے گورے تیرے تے رب دا ہے رنگ کالا
جے توں رب ہونداوں سُو اپنی سوہنی شکل بنا دوں
او نوری حسن حضوری جلوہ تیرے چہرے تے چمکا دوں

تم سے اپنا رنگ بھی صحیح نہیں ہوا، اب علاج ہونے لگا ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا: میرے ابراہیم علیہ السلام تمہارے لیے میں کافی ہوں۔ یہ سارے جناب ابراہیم علیہ السلام کے مخالف ہیں اور مقابلہ ہوا ہے نمرود ناکام ہوا ہے۔ فرمایا اب میں آپ علیہ السلام کو طریقہ بتاتا ہوں، یہاں ایٹم کی ضرورت نہیں، یہاں سٹین گن کی ضرورت نہیں، یہاں کلاشن کی ضرورت نہیں، اُدھر نمرود بادشاہ ہے۔ اِدھر ایک مچھر کا دانہ ہے۔ رب کریم نے فرمایا اے مچھر ادھر آ وَ۔ (Come Hear) ادھر آ وَ۔ جب مچھر قریب آیا مولا کریم نے فرمایا ایک آدمی ادھر مچھرا ہوا ہے۔ اس کو ٹھیک کرو۔ مچھر ناک میں گھس گیا۔ ذکر الٰہی کرنے لگ پڑا تم ہی تم ہو (تو ہی تو ہے) یہ مردود کالا ہے بس تو ہی تو ہے اور کوئی بھی نہیں۔

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۝﴾ (البقرۃ: ۲۵۵)

ان صفات والا رب ہے۔

مچھر گھس گیا اور جب ذکر الٰہی شروع کیا تو تمہیں پتہ ہے۔ پھر ذکر کئیوں کو اچھا نہیں

لگتا، ایک آدمی ایک دن کہنے لگا۔ مولوی صاحب میں آیت کریمہ کا ورد کرتا تھا لیکن مولوی صاحب سنا ہے، وہ گرم بہت زیادہ ہے، میرا سر گرم ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا کسی آدمی سے جوتے مرواؤ۔ کہنے لگا آپ نے اچھا علاج بتایا ہے؟ میں نے کہا قرآن پڑھنے اور سننے سے تو ٹھنڈک پڑتی ہے۔ قرآن سے تو شفا ملتی ہے۔ ''شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ'' فرمایا: ''اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ'' میرے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ پر قرآن نازل کیا ہے۔ ''وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝'' قرآن سے اتنا سکون ملتا ہے۔

یہاں اب اس کو بھی اچھا نہ لگا کہنے لگا مجھے تو ذکر لے کر بیٹھ گیا، اب مچھر ذکر کر رہا ہے۔ اس مچھر نے بڑوں بڑوں کے جوڑ ہلا دیے ہیں۔ ایک دن کالی گھٹا آئی، یک دم بارش آ گئی۔ سارے اندر چلے گئے۔ ان کے گھر ایک پیر و مرشد صاحب آئے تھے، وہ بھی اندر آ گیا۔ جب اندر آئے تو ساتھ ہی بجلی بند ہو گئی، گرمی بہت تیز تھی ساتھ بجلی بند ہو گئی، مولا کریم نے فرمایا اے مچھر اس پیر کو پڑ جاؤ۔ اب مچھر کھانے لگ پڑا ادھر سے مچھر نے ستانا شروع کر دیا۔ ادھر سے جو چیز کھائی ہوئی تھی، اس کے باہر آنے کا پروگرام بن گیا۔ اب پیر صاحب چکر لگا رہے ہیں، مرید نے کہا پیر صاحب خیر ہے؟ کہنے لگا خیر نہیں، دیکھو باہر بارش کتنی ہو رہی ہے؟ اس نے کہا پہلے سے بھی تیز ہے۔ کہنے لگا تمہارے گھر چھج ہے۔ مرید کہنے لگا ''چھج'' ہے کہنے لگا وہ ''چھج'' دو، مرید نے ''چھج'' دیا اس نے ''چھج'' الٹا کیا اور اوپر بیٹھ گیا۔ لوگوں کے حاجت روا کو حاجت نے آگے لگا لیا، جو لوگوں کی حاجات پوری کرتا تھا، وہ اب کوڑا کرکٹ والی جگہ پر جا رہا ہے۔ حاجت نے آگے لگایا ہوا ہے۔ لعنت ہو، یہ کوئی زندگی ہے؟ وہ مولا ہر چیز کروا کر بتاتا ہے کہ میں رب ہوں۔

جب نمرود کو مچھر نے تنگ کیا کہنے لگا میرا سر درد ہو رہا ہے۔ باہر سے سپاہی بلواؤ۔ جس سپاہی کے پاؤں کا سائز بڑا ہو اور جس کا جوتا بہت وزنی ہو اس کو بلاؤ۔ انہوں نے کہا کانسٹیبل صاحب آپ کو بادشاہ بلا رہا ہے، وہ کہنے لگا خیر تو ہے؟ انہوں نے کہا پتہ نہیں، آیا بادشاہ کہنے

لگا باقی سب چلے جاؤ۔ تم بیٹھو، ساتھ کہنے لگا وہ دروازہ بند کر دو، وہ وی آئی پی دروازہ بھی بند کر دو۔ ادھر والی الماریاں بھی بند کر دو، یہ علاج ہونے لگا ہے۔

آصف علی زرداری کا بھی یہی علاج ہو گا۔ انشاء اللہ! بالکل ہونا ہے کیونکہ اس نے اس طرح موج اڑائی ہے، اس طرح ملک پر قبضہ کیا ہے، جیسے ماں کے جہیز میں پاکستان ملا ہے، کیا اس کا کوئی وارث نہیں؟ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں جو دل میں آتا ہے۔ وہ کیے جاتے ہو، آخر تمہیں پتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علماء کی بددعائیں لگنی ہیں اور جب علماء کی بددعا لگتی ہے، پھر کوئی پانی بھی نہیں مانگتا ہم نے کتنی تکالیف اٹھائی ہیں؟ خاص طور پر اہلحدیثوں نے اس پاکستان کے لیے اتنی قربانیاں دی ہیں۔ ہماری ایک تاریخ ہے پورا پاکستان اکٹھا کر لیا جائے۔ تمام صوبوں کی عوام کو اکٹھا کر لیا جائے۔ اللہ پاک کی قسم ہے، علامہ احسان رحمۃ اللہ علیہ کا بدل نہیں ہوسکتا۔ ہم نے پاکستان میں ایسے ہیرے ملک کے لیے قربان کروا دیے۔ کہنے لگا تمام دروازے بند کر دو اور میرے قریب ہو جاؤ۔

اس نے کہا بادشاہ سلامت کیا بات ہے؟ اس نے کہا میرے سر کو تکلیف ہے اس نے کہا پھر ہم کسی ڈاکٹر کو بلاتے ہیں، اس نے کہا نہیں اس نے کہا ہم کسی یونانی حکیم کو بلاتے ہیں، اس نے کہا نہیں اس نے کہا کسی مولوی سے دم کرواتے ہیں، اس نے کہا نہیں اس نے کہا آپ کے سر کو ہوتا کیا ہے؟ اس نے کہا میرے سر کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں، کسی حکیم کے پاس نہیں، کسی طبیب کے پاس نہیں، میرا علاج سوائے تمہارے جوتے کے کسی سے نہیں ہو گا۔ اس نے کہا جناب بندہ ناچیز حاضر ہے۔ جتنے آپ کہو گے میں بغیر تھوک کے یعنی بغیر حساب کے ماروں گا، جب اس نے پانچ سات جوتے مارے تو سر موٹا ہو گیا، کہنے لگا اب ذرا رک جاؤ جب وہ کھڑا ہو گیا، پھر درد شروع ہو گئی، اللہ کریم نے فرمایا اے مچھر ذکرِ الٰہی کرنا شروع کر دو، اس نے گوں گوں کرنا شروع کر دیا، کہنے لگا جلدی مارو مجھے پھر درد شروع ہو گیا ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا اے مچھر تم نے ذکرِ الٰہی میں فرق نہیں پڑنے دینا اور جب اس کا جوتوں سے علاج ہونے لگے تو تم پیچھے ہو جانا، دیکھنا ہم اس ذلیل کو جوتے کتنے مرواتے ہیں؟

یہاں جناب ابراہیم علیہ السلام اکیلے تھے:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَ لَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝﴾

(الحجر: ۱۲۰،۱۲۱)

اکیلے ہیں اور پھر مقابلہ کیا ہے، آخر ایک دن فرمانے لگے یہ جو تمہارے بت ہیں جن سے تمہیں بڑی آس اور امید ہے، ان کا بھی میں کسی دن حساب لگاؤں گا، واہ مواحد ابراہیم علیہ السلام تم پر جان قربان کروں۔ تیری توحید سے ساری کائنات قربان کر دوں، کیسی توحید ہے؟

توحید تو یہ ہے خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دونوں عالم سے خفا میرے لیے ہے

ایک دن کہنے لگے اے ابراہیم علیہ السلام آؤ آپ کو میلہ دکھا کر لائیں۔ فرمایا میں نے نہیں جانا، انہوں نے کہا کیوں نہیں جانا؟ فرمایا: ''اِنِّیْ سَقِیْمٌ'' میں بیمار ہوں۔ انہوں نے کہا ہم وہاں سے دوائی لے دیں گے، فرمایا نہیں میری اس بیماری کا تم علاج نہیں کر سکتے، جس دن تم نہ ہوئے، تمہارے وہ پچھلے ہوئے اور میرا اور ان کا سامنا ہوا تو اس دن ہی میری بیماری دور ہو جانی ہے۔ ''اِنِّیْ سَقِیْمٌ'' میں بیمار ہوں۔ میری صحت اس دن ہی صحیح ہونی ہے بات بھی صحیح ہے، توحید والے کو تکلیف ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

تم اوروں کی مانے تو کانا کارا
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
میری حد سے بڑھ کر میرا رتبہ نہ بڑھانا
بڑھا کر بہت نہ تم مجھ کو گھٹانا
بنانا نہ تربت میری کو صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں مجھ سے کچھ کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم

کیا کیا ہے؟ اب رسول اللہ ﷺ کا روضہ بنا کر ریڑھیوں پر رکھا ہے اور بنایا بھی مصنوعی ہے ایک جگہ سے چکر لگا کر آئے ہو۔ اس سے بڑی توہین کوئی اور ہو سکتی ہے؟ سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

"مَنْ جَدَّدَ قَبرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ ."

جو قبر کی تجدید کرے قبر بنی تھی قبر بیٹھ گئی ہے، قبر ختم ہوگئی ہے قبر کا نام ونشان ختم ہوگیا ہے، اس کو پھر کوئی نئے سرے سے مٹی ڈال کر قبر بنائے اور یا "مثل مثالاً" قبر ہے ہی نہیں، اس طرح قبر کا پھر نقشہ بنائے۔ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبان کے الفاظ ہیں۔ "فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ" یہ اسلام سے نکل گیا، اس میں ایمان ذرا برابر نہیں رہ گیا۔

اب یہ جو کچھ پروگرام بنتا ہے۔ انہوں نے نواسۂ رسول ﷺ کا روضہ بنا کر بازاروں میں گھمایا اور اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا مزار بنا کر بازاروں میں گھمانا ہے۔ یعنی ایک مصنوعی بنایا ہے، کیا یہ عقیدت ہے؟ یہ محبت ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

"اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ ."

فرمایا سب سے پہلے جب قیامت آئے گی۔ سب سے پہلے میری قبر کھلے گی۔ "اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ" سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں قبر سے باہر آؤں گا اور آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ پاک نے شافع بنایا ہے اور اللہ پاک میری سفارش بھی قبول فرمائیں گے۔

اب مجھے بتاؤ تم کہتے ہو آپ ﷺ آتے ہیں، اب بھی آنا ہے اور گاہے بگاہے بھی آتے ہیں۔ تو یہ جو نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ میری قبر قیامت والے دن پھٹے گی اور کھلے گی اور میں اس میں سے زندہ ہو کر باہر آؤں گا۔ اب ہم کس بات پر یقین رکھیں؟ کبھی کسی نے رسول اللہ ﷺ کو قبر سے نکلتے ہوئے دیکھا ہو؟ چلو یار انہوں نے یہاں آنا ہے۔ ایمانداری سے بتاؤ پھر یہ کہو کہ جب سے آپ ﷺ دنیا سے گئے ہیں، نماز چھوڑ گئے ہیں،

اگر آپ ﷺ آئے ہیں تو نماز پڑھتے ہی ہیں۔ نماز انہوں نے پڑھنی ہے۔

پھر یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔

﴿وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ﴾

سورہ نساء کی آیت ہے۔ "وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ" جب آپ ﷺ ان میں ہوں "فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ" میرے رسول ﷺ جماعت خود کروانا۔

تمہارے گجرات میں بڑا جلوس نکلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی آئے ہوئے ہیں تو انسان کے بیٹے بن کر رسول اللہ ﷺ کو آگے کھڑا کرو، مجھے بھی بتانا میں بھی آ کر آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھوں گا، یہ انصاف کی بات ہے۔ کہتے ہیں آپ ﷺ آئے ہیں۔ اب کرسی بھی خالی رکھتے ہیں۔ میں نے ایک جگہ جلسہ کا اشتہار دیکھا ہے لکھا ہے۔ زیرِ صدارت محمد مصطفیٰ ﷺ صدارت آپ ﷺ ہی کروا رہے ہیں۔ ساتھ ایک کرسی خالی رکھی ہے۔ یہ کرسی کیوں خالی ہے؟ کہتے ہیں۔ یہاں رسول کریم ﷺ آ کر بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا کہاں ہیں؟ کہنے لگے تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں نے کہا مجھے دکھاؤ کہنے لگا تمہاری آنکھیں اس قابل نہیں، میں نے کہا تم نے کونسا گوجرہ سے بنوائی ہیں جو کہ تمہاری صحیح ہیں۔ میں نے کہا یار مجھے بھی آپ ﷺ کو دیکھنے کا موقع دو۔ ہم تو ترس رہے ہیں۔ ایک بار ہمیں بھی آپ ﷺ کی زیارت ہو جائے، بھائی میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں ایک بار مجھے بھی دکھاؤ۔ اس نے کہا اے وہابی تمہاری آنکھ دیکھنے والی نہیں۔ اس سے میں نے کہا آنکھ نہیں دیکھ سکتی تو چلو میرا ہاتھ ہی لگوا دو کہ آپ ﷺ کہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ قوم کو دھوکہ دیا جا رہا ہے اس کی تہہ میں کچھ بھی نہیں۔

انہوں نے فرمایا میں بیمار ہوں وہ چلے گئے اب کام بننے لگا ہے:

﴿وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ۝﴾

(الانبیاء: ۵۷)

مواحد غیر اللہ سے نہیں ڈرتا۔ مواحد کے دل کی جو توحید ہے اس کو قائم رکھو! اس لیے

مواحد کا کیا کام ہے کہ وہ ڈرے؟

یہاں امریکہ سے ہم ڈریں، ہندو سے ہم ڈریں، سکھ من موہن سنگھ سے ہم ڈریں، ہم ہندوؤں سے ڈریں گجرات والو تمہارے شہر کا وزیر دفاع ہے، اس سے پوچھو ہم ہندوؤں سے ڈریں۔ ہم ہندوؤں کی ماں کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حلال کرتے ہیں۔ میں ہر سال اللہ پاک کی قسم ہندوؤں کی ماں کے اوپر بیٹھ کر چھری چلاتا ہوں۔ گائے ہندوؤں کی ماں ہے۔ انہوں نے پیچھے اسمبلی میں پاس کیا ہے، انڈیا کی اسمبلی میں پاس ہوا ہے کہ ماں کا پیشاب ضائع نہیں کرنا، اس کو بوتلوں میں ڈالو، محفوظ کرو، تحفے بھیجو اور جو بیمار ہیں، ان کو اس کا پیشاب پلاؤ۔ پیو اور جیو، جوانی بناؤ، اس سے صحت بڑی اچھی ہوتی ہے۔ گائے کو ماں سمجھتے ہیں اور ماں کے پیشاب کی چھینٹ نیچے گرنے نہیں دیتے۔

میں اللہ پاک کے فضل وکرم سے ہر سال ان کی ماں کو حلال کرتا ہوں، پھر میں نے اس کو الٹایا ہے۔ پھر اس کی کھال کو کھینچا ہے، پھر میں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ہیں۔ اس کا گوشت بنا کر میں نے کہا اس کا قیمہ بناؤ، قیمہ بنا کر میں نے کہا اس کو صاف کر کے ہنڈیا میں پکاؤ، پھر میں نے کہا پکا کر دانتوں کے نیچے چباؤ۔ پھر اس کو آگے گزارو، پیٹ میں پہنچاؤ اور پھر پیٹ سے آگے کسی اور جگہ پہنچاؤ۔ اب جاؤ اس قوم سے ہم ڈریں؟ امریکہ سے ڈریں؟

ایوب نے ایک نام لیا تھا۔ تم نے کس قوم کو للکارا ہے؟ جن کا اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان ہے۔ سنہ ۶۵ء کی جنگ میں یہ ایوب کے الفاظ تھے۔ اے ہندوؤ تم نے کن کو للکارا ہے؟ جن کا اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان ہے اور کہا لا الہ الا اللہ پڑھتے چلو اور آگے آگے بڑھتے چلو اور اس وقت نکموں نے بھی کہا۔

میرے ڈھول سپاہیا تینوں رب دیاں رکھاں

پھر نتیجہ کیا نکلا؟ سترہ دن میں فتح ہوئی۔ جنگ جیتی گئی۔ اب امریکہ سے ڈالر لیتے پھرتے ہیں۔ گیلانی کہتا ہے ڈرون حملے بند کر دو، امریکہ کہتا ہے ابھی ہمارا پروگرام نہیں بن رہا۔ یہ وزیر اعظم ہے ادھر اس کو مطمئن کرتا ہے اور پھر نواز شریف سے کہتا ہے آپ فکر نہ کرو۔

ہم بالکل میثاقِ جمہوریت کے قائل ہیں۔ پھر کہتا ہے میثاق جمہوریت کے لیے سب میں اتفاق ہونا چاہیے، پھر وہ کہتے ہیں اچھا پھر سترویں ترمیم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہتا ہے ہم سترویں ترمیم کے بارے میں سوچتے ہیں ٹھیک ہوگا، پھر کہتا ہے جناب ابھی سترویں ترمیم کا موقع نہیں ہے، کچھ کھا کر مر جاؤ پینٹ پہنے پھرتا ہے۔ جیسے بکری کو جیب لگائی ہوتی ہے، یہ کوئی بات ہے؟ یہ دونوں طرف منہ رکھتے ہیں اس طرح کے نکمے سربراہ پاکستان کو ملے ہیں۔

یہاں اب دیکھیے جب جناب ابراہیم علیہ السلام بت خانہ میں آ گئے، جب بتوں کے جھوٹے محافظ میلے پر چلے گئے۔ جب عرس پر چلے گئے۔ جب جھوٹے معبودوں کے پوجنے والے ان کو اکیلے چھوڑ کر میلہ دیکھنے چلے گئے تو ان معبودوں کا محافظ کوئی نہ رہ گیا، اب وہاں وہ آ گیا جس کا رب محافظ تھا۔ اب وہ آئے ہیں فرماتے ہیں:

﴿وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۵۷)

ایک بار تم جاؤ تو سہی میں نے بھی اپنے دل کی پوری تسلی کرنی ہے، میں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنی ہے اور دیکھنا ہے یہ کیا کرتے ہیں؟

ہم بھی کہتے ہیں میں نے کئی بار کہا ہے، کسی بزرگ کی قبر پر مجھے بھی لے چلو میں اس سے بات کروں کہ بابا جی سناؤ سردیوں میں تو یہاں رہتے ہو، گرمیوں میں ہمارے گاؤں بھی تو آیا کرو مگر وہ یہ بات نہیں مانتے، انہوں نے سر پر بادانہ رکھا ہے، قبر پر چاروں طرف ملنگ بیٹھے ہیں۔ یہ ملنگوں کو بادانہ کھلا رہے ہیں۔ ساتھ ان کو کہتے ہیں ہماری سفارش کرنا اس پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔

جو کروٹ بدلنا نہیں جانتے
انہیں آپ حاجت روا مانتے ہیں
کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بحرِ سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
مزاروں پر دن رات نذریں چڑھائیں
نہ توحید میں خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اب بھی سمجھ نہیں آتی؟ وہ اب آئے ہیں۔ قرآن کے آئینہ میں دروازہ میں داخل ہوئے۔ وہ سارے اپنے میلے میں پہنچ گئے تھے۔ کوئی بھی موجود نہیں، دروازہ کھولا تو دیکھا، سامنے رنگ برنگ کے معبود بنے ہوئے ہیں۔ کوئی بڑے سائز کا ہے، کوئی چھوٹے سائز کا ہے، کوئی اس سے چھوٹے سائز کا ہے۔ ان کے چہروں پر پاؤڈر لگائے ہیں۔ ان کے آگے کھانے والی کئی چیزیں رکھی ہیں۔ اب جناب ابراہیم علیہ السلام قریب آئے فرمانے لگے "اَلَا تَاْكُلُوْنَ" کھاتے کیوں نہیں ہو؟ پہلے فرمایا تھا:

﴿وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ۝﴾

(الانبیاء: ۵۷)

اب ان کے پاس آگئے ہیں۔ وہاں کوئی نہیں ان کے سامنے مٹھائی، برفی، قورمے اور چورمے کئی قسم کی چیزیں پڑی تھیں فرمایا "اَلَا تَاْكُلُوْنَ" کیوں نہیں کھاتے؟ اب بول کر کون جواب دے؟ فرماتے ہیں: "مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ" پھر بھی کوئی جواب نہ آیا:

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ۝﴾ (الانبیاء: ۵۸)

پھر سب کی طرف باری باری گئے۔ کسی کی ٹانگ کاٹی ہے، کسی کا بازو کاٹا ہے، کسی کو چیر دے دیا، کسی کی گردن کاٹ دی۔ "فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا" ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ علیحدہ علیحدہ کر

دیے۔ معبودوں کا یہ حال ہو رہا ہے۔ بزرگوں کا حال خراب ہو رہا ہے:

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ﴾

جوان کا بڑا اپھنے خاں تھا، اس کے کندھوں پر کلہاڑا رکھ دیا، کس لیے کہ "اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ" جب وہ میلہ سے آئیں تو اس سے پوچھیں، جب وہ آئے تو کہنے لگے چلو بزرگ صاحب کو بتاتے ہیں کہ ہم خیریت سے آگئے ہیں۔ آپ کی خیر و برکت سے ہمیں کچھ نہیں ہوا، جب آئے دیکھا۔ سارے بت ٹوٹے پڑے ہیں دیکھ کر کہنے لگے:

﴿قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۵۹)

ہمارے معبودوں کو کونسا ظالم مار گیا؟ کون اتنا سخت دل تھا؟ جو ہمارے معبودوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا۔ "مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ" اب وہاں سوچتے ہیں کہ یہ کس نے کیا ہے؟

ایمانداری سے بتاؤ ان کو پوچھنا تو چاہیے تھا کہ نہیں؟ کہ ہمارے رب ہمیں بتائیں آپ کی گردن کس نے کاٹی ہے؟ ان سے پوچھتے کہ آپ کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ کیونکہ بولتے بھی ہیں، سنتے بھی ہیں۔

یہ بھی مانتے ہیں کہتے ہیں کئی ہم سے قبر میں سے ہاتھ نکال کر مصافحہ کرتے ہیں۔ بزرگ سب کچھ جانتے ہیں، کہتے ہیں ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے، وہ باہر ہاتھ کر کے مصافحہ کرتے ہیں، میں نے کہا کبھی میرا بھی تو ان سے مصافحہ کرواؤ جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی بھی ایسا نہیں رہ گیا، جس کو کوئی مرہم پٹی کروا کر صحیح کر لیا جائے، سب کے سب ٹوٹے ہوئے ہیں۔

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۵۸،۵۹)

وہ کون ظالم ہے؟ جسے ایسا کرنے پر ترس نہ آیا کہنے لگے:

﴿قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ ۝﴾ (الانبیاء: ۶۰)

اس طرح کے نوجوان شاہین ہوں، بزرگوں نے کیا کرنا ہے؟ کام لڑکے کرتے ہیں: ﴿قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ﴾ کہتے ہیں یہ کام کسی لڑکے کا ہے اللہ کی قسم جب نوجوان صحیح ہوں، پاکستان یوتھ فورس زندہ باد، ایک بار جوانی کا جوش آئے، ایک گاؤں کے سارے لڑکوں نے مل کر پروگرام بنایا کہ گاؤں میں کوئی بھی بے نماز نہیں رہنے دینا، وہ جس گلی میں جائیں کئی ڈر کر مسجد چلے گئے۔ سارے نماز پڑھنے کے لیے جانے لگ پڑے، ایک بابا رہ گیا، اس نے کہا آج میرے کپڑے صحیح نہیں، اس لیے آج میں نہیں جا سکتا، نوجوان اگلے دن پھر کہنے لگے، بابا جی آج چلیں، وہ کہنے لگا میں نے جانے کا پروگرام بنایا ہے لیکن آج مجھے حجامت کروا لینے دو۔ دو تین دن اس طرح بابا جی نے گزار دیے، وہ اگلے دن پھر کوئی بہانہ بنانے لگا تو نوجوان گروہ نے بابا جی کی چارپائی اٹھالی اور لا کر مسجد میں رکھ دی۔ پیچھے اس بزرگ کے بیٹے آ گئے۔ بزرگ ان سے کہنے لگا حرامیو تم نہ پیدا ہوتے، دیکھو تمہارے جیتے شریکوں کے لڑکے مجھے مسجد میں لے آئے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ نوجوانوں کا شکریہ ادا کرتا، یہاں نوجوانوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ نوجوان کام کر سکتے ہیں، باقی مسئلہ رہ گیا مجھے کیا سمجھتے ہو کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، نہ نہ ایسی کوئی بات ہی نہیں، اللہ پاک کے فضل و کرم سے میرے تو تمام اعضاء صحیح کام کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا:

﴿قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ٦٠، ٦١)

یہ اس نوجوان کا کام ہے۔ اسے لاؤ۔ یہاں سب کے سامنے بات ہو، ہمارا ابھی ایک چکر لگا ہے اور بات یہاں تک پہنچ گئی ہے ہم نے پھر بھی جانا ہے۔ فلاں دن فلاں عرس پر ہم نے جانا ہے، پھر وہ ان سب کو اکٹھا کر کے کسی سمندر میں پھینک دے گا تو پھر ہم کہاں سے اپنے بزرگ ڈھونڈتے پھریں گے، اس لیے اس کو یہاں لاؤ اور سب کے سب اسے سمجھاؤ کہ آج کے بعد ایسا نہیں کرنا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام پہلے ہی انتظار کر رہے تھے کہ وہ کب

آ ئیں؟ آ گئے کہنے لگے جناب ایک بار ہمارے ساتھ آ ئیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام آ رہے ہیں اور ساتھ مسکرا رہے ہیں۔ ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں کہ ان کا کیا حال ہوا ہے؟ ان کا کیا بنا ہے؟ کہنے لگے:

﴿قَالُوٓا ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝﴾ (الانبیاء: ٦٢)

اے ابراہیم علیہ السلام کیا یہ تم نے کیا ہے؟ کیا یہ تمہارا کام ہے؟ وہ آگے سے فرماتے ہیں:

﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝﴾

(الانبیاء: ٦٣)

وہ کہتے ہیں کیا یہ تم نے کیا ہے؟ وہ آگے سے فرماتے ہیں اس بڑے سے پوچھو اصل بات اس کی ہے، کہنے لگے بات اصل یہ ہے جب تم میلہ پر چلے گئے تو ان کے پاس رنگ برنگ کی کھانے والی چیزیں مٹھائی، زردہ وغیرہ سب کچھ پڑا ہوا تھا۔

پروگرام اس طرح بنا، یہ جو تمہارا بڑا ہے جس کے کندھوں پر کلہاڑا ہے، یہ ہر چیز اپنی طرف لے کر آ رہا تھا، سب کچھ اپنے آگے اکٹھا کیے جا رہا تھا، ان چھوٹوں نے کہا مساوات قائم کرو، برابر کا کام کرو۔ لیکن اس نے ان کے ٹکڑے کر دیے۔ ابھی بھی دیکھو اس کے کندھوں پر کلہاڑا ہے۔ ابھی تو تم نے قریب کا چکر لگایا ہے اور یہ حال ہو گیا ہے۔ اگر تم کہیں دور چلے جاتے تو اس نے تو سب کچھ ختم کر دینا تھا، دیکھو اب دلائل دیے ہیں۔ ﴿ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ﴾ مشرک پاس کوئی دلیل نہ ہوئی تو سر نیچے کر دیے کہنے کیا لگے؟ ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝﴾ آپ علیہ السلام فرمانے لگے اب مجھ سے بات کرو چاہیے تو تھا کہ دلائل سے بات کرتے۔ ﴿ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ﴾ سر نیچے کر کے دیکھنے لگ پڑے ایک دوسرے سے کہنے لگے ظلم ہم سے ہوا ہے۔ زیادتی ہم سے ہوئی ہے۔ اگر ہم نے جانا ہی تھا تو اپنا کوئی محافظ ان کے پاس بٹھا جاتے یا کوئی بڑا سا تالا لگا جاتے۔ یہ سب ہمارا قصور ہے: ﴿ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝﴾ کہنے لگے اے ابراہیم علیہ السلام تم کیوں ایسی باتیں کرتے ہو؟ کیوں ہمارا دل

دکھاتے ہو؟ اصل میں بات یہ ہے یہ تو بڑے ہی بھلا مانس ہیں۔ تم نے دیکھا ہے ہم ان کو پوجتے ہیں یہ تو اتنے بھلا مانس ہیں، ان کو جتنے مرضی جوتے پڑ جائیں انہوں نے آج تک بات نہیں کی، فرمانے لگے:

﴿اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝﴾

(الانبیاء: ٦٧)

تم پر بھی افسوس ہے اور تمہارے بڑوں پر بھی افسوس ہے۔ جو اپنی بات نہیں بتا سکتے یہ تمہاری حاجات پوری کیسے کر سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا فوری طور پر اجلاس بلاؤ، بجائے اس پر نادم ہوتے، شرمسار ہوتے اور سوچتے لیکن نتیجہ کیا نکلا؟

﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۝﴾

(الانبیاء: ٦٨)

کہنے لگے اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ سارے مشرکین اکٹھے ہو کر کہنے لگے اپنے معبودوں کی مدد کرو ہمارا رب ہماری مدد خود کرتا ہے۔

مگر مشرک کو اپنے رب کی مدد خود کرنا پڑتی ہے۔ کیوں جی ہم اپنے رب سے مدد مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہماری مدد فرما، لیکن مشرک خود اپنے رب کی مدد کرتے ہیں۔ ذرا میلا کچیلا ہو جائے تو اس کے لیے لیکس صابن لا کر اس کو دھونا پڑتا ہے۔ صاف کرنا پڑتا ہے اس کی آنکھوں سے میل (گڈ) نکال کر صاف کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا؟ "اَنْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ" بعد میں پروگرام بن گیا، چیخ تیار ہو گئی، جناب ابراہیم علیہ السلام مسکرا رہے تھے، چیخ کے کنارہ پر آپ علیہ السلام کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا اس میں ابراہیم علیہ السلام کو پھینک کر جلا دینا ہے۔ مگر ان کو یہ نہیں پتہ تھا۔

جنّوں رب رکھے اونوں کون چکھے

رب ہمارا بھی محافظ ہے، ہماری اللہ پاک نے عزتیں کروائی ہیں۔ ہماری اللہ پاک عزتیں کر رہا ہے۔ مسلک پھل رہا ہے، پھول رہا ہے، جناب ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے،

آگ میں چھلانگ لگاؤ۔ انہوں نے فرمایا مروا دو۔ کہنے لگے نہیں آپ علیہ السلام خود ماریں اور خود پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا چھلانگ مار دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا مروا دو کہنے لگے آپ علیہ السلام خود ماریں کیونکہ ان کو پتہ تھا، جو ہم سے آگے گیا وہ نہیں بچے گا وہ کہنے لگے ہم یہاں کھڑے ہوتے ہیں۔ اب یہاں عقل نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام آگے نہ جانا ورنہ کام خراب ہو جائے گا۔ ادھر سے ایمان نے کہا موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا۔

یہاں بھی کئی کہتے ہیں میری عقل یوں کہتی ہے۔ تمہاری عقل کو میں تیلی لگاؤں، کہتے ہیں ہماری عقل یوں کہتی ہے، دیکھئے اس میں کون سی قباحت ہے؟ اس میں کونسی بُری چیز ہے؟ دیکھئے یہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھی جا رہی ہے۔ علمائے اکرام بیٹھے ہوئے ہیں، دیکھیں وہ جھوم رہے ہیں علمائے اکرام وجد میں ہیں، وجد طاری ہوا ہے۔۔

ہمارے وہاں ایک رات ہے، اسے شب وجدان کہتے ہیں، پاکستان میں وہاں رات کو سب ایک دوسرے میں بجتے ہیں۔ سارا اکٹھ ہوتا ہے۔ مرد اور عورتیں ایک دوسرے میں بجتے ہیں اللہ میری توبہ یہاں کہتے ہیں علماء پر وجد طاری ہے، وجد طاری ہو رہا ہے، لوگ جھومتے ہیں یا اللہ میری توبہ اب اس میں کیا قباحت ہے؟ اس میں کونسی چیز بُری ہے؟ میرے عزیز عقل دین کو سمجھنے کے لیے ہے، گجرات میں بسنے والو عقل سے دین سمجھتے ہیں، عقل سے دین کی پہچان کرنی ہے، عقل سے حق اور باطل میں فرق کرنا ہے، عقل سے دین نہیں بناتے۔

اچھا ہے کہ دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دیں

جب عقل ایمان سے ٹکراتی ہے، اس عقل کو دفعہ کرو، عقل دین کے تابع ہے، نہ کہ کوئی دین کو عقل کے تابع کرے، دیکھتے ہو؟ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں یہی کہتے ہیں، جناب اس میں کیا حرج ہے؟ حرج ہے تو ہم کہتے ہیں، جب اذانیں دیتے ہو اللہ اکبر سے شروع ہو کر جو آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہے کبھی کسی نے مسجد میں یہ کہا ہے؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حالانکہ کلمہ تو پڑھتے ہیں۔ لیکن یہاں پڑھو گے تو میرے محترم تمہاری اذان اذان ہی نہیں

ہو گی، نماز مغرب کی تین رکعات ہیں تم تین کے بجائے چار پڑھو تو تمہاری تین بھی ضائع ہو جائیں گی، ہم شریعت کے پابند ہیں۔

اس لیے انہوں نے کہا چھلانگ ماریں، انہوں نے فرمایا مروا دو، جب جناب ابراہیم علیہ السلام چھلانگ مارنے لگے تو یہاں عقل نے کہا نہ چھلانگ مارنا، جس ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشہ لبِ بام ابھی

عقل دیکھتی رہ گئی اور ایمان نے چھلانگ مروا دی، آگ میں جا کر سکون سے بیٹھ گئے، انہوں نے کہا بابا جی کو تو کچھ نہیں ہوا۔ کئی کہنے لگے اصل میں بات یہ ہے بابا جی نے پھونک مار کر آگ باندھ دی ہے، جب آپ علیہ السلام آگ سے باہر نکلے کسی نے پوچھا آپ علیہ السلام کو کتنی تکلیف ہوئی تھی؟ فرمایا نہ پوچھو کہ تکلیف کتنی ہوئی تھی، بلکہ یہ پوچھو مجھے مزہ کتنا آیا تھا؟

اگر ابراہیمؑ جیسا ہو جائے ایمان پیدا
تو آگ کر سکتی ہے آج بھی اندازِ گلستان پیدا

فرمانے لگے جب ماں دودھ پلاتی تھی اور سینے سے دبا کر کہتی تھی، میرے کلیجہ کو ٹھنڈک پہنچ گئی ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں ماں کے سینے سے بھی لگنے سے وہ مزہ نہیں آیا، جو کہ اس چیخاں میں چھلانگ مارنے سے لطف آیا ہے۔

میرے محترم یہ کون لوگ ہیں؟ جو اللہ والے ہیں اور اللہ پاک نے پھر بتایا ہے کہ جب وہ مجھے آواز دیں تو میں خود ان کی آواز پر لبیک کہوں۔

رب فرماوے ساڈے در پر توں جس ویلے آنویں
تے جلد لبیک یا عبدی کہیے توں جتنی وار بلانویں

تم اتنے پیار اور محبت کے لہجہ میں یا اللہ کہو اور میں تمہاری آواز پر لبیک کہوں، وہی رب ہے، وعدے بھی وہی ہیں یہ نہیں کہ وہ اَوْوَرْ ایج ہو گیا ہے، عمر زیادہ ہو گئی ہے، اس لیے اب

کچھ نہیں کر سکتا، نہ بلکہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے، آؤ اپنے کیے ہوئے پر نادم ہو کر اپنے مالک کے سامنے سربسجود ہو کر معافی مانگیں، ہماری گئی ہوئی عزت کو بحال کرنے کے لیے اللہ پاک تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسلام کے تابع ہو کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، تقویٰ، خشیتِ الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۝﴾

(الاعراف: ۲۶)

ربّ العالمین کی حمد وثنا اور رسول معظم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر بے حد وحساب، بے شمار، ان گنت اور لا تعداد درود وسلام کے بعد کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

انسان کا نیکی کی طرف میلان، رجحان اور گناہ سے دوری، نیکی کے ساتھ محبت اور گناہ سے نفرت اس وقت ہوتی ہے، جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے۔ جس وقت اللہ پاک کا ڈر دل میں گھر کر جائے کسی خوش نصیب کے دل میں خشیتِ الٰہی کا بسیرا ہو جائے۔ پھر اس کو گناہ سے نفرت ہوتی ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ میں ہر بڑی سے بڑی نیکی کروں اور اپنے مالک کو راضی کروں۔ خشیت الٰہی ایک ایسا نسخہ کیمیا ہے۔ اگر کوئی خوش نصیب استعمال کر لے پھر سر سے لے کر پاؤں تک جسم کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ یقیناً پاسے کا سونا بن جاتا ہے۔ پھر کبھی ذہن میں گناہ کا تصور بھی نہیں آ سکتا۔

اس لیے اللہ کریم نے مسئلہ سمجھایا ہے اور بار بار اس کے بارہ میں فرمایا ہے کہ کہیں بھول نہ جانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اِيَّاكَ" عربی قواعد میں پہلے فعل ہوتا ہے۔ پھر فاعل ہوتا ہے اور پھر مفعول ہوتا ہے لیکن جب مفعول کو پہلے لے آئیں تو پھر اس کا معنی حصر کا ہوتا ہے۔ جس طرح کہتے ہیں "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" ایسے عبارت بنتی ہے "نعبد اياك، نستعين اياك" مگر اياك کو پہلے لا کر فرمایا کہ تیرے سوا ہم نے کسی اور کی عبادت

نہیں کرنی اور تیرے سوا کسی اور سے ہم مدد بھی نہیں مانگتے۔ اسی طرح اللہ کریم چاہتے ہیں۔

"اِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ" تم نے مجھ سے ڈرنا ہے۔ پھر فرمایا: "اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ" وہاں فرمایا: "فَارْھَبُوْنِ" یہاں فرمایا: "فَاتَّقُوْنِ" تم نے صرف مجھ سے ڈرنا ہے کسی اور سے نہیں ڈرنا صرف میرا ڈر اپنے دل میں رکھنا ہے۔ جب تم مجھ سے ڈرو گے اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ جب مجھ سے ڈرو گے۔ پھر ساری خدائی تم سے ڈرے گی۔ تم صرف مجھ سے ڈرو۔ پھر ساری کائنات تم سے ڈرے گی اور کانپے گی۔ لیکن جب تم میرا ڈر دل سے نکال دو گے، پھر تم ہر کسی سے ڈرو گے۔ پھر خود سے بھی ڈرو گے۔ پھر درختوں سے بھی ڈرو گے، پھر اپنے سایہ سے بھی ڈرو گے، اس لیے فرمایا "اِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ، اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ" پھر فرمایا: "وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ" میں تم سب کو اپنی ذات سے ڈراتا ہوں۔ بندے بن جاؤ۔ تم کیا چیز ہو؟ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تم بہت بڑی چیز بنتے ہو اور سمجھتے ہو۔ ہمارے کمال پر کبھی زوال نہیں آنا، تمہاری حقیقت کیا ہے؟ تم سے پہلے وہ لوگ بھی آئے۔ جو طاقت، قوت، حسن اور مال و دولت میں تم سے زیادہ تھے۔ ان کی طرف دیکھو کیا ان میں سے کوئی ہے؟ یہاں کسی کے پاس پیسے آجائیں تو وہ اکڑ کر چلتا ہے وہ اپنے آپ کو کہتا ہے میں پتہ نہیں کیا بن گیا ہوں؟ ٹانگیں چوڑی کر کے چلتا ہے، بازو اس طرح پھیلا کر چلتا ہے، جس طرح بغل میں پھوڑے نکلے ہوتے ہیں۔ اس کی اب چال ہی بدل گئی ہے۔

مولا کریم فرماتے ہیں تم کیا چیز ہو؟ تم سے پہلے کئی لوگ آئے وہ کہاں ہیں؟

﴿اَلَمْ تَرَیٰ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ○ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ○ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ ○ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ○ وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ○ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ○ فَاَکْثَرُوْا فِیْھَا الْفَسَادَ ○ فَصَبَّ عَلَیْھِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ﴾ (الفجر: ۶ - ۱۳)

یہاں عادیوں کا ذکر کیا ہے۔ ثمودیوں کا ذکر کیا، فرعونیوں کا ذکر کیا۔ جب اُن لوگوں نے من مانی کی جب ہٹ دھرمی کی، جب مجھ سے انہوں نے بغاوت کی مجھ سے سرکشی کی۔

جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں، اس کے ساتھ بہت غلط ہوا ہے اس طرح نہیں ہونا چاہیے تھا یہ اللہ تعالیٰ نے بہت غلط کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم کرتا ہے؟ اللہ میری توبہ، یہ رواج ہے اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے۔ وہاں جاتے ہیں پوچھا جائے کہاں گئے تھے؟ کہتے ہیں ہم افسوس کرنے گئے تھے حالانکہ یہ لفظ ہی غلط ہے۔ کہنا چاہیے تعزیت کے لیے گیا تھا تعزیت کا معنی ہے صبر کی تلقین کرنا، اس کو مطمئن کرنا اس کو تسلی دینا اس کو ہلہ شیری دینا کہ فکر نہ کرو گھبراؤ نہیں، پریشان نہ ہو۔ یہ صرف تم سے ہی نہیں بلکہ سارے لوگوں سے یہ معاملات پیش آتے ہیں لیکن یہاں کہتے ہیں بہت غلط ہوا ہے۔ اب یہ چلے گئے ہیں اس کے بعد عورتوں کا جلوس آ گیا انہوں نے کیا کہا؟ بہن یہ کوئی مرنے کی عمر تھی؟ اس کے مرنے کا بھی کوئی وقت ہے؟ وہ اللہ جو سب سے زیادہ مہربان ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ" میں رؤف رحیم ہوں، پھر اہل ایمان سے فرمایا: "کَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا" میں مومنین پر بہت زیادہ رحیم ہوں۔ پھر فرمایا:

﴿لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۝﴾ (التوبہ:۱۲۸)

جو خود بھی رؤف رحیم ہے۔ جس کا مصطفیٰ ﷺ بھی رؤف رحیم ہے۔ جو خود بھی مہربان ہے جس کا نبی ﷺ بھی مہربان ہے۔ جو خود بھی رحمت ہے۔ جس کا نبی ﷺ بھی رحمت ہے۔ پھر وہ رب فرمائے:

﴿وَمَا ظَلَمُوۡنَا وَلٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ۝﴾ (البقرۃ:۵۷)

ان لوگوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا، ان ظالموں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ ان کا ظلم ان پر پڑ گیا۔ انہوں نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری۔

میں تو اس طرح نہیں کرتا میں تو بہت زیادہ مہربان ہوں، کسی کا باپ اتنا مہربان نہیں، کسی کی ماں اتنی مہربان نہیں، جتنا مالک اپنی مخلوق پر مہربان ہے۔ یہ کئی بار باپ غصہ میں آ کر اپنے بیٹے سے کہتا ہے گھر سے نکل جاؤ۔ ورنہ تمہیں دوسری طرح نکالوں گا۔ یہ باپ ہے جو

کہتا ہے تمہارا اس گھر میں ہے کیا؟ تم اس گھر کے لگتے کیا ہو؟ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ یہ باپ ہے اور ماں بھی کئی بار کہتی ہے تمہاری بوٹیوں کو نمک لگاؤں۔ یہ ماں ہے وہ باپ ہے لیکن اس مالک نے کبھی کچھ نہیں کہا جس طرح تم سنتے ہوتے ہو۔ کبھی نہیں کہا!

شرک کرے کوئی کفر کماوے تے کسے نہ دور ہٹاوے
بند نہ کرے برات کسے دی او حکم کرے شرماوے

یہاں فرمایا تمہاری کوئی حیثیت نہیں، تم سے پہلے بڑی بڑی طاقتوں والے آئے۔ تم نے عادیوں کو دیکھا۔ ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝﴾ تمہارے رب نے عادیوں سے کیا کیا؟ ﴿وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ جنہوں نے پہاڑوں کو کاٹ کر مضبوط مکان بنائے اور بلڈنگیں بنائیں۔ ان ثمودیوں سے کیا ہوا؟ ﴿وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۝﴾ وہ کیلوں والا فرعون، وہ میخوں والا فرعون جس کے جانور باندھنے کے لیے کلے بھی سونے کے تھے، ﴿وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝﴾ جب انہوں نے مجھ سے بغاوت کی ﴿طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ﴾ پھر فساد برپا کیا۔ ﴿فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝﴾ س، و، ط یہ جو عربی کا سوط لفظ ہے۔ سوط کا معنی لاٹھی ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں پھر میں نے ان پر لاٹھی برسائی۔ اللہ کی قسم اس کا معنی ہی لاٹھی (ڈانگ) ہے بڑی مضبوط وہ لاٹھی ہے۔

پتہ نہیں وہ کیسی لاٹھی ہے؟ فرمایا پھر میں نے وہ لاٹھی استعمال کی، پیچھے کوئی بھی نہ رہا نہ وہ مکان رہے نہ وہ مکین رہے، وہ جن کے پاس طاقت، خزانہ، فوج اور حکومتیں تھیں، جن کے پاس مال ودولت کی کثرت تھی، مگران کا نام ونشان نہیں رہا:

﴿كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝﴾

(الدخان: ۲۵تا۲۸)

ایسے لوگ بھی دنیا پر آئے اونچے اونچے محلات بنے ہیں، بڑے بڑے بنگلے بنے ہیں۔

بڑی بڑی بلڈنگیں بنی ہیں، بڑی بڑی خوبصورت، دیدہ زیب اور دلکش عمارتیں ہیں، سپاس سے گزرنے والا جب ان کی طرف دیکھتا ہے کہتا ہے یہ بڑی پرکشش ہیں۔ بڑی دیدہ زیب ہیں، اوپر محلات بنے ہوئے ہیں، پھر باغات ہیں، پھر نیچے نہریں جاری ہیں۔ پھر چشمے جاری ہیں لیکن جب انہوں نے مالک سے بگاڑ لی، جب مالک سے بگاڑ لی تو پھر ان کو کیا سزا ملی؟

﴿كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝﴾

(الدخان: ۲۵ تا ۲۸)

وہ چلے گئے پھر میں نے وارث دوسرے لوگوں کو بنایا جو پہلے تھے ان کا میں نے پیچھے نام ونشان بھی نہ رہنے دیا۔

اس لیے فرمایا مجھ سے ڈر جاؤ۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ بندے بن جاؤ۔ ڈر جاؤ جو ڈر گیا سوتر گیا، وہ گھر شاد آباد رہتا ہے وہ گھر خوشحال ہوتا ہے، جس کے گھر والی اپنے مالک سے ڈرتی ہے وہ گھر والے ہمیشہ خوش وخرم رہتے ہیں۔ اس گھر میں کبھی پریشانی نہیں آئی جس گھر والی یہ سمجھے کہ میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے اور جو یہ کہے کہ گھر والا گھر میں نہیں ہے، اب مجھے کسی کا ڈر نہیں، وہ گھر آج بھی تباہ ہے کل بھی تباہ ہے، دنیاوی اعتبار کے لحاظ سے جب دل میں ڈر ہوگا تو وہ گھر آباد رہے گا اور جو اپنا ڈر چھوڑ دے گی، اس گھر کی تباہی وبربادی ہو جائے گی۔

فرمایا جب میرا ڈر تمہارے دل میں ہوگا تم جہاں جاؤ گے، میں پھر تمہارے ایمان کی بھی حفاظت کروں گا اور تمہاری جان کی بھی حفاظت کروں گا۔ اس لیے فرمایا مجھ سے ڈرنا ہے۔ "وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ" اور میں اس بات پر قادر ہوں جب لوگ ہٹ دھرمی کرتے ہیں، من مانی کرتے ہیں، مجھ سے بغاوت کرتے ہیں تو پھر اس بغاوت کی سزا ملتی ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝﴾ (ھود: ۱۰۲)

جب گاؤں والے، دیہات والے، شہروں والے، قصبات والے اپنی من مانی کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کس نے پوچھنا ہے؟ ہمارا اپنا راج ہے بس من مانی کرو، موج اڑاؤ، یہ ملک ہمارا ہے، مگر مولا کریم فرماتے ہیں میں تمہاری تمام حرکات دیکھ رہا ہوں۔ اگر میں چاہوں تو دیر کر دوں اگر چاہوں تو ایک سیکنڈ بھی نہ لگاؤں۔ "وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝" میری پکڑ بڑی سخت ہے جب میں گرفت میں لیتا ہوں، پھر کائنات میں کوئی بھی میری گرفت سے نہیں بچ سکتا۔ اس کے بچنے کی صورت یہ ہے کہ وہ میرا ڈر اپنے دل میں پیدا کرے اور ڈر اس وقت آئے گا، جب ذہن میں یہ بٹھا لیا جائے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، ہمارا اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمارا اللہ ہمیں نہیں دیکھتا؟ اگر دیکھتا ہے تو پھر اس لیے سارا دن اس اللہ کی مخالفت کرتے ہو، اس کے دیکھنے کے باوجود بھی سب کچھ کرتے ہو۔

وہ بھی دیکھتا ہے یہاں دو فرشتے ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں:

﴿وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾

(الانفطار: ۱۰ تا ۱۲)

تمہاری زندگی کے نشیب وفراز، لیل ونہار اور تمہاری زندگی کا ایک ایک لمحہ ریکارڈ ہوتا جا رہا ہے۔ صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک تم جو جو کچھ کرتے ہو، فرشتے وہ لکھتے جا رہے ہیں، وہ تمہیں دیکھتے ہیں تم ان کو نہیں دیکھتے۔ اس لیے تمہارا اگر قرآن پر ایمان ہو یہ تمہارا عقیدہ ہو کہ رب کریم نے فرمایا ہے تمہارے دونوں کندھوں پر فرشتے ہیں۔ تم اتنے ہٹ دھرم ہو گئے ہو۔ نہ تمہیں ان سے شرم آتی ہے نہ تمہیں مجھ سے شرم آتی ہے۔

﴿وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾

(الانفطار: ۱۰ تا ۱۲)

یہ سب کچھ ریکارڈ ہو رہا ہے۔ فائل بن رہی ہے، ایک نوٹ بک تیار ہو رہی ہے، جب قیامت والا دن ہو گا۔ یہ کتاب پیش کی جائے گی، "اقراء کتابک" یہ کتاب پڑھ کر سناؤ۔ یہ

تمہاری زندگی کی فائل ہے۔ یہ تمہاری زندگی کی نوٹ بک ہے، یہ وہ ہے جو تم نے خود لکھوائی ہے، خود تیار کروائی ہے، اب یہاں وکیل کوئی نہیں، ترجمان کوئی نہیں، تمہارا معاون کوئی نہیں، غم خوار کوئی نہیں، غمگسار کوئی نہیں، یار کوئی نہیں، اب تم تنہا ہو۔ رب کریم کی عدالت ہے اور تم سامنے کھڑے ہو، "لیس بینه وبینه ترجمان" اللہ اور انسان کے درمیان ترجمہ کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں میں نے بذاتِ خود تم سے سوال کرنا ہے۔

اے بھلے مانس کچھ سوچو میں نے تم سے پوچھنا ہے۔ "اقرا کتا بک" یہ تمہاری زندگی کی کتاب ہے۔

﴿ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۝﴾ (اسراء: ۱۴)

یہ تمہاری زندگی کی کتاب ہے۔ اب اس سے تمہارا فیصلہ ہونا ہے، تم پڑھ کر سناؤ اور میں سنتا ہوں۔ یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔ پھر جو میں نے فیصلہ کرنا ہے اس پر پھر نظر ثانی بھی نہیں ہونی، دنیا کی عدالتوں میں سے ایک جگہ پر فیصلہ ہو جائے تو دوسری عدالت میں اپیل ہوتی ہے، دوسری جگہ سے خارج ہو جائے پھر تیسری جگہ پر اپیل ہوتی ہے۔ ایک جج سے دوسرے جج کے پاس لے جاتے ہیں۔

سپریم کورٹ سے ہو کر پھر ہائی کورٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔ جج بدلتے ہیں، عدالتیں بدلتے ہیں، فرمایا میری عدالت آخری ہے، فیصلہ بھی آخری ہے اور جب میرا فیصلہ ہو گیا، پھر کسی نے نظر ثانی بھی نہیں کرنی، اب اس معاملہ میں سوچ لو کہ وہاں کیا بننا ہے؟ جب یہ یقین آ جائے کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر انسان گناہ نہیں کرتا۔ اب دو باتوں میں سے ایک مان لیں یا تو یہ کہ اللہ ہمیں نہیں دیکھتا، لیکن اگر دیکھتا ہے اور یقیناً دیکھتا ہے تو پھر گناہوں سے باز آ جاؤ۔ کئی بار گورنمنٹ کہتی ہے دو سواریاں موٹر سائیکل پر نہ بیٹھیں۔ اب دو موٹر سائیکل پر بیٹھے ہیں، چوک کراس کرنے لگے ہیں، آگے ایک آدمی کھڑا ہے۔ اس نے سر پر ٹوپی لی ہے۔ اس نے پینٹ پہنی ہے۔ وہ اب ان کو دیکھ رہا ہے۔ آگے والے نے اب پیچھے والے کو کہا کہ وہ سامنے کھڑا ہے، اس نے کہا اب تم اتر جاؤ اور سائیڈ میں ہو کر روڈ کراس کرو۔ آگے

جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں آگے آ کر تمہیں بٹھا لوں گا۔ اب یہ نیچے اترا ہے آگے جا کر کھڑا ہو گیا ہے۔ اس نے آ کر پھر اس کو بٹھا لیا ہے۔ اس نے اسے کیوں اتارا ہے؟ اس کو پتہ ہے کہ جو ملک کا پاسبان ہے، ملک کا خیر خواہ ملک کا محافظ سامنے کھڑا ہے، اس نے کیوں اتارا ہے؟ کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ اگر اس نے دیکھ لیا اس نے گاڑی بھی بند کر دینی ہے، اس نے کاغذات بھی لے لینے ہیں۔ اس نے جرمانہ بھی کرنا ہے، ہائے میرے اللہ لوگوں نے تمہاری اس سپاہی جتنی بھی قدر نہیں کی، اب تم غور کرو یہ کہتا ہے وہ دیکھتا ہے تمہارا ذہن مانتا ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے، کہیں میرا چالان نہ ہو جائے کہیں وہ کاغذات نہ چھین لے کہیں گاڑی بند نہ کر دے۔ کہیں جرمانہ نہ کر دے، تمہاری نظر میں اس کا ڈر زیادہ ہے لیکن اگر تمہارا ذہن یہ ہو کہ عرش والا میری تمام حرکات دیکھ رہا ہے تو تم اس کی زمین پر کبھی بھی گناہ نہ کرو۔

اگر تمہارا عقیدہ درست ہو کہ وہ مجھے دیکھتا ہے۔ چلتے پھرتے کو دیکھتا ہے دن رات میں دیکھتا ہے، سفر میں دیکھتا ہے، حضر میں دیکھتا ہے۔ صحت میں دیکھتا ہے بیماری میں دیکھتا ہے، تنگی میں دیکھتا ہے فراخی میں دیکھتا ہے، بچپن میں دیکھتا ہے، جوانی میں دیکھتا ہے، بڑھاپے میں دیکھتا ہے۔ میری زندگی کے تمام لمحات اس کی نظر میں ہیں۔ میری زندگی کا کوئی بھی عمل اس سے پوشیدہ اور مخفی نہیں، رات ہو یا دن ہو، اللہ کریم فرماتے ہیں میں تمہارے ساتھ ہوں، "من حیث العلم،، علم کے اعتبار سے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وجود میرا عرش پر ہے۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰىo لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰىo﴾ (طٰہٰ: ٥،٦)

عرش کے اوپر بھی وہ ہے۔ ساتوں آسمانوں پر بھی وہ ہے ساتوں زمینوں پر بھی وہ ہے۔ زمین اور آسمان کے فضا میں بھی وہ ہے۔

﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰىo﴾

(طہ: ٦)

اور ساتوں زمینوں کے نیچے بھی وہ ہے۔ وہ ہر جگہ پر ہے، پھر وہ جگہ ڈھونڈو جہاں وہ

نہیں دیکھتا میرے بھائی اگر گناہ کرنا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ گناہ نہ کرو اور اگر کرنا ہے تو پھر وہ جگہ ڈھونڈو۔ جہاں وہ نہ دیکھے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾ (المجادلۃ: ۷)

اللہ کریم فرماتے ہیں جہاں تم تین ہوتے ہو وہاں چوتھا میں ہوتا ہوں۔ جہاں تم پانچ ہوتے ہو وہاں چھٹا میں ہوتا ہوں، تم تھوڑے ہو میں پھر بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ تم زیادہ ہو میں پھر بھی ساتھ ہوتا ہوں۔ تم فضا میں جا رہے ہو، میں ساتھ ہوتا ہوں، خشکی میں ہو میں پھر بھی ساتھ ہوتا ہوں، تم تری میں ہو میں پھر بھی ساتھ ہوتا ہوں۔ تم سارے اندر کے دروازے بند کر دو مگر میں ساتھ ہوتا ہوں۔

تم زمین کی تہہ میں بھی ہو میں پھر بھی ساتھ ہوتا ہوں۔ تم جہاں بھی ہوتے ہو، میں ساتھ ہی ہوں، "هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَمَا كَانُوْا" تم جہاں بھی میٹنگ کرتے ہو، میں ساتھ ہی ہوں، میرے پیارو تمہیں کون سمجھائے؟

تم دور دور ڈھونڈنے جاتے ہو کیوں اُسے؟
دیکھو کہیں یہیں رگِ جاں کے قریب نہ ہو
اور جو ہر جگہ ہے اُس کے لیے جستجو ہی کیا؟
کیا اس کو ڈھونڈتا ہے جو ملتا کہیں نہ ہو

وہ اتنا قریب ہے، فرمایا میں تمہارے بہت زیادہ نزدیک ہوں، ایک بار بہت تیز گرمی تھی۔ فیصل آباد میں ہوتا تھا۔ رمضان شریف آیا گرمیوں میں روزہ رکھ کر پھر جمعہ پڑھانا بہت مشکل ہے۔ میں نے روزہ رکھ کر جمعہ پڑھایا گرمیوں میں روزہ رکھ کر جمعہ پڑھانا جہاد کشمیر سے کم نہیں، اس لیے کئی مولوی رمضان میں جمعہ والے دن روزہ رکھنے سے چھٹی کر لیتے

ہیں۔ وہ کہتے ہیں اب جان بچانا بھی تو فرض ہے۔ اب میں نے روزہ رکھا ہے۔ قرآن میرے سامنے ہے۔ میں نے روزہ رکھ کر جمعہ پڑھایا۔ زبان خشک ہوگئی، مجھ سے بولا نہ جائے آنکھیں پیچھے ہوگئیں۔ میں نے سمجھا میرا کام ہوگیا ہے۔ جمعہ پڑھا کر میں گھر گیا۔ غسل خانہ میں داخل ہوا، نل کھولا پانی ٹھنڈا تھا، منہ میں ڈالا اور اب دروازے کتنے تھے؟ ایک کمرہ کا دروازہ ہے۔ پھر آگے باتھ روم کا دروازہ ہے، ایک جب دونوں ہونٹ ملا لیے تو اُن کا دروازہ بند ہوگیا۔ تین دروازے ہوگئے، پانی یہاں تھا اور گرمی بھی یہاں تھی، کتنا فرق رہ گیا؟ ایک ہاتھ کا فرق رہ گیا، اتنا سا فاصلہ رہ گیا، اللہ کی قسم مجھے گرمی نے آواز دی، پانی پی لو کیوں مرنے کا ارادہ ہے؟ پانی نیچے کو آنے دے۔ یہاں کوئی نہیں دیکھتا، باہر جا کر کہہ دینا آج روزہ نے بہت تنگ کیا ہے۔ اب پانی پی لو، پانی نیچے آنے دو۔

میرا بھی پروگرام بن گیا کہ چلو اب جانے دو۔ ابھی میرے ذہن میں یہ بات آنے والی ہے۔ پیچھے سے ایک بولنے والا بول پڑا اس نے کہا خبردار! پانی نیچے نہ جانے دینا۔ جس کا تمہیں ڈر ہے۔ اس کا راستہ میں ہی گھر ہے۔

یہاں فرمایا: ﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ٥﴾ فرمایا ہم شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔

گلاس پانی کا کہاں سے گزارو گے؟ ہمارا بھی راستہ میں ہی ڈیرہ ہے۔ اس لیے فرمایا جہاں تم ہوتے ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں، اس لیے جب بھی بات کرنی ہے، سوچ سمجھ کر صحیح بات کرنی ہے، غلط بات نہیں کرنی، میں تمہاری ساری اداؤں سے واقف ہوں۔ میں تمہاری حرکات وسکنات اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس لیے میرا صبر ہے۔ سب کچھ دیکھنے کے باوجود بھی تمہیں پھر بھی کچھ نہیں کہتا۔

ایک دن جناب ابراہیم علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے مجھے بھی دکھائیں۔ جناب ابراہیم خلیل الرحمٰن نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ عرض کیا۔ مولا کریم نے ذرا سا پردہ ہٹایا تو ہر چیز سامنے آ گئی۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے ایک

آدمی کو گناہ کرتے دیکھا۔ بددعا کی وہ مر گیا، دوسری طرف ایک اور آدمی کو گناہ کرتے دیکھا بددعا کی وہ بھی مر گیا۔ ایک اس محلّہ میں دیکھا اس کے لیے بھی بددعا کی وہ بھی مر گیا۔ جب پانچ سات مر گئے تو مولا کریم نے فرمایا میرے ابراہیم علیہ السلام بس کرو۔ اگر میں تمہارے جیسا ہوتا تو ایک دن میں سارا ملک ختم کر کے اکیلا بیٹھا رہتا فرمایا اے خلیل بددعا نہ کرو۔

اور نہ کر بُری دعا محبوبا اے حکم کیتا رب عالی

اوساڈے کولوں مخفی ناہیں اے حالت بندیاں والی

ہم سب کچھ دیکھتے ہیں مگر ہم صبر کرتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے۔ میں عرش سے دیکھتا ہوں عرش سے فرش تک ہر چیز میری نگاہ میں ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا پہاڑ ہو اور پہاڑ کی تہہ ہو، کوہ ہمالیہ جیسا پہاڑ ہے، ساری دنیا سے بڑا پہاڑ ہے۔ اس کی سب سے نچلی تہہ ہو، اس تہہ کے نیچے ایک چیونٹی چلتی ہے۔ مولا کریم فرماتے ہیں اس چیونٹی کے پاؤں کی آواز بھی میں عرش معلّٰی پر سنتا ہوں۔ میں اتنا باریک بین ہوں۔ میری نگاہ یہاں تک کام کرتی ہے میری زمین پر بندے بن کر رہو۔ مجھ سے ڈر جاؤ میں تمہیں اس لیے کہتا ہوں۔ ﴿فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ، اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ، اَلَمْ تَرَى اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾ (المجادلة: ۷) جب ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے پھر یہ مالک کی نظر میں اتنا اچھا لگتا ہے پھر اس کے تذکرے آسمان پر ہوتے ہیں۔

تم غور کرو یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ صرف اس جسم کے لیے کر رہے ہیں، میری اس بات کی طرف خاص توجہ فرماؤ۔ جو کچھ ہو رہا ہے جو کروڑ پتی ہے، وہ بھی پیٹ کے لیے کر رہا ہے، جس کے پاس اربوں روپے ہیں وہ بھی پیٹ کے لیے کر رہا ہے، ایک مزدور ہے وہ بھی پیٹ کے لیے کر رہا ہے، جس سے پوچھو کہیں گے ہم پیٹ کے لیے سب کچھ کر رہے ہیں، اتنا

بڑا پیٹ ہے تو بہ بڑے بڑے پیٹو ہیں، یہ دیکھو منہ کتنا سا ہے؟ لیکن صبح کو اس منہ سے کیا کھاتا ہے؟ بازار سے گزرتے ہوئے بڑے بڑے جانوروں کی کھالیں اتاری ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے جانور ذبح کیے ہوئے ہیں، یہ نہ جانور کا سر چھوڑتا ہے، نہ اس کے پائے چھوڑتا ہے، نہ کوئی بڑا جانور چھوڑتا ہے، نہ کوئی چھوٹا جانور چھوڑتا ہے تمہارے منہ پر آفرین ہوں۔

ہر چیز منہ سے کھائے جا رہے ہیں۔ اب سب کچھ اس جسم کے لیے ہو رہا ہے۔ لیکن میں محترم تمہاری خدمت میں گزارش کروں گا، جس جسم کے لیے اتنی کوشش کرتے ہو کہ میرے جسم کو کچھ نہ ہو۔ کہتے ہو میرے جسم میں کمزوری نہ آئے۔ کُشتے استعمال کرتا ہے۔ سونے چاندی کے کُشتے کھاتا ہے۔ پھر بڑی بڑی مقوی معجونیں کھاتا ہے، اگر کوئی آدمی کہے بابا جی کیا حال ہے؟ آگے سے کہتا ہے میں تمہیں بابا دکھائی دیتا ہوں؟ کوئی کہے کہ بابا جی مر جاؤ اللہ کی قسم لڑنے پر آتا ہے کہ میں کیوں مروں؟ تم مرو تمہارا باپ مر جائے تمہاری ماں مر جائے تمہارا خاندان مر جائے، میرا تو مرنے کو دل نہیں کرتا یہ جو جسم ہے جس کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہو کہ اس کو کچھ نہ ہو، یہ جسم تمہارا نہیں! کچھ سوچو یہ جسم تمہارا نہیں۔

"وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" اللہ کریم فرماتے ہیں۔ سر سے لے کر پاؤں تک اس اپنے جسم پر غور کرو یہ کس نے بنایا ہے؟ اس کی فٹنگ کس نے کی ہے؟ تم اس کاریگری کا مظہر ہو، یہ کتاب بھی تمہارا جسم ہے۔ ذرا ایک ایک بند دیکھو! ایک ایک انگ دیکھو، ایک ایک جوڑ دیکھو، جسم کا ایک ایک حصہ دیکھو یہ کس نے بنایا؟ "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ" آسمانوں کی طرف دیکھتے ہو، جو بغیر ستونوں کے کھڑے ہوئے ہیں، زمین کو پانی کے اوپر بچھایا ہے، کہیں پہاڑ ہیں درندے ہیں، پرندے ہیں، چرندے ہیں، یہ کائنات عارضی ہے، زمین و آسمان میں نے سب کچھ بنایا ہے اور اپنے جسم کی طرف بھی غور کرو، جب تم اپنے جسم پر غور کرو گے تو تمہیں میری پہچان ہو جائے گی۔ یہ تمہاری کتاب ہے جس میں سب کچھ ہے۔

اس لیے مولا کریم نے فرمایا تھا: "سبح اسم ربك الاعلیٰ" اے میرے نبی ﷺ اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو۔ جو سب سے بلند و بالا ہے۔ میرے نبی ﷺ میں پلک ہوں

اور آپ ﷺ کی زبان پاک ہے۔

آپ ﷺ اپنی پاک زبان سے میری تعریف کریں تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ مالک کی تعریف کیسے کی جاتی ہے؟ میں ساری دنیا سے بے نیاز ہوں۔ساری کائنات میری منکر ہو جائے میں پھر بھی رب العالمین ہوں۔ ساری کائنات باغی ہو جائے میں پھر بھی رب العالمین ہوں۔ ساری کائنات مجھے ماننے والی ہو جائے میں پھر بھی اللہ ہوں، فرمایا مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میں معراج کی رات آسمان پر گیا، فرمایا میں نے دیکھا ساتویں آسمان پر ایک ناخن کے برابر بھی کوئی جگہ خالی نہیں دیکھی، ہر جگہ میں نے دیکھا کہ فرشتے سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ پاک کی عبادت کر رہے ہیں۔ آگے میں بیت المعمور پر گیا۔ فرمایا وہاں فرشتوں کی عبادت گاہ تھی جہاں خانہ کعبہ ہے۔ اوپر بیت المعمور ہے۔
آپ ﷺ فرماتے ہیں میں نے دیکھا ستر ہزار فرشتہ داخل ہوتا ہے، جو ستر ہزار ایک بار اندر چلے گئے اور پھر نماز پڑھ کر باہر آ گئے تو ان کی دوبارہ قیامت تک وہاں باری نہیں آنی، فرمایا عبادت کے لیے مجھے فرشتے کافی ہیں۔ مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں، تم نہ بھی مانو تو میں پھر بھی خدا ہوں اور اگر تم سب مان لو تو میں پھر بھی خدا ہوں۔ لیکن میرے مصطفیٰ ﷺ آپ ﷺ انہیں میری تعریف کر کے بتائیں کہ میری تعریف کیسے کی جاتی ہے؟ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى"

اس لیے جب آپ ﷺ نماز پڑھاتے تو آپ ﷺ کی زبان پر یہ آیت آتی اور آپ ﷺ پھر فوراً فرماتے "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" اللہ تعالیٰ ہمیں نماز پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع فراہم کیا ہے، یہ جو ہماری زندگی کے سانس ہیں ان کو اپنے لیے غنیمت جانیے یہ ہمارے لیے بڑے قابلِ قدر ہیں۔
پتہ اس وقت لگتا ہے جب یہ زندگی ختم ہو گئی۔ پھر ہم نے کہنا ہے یا اللہ ایک موقعہ دے

دو ہم پھر جائیں لیکن دوبارہ موقع نہیں ملے گا۔ اب موقع ہے میں کہہ رہا تھا جس جسم کے لیے انسان پاپڑ ات کرتا ہے، بڑے بڑے پاپڑ بیلتا ہے، صبح سے شام، شام سے صبح تک کیا کچھ کرتا ہے؟ یہ جو ان کا جسم ہے اس کو یہ کہتا ہے یہ میرا ہے اللہ کی قسم! یہ تمہارا نہیں، اگر تمہاری آنکھیں ہوتیں ان کی بینائی میں فرق نہ آتا، اگر تمہاری ہوتیں تو تمہیں بارہ نمبر عینک لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی، اگر آنکھیں تمہاری ہوتیں تو تمہیں جا کر کمپیوٹر پر آنکھوں کی نظر چیک کروانے کی ضرورت پیش نہ آتی، اب اس نے عینک لگائی ہوئی ہے بغیر عینک کے چل نہیں سکتا۔ معلوم ہوا کہ آنکھیں تمہاری نہیں، اگر تمہاری ہوتیں تو تمہارا کہنا مانتیں۔ اگر تمہاری ہوتیں تو تمہیں دن کے بارہ بجے ستارے نظر آتے لیکن اب دیکھورات ہوئی ہے اور یہ کیچڑ میں پاؤں گزار کر جا رہا ہے۔ اس کو دکھائی نہیں دیتا۔ یہ آنکھیں تمہاری نہیں، اگر کان تمہارے ہوتے تو کبھی بہرے نہ ہوتے، پہلے وہاں دور بھی بات کی جائے، یہ سن لیتا ہے لیکن اب کوئی اس کے پاس بات کرے یہ کہتا ہے کیا کہا ہے؟ مجھے سنائی نہیں دیا۔ سمجھ نہیں آئی تمہارے کان کہاں گئے؟ کانوں میں چپے آگئے۔ اب ڈاکٹر اس میں کیا کیا کچھ ڈالتا ہے؟ اب کانوں میں ٹوٹنی لگائی ہے۔ جب کسی سے بات کرنے لگتا ہے تو جلدی سے ٹوٹنی کانوں میں لگاتا ہے لیکن سمجھ پھر بھی نہیں آتی، اگر یہ کان تمہارے ہوتے تو ان کی سنوائی میں فرق نہ آتا، قوت سماع تمہاری ہوتی، تمہاری قوت سماع میں فرق نہ آتا، اگر آنکھیں تمہاری ہوتیں تو تمہاری قوت آنکھیں باصرہ میں فرق نہ آتا، اگر پاؤں تمہارے ہوتے تو پھر یہ کمزور نہ ہوتے، پہلے جب یہ چلتا تھا اس وقت اور انداز تھا لیکن اب اس کے پاؤں آگے سے ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔

اب دادا چلنے لگتا ہے تو اپنے پاؤں میں اپنا جوتا نہیں پہن سکتا، اس کو جوتا ہی نظر نہیں آتا پوتا دادا سے کہتا ہے دادا جی پاؤں سیدھے کریں، وہ آگے سے کہتا ہے، جوتا کہاں ہے؟ نہ مجھے آنکھوں سے نظر آتا ہے، نہ تم خود اپنے پاؤں میں جوتا ڈال سکتے ہو، اب تمہارا پوتا تمہارے پاؤں میں جوتا پہنا رہا ہے، اگر تمہارے پاؤں ہوتے تو سیدھے رہتے، تمہاری طاقت میں فرق نہ آتا اگر ہاتھ تمہارے ہوتے تو کبھی نہ کانپتے، اب یہ پانی پینے لگا ہے پوتے

نے لا کر گلاس پکڑایا ہے، اس نے بایاں ہاتھ نیچے رکھا ہے اور گلاس پکڑا ہے، اب اس کے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ یہ دور کہاں تھا؟ آج یہ کہاں پہنچ گیا؟

او مٹی توں پانی بنیوں فر جوک تے جوکوں بوٹی
فر وقت معین شکم مائی وچ تیری صورت بنی جلوٹی
فر بچہ بن کے جگ تے آ گئیوں اور بنی پھریں لنگوٹی
فر شیر جواناں فر بڈرا ہو گئیوں تے نہ ٹر سکیں بن سوٹی
جو پڑھیا، جو سکھیا ہن بھل گیا تینوں تے تیری سٹک گئی تون جو موٹی
او دنیا تے ضائع کر لی او عارف رب عقبہ کرے نہ کھوٹی

اس لیے جس جسم کے لیے یہ سب پاپڑ بیلتے ہو، اس جسم کے لیے جو پاپرات کرتے ہو، کہتے ہو اس جسم میں نکاہت نہ آئے یہ ہمارا جسم اسی طرح سجتا رہے، جو بن جوانی اسی طرح ہماری رہے، مگر یہ جسم تمہارا نہیں رہنا، تمہارے جسم نے بھی تمہارے خلاف گواہی دینی ہے۔

رسول اکرم ﷺ ایک دن بیٹھے ہوئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی پاس بیٹھے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ مسکرائے، چہرہ پر مسکراہٹ آئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھ کر عرض کرتے ہیں اللہ آپ ﷺ کو ہمیشہ خرش وخرم رکھے کس بات پر آپ ﷺ کو خوشی محسوس ہوئی ہے؟ آپ ﷺ کیوں مسکرائے ہیں؟

فرمایا: مجھے ایک بات یاد آئی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں حضور ﷺ کون سی بات یاد فرماتے آئی ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا، رب العالمین فرمائیں گے، اب تم پر ہم گواہ پیش کرتے ہیں، وہ کہے گا یا اللہ مجھ پر وہ گواہ لانا جو مجھے جانتا ہو، ایسا گواہ نہ ہو جس سے میرا تعارف ہی نہ ہو۔ ہمیشہ عدالت میں وہ گواہ لے کر جاتے ہیں۔ جو حالات اور واقعات سے اچھی طرح باخبر ہوں۔ جو آدمی نہیں جانتا وہ گواہی نہیں دے سکتا۔ یا اللہ اس لیے کوئی ایسا گواہ ہو جو میرے حالات کو جانتا ہے، میری زندگی کو اوّل سے آخر تک سمجھتا ہے اور مجھ سے اچھی طرح متعارف ہو، وہ مجھے جانتا ہو اور

میں اُسے جانتا ہوں۔ مولا کریم فرمائیں گے ہم نے تمہارے کندھوں پر جو دو فرشتے بٹھائے تھے، اگر ہم ان کو گواہ بنائیں تو ٹھیک ہے؟ یہ کہے گا یا اللہ یہ میرے کندھوں پر تھے مگر میں نے ان کو نہیں دیکھا، ان دونوں کی گواہی کو بھی یہ جھٹلانے کی کوشش کرے گا، پھر اس کی زندگی کا عمل نامہ پیش کیا جائے گا۔ "اقرأ کتابك" پھر بھی کہے گا اس کتاب کو میں تو سمجھتا نہیں۔

اب مولا کریم فرمائیں گے یہ جو تمہارا جسم ہے، ہم تمہارے اس جسم کو تم پر گواہ لاتے ہیں۔ پیچھے کیا رہ گیا؟ تمہارا جسم تمہارے خلاف گواہی دیتا ہے فرمایا:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ٥﴾

(بنی اسرائیل: ٣٦)

ہم قوت گویائی تمہارے کانوں کو دیں گے تمہارے سامنے تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے اب پیچھے کیا رہ گیا؟ تمہارے کانوں نے تمہارے خلاف گواہی دینی ہے۔

ان کانوں سے اچھی بات سنا کرو، تا کہ قیامت والے دن یہ تمہارے خلاف گواہی نہ دیں۔ کانوں سے صحیح بات سننی ہے سچی بات سننی ہے۔ جھوٹی بات نہیں سننی ہے، بات وہ سننی ہے جو با مقصد ہو بے مقصد بات کانوں سے نہیں سننی ہے۔

اب یہ کان تمہارے ہیں۔ لیکن تمہارے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ تمہیں چاہیے تھا ان سے تم قرآن سنتے، ان کانوں سے تم آقا ﷺ کی حدیث سنتے۔ ان کانوں سے علماء کی زبان کا وعظ سنتے، تم نے کیا سنا ہے؟ راگ، ان سے تم نے گانے سنے ہیں۔ ان سے غلط باتیں سنتے رہے ہو، کان لگا کر میٹھی اور پھیکی سبھی باتیں سن رہا ہے، چاہیے تو یہ تھا کوئی غلط بات کرنے لگے تو یہ کہے نہ یار خبر دار تمہیں غلط بات سنانے کے لیے میں ہی ملا ہوں، اپنی زبان بند کرو، پھر مزہ تو آیا، زندگی گزارنے کا مزہ آ گیا اور اپنے کانوں سے با مقصد کام لیا جائے، یہ کس لیے ہیں؟ لیکن اس کو غیر محل پر قطعاً استعمال نہیں کرنا، جب غلط جگہوں پر استعمال کرو گے، اس وقت یہ تمہارے لیے پریشانی کا باعث بنیں گے، اب یہ جسم کے اعضاء ہیں، جس جسم کے لیے سر سے لے کر پاؤں تک تمہارا ایک ایک جوڑ، ایک ایک بند ایک ایک حصہ ایک

ایک عضو ایک ایک انگ اور باقی تمام جسم کے اعضاء جن کے لیے تم حلال حرام میں تمیز نہیں کرتے، جن کے لیے تم جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتے، دوسروں کو فریب دے کر اپنی کامیابی سمجھتے ہو اور جھوٹ میں کامیاب ہو کر تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا مقصد پورا ہو گیا ہے، اے پاپی جس جسم کے لیے صبح سے شام، شام سے صبح تک کیا کیا کچھ کرتے ہو؟ اگر تمہارا یہ جسم ہی تمہارے خلاف ہو گیا تو بتاؤ تم نے کیا حاصل کیا؟ اس جسم کے لیے ہم سب کچھ کرتے ہیں، سب کچھ پیٹ کے لیے ہو رہا ہے۔ یہ ایک انسانی ڈھانچہ ہے۔ اس کے لیے تم سب کچھ کر رہے ہو، کبھی تنہائی میں بیٹھ کر اپنا حساب خود کرو۔ "حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا" تاکہ تمہارا ذہن صاف ہو جائے کہ میں کیا کر رہا ہوں؟ میرا مقصدِ حیات کیا تھا؟ میں کیا پروگرام لے کر آیا تھا؟ اور اب تک میں نے کس حد تک اس مقصد کو پورا کیا ہے؟ موت سر پر منڈلا رہی ہے پتہ نہیں کس موڑ پر تمہاری زندگی کی شام ہو جائے۔

اور آگے جانے کے لیے کیا کمایا ہے؟ آج اکیس روزے گزر گئے ہیں، اب ہر آدمی اپنا اپنا حساب کرے، اپنی اکیس دنوں کی کمائی پر غور کرو، اکیس دن کے رات کے قیام پر غور کرو اور دن کے صیام پر غور کرو، یہ دیکھو قرآن میرے سامنے ہے، اس سے بڑی تو کوئی ضمانت نہیں؟ مجھے اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ میں نے ساری زندگی نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی ہے۔ میرے اللہ میں تیری ذات کو گواہ بناتا ہوں، ہم نے کیا حاصل کیا ہے؟ نوافل کے دشمنو کیا کمائی کی ہے؟ اللہ کے فضل و کرم سے ساری زندگی با جماعت نماز پڑھی ہے اور کہا! یا اللہ جب اس میں فرق آ جائے پھر مجھے زندہ نہ رکھنا، دنیا سے لے جانا، اللہ کے فضل و کرم سے میں مطمئن ہوں، میں پچھلے سال ایک پروگرام پر گیا، فرض پڑھنے کے بعد ایک ساتھی مجھے کہنے لگا، مولوی صاحب ساتھ حجرہ ہے وہاں آرام کریں، میں نے کہا کیا میں نے آپریشن کروایا ہے؟ میں کیوں آرام کروں؟ اس نے کہا جناب جو بھی بزرگ آئے ہیں، انہوں نے یہی پوچھا ہے کہ یہاں آرام کرنے کے لیے کوئی جگہ ہے تو بتاؤ۔ میں نے کہا لیکن مجھے رہنے دو، ایمان اللہ کریم نے تازہ کیا ہے۔ اس لیے گزارش کر رہا ہوں۔

جس جسم کے لیے ہم کہتے ہیں یہ لاغر نہ ہو، جسم کمزور نہ ہو۔ اس میں نکاہت نہ آئے، اور بڑھاپا نہ آئے یہ جوانی، یہ شباب اور یہ جوبن بدستور قائم رہے، اس جسم نے ہی تمہارے خلاف گواہی دینی ہے۔ ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝﴾ اب یہ کان تمہارے ہیں، کان کبھی نہیں بولے، مگر تمہارے سامنے میدان محشر میں عدالت ہماری ہوگی، کان تمہارے جسم کے ساتھ ہیں مگر تمہارے خلاف ہم ان کو بولنے کی قوت دیں گے طاقت دیں گے اور قوت گویائی ہم عطا کریں گے، تمہارے کان لگے وہاں رہیں گے مگر تمہارے کان گواہی دیں گے بتاؤ تم ان کی گواہی کو کیسے جھٹلاؤ گے؟

تم نے کہا تھا یا اللہ کوئی اس طرح کا گواہ پیش کرنا جو مجھ سے متعارف ہو اور میں اسے جانتا ہوں، وہ مجھے جانتا ہو ایسا کوئی گواہ نہ لانا جو میرے حالات اور واقعات کو نہ سمجھتا ہو، اس لیے گواہ وہی ہوتا ہے جو حالات اور واقعات سے باخبر ہو۔ اس لیے اب ہم اس طرح کا گواہ تم پر پیش کر رہے ہیں جو تمہارے جسم کا حصہ ہے، اب یہ کان اس کے خلاف گواہی دے رہے ہیں، اس لیے چاہیے کہ اگر کانوں سے بات سننی ہے تو صحیح سننی ہے، سچی بات سننی ہے، جھوٹی بات نہیں سننی، غلط بات نہیں سننی، صحیح اور درست بات سننی ہے، اگر کوئی غلط بات سنانے کی کوشش کرے تو اسے کہو بھائی میں اتنا فارغ نہیں کہ میں تمہاری باتیں سنوں، کوئی اور دوست ڈھونڈو لیکن یہ تو ویسے ہی ایک چسکا ہے۔

جس طرح عورتیں کہتی ہیں بہن باتیں تو کرنے کے لیے ہی ہوتی ہیں، وہ آگے سے کہتی ہے آخر تمہیں بھی پتہ ہے۔ سننی ہی پڑتی ہیں یہ ان میں دکھ سکھ ہو رہے ہیں۔ بیڑا ان دونوں کا غرق ہو رہا ہے۔ اگر دکھ سکھ کرنا ہے تو صحیح کرو غلط نہ کرو۔ غلط بات کسی نے کی ہے اور تم نے سنی ہے تو تم دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہو گئے ہو۔ یہ ریکارڈ ہو رہا ہے۔

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝﴾ (ق: ۱۸)

جو منہ سے بات نکلتی ہے وہ ریکارڈ میں آجاتی ہے وہ لکھی گئی ہے، تم نے بھول جانا ہے مگر اسے نہیں بھولنی تمہیں یاد نہیں رہا، اب تمہارے سامنے وہ کتاب پیش کی جائے گی، یہ

تمہاری زندگی کا ریکارڈ ہے، یہ تمہاری کرتوتیں ہیں یہ تمہاری رات ہے، یہ تمہارا دن ہے، یہ تمہارا سفر ہے، یہ تمہارا حضر ہے۔ یہ تمہاری صحت ہے، یہ تمہاری بیماری ہے۔ یہ تمہاری خوشی ہے۔ یہ تمہاری غمی ہے۔ یہ تمہاری فراخی ہے یہ تمہاری تنگی ہے۔ یہ تمہارا بچپن ہے یہ تمہاری جوانی ہے، یہ تمہارا بڑھاپا ہے۔

یہ تمہاری زندگی کے اول سے لے کر آخر تک سال اور مہینے ہیں، ہر مہینے کے ہفتے ہیں اور ہر ہفتے کے دن ہیں۔ ایک ایک دن کا گھنٹہ ہے اور ایک ایک گھنٹہ کا ہر منٹ اور ایک ایک سیکنڈ ہے۔ تمہاری زندگی کا ایک ایک لمحہ ہم نے ریکارڈ کیا ہے اور یہ مکمل کتاب ہے۔ اب اس میں تمہاری کرتوتیں ہیں۔ اب تم پڑھ کر سناؤ اور ہم سنتے ہیں، پھر میں نے اس کتاب پر فیصلہ کرنا ہے جو آخری فیصلہ ہوگا۔

وہ کان چاہیے کہ سامنے بادشاہ بیٹھا ہے وہ صحابی رضی اللہ عنہ قرآن اُس کو سنائیں۔ وہ بادشاہ سامنے بیٹھا سن رہا ہے۔ اب کان اس کے بھی تھے اور کان ہمارے بھی ہیں۔ لیکن ان کانوں نے فائدہ اٹھایا ہے جو کہ چاہیے تھا، پھر ان کانوں کی تعریف بھی ہو رہی ہے۔ ان کانوں کی رب تعریف کر رہا ہے۔ سنانے والا سنانے لگا ہے اور اس بادشاہ نے اپنے کانوں سے سنا ہے سبحان اللہ اس نے پڑھا ہے:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝﴾

(مریم: ١٦ - ٢١)

یہ قرآن سنا رہا ہے وہ زاروقطار تخت پر رو رہا ہے، جب قرآن سنا تو سنتے ہی ایمان لایا

ہے۔آنکھوں سے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا، قرآن کی تاثیر اور اس کا قرآن کی طرف میلان اس سنانے والے کا سنانا اور سننے والے پر قربان جاؤں اس کا سننا کیسا ہے؟ عیسائی عقیدہ کا ہے، جب قرآن کی طرف توجہ کی تو اس نے بغیر آپ ﷺ کو دیکھے ایمان لے آیا۔

جن کے بارے میں پھر فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ﴾

اے میرے نبی ﷺ آپ کے ڈرانے سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو غائبانہ مجھ پر ایمان لاتے ہیں۔جن کے دلوں میں خشیتِ الٰہی ہے، جب وہ آپ ﷺ کی زبان سے سنتے ہیں تو پھر ان کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ اب بغیر دیکھنے کے ایمان لائے ہیں، ایک گروہ، ایک وفد تشکیل دیا کہ تم مکہ جاؤ اور ذرا اس نبی ﷺ کو دیکھ کر آؤ۔ یہ وفد وہاں مکہ پہنچا ہے، مزید تحقیق کرنے کے لیے جب آئے رخِ انور کی طرف دیکھا، رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھا، حیران پریشان ہو گئے کہ یار یہ وہ شخصیت ہیں، بڑے بڑے حسن و جمال والے اور بڑی بڑی خوبصورت اشکال والے دیکھے، مگر ان جیسا نہیں دیکھا، پھر جو وفد آیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو سورہ یٰسٓ پڑھ کر سنائی۔لیکن ہمارے ہاں تو رواج ہے ویسے سورہ یٰسٓ نہیں پڑھتے کب پڑھتے ہیں؟

بہ بندے صوفیوں ملاں اسیری
حیا تذ حکمتِ قرآن اگیری
بآ یاتش طریٰ جذءِ کارِ نیست
کہ از یٰس وہ اسانب بیری

جو قرآن پڑھنے سے زندگی ملنی تھی تمہیں وہ زندگی نہیں ملی۔

بہ بندے صوفیوں ملاں اسیری

اے ملاں مرجانے کیا حاصل کیا ہے؟

بہ بندے صوفیوں ملاں اسیری

تمہیں زنجیروں میں جکڑ دیا، تمہیں قرآن میں سے جو کیف، سرور اور چاشنی حاصل ہونی تھی وہ تمہیں ساری زندگی نہیں ملی، وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا۔

او کئیاں وید قرآن نوں ویچ کھادا
او کئیاں واہ کھادا پاڑا کھوتیاں دا

ان ہندوؤں نے وید سنایا اور کمائی کی، انہوں نے قرآن سنایا اور جھوٹ بولا، تم سے تو گدھا گاڑی والا اچھا ہے جو حلال کی کمائی کر کے کھاتا ہے۔ پاپی کیا حاصل کیا ہے؟ قرآن کو کہاں صرف کر رہے ہو؟ یہ کیا کمائی کر رہے ہو؟ گدھا گاڑی والے نے سارا دن حلال کمائی کی ہے۔ اس کو حلال کمائی کہتے ہیں۔ اب!

بہ بندے صوفیوں ملاں اسیری
حیاتذ حکمتِ قرآن اگیری
بآ یاتش طرئ جذءِ کارِ نیست

تمہیں اس سے کچھ نہیں ملا۔ صرف یہ کہ جب کوئی بیمار ہو اس کے سر پر بیٹھ کر یٰسٓ پڑھیں تو آدمی جلدی رخصت ہو جاتا ہے۔

یہاں آپ ﷺ نے سورہ یٰسٓ پڑھ کر سنائی ہے وہ وفد سامنے ہے اور رسول اللہ ﷺ پڑھ رہے ہیں۔

﴿یٰسٓ ۝ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝﴾ (یٰس: ۱ - ۹)

جو کیفیت نجاشی کی تھی اس سے بڑھ کر ان کی کیفیت سامنے دیکھنے میں آئی۔ پھر نجاشی فوت ہوا ہے۔ ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا، غائبانہ طور پر ایمان لایا ہے، قرآن سن کر ایمان لایا ہے، اس نے صرف ایک مجلس میں سنا ہے اس کے دل کی دنیا ہی بدل گئی ہے۔

ہمیں سنتے مدت ہوگئی ہے مگر پھر بھی تراویح میں آنکھیں بند کر کے کھڑے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنی منع ہے، آنکھیں بند کر کے نماز نہ پڑھو۔ آنکھیں کھول کر نماز پڑھنی ہے اور نظر اپنی سجدہ والی جگہ پر رکھنی ہے۔

بہت سے ایسی نمازی دیکھے ہیں جیسے انہوں نے کچھ پیا ہوتا ہے۔ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھی تو کیا پڑھی؟ مزہ تب ہے آنکھیں کھولو اور نظر سجدہ والی جگہ پر رکھو، شیطان دائیں بائیں تمہاری نظر کو پھیرنے کی کوشش کرے تو تم کہو زور لگا لو، میں جس سے گفتگو کر رہا ہوں۔ ''فَاِنَّهٗ يُنَاجِیْ رَبَّهٗ'' جب بڑے آدمی سے بات کریں تو پھر دوسری طرف توجہ نہیں دی جاتی، ''فَاِنَّهٗ يُنَاجِیْ رَبَّهٗ'' فرمایا جب میرے گھر آتے ہو تو پہلی بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھاتے ہو، مولا کریم نے فرمایا تمہارے ہاتھ اوپر اٹھانے سے سارے پردے اٹھ جاتے ہیں میرے اور تمہارے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔ کوئی رکاوٹ نہیں کوئی پردہ نہیں، اب مزہ اس بات میں ہے تم فرش پر ہو اور میں عرش پر ہوں تم مجھ سے فرش پر کھڑے ہو کر مانگو اور تم جو کچھ مانگو میں عرش پر عطا کر دوں۔ لیکن صدقے جاؤں یہاں کوئی مانگے تو ملے گا لیکن جو مانگتا ہی نہیں، ''صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ'' یہ خاموش کھڑا ہے۔ اسے کیسے ملے گا؟ رب کریم فرماتے ہیں اگر اپنا گھر چھوڑ کر میرے دروازے پر آئے ہو تو خاموش نہ کھڑے رہو بلکہ مجھ سے مانگو کیا مانگنے آئے ہو؟ مزہ تب ہے تم اپنی درخواست پیش کرو اور میں فوری طور پر تمہاری درخواست پر دستخط کر دوں، لیکن یہاں انہوں نے صرف امام کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ جو کچھ لینا ہے تم لیتے جاؤ، ہم نے کچھ نہیں لینا، بلکہ امام بھی مانگے، تم بھی مانگو، سب مانگو، ''وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی'' جو مانگے گا اسے ملے گا اس لیے فرمایا کہ اپنے مالک کے دروازے پر کھڑے ہو، اپنی نظر کھلی رکھو، اب ایک آدمی پیدا ہی نابینا ہوا ہے۔

اس کو دکھائی نہیں دیتا لیکن کہتا ہے، مجھ سے قسم لے لو میں نے ساری زندگی کسی غیر عورت کی طرف نہیں دیکھا اگر نہیں ہیں تو اس نے نہیں دیکھا، مزہ تو تب ہے آنکھیں بھی ہوں اور تم کسی غیر کی طرف نہ دیکھو!

کرو عہد آنکھوں سے مضبوط کر کے
کہ پُرنار کو دیکھنا نہ گواہ ہے
حسینہ اگر بلائے اپنی جانب
تو کہہ دو خوفِ خدا روکتا ہے

اس وقت خشیتِ الٰہی کا پتہ چلتا ہے کہ دل میں اتنا ڈر ہے۔ اس لیے اللہ کریم نے فرمایا جو بغیر آپ ﷺ کو دیکھنے کے اور بغیر مجھے دیکھنے کے ایمان لایا ہے وہ فوت ہوا ہے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ اب مدینہ میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائیں۔

کیوں جی قرآن سننے کا صلہ کیا ملا؟ کہ مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی اس کا نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں اور رب العالمین کے دربار میں اس کی بخشش کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اس لیے غور کرو ان کانوں کا حساب ہونا ہے۔ آگے کیا ہے؟ ''وَالْبَصَرَ'' آنکھوں کا بھی حساب ہونا ہے۔ آنکھیں تمہاری ہیں۔ فرمایا مگر پوچھنا ہم نے ہے۔ اس لیے فرمایا اس طرف دیکھو جس طرف دیکھنے کی اجازت ہے۔ جس طرف دیکھنے کی اجازت نہیں اس طرف نہیں دیکھنا، اللہ کی قسم پورے قرآن کے تیس پاروں میں کہیں برقعہ کا نام نہیں لیا، چادر ہے، برقعہ کی ضرورت ہی نہیں۔

جب مومنین سے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

اپنی نظریں نیچے رکھو۔ مردوں سے فرمایا اپنی نظریں نیچے رکھو پھر عورتوں کی باری آئی:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾

میرے مصطفیٰ ﷺ مردوں سے کہیں کہ نظریں نیچے کر کے چلیں پھر عورتوں سے کہیں

کہ نظریں نیچے کر کے چلیں۔ بازار میں اس طرف عورت جا رہی ہے، ادھر مرد جا رہا ہے، یہ نوجوان جا رہا ہے۔ وہ نوجوان دوشیزہ جا رہی ہے، وہ اس طرف چلا جا رہا ہے، یہ اس طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ جب دونوں ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے تو شیطان شرمندہ ہوتا ہے کہ یہ اس طرف کیوں نہیں دیکھتا؟ وہ اس طرف کیوں نہیں دیکھتی؟ یہ تعلیم قرآن کی ہے نظریں جھکا کر چلو تاکہ شیطان کا داؤ نہ لگے، مگر جب عورت مرد کی طرف دیکھتی ہے اور مرد عورت کی طرف دیکھتا ہے مجھ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ مولوی صاحب سنا ہے۔ پہلی نظر جائز ہے۔ میں نے کہا ہاں پہلی نظر جائز ہے۔ مجھے کہنے لگا کتنی دیر تک؟ میں نے کہا اگر دیر لگانی ہے تو پھر کسی جوتے مارنے والے کا بھی انتظار کرو۔

یہاں فرمایا کسی کی طرف دیکھنا ہی نہیں:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ .... وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾

فرمایا:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاo وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًاo﴾ (الاحزاب: ۳۲،۳۳)

یہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہ کو اللہ پاک نمونہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں، اس انداز سے پاک دامنی اختیار کرنی ہے۔

کیونکہ تمہاری آنکھوں سے بھی حساب ہونا ہے اللہ کرے تمہاری آنکھیں صحیح رہیں۔ آمین! کسی کی طرف نہیں دیکھنا، ان آنکھوں سے اس طرف دیکھنا ہے جس طرف اجازت ہے۔ آگے تیسری بات ہے۔ "وَالْفُؤَادَ" اس دل سے بھی صاف رہنا ہے جو دل تمہارے سینہ میں ہے تم خود بھی کہتے ہوتے ہو بات دل کی ہے۔

یہ دل اللہ پاک سے ڈرنے والا ہو اور آنکھیں اللہ پاک کے آگے رونے والی ہوں۔
"اَلا اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةٌ" سارے جسم میں ایک بوٹی ہے "اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ" فرمایا سارے جسم میں ایک بوٹی ہے اگر وہ بوٹی صحیح ہے تو سارا جسم ہی صحیح ہے۔ اگر وہ بوٹی خراب ہے تو سارا جسم ہی خراب ہے۔ وہ کون سی بوٹی ہے؟ فرمایا: "اَلا" خبردار! سب سے فرمایا: "اَلا" خبردار تاکہ سب جان لیں، "اَلا وَهِیَ الْقَلْبُ" وہ دل ہے۔ دل قائم رکھنا ہے دل کو پھسلنے نہیں دینا، دل کو مضبوط رکھنا ہے۔ دل کو گھبراہٹ پیدا نہ ہونے دو، دل قائم رکھنا ہے، حالات سازگار ہیں یا نہیں سازگار ہیں۔ سوسائٹی غلط ہے یا سوسائٹی صحیح ہے۔ اپنے بیگانے ہو جائیں مگر دل میں فرق نہیں آنے دینا۔ اس دل کو قائم رکھنا ہے اور جب دل قائم رہے گا خیر ہی خیر ہو گی کیونکہ دل کنٹرولر ہے، یہی سمجھو دل پورے جسم کا کنٹرولر ہے، دل پورے جسم کا صدر ہے۔ دل سارے جسم کا ہیڈ ہے، یہ پوری ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس کا ہیڈ دل ہے اور جب دل صحیح ہے، اس وقت سارا جسم ہی صحیح ہے۔ جب دل قائم ہو لاکھ پر بھی نہیں پھسلتا اور جب بدلنے لگتا ہے پھر تنکا پر پھسل جاتا ہے۔ جب دل ڈولنے لگتا ہے۔ پھر پتہ ہی نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ اس دل کو قائم رکھے۔ آمین! دل پھسلتے وقت پتہ نہیں چلتا۔

ایک مولوی گاؤں کے پاس سے گزر رہا تھا ایک زمین میں اتنے اتنے بڑے خربوزے لگے تھے اس نے خربوزہ دیکھا منہ میں پانی آ گیا، کھانے لگا تو دل نے کہا نہ یہ کام نہیں کرنا، اس نے کنٹرول کیا، تھوڑا سا آگے گیا، اگلی طرف اس سے بھی زیادہ خوبصورت خربوزے لگے تھے۔ اس کے منہ سے پانی کا قطرہ گرا دل نے پھر کہا تمہیں پہلے سمجھایا ہے غیر چیز کی طرف نہیں دیکھتے۔

پھر آگے چل دیا، اب زمین ختم ہونے لگی ہے، زمین کا آخری کونہ تھا، وہاں ایک بڑا خوشبودار خربوزہ لگا ہوا تھا، اب یہ وہاں کھڑا ہو گیا، پہلی بار بھی دل نے روکا اور زبان نے مانگا، دوسری بار بھی دل نے روکا اور زبان نے مانگا، اب تیسری بار زبان نے کہا کیوں آگے جا رہے ہو؟ دل نے پہلے ہی روکا، دوسری بار بھی روکا اور اب دل کیا کہنے لگا؟ بات تو صحیح ہے،

بیگانی چیز کی طرف نہیں دیکھتے، مگر عقلمند لوگ کیا کہتے ہیں؟ جس چیز کو دل مانگے پھر دل کو ترساتے نہیں۔ اب یہاں اس کا بیڑا غرق ہوگیا، پیشاب کرنے بیٹھ گیا، پیشاب بھی کرلیا اور اپنا کام بھی کرلیا، جب آگے کی طرف چلا تو پیچھے سے مالک نے دیکھ لیا، اس نے کہا رُک جاؤ۔ وہ مولوی بھاگ کھڑا ہوا مگر اس نے پکڑ کر لٹا لیا، انہوں نے اچھی طرح مرمت کی اور خربوزہ بھی چھین کر لے آئے اب وہاں کھڑا ساتھ اپنی مٹی صاف کرے اور ساتھ اپنے دل سے کہے اگر کھانا ہے تو ایک اور لاؤں؟

یہ دل ہے فرمایا:

﴿اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝﴾

جتنے جسم کے اعضاء ہیں۔ جوڑ ہیں۔ ان کو قابو میں رکھو اور اپنی آخرت کو سنوارو۔

میرے محترم آخر میں گزارش ہے ان طلباء کا خاص خیال رکھا کرو، یہ مساجد کی زینت ہیں وہ بڑا خوش نصیب گھر ہے، جس گھر کے بچے دین سے آراستہ ہوں۔ اللہ پاک کا مجھ پر خاص انعام ہے۔ میرے برخودار عبدالمحسن ہیں۔ جو بہترین خطیب ہیں ان سے چھوٹے عبدالمنعم ہیں، جنہوں نے کئی ایم اے کیے ہیں۔ داڑھی مجھ سے بھی بڑی ہے، کئی ایم اے کیے ہیں کل میں نے دیکھا جب یہ مسجد میں گیا، جس نے کئی ایم اے انگلش سے، عربی سے، اسلامیات سے کئی ایم اے کیے ہیں۔

میں نے دیکھا تو وہ مسجد کی لیٹرینیں صاف کر رہا تھا۔ ان سے چھوٹے حافظ قرآن یاسر نثار ہیں بہت اچھے حافظ قرآن ہیں اور پھر ایک سب سے چھوٹا حافظ انس نثار ہے۔ جیسے گلاب کا کھلا پھول ہوتا ہے۔ اس کی زبان میں اللہ کے فضل وکرم سے اتنی تاثیر ہے صبح کو نماز پڑھائے تو پیچھے نمازی روتے ہیں، یہ میرے مالک کا خاص الخاص انعام ہے، چار بیٹے ہیں اور چاروں دین سے آراستہ وپیراستہ ہیں۔ دنیا میں نہیں رہنا، چلے جانا ہے، اس لیے دین کی دولت کو حاصل کرو اور اپنے آپ کو اس دین کے تابع کر کے زندگی گزاری جائے۔ پھر ہماری دنیا بھی بن جائے گی اور ہماری آخرت بھی سنور جائے گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

توبہ واستغفار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ٥ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ٥ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ٥ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ٥ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا٥﴾ (نوح: ١٠-١٤)

آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے آج پہلی طاق رات ہے۔موقع محل کے مطابق، حالات کا تقاضا اور اس رات کا تقاضا یہ ہے، اس رات میں اہل ایمان کو یہ رات کس انداز میں بسر کرنی چاہیے؟ اس میں ہمارے لیے اللہ کریم کی طرف سے کیا آیا؟ اور جو آیا اس کو حاصل کرنے کے لیے کس قدر کوشش کرنی چاہیے؟ درمیانہ عشرہ جس کا آج آخری دن تھا، عشرہ مغفرت اور مغفرت کا معنی بخشش ہے اللہ کرے تم سب کی بخشش ہو جائے۔آمین!

مغفرت اور استغفار موضوع ہے۔ مغفرت کا معنی بخشش ہے اور استغفار کا معنی بخشش طلب کرنا ہے، کئی بار استغفار توبہ کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ دو لفظ توبہ اور استغفار ہیں۔توبہ کا معنی اللہ پاک کی طرف متوجہ ہونا ہے اور استغفار کا معنی بخشش طلب کرنا ہے۔ پھر ان دونوں الفاظ کا فرق سمجھ لو! توبہ کا تعلق دل سے ہے۔توبہ دل سے کرنی ہے اور جو دل میں پروگرام بنتا ہے کہ آج کے بعد جو کچھ ہوا ہے۔ یہ سب مان کر اور اللہ پاک کے سامنے اقبال جرم کرنا، اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا، یہ دل نے فیصلہ کیا ہے کہ آج کے بعد اب گناہ نہیں کرنا۔ اس دل کے پروگرام کا اظہار زبان سے کرنا ہے جو دل کا پروگرام ہے اسے ہم توبہ کہیں گے اور جو دل میں سے ہو کر زبان سے بات نکلے گی، اس کا نام استغفار

ہوگا، جب انسان یہ نیت کر لے، ارادہ کر لے، بات تو ارادہ سے ہے۔ عزم پاکیزہ، نیت صحیح اور پھر انسان میدانِ عمل میں قدم رکھتا ہے۔

پھر اللہ پاک اس کے لیے ہدایت کے راستے کھول دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۠﴾ (العنکبوت: ٦٩)

جب کوئی آدمی حق کا متلاشی بنتا ہے، جس وقت ذہن یہ بن جائے کہ میں نے حق کو سمجھنا ہے۔ حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنی ہے، جھوٹ اور سچ میں فرق کرنا ہے۔ جس وقت انسان تقلید چھوڑ کر تحقیق کے میدان میں آئے گا۔ پھر راستے خود بخود صاف ہوتے جائیں گے۔ ﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۠﴾ (العنکبوت: ٦٩) پھر درمیان میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوگی۔

صحیح حدیث کے حوالہ سے جب کوئی انسان اللہ پاک کے راستہ کی طرف آنے کی کوشش کرتا ہے۔ صرف نیت کی ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں، اے کراماً کاتبین اس نے نیت کی ہے، اس کی نیت کی ایک نیکی لکھ لو، نیکی نہیں کی بلکہ صرف نیت کی ہے۔ اس نیت سے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی گئی۔ اب اس نے نیکی کر لی ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں، پہلے نیت کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی ہے، اب اس نے نیکی کر لی ہے اب ایک نیکی نہیں لکھنی بلکہ ایک میں نو اور جمع کر کے دس نیکیاں لکھ دو۔ دس نیکیاں لکھی گئیں۔ اب جیسے جیسے اس کا نیکی کی طرف رجحان ہوا ہے، فرمایا ان دس نیکیوں میں نوے اور جمع کر کے سو نیکیاں بنا دو۔ جب سو نیکیاں بن گئیں۔ اللہ کریم نے فرمایا اب یہ ہمارا بن گیا ہے۔ ہم نے اب اس کو پہچان لیا ہے۔ یہ اندر سے اور باہر سے ایک ہو گیا ہے، ہم اس میں فرق نہیں رہا اور میرا وعدہ ہے۔ "مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ" اللہ کریم نے فرمایا جب تم میرے بن گئے تو پھر میں تمہارا بن جاؤں گا۔

جدوں توں میرا فیر میں تیرا
جدوں میں تیرا فیر ساری خدائی تیری

اللہ کریم فرماتے ہیں۔ شمال تیرا، جنوب تیرا، مشرق تیرا، مغرب تیرا، دھکن تیرا، پہاڑ تیرا، نوری تیرے، ناری تیرے، آبی تیرے، خاکی تیرے، زمین تیری، آسمان تیرا اور میں بھی تیرا ہوں۔ پیچھے کمی ہی کوئی نہیں رہ گئی۔

تمہاری دعاؤں نے آسمان کو چیر کر عرش کو ہلا دیا ہے۔ آج تم نے اخبار پڑھا ہوگا، بش بے وقوف ہو گیا ہے، اس کا دماغی توازن خراب ہو گیا ہے۔ آج کے اخبار میں لکھا تھا، اپنی ماں سے کہتا ہے باورچن میں نے تمہاری ہاتھ کی پکی روٹی نہیں کھانی، وہ آگے سے کہتی ہے کالے عیسائی نہ کھاؤ۔ سمجھو تمہاری دعائیں قبول ہو گئی ہیں اور انشاء اللہ جب عید آئے گی، ایک تم کو عید کی خوشی ہو گی اور ایک بش کے بیڑا غرق ہونے کی خوشی ہو گی۔ فرمایا جب تم میرے بن گئے پھر میں تمہارا بن گیا۔ جب میں تمہارا بن گیا پھر ساری خدائی تمہاری ہے دیکھ لو!

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سائلِ رواں ہمارا
اے گلستانِ اندلس وہ دن ہے یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا

انسان ارادہ کرے ارادہ کرنے سے ایک نیکی لکھی گئی۔ جب نیکی کر لی پھر ایک میں نو جمع کر کے دس نیکیاں لکھ دی گئیں۔ جب دس نیکیاں لکھی گئیں، پھر دس میں نوے اور جمع کر کے سو نیکیاں ہو گئیں۔ جب سو نیکی بن گئی اللہ کریم نے فرمایا اب یہ ہمارا بن گیا ہے۔ اب سو میں سو نہیں، سو میں دو سو نہیں، سو میں تین سو نہیں بلکہ سو میں چھ سو جمع کر کے سات سو بنا دو، جب سات سو بن گئی اللہ کریم نے فرمایا جب کوئی مانگت جب کوئی سوالی کسی امیر کے دروازہ پر آتا ہے۔ تو پھر وہ امیر اپنی شایانِ شان کے مطابق اس کو انعام دیتا ہے۔ میں تو ساری کائنات کا شہنشاہ ہوں، نیکی اس نے ایک کی ہے مگر بڑھتے بڑھتے سات سو بن گئی ہے، اب اگر میں سات سو میں تھوڑا بہت اضافہ کر دوں تو میری شان کے لیے یہ لائق نہیں اب اس سات سو کو دو گنا کر کے چودہ سو بنا دو۔

دیکھو اُس کے بخشنے کے ذرائع کیسے ہیں؟ وہ اِس انداز سے بخش رہا ہے، پھر فرمایا اگر اے انسان تمہارے گناہ ہیں تو تم پریشان نہ ہو۔ تمہارے دائیں گناہ ہیں، بائیں گناہ ہیں، آگے گناہ ہیں، پیچھے گناہ ہیں، چاروں طرف گناہ ہی گناہ ہوں۔ تمہارے گناہ زمین سے لے کر آسمان تک پہنچے ہوں۔ پھر بھی اے انسان اپنے گناہوں کی طرف دیکھ کر پریشان نہ ہونا۔ ﴿اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ میری رحمت محسنین کے قریب ہے اگر تمہارے گناہ اتنے بھی ہوں پھر بھی پریشان نہ ہونا، میں ان سارے گناہوں کی طرف دیکھوں گا اے میرے بندے اگر تمہارے ان گناہوں میں شرک نہ ہوا تو میں تمہیں دوگنی رحمت سے معاف کر دوں گا۔ یہ مغفرت ہے۔

اس لیے یہ دو الفاظ ہیں۔ ایک استغفار اور دوسرا توبہ ہے۔ توبہ دل سے ہوتی ہے۔ دل میں توبہ کرنے کا پروگرام بنتا ہے۔ دل میں توبہ ہے اور زبان پر استغفار ہے، پھر انسان ہاتھ اٹھا کر یوں کہے۔

یا رب بخش محبت اپنی حُب نبی سرورؐ دی
پا دے خیر نمیں کٹ جاندی دولت تیرے گھر دی
ساڈی کار خطائی یا رب تے تیری کار عطائی
ساتھوں کار برابر ہوئی ہن واری تیری آئی
فضل تیرا گھٹ جاندا ناہیں جے اسی اوگن ہارے
پُل دوزخ تھیں ریل کرم دی اے جلدی پار اتارے

آج پہلی طاق رات ہے، ہو سکتا ہے یہی لیلۃ القدر کی رات ہو، سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور یہ حدیث بالکل صحیح ہے، وہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے دیکھا بارش ہوئی تھی اور اللہ کے نبی ﷺ کی اس پیشانی کو مٹی لگی تھی، صبح صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا آقا آپ ﷺ کی پیشانی کو مٹی لگی ہے، فرمایا میں نے اللہ کریم کے سامنے سجدہ کیا سجدہ ریز ہوا تو رات اکیسویں کی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے

صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا جب مجھے چاروں طرف اس کی نشانیاں نظر آئیں۔ تو اللہ پاک نے مجھے اکیس کی رات دکھائی، پھر میں نے اللہ کریم کے در پر اپنی پیشانی رکھ کر ساری رات اللہ کریم سے التجا کرتا رہا ہوں۔

تو ثابت ہوا وہ رات اکیسویں کی بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ کریم تمہارا بیٹھنا قبول فرمائے۔ آمین! یہ دو الفاظ توبہ اور استغفار ہے توبہ دل سے ہوتی ہے اور استغفار زبان سے کرتے ہیں۔ جب انسان دل کی کیفیت کو زبان سے ذکر کرے گا اور اپنے گناہوں کا معترف ہو جائے گا تو اللہ کریم اس کی باقی کی ساری زندگی کے گناہ معاف فرما دیں گے۔

اب وعدہ ہو رہا ہے:

﴿وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥﴾

(النور: ۳۱)

اے ایمان والو! آؤ متوجہ ہو توبہ کرو اس طرف آ کر جھک جاؤ اللہ کریم کے دروازہ پر آ کر گر جاؤ۔ "وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥" توبہ دل سے کرنی ہے اور کس طرح کی کرنی ہے؟ صبح کو گناہ کیا رات کو توبہ کر لی، رات کو گناہ کیا صبح کو توبہ کر لی، بار بار توبہ کر لی نہ ایسا نہیں کرنا بلکہ ایسی توبہ کرنی ہے۔

اِکو وار کناں نوں ہتھ لا لے تے توبہ نئیں چنگی بار بار دی

"وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥" اب توبہ کس طرح کی کرنی ہے؟

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ٥﴾ (التحریم: ۸)

"تَوْبَةً نَّصُوحًا" خالص توبہ کرنی ہے۔ظاہر باطن ایک کر کے اندر باہر سے ایک ہو کر اور قول فعل کا تضاد ختم کر کے۔"تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا" ایسی توبہ جو پکی ہو۔ جس میں فرق نہ ہو اندر باہر کو ایک کر کے!"تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا" اے مومن جب تمہاری زبان پر توبہ کے الفاظ آئیں گے تو "عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ" جب تم اپنے گناہوں کو مان کر ظاہر اور باطن کو ایک کر کے قول اور فعل کا تضاد ختم کر کے میرے دربار میں دامن پھیلا کر توبہ کرو گے تو پھر میں تمہاری توبہ سے تمہاری زندگی کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔

جب معافی مل گئی تو پھر میری نگاہ میں تم ایسے مقبول ہو گئے، ایسے منظورِ نظر ہو گئے "وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ" پھر میں تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ وہ جنت جس میں محلات ہیں۔ بنگلے اور کوٹھیاں ہیں۔ان محلات میں تمہیں داخلہ ملے گا۔جن محلات کے نیچے دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ "وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ" اس دن جب اپنے بیگانے ہو جانے ہیں، ماں نے بیٹی کی طرف نہیں دیکھنا، باپ نے بیٹے کی طرف اور بیٹے نے باپ کی طرف نہیں دیکھنا، اس دن پھر اللہ کریم اپنے نبی ﷺ کی اور نبی پاک ﷺ کے اطاعت گزاروں کی اور اہل ایمان کی عزت بنا کر دکھائیں گے۔ "يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ" اس دن نبی پاک ﷺ کے دائیں طرف اہل ایمان کھڑے ہوں گے۔اللہ کریم فرماتے ہیں پھر میں اپنے نبی ﷺ کی اور نبی پاک ﷺ کے اطاعت گزاروں اہل ایمان کی عزت ساری دنیا کو بنا کر دکھاؤں گا، وہاں اس محنت کی قیمت پڑے گی۔

اب تو لوگ ہماری اذان پر روزہ نہیں کھولتے کہتے ہیں ان کی اذان پر روزہ نہ کھولنا، سارے دن کا رکھا ہوا روزہ خراب ہو جائے گا، بڑے روزہ دار آئے۔ اللہ پاک نے ان سے دین چھین لیا ہے کیسے بدقسمت اور بے نصیب ہیں؟

جن کو پیغمبر ﷺ کی اذان پسند نہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان

دیں تو سحری کھاؤ اور جب سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں تو پھر کھانا پینا بند کر دو۔ لیکن یہاں یاروں نے صبح بھی کہا سحری کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جب روزہ کھولنے کا ٹائم ہوا پھر بھی یاروں نے کہا روزہ دارو روزہ کھول دو، پھر ابتدا بھی غلط ہے اور انتہا بھی غلط ہے۔ پھر وہ اذان ہے جو نہ مکہ میں ہے نہ مدینہ میں ہے، جس کی ابتدا ہی بدعت سے ہو پھر تمہارا روزہ کیسے قبول ہو؟

گھروں گھر گوایا تے باہروں پَروا اکھوایا

پتہ اس وقت لگنا ہے، جب سزائیں ملیں، یہاں ساری ساری رات شبین پڑھتے ہو لمبے لمبے رات کو قیام کرتے ہو مگر فائدہ کچھ بھی نہیں، وہاں اہل ایمان کی قیمت پڑے گی، یہاں منبروں پر کہتے ہیں ہم بیس تراویح پڑھتے ہیں، یہ وہابی آٹھ پڑھتے ہیں، اگر قیامت والے دن اللہ پاک نے پوچھ لیا کہ اے وہابیو تم آٹھ کیوں پڑھتے تھے؟ بیس کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ یہ اپنے کانوں سے سنا ہے، انہوں نے کہا اگر ہم بیس پڑھتے ہیں، اگر مولا کریم نے پوچھا تم نے آٹھ کیوں نہیں پڑھیں؟ بیس کیوں پڑھیں ہیں؟ تو ہم کہیں گے آٹھ رکھ لو باقی بارہ واپس کر دو۔ یہ گھر کا راج ہے۔ لیکن جب اللہ کریم نے وہابیوں سے پوچھا تم نے آٹھ پڑھی ہیں بیس کیوں نہیں پڑھیں؟

تو پھر یہ دائیں بائیں دیکھیں گے، میں نے کہا بیٹا پہلے وہاں تو پہنچو پھر دیکھا جائے گا۔ پتہ تو اس وقت چلے گا جب فرشتوں نے لمبے لٹا کر جوتے مارے، جب اللہ پاک نے پوچھا کہ جو میں نے تمہیں بتایا تم اس پر مطمئن کیوں نہ ہوئے؟ ان شاء اللہ ہمیں ہماری کی ہوئی محنت کا پھل ملے گا۔ "عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ " اہل ایمان کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں طرف چل رہا ہوگا۔ "نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ "، جس طرح تمہیں پتہ ہے اگر انسان اجنبی ہو تو جو راستے اس نے نہ دیکھے ہوں، ان راستوں پر جب راہی چلتا ہے تو راستے

کا پتہ نہیں چلتا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں، میں نے ایمان داروں کو جو نور نصیب کرنا ہے، وہ نور آگے آگے ہوگا اور اس نور کی روشنی میں اہل ایمان چل رہے ہوں گے، نور روشنی کرتا ہوگا تاکہ کسی بھی موڑ پر اہل ایمان کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ "نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o"

جن لوگوں نے معافی مانگ لی ان کی یہ شان ہوگی، اب آپ ﷺ فرماتے ہیں، آؤ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تمہیں بتاؤں "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى دَاءِ كُمْ وَدَوَاءِ كُمْ" میرے صحابہ رضی اللہ عنہم آؤ تمہیں بتاؤں۔ سب سے مہلک بیماری کونسی ہے؟ سب سے خطرناک بیماری کونسی ہے؟ مہلک بیماری جو لے کر بیٹھ جاتی ہے۔ وہ کونسی ہے؟ اور اس بیماری کا علاج کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرما رہے ہیں۔ "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى دَاءِ كُمْ وَدَوَاءِ كُمْ" میں تمہیں نشاندہی کروں کہ سب سے خطرناک بیماری کونسی ہے؟

اور پھر اس بیماری کا علاج کیا ہے؟ فرمایا: "عَلٰى اِنْ دَعَاءَ كُمْ بِذُنُوْبَ وَدَوَاءِكُمُ الْاِسْتَغْفَارَ" سب سے بڑی خطرناک بیماری گناہوں کی بیماری ہے۔ سب سے مہلک بیماری اور سب سے پریشان کن بیماری اور جو سب سے زیادہ جان لیوا بیماری ہے۔ وہ گناہوں کی بیماری ہے اللہ کرے یہ کسی کو نہ لگ جائے آمین! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑی بیماری گناہوں کی بیماری ہے۔ لیکن چاہے جتنی مرضی کیوں نہیں بیماری لگی، فرمایا میں تمہیں اس کا علاج بتاتا ہوں۔ "عَلٰى اِنْ دَعَاءَ كُمْ بِذُنُوْبَ وَدَوَاءِكُمُ الْاِسْتَغْفَارَ" جب تم گناہوں میں ڈوبے ہو گے، سر سے لے کر پاؤں تک چاروں طرف گناہ ہی گناہ ہوں گے۔ جب تمہیں پریشانی لگ جائے کہ اتنے گناہوں کی معافی کیسے ملے گی؟ فرمایا جب تم زبان سے استغفر اللہ کا وظیفہ کرو گے۔ استغفر اللہ کی تسبیح کرو گے، اللہ کریم فرماتے ہیں ۔جب تمہاری زبان پر استغفار کے الفاظ آئیں گے تو میں پہلی نگاہ سے ہی تمہاری زندگی کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔

استغفار کا وظیفہ خود بھی کیا کرو۔ اکیلے علماء کے پاس ہی آ کر نہ کہہ دیا کرو کہ مولوی صاحب ہمارے لیے دعا کریں۔ کچھ خود بھی ہمت کیا کرو کیا فرمایا؟ سب سے مہلک اور خطرناک بیماری گناہوں کی بیماری ہے اور اس کا علاج استغفر اللہ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"تُوْبًا لِمَنْ كَانَ فِيْ صَحِيفَتِهٖ اِسْتِغْفَارٌ كَثِيْرَه"

وہ انسان نصیبوں والا ہے اس آدمی کا کیا کہنا ہے؟ اس کی قسمت کیسی ہے؟ اس کا ستارہ چمکا جب نامۂ اعمال دیکھا جائے گا، اس کے نامہ اعمال میں سب سے زیادہ استغفر اللہ ہے۔

ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) رسول ﷺ آ کر کہتا ہے اللہ کے نبی ﷺ جی کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس سے گناہوں کی معافی مل جائے۔ آپ ﷺ نے ایک جامع وظیفہ بتایا، آپ ﷺ فرماتے ہیں تم نے یہ وظیفہ پڑھنا ہے:

"اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعَ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ."

اے میرے اللہ میرے گناہ بے شمار ہیں۔ لا تعداد ہیں۔ ان گنت ہیں میرے گناہ آسمانوں کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ میرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں، میرے گناہ ریت کے ذرات سے بھی زیادہ ہیں، اے میرے اللہ جب سورج نکلتا ہے اور شعاعیں نظر آنے لگتی ہیں۔ میرے گناہ ان شعاعوں سے بھی زیادہ ہیں۔ چاہے میرے گناہ جتنے بھی ہیں۔ مگر میرے اللہ تیری بخشش پھر بھی میرے گناہوں سے زیادہ ہے۔ "اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ" میرے گناہوں سے تیری مغفرت اور بخشش وسیع ہے۔ "وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ" میں چاہے سب کچھ کرتا ہوں نمازیں پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں، حج کرتا ہوں، صدقہ خیرات کرتا ہوں، مگر میرے اللہ مجھے اپنے اعمال پر ناز نہیں اور فخر نہیں، اللہ میں تیری رحمت پر ناز کرتا ہوں اور مجھے تیری رحمت پر فخر ہے، جب تم یہ دعا کرو گے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔ چاہے تمہارے گناہ جتنے بھی

ہیں۔ اللہ پاک تمہیں ان گناہوں کی معافی دے دیں گے۔ کیسی کیسی شخصیت ہیں؟

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ جی مجھے ایسی دعا بتائیں، جو میں نماز میں پڑھوں اور مجھے بھی معافی مل جائے۔ اب مجھے بتاؤ ان سے بڑھ کر بھی کسی کا مقام ہے؟ ان کا تو مقام ہی اس قدر بلند وبالا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے حضر کے ساتھی، سفر کے ساتھی، گھر کے ساتھی، باہر کے ساتھی، مکہ کے ساتھی، مدینہ کے ساتھی، مزار کے ساتھی، پھر حشر کے ساتھی، جنت کے ساتھی ہیں۔ آپ ﷺ سے یہ رشتہ ہے اور دیکھو! اللہ پاک کو بھی ان کی جدائی پسند نہیں آئی۔

کتنا بلند مقام پایا صدیق رضی اللہ عنہ نے
بستر نبی ﷺ دے کول لگایا صدیق رضی اللہ عنہ نے

انبیاء علیہم السلام کے بعد مقام بھی ان کا ہے مگر یہ بھی پوچھ رہے ہیں جن میں جتنا زیادہ ایمان ہوگا ان میں اتنا زیادہ ہی ڈر ہوگا۔ جس قدر انسان میں خشیت الٰہی زیادہ ہوگی، اتنا ہی اس کا اللہ پاک کی طرف رجحان زیادہ ہوگا۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں۔ آقا علیہ السلام مجھے بھی کوئی ایسی دعا بتا دیں۔ جو میں نماز میں پڑھوں تو میری بخشش ہو جائے۔ فرمایا جب تم التحیات میں بیٹھ جاؤ تو اس وقت یہ دعا پڑھنی ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ."

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیے ہیں۔

دیکھو یہاں لوگ صرف رمضان کے روزے رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے، رمضان گزرنے کے بعد مسجد میں کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ لیکن یہاں لحہ برابر ان سے کوئی غلطی نہیں ہوئی اور ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا ہے اور ایسا کوئی ساتھ

دے ہی نہیں سکتا۔ لیکن پھر بھی دل میں یہ بات ہے کہ رب کیسے راضی ہوتا ہے؟ جب یہ ذہن بن جائے تو پھر انسان اللہ پاک کی نگاہ میں پیارا بنتا ہے، اللہ پاک کو پسند آتا ہے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بتا دی۔ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیے ہیں۔ اللہ تیرے بغیر معاف کرنے والا کوئی نہیں اور میں تیرے دربار میں درخواست کرتا ہوں۔ اللہ مجھے اپنی طرف سے معافی نامہ جاری کر دو۔ مولا کریم میرے لیے بخشش کا پروانہ جاری ہو جائے۔ یا اللہ میں صدیق کو معاف کر دے۔

اس استغفار میں کیا برکات ہیں؟ آؤ تمہیں ایک ایسا نسخہ بتا دوں۔ ایک نسخہ کئی بیماریوں کے لیے اکیلا ہی کافی ہے۔ ایک ہی نسخہ ہے کئی حکیموں نے دو تین شیشیاں رکھی ہوتی ہیں جو مریض آیا اس نے پوچھا حکیم سب کے لیے یہی ہے اس نے کہا ہاں سب کچھ یہی ہے۔

یہاں ایک نسخہ ہے اور کئی بیماریوں کے لیے کام آئے گا۔ جناب نوح علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں۔ ”اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا“ استغفار کرو تم استغفر اللہ کہو، استغفر اللہ کا وظیفہ کرو، استغفر اللہ کی تسبیح کرو۔ استغفر اللہ کہنے لگ پڑو، اللہ پاک استغفار کی برکت سے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ ”اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا“ آگے ہے۔ ”يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا“ بارشیں برسیں گی اور ہر طرف ریل پیل ہو جائے گی اور تم دیکھو گے زمین پر سبزہ ہی سبزہ نظر آئے گا۔ جب وقت سے بارشیں ہوں گی جب تم میرے بن گئے تو پھر کوئی کمی نہیں رہ جائے گی لیکن شرط یہ ہے، وہ طریقہ اپنانا ہے کہ جب تم نے استغفر اللہ کہہ کر اپنا اقبالِ جرم کر لیا تو پھر تمہیں اس طرح ہاتھ اٹھانے کی بھی ضرورت نہیں، صرف زبان سے استغفر اللہ کہنا ہے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

دیکھو وہ کیسے لوگ تھے؟ ایک بزرگ زمین پر چلا جا رہا ہے۔ آسمان سے بادلوں کو ٹیلی فون آ رہا ہے۔ ٹیلی گرام بادلوں کی طرف کی جا رہی ہے۔ بادلوں کو ٹیلی فون ہو رہا ہے۔ اس بزرگ نے دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے؟

یہ حدیث ہے۔ بادلوں کو ٹیلی فون ہو رہا ہے۔ ”يَا سَحَابُ“ اے بادل۔ ”اِسْقِ

حـدَیِـقَۃَ فُلَان" فلاں آدمی کی فصل خشک ہو رہی ہے۔ چلو جاؤ۔ بادل کو اس طرف روانہ کر دیا۔ باقی سارا مطلع صاف ہے۔ دھوپ لگی ہوئی ہے کہیں بادلوں کا نام ونشان نہیں، ایک چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا ہے، اس کو حکم ہوا کہ اس علاقہ کی طرف جاؤ۔ فلاں آدمی کی فصل خشک ہو رہی ہے اسے پانی پلاؤ اور سیراب کرو، اسے پانی کی ضرورت ہے، کہیں اس کی کھیتی خشک نہ ہو جائے۔ جب اللہ پاک سے صلح ہو پھر بات اس طرح بنتی ہے۔ یہ بزرگ نیچے چلے جا رہے ہیں اور بادلوں کو ٹیلی فون عرش سے آ رہا ہے۔ جب اس بزرگ کے کان میں آواز پڑی انہوں نے دائیں بائیں دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے؟ جب اوپر کی طرف غور کیا تو آواز اوپر سے آ رہی ہے۔ اب اوپر اوپر بادل چلے جا رہے ہیں اور ان کے نیچے نیچے یہ بزرگ چلے جا رہے ہیں بادل آگے جا کر نیچے ہوا، موسلا دھار بارش ہوئی، وہ بارش کا پانی نیچے آیا، نیچے نل بنا ہوا ہے، اس نل میں سے ایک طرف کو پانی چل دیا یہ جو بزرگ تھے یہ بھی پانی کے ساتھ ساتھ چل پڑے۔

آگے جا کر دیکھا ایک آدمی ہے۔ اس نے کندھوں پر کدال رکھی ہوئی ہے۔ اب یہ بزرگ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اس کا رنگ گورا ہے۔ دیکھنے سے دل کو سرور پہنچتا ہے دھمکتا اور چھکتا ہوا اس کا چہرہ ہے۔ وہ پانی لگا رہا ہے۔ یہ بزرگ اب کبھی اس آدمی کی طرف دیکھے اور کبھی آسمان کی طرف دیکھے۔ جب اس نوجوان نے اپنے باغ کو پانی لگا لیا۔ یہ بزرگ پاس جا کر السلام علیکم کہتے ہیں۔ وہ آگے سے وعلیکم السلام کا جواب دیتا ہے، وہ بزرگ کہتے ہیں۔ بیٹا کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا یہی زمیندارہ کرتا ہوں۔ زراعت پیشہ بھی ہے اور عبادت بھی ہے۔ دیکھو کیسے برکات ہوتی ہیں؟

عرش والے سے صلح ہو تو کیسے کام بنتے ہیں؟ دیکھو وہ مالک کیسے آسمان کے دروازے کھولتا ہے؟ دیکھو کیسے زمین سے برکات ہوتی ہیں؟ وہ بزرگ پوچھتے ہیں بیٹا کیا کرتے ہو؟ وہ کہتا ہے یہی کھیتی باڑی کرتا ہوں، بزرگ کہتے ہیں، میں صرف تمہاری زیارت کرنے کے لیے آیا ہوں کیونکہ جب میں زمین پر چل رہا تھا تو میں حیران ہو گیا، آسمان سے بادلوں کو ٹیلی

فون ہوا ہے اور بادلوں نے آ کر تمہاری فصل پر مینہ برسا دیا۔ اب بیٹا بتاؤ تم کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کھیتی باڑی کرتا ہوں، بزرگ کہتے ہیں تم پر اللہ پاک اتنے خوش ہیں تم کیسے نصیبوں والے ہو؟ جس کے لیے اللہ پاک بادلوں کو مسخر کرے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝﴾ (الروم: ۴۸)

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰۤى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾

(الاعراف: ۵۷)

اس طرح بادلوں کو روانہ کیا جاتا ہے، انہوں نے اللہ پاک کو منایا ہے، ایمانداری کی بات ہے جنہوں نے اللہ پاک کو منایا ہے، وہ یہ سر زمین پر رکھ دیں تو اللہ کریم فوراً بات مان لیتے ہیں، ایسے بھی دنیا پر آئے۔

ہمارے حافظ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں کے انگھوٹے کو تکلیف ہوگئی، وہ زخم بڑھ گیا جراح نے کہا یہ زخم بڑھتا بڑھتا کہیں آگے نہ چلا جائے۔ اس کے آگے جانے سے نقصان کا خطرہ ہے۔ اس لیے حافظ صاحب رحمہ اللہ آپ آگے سے تھوڑا سا انگھوٹا کٹوالیں، وہ کہنے لگے میں نے نہیں کٹوانا ہے انہوں نے کہا کٹوالیں اس میں آپ کا فائدہ ہے۔

آج کل جس طرح چھوٹا سا زخم ہو، اللہ معاف کرے تو وہ کینسر بن جاتا ہے وہ زخم بھی بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا حافظ صاحب رحمہ اللہ انگھوٹا کٹوالیں۔

انہوں نے کہا میں نے نہیں کٹوانا ہے۔ انہوں نے پھر کہا کٹوالیں۔ اس میں آپ کا فائدہ ہے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اچھا پھر مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ جب میں نماز پڑھتے وقت سجدہ میں چلا جاؤں تو پھر چاہے ٹانگ بھی کاٹ لینا۔ نماز تو ہوئی۔

یہاں یاروں کی بھی نماز ہے، جس مسجد میں نماز دیر سے ختم ہو وہاں رونق ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ان کو بس پڑھی پڑھائی مل جائے۔ یہ نماز کیسی ہوئی؟ ایک بزرگ نماز پڑھ رہا تھا اس کے آگے سے ایک عورت گزر گئی۔ بزرگ التحیات میں بیٹھا تھا، بی بی آگے سے گزری بزرگ کہنے لگا تیرا بیڑا غرق ہو جائے۔ تم نے میری نماز تباہ کر دی ہے، اس عورت نے کہا تمہارا تو اپنا ہی بیڑا غرق ہو گیا ہے، عورت آگے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، آدمی آگے سے گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

تین چیزیں آگے سے گزریں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ورنہ کوئی بھی چیز آگے سے گزر جائے تو آگے سے گزرنے والے کو گناہ ہوتا ہے۔ مگر نماز نہیں ٹوٹتی، آدمی آگے سے گذر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی، نماز تین چیزوں کے آگے سے گزرنے سے ٹوٹے گی۔ نمازی کے آگے سے ان تین چیزوں میں سے کوئی بھی چیز گزر جائے گی تو نماز ٹوٹ جائے گی:

۱: پہلے نمبر پر اگر گدھا گزر جائے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۲: کتا گزر جائے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۳: بی بی رانی آگے سے گزر جائے نماز ٹوٹ جائے گی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر فرماتی ہیں، آقا ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کن سے ملا دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل بات یہ ہے کتا بھی شیطان ہے، گدھا ویسے بھی بہت بڑا شیطان ہے۔ یہ تم اچھی طرح جانتے ہو گدھا شیطان ہے۔ اس لیے ہی مار کھاتا ہے۔

ایک گدھا بش جیسا ایک گاؤں میں آ گیا۔ اس نے اپنے اوپر شیر کا لباس پہنا تھا سب لوگ ڈر گئے۔ اندر چلے گئے کہ شیر آ گیا شیر آ گیا۔ گدھے نے سوچا سارا گاؤں مجھ سے ڈر گیا ہے، اگر میں نے آواز نکالی تو یہ اور ڈر جائیں گے، اس بے وقوف بش کو پتہ نہیں تھا، بھید سارا ہی کھل جانا ہے۔ ساری دنیا امریکہ سے ڈرتی تھی مگر اب وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمیں اسامہ چاہیے یہ اگلے پچھلے سارے اکٹھے ہو جائیں اسامہ نہیں ملے گا۔ اللہ کی قسم پچاس کلو اسامہ کا وزن ہے مگر سارا امریکہ اس سے ڈر رہا ہے، پورا امریکہ اس کے نام سے کانپتا ہے،

یہ اللہ سے ڈرنے کی بات ہے۔ پھر اللہ ایسے عزت عطا کرتا ہے۔ اب دیکھو بھید کھل گئے۔ راز آؤٹ ہو گئے۔ اب اللہ پاک نے ان کی آپس میں لڑائی ڈالنی ہے۔ ادھر سے روس والے آ رہے ہیں، ادھر سے امریکہ والے کہتے ہیں ادھر نہ آؤ۔ اب یہ آپس میں لڑیں گے پھر دیکھنا افغانستان میں کیا بنتا ہے؟ انشاء اللہ عنقریب وہ وقت آئے گا، اس افغانستان میں اسلام کا جھنڈا لہراتا دنیا دیکھے گی۔ جب آگ میں سونا ڈالا جائے تو پھر کندن بنتا ہے، جب سونا بھٹی میں ڈالا جائے پھر اس کی میل کچیل صاف ہوتی ہے۔

اللہ کریم نے فرمایا میں تو کن کہوں تو ہر چیز فنا کر دوں، مگر میں نے تمہیں شہادت کا مرتبہ دینا ہے اور ان کفار کو تمہارے ہاتھوں سے ذلیل کرنا ہے، پھر میں نے تمہیں آزمائش میں ڈال کر تمہارا مرتبہ بلند کر کے پھر ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ یہ اصل میں اس کی حکمت ہے۔

اس گدھے نے کہا اگر میں نے آواز نکالی تو لوگ اور ڈریں گے مگر اس کو یہ پتہ نہیں تھا کہ راز کھل جائے گا۔ جب گدھا چوک میں کھڑا ہو کر ہانکا "اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ" جب گدھے نے آواز نکالی تو سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے گدھے کو مار مار کر کچومر نکال دیا۔

یہ گدھا بھی شیطان ہے۔ کتا بھی شیطان ہے اور جب بی بی نمازی کے آگے سے گزر جائے پھر کوئی قسمت والا ہی ہے جو اوپر ہاتھ رکھے۔ اس لیے بی بی کی نماز بھی گئی اور پڑھنے والے کی بھی گئی۔

وہ بزرگ کہنے لگا تمہارا بیڑا غرق ہو، میری نماز تباہ کر دی ہے اس نے کہا تم اپنی نماز کو روتے ہو، میں نے ادھر دیکھا سامنے میرا ماننے والا تھا، میرا دیوانہ تھا میں نے اس کو دیکھا تو تم مجھے نظر نہ آئے۔

بے صبری وچ دوست تائیں وے میں نئیں ویکھیا تینوں
تے توں مولا وَل حاضر ہو کے وے کیوں کر ویکھیا مینوں؟

اس نے کہا دنیاوی طور پر تم مجھے نظر نہیں آئے۔ اگر تمہارا دھیان اللہ پاک کی طرف ہوتا تو تم مجھے نہ دیکھتے، جب اس طرف دھیان ہو جائے پھر تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

وہ بزرگ اس آدمی کی طرف دیکھ کر خوش ہوا۔ پوچھا تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا کھیتی باڑی کرتا ہوں، تمہیں پتہ ہے جب زمیندار کی نیت ٹھیک ہو جائے۔ پھر اللہ پاک برکات نازل فرماتے ہیں۔ اللہ پاک تمہارے مال میں بھی برکت عطا فرمائے۔ آمین!

زمیندار کے لیے اللہ پاک کتنی برکات نازل فرماتے ہیں؟

دیکھو ایک بزرگ نے زمین کا ایک ایکڑ فروخت کیا ہے، ایک نوجوان نے وہ ایک ایکڑ خریدا ہے۔ رجسٹری ہو گئی۔ انتقال کروا لیا۔ ایک دن وہ نوجوان اپنی بیگم سے کہنے لگا ہم نے وہ جونئی زمین خریدی ہے، اس میں ہل چلانے ہیں۔ لہٰذا تم صبح میرے لیے ناشتہ لے کر آنا۔ بیوی کہنے لگی مجھے بھی بہت زیادہ خواہش تھی کہ میں بھی وہ نئی زمین دیکھوں۔ چلو ٹھیک ہے میں آپ کا ناشتہ لے کر آ جاؤں گی، وہ نوجوان صبح اٹھا اور مسجد میں گیا، دین کی برکات دیکھو! اللہ پاک تم میں بھی برکت عطا فرما دے۔ آمین! یہ نوجوان مسجد میں گیا۔ مسجد میں باجماعت نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر بیل کھول کر زمین کی طرف چل دیا۔

آگے آگے بیل جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے یہ استغفر اللہ کی تسبیح کرتا جا رہا ہے۔ جب زمین پر جا کر ہل چلایا، ابھی دو تین چکر کاٹے تھے کہ ہل کسی چیز کے ساتھ اٹک گیا، یہ صحیح مسلم کی روایت ہے ہل اٹک گیا، بیل زور لگائیں مگر وہ اٹکا رہا۔ اس نوجوان نے کہا پتہ نہیں یہاں کیا ہے؟ اس نے بیلوں کو پیچھے کیا ہل کھینچا، مٹی سائیڈ میں کی تو نیچے پیسوں کی دیگ بھری ہوئی ہے۔ اس نے ڈھکن اتارا تو دیکھا سونا چاندی ہے۔ دیگ بھری ہوئی ہے۔ اس نے اُسی طرح ڈھکن اوپر دیا۔ مٹی اوپر ڈال دی۔ واپس چل دیا جن کو اللہ جتنا ایمان دیتا ہے پھر دل بھی اتنا ہی دیتا ہے۔ اللہ اگر مال دے تو پھر اللہ دل بھی دے۔ آمین!

میں تو دعائیں کرتا ہوں۔ اگر تم مجھے مال دو تو میں تقسیم ہی کرتا جاؤں۔ دیکھو حیرانگی کی بات ہے۔ اللہ مال دے مثلاً اللہ فرمائے یہ سو روپے لے لو اور اس میں سے اڑھائی مجھے دے

دو۔ سو اللہ نے دیا ہے۔ اللہ فرمائے کہ ایک سال تم اس کو خرچ کرتے رہو۔ استعمال کرتے رہو۔ جب سال گزر جائے تو اس سو میں سے مجھے صرف اڑھائی دے دو۔ آج کے دور کا کہے میں دیتا ضرور مگر اب گنجائش نہیں، کچھ کھا کر مر جاؤ۔ اس اللہ نے سو دیا ہے اور سو میں سے اڑھائی مانگے ہیں۔ ایک ہزار دے کر صرف پچیس مانگے یہ آگے سے کہتا ہے اللہ تم نے کیا کرنے ہیں؟ مولا کریم فرماتے ہیں چلو پھر میرے علماء کو دے دو۔

صحیح حدیث قدسی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت والے دن اللہ کریم خود پوچھیں گے ایک آدمی کو جب اللہ پاک اپنی عدالت میں کھڑا کریں گے تو فرمائیں گے، اے میرے بندے میں تمہارے دروازے پر آیا مجھے بھوک لگی تھی تو تم نے مجھے کھانا کیوں نہ کھلایا؟ میں تمہارے دروازہ پر آیا مجھے پیاس لگی تھی تو تم نے مجھے پانی کیوں نہ پلایا؟

میں تمہارے دروازے پر آیا، مجھ پر قرض ہو گیا تھا، تم نے مجھے قرض کے لیے روپے کیوں نہ دیے؟ وہ بندہ کہے گا؟ یا اللہ تم تو ساری دنیا کو کھلاتے تھے اور ساری دنیا کو پلاتے تھے، ساری دنیا کی مرادیں پوری کرتے تھے، یا اللہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اللہ کریم فرمائیں گے جو تمہارے دروازے پر مسکین، فقیر، سائل، حاجت مند اور ضرورت مند آیا تھا، وہ میرا ہی بھیجا ہوا تھا۔ اگر تم اسے خالی نہ بھیجتے تو آج میں تم پر راضی ہو جاتا۔ مال تمہیں دیا تو میں نے ہی تھا۔ یہاں ایک ہزار روپے دے کر مولا کریم فرمائیں۔ ایک ہزار ایک سال استعمال کرو اور سال بعد پچیس مجھے دے دو، یہ سوچ میں پڑ جائے گا۔ مولا کریم فرمائیں گے اگر تم نہیں دیتے تو آج رات جب تم سو جاؤ گے۔ آدھی رات کے وقت مہمان آ کر سب کچھ لے جائیں گے۔ ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟ وہ سب کو اٹھا کر کہتے ہیں خالہ جی آج کیا پکایا ہے؟ وہ کہتی ہے آج گوشت پکایا ہے، وہ پھر کہتے ہیں۔ اچھا آپ ایسا کریں آٹا گوندھ کر روٹی پکائیں، سالن گرم کریں روزہ ہم نے بھی رکھنا ہے اور ساتھ چولہے کے پاس بیٹھے بیٹھے یہ بھی بتاؤ کہ کیا کیا کہاں رکھا ہے؟ ہائے اگر اس کے کہنے پر دیا ہوتا تو یہ نہ ہوتا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں تم میرے کہنے پر میرے مال سے میرا حصہ نکال کر دو۔ پھر تم آرام سے اپنے گھر سوئے

رہو۔ تمہارے گھر کی حفاظتیں میں کروں گا، کسی کی جرأت ہے کہ وہ تمہارے گھر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے؟

ایسے مال ملتا ہے اس نے دیگ کو دیکھ کر ڈھکن دے دیا، اس کے اوپر مٹی ڈال دی۔ بیل لے کر واپس آ گیا۔ بیوی نے پوچھا مگر اسے کچھ نہ بتایا کیونکہ اسے پتہ تھا، بیویوں سے راز نہیں چھپتے ہیں یہ نوجوان اب اس بزرگ کے پاس گیا۔

کیونکہ اس کے دل میں خوفِ خدا تھا، جس کے دل میں رب بستا تھا، جس کے دل میں خشیتِ الٰہی تھا، پھر کیوں نہ اللہ ان پر آسمان سے رحمتیں نچھاور کرے؟ اس کے دل کی مرادیں اللہ پاک پھر کیوں نہ پوری کریں؟ وہ زمین پر کھڑا ہو اور اللہ پاک آسمان سے اس کے چہرہ کی طرف کیوں نہ دیکھیں؟ جس نے زندگی اللہ پاک کے لیے وقف کر دی ہو۔ پھر اس کی زندگی کی قیمت پڑتی ہے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں، جب تم میری طرف متوجہ ہو گئے پھر برکات اس طرح نازل ہوں گی پھر اللہ پاک اس انداز سے برکات عطا کرے گے۔

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝﴾

(الاعراف: ۹۶)

جب تمہارے دلوں میں میرا خوف اور ڈر آ جائے گا، پھر تم یاد رکھ لو میں تمہارے لیے آسمان کے دروازے کھول دوں گا، جیسے تم کہتے ہو چھپّر پھاڑ کر ملتا ہے، ایسے چھت پھاڑ کر ملتا ہے، جب اس سے محبت کریں پھر اس انداز سے ملتا ہے۔

یہ نوجوان سیدھا اس بزرگ کے گھر گیا۔ بابا جی سے کہا بابا جی آپ کی زمین میں ایک پیسوں کی دیگ ہے، آپ کو وہ نکالنی یاد نہ رہی اور آپ نے زمین مجھے فروخت کر دی، آج میں ہل چلانے کے لیے گیا تھا، وہاں سے آپ کے روپے نکلے ہیں، میرے ساتھ آئیں تاکہ میں وہ دیگ نکال کر آپ کے حوالہ کر سکوں، بزرگ کہنے لگا بیٹا اگر ہمارے پاس اتنے

روپے ہوتے تو میں زمین کبھی نہ فروخت کرتا، وہ پیسے میرے نہیں بلکہ تمہارے ہیں۔ وہ کہے نہیں بابا جی وہ آپ کے پیسے ہیں، بزرگ کہے نہیں وہ تمہارے ہیں، یہ سن کر نوجوان رونے لگ پڑا بابا جی نے کہا بیٹے روئے کیوں ہو؟ اس نے کہا جب میں نے پیسوں کی دیگ دیکھی، میں نے آپ کے روپے دیکھ لیے اب مجھے ڈر آتا ہے۔

کہیں اللہ پاک مجھ سے کل یہ نہ پوچھ لیں کہ تم نے کسی کی بیگانی چیز کو دیکھا کیوں تھا؟ بیگانی دولت کی طرف نہیں دیکھا کرتے اور بیگانی عورت کی طرف بھی نہیں دیکھا کرتے پھر بے نظیر کی طرف کیوں دیکھتے ہو؟

اس نوجوان نے کہا بابا جی یہ آپ کی دیگ ہے، بزرگ نے کہا نہیں یہ تمہاری دیگ ہے، دونوں لینے سے انکار کر رہے ہیں، آخر کہنے لگے چلو مولوی صاحب سے فیصلہ کروا لیتے ہیں، ایک مولوی صاحب کے پاس چلے گئے، نوجوان نے کہا مولوی صاحب ان بابا جی کو سمجھائیں، میں نے ان سے زمین خریدی ہے، اس میں سے پیسوں کی بھری ہوئی دیگ نکل آئی ہے، اب ان سے کہیں یہ اپنی دیگ لے لیں۔ بزرگ نے کہا مولوی صاحب کہیں جلد بازی میں فتویٰ نہ دے دینا، نہ میں نے اس دیگ کو دیکھا تھا، نہ مجھے اس کے بارہ میں پتہ تھا، میں وہ لے کر جہنمی کیوں ہو جاؤں؟ میں تو اس کی طرف دیکھوں گا بھی نہیں، ادھر سے وہ کہے میں نہیں لیتا، ادھر سے بابا جی کہیں میں نہیں لیتا، مفتی صاحب نے کہا وہ دیگ لے آؤ، بزرگ کی نوجوان لڑکی ہے دوسرے کا نوجوان لڑکا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا ان کی شادی پر خرچ کرو۔ ولیمہ بھی کرو۔ لڑکی کے لیے خرچ بھی کرو باقی جو پیسے بچ جائیں، اس کی تم ایک ایک فیکٹری لگاؤ جب عرش والے سے صلح ہو پھر آسمان کا رب ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا ہاتھ کھول کر رکھو جب تم ہاتھ کھول کر رکھو گی تو عرش والے کے دروازے تمہارے لیے کھلے رہیں گے، اے عائشہ رضی اللہ عنہا جب تم ہاتھ بند کر لو گی تو عرش والا بھی دروازے بند کر دیتا ہے۔

اس نوجوان نے جس کی فصل کے لیے بارش ہوئی تھی، اس نے کہا بابا جی یہ جو آپ کو میری کھیتی نظر آ رہی ہے۔ اس کی فصل جب تیار ہو جاتی ہے، میں اس کے تین حصے بنا لیتا ہوں۔ ایک حصہ ہمسایوں کو دیتا ہوں، ایک حصہ اپنے گھر کے لیے رکھتا ہوں اور ایک حصہ جو دور دراز سے لوگ آتے ہیں، ان کو دیتا ہوں، جب سے میں نے اپنے اللہ سے صلح کی ہے، تب سے میں نے لوگوں کی فصلیں تو تباہ ہوتی دیکھی ہیں مگر مجھے جب بھی پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اللہ پاک آسمان سے بارش برسا دیتے ہیں۔

اس لیے کیا فرمایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا٥﴾

پہلی برکت استغفار کی کہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ کیا ہے۔ "يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا" ٹائم سے رحمت کی بارشیں برسیں گی۔ آگے کیا فرمایا؟ "وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ" تم استغفر اللہ کا وظیفہ کرو تو میں تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں رہنے دوں گا، تمہارے گھر میں دولتوں سے بھر دوں گا میں تمہیں مال عطا کروں گا۔ تمہیں کسی کا محتاج نہیں رہنے دوں گا۔ تمہیں کسی کے دروازے پر جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی "وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ" میں مال دوں گا۔ "وَّبَنِيْنَ" اس لفظ پر غور کرو "وَّبَنِيْنَ" میں تمہیں بیٹے دوں گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں تمہیں اولاد دوں گا لفظ کیا ہے؟ "وَّبَـــنِيْـــنَ" میں تمہیں بیٹے دوں گا کیونکہ بیٹی کے پیدا ہونے پر ان کو خوشی نہیں ہوتی، بیٹا پیدا ہو، ہر کوئی مبارک دیتا ہے۔ بیٹی پیدا ہو گئی تو سوگ ہو گیا۔

اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو کر مر جائے پھر آس پاس والی اکٹھی ہو کر کہتی ہیں، بی بی شکر کرو، بیٹی کسی قسمت والے کی مرے۔ تم ہی مر جاؤ تا کہ کوئی پیدا ہی نہ ہو۔

یہاں فرمایا میں تمہیں لڑکے دوں گا۔ "وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ" میں بیٹے دوں گا۔ اے عورتو! تم بھی دیکھ لو اللہ پاک نے تمہارے لیے کیا انعام رکھا ہے؟ کئی کہتے ہیں ہم بہت سی جگہوں پر گئے مگر ہمیں بیٹا نہ ہوا۔ کئی کہتے ہیں۔ اچھا یہ کالی مرچ لے جاؤ یہ اجوائن بھی

لے جاؤ اور خالی پیٹ کھا لینا لڑکا پیدا ہوگا لیکن لڑکا نہ ہوا۔ ہم ڈاکٹروں کے پاس گئے حکیموں کے پاس گئے۔ طبیبوں کے پاس گئے۔ لیکن ہمیں کچھ نہ پیدا ہوا۔

اللہ کریم فرماتے ہیں۔ "وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ" استغفر اللہ کا وظیفہ کرو ایک بار مجھے بھی آزماؤ۔ میں تمہیں ہیروں جیسے بیٹے عطا کردوں گا۔

اس طرح کام بنتا ہے لڑکے پیدا ہوتے ہیں کئی کہتے ہیں۔ باباجی ہمیں لڑکا دے دیں چاہے ایک آنکھ والا ہی ہو۔

مگر یہاں فرمایا جب تم میرے دروازے پر آجاؤ گے تو پھر میں تمہیں بیٹے دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ "وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ" جب تم استغفر اللہ پڑھنے کے عادی ہو جاؤ گے۔ جب استغفار کا وظیفہ کرو گے۔ جب استغفر اللہ پڑھنے کا معمول بنالو گے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں پھر میں تمہیں باغات کا مالک بنا دوں گا۔ جو باغ تم نے کبھی خواب میں نہیں دیکھا۔ اگلے جہان میں باغ تو ملنے ہی ملنے ہیں۔ لیکن یہاں جو تمہاری فصلیں خشک ہیں جن میں کوئی درخت پیدا نہیں ہوتا۔ تم نرسری سے پھل دار پھودے لا کر لگاؤ۔ اس میں کمال کیا ہے؟ میں اپنی قدرت سے تمہاری زمین میں پھل دار پودے اگا دوں گا۔ "وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ" تم باغات کے مالک ہو گئے آگے فرمایا: "وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا" جب باغات ہوں تو پھر باغات کے لیے پانی چاہیے کیونکہ بڑے نازک پودے ہوتے ہیں، کئی کئی درخت بڑے نازک ہوتے ہیں۔ ان کو پانی نہ ملے تو وہ مرجھا جاتے ہیں۔ مولا کریم فرماتے ہیں۔ "وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝" جو میں کہتا ہوں ایک بار اس پر عمل کر کے دیکھو! تم باغات کے مالک ہو گے اور تمہارے باغات کو سیراب کرنے کے لیے میں تمہارے باغات میں اپنی قدرت سے پانی کے چشمے جاری کردوں گا۔ تاکہ وہاں ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت نہ پڑے۔ تمہیں نہر کا پانی لگانے کی ضرورت نہ پڑے۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہ پڑے۔ میں قدرتی اس میں پانی کے چشمے جاری کردوں گا۔ "مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝" تمہیں کیا ہوگیا؟

تمہاری عقل کہاں چلی گئی؟ تم نے میری عزت ہی نہیں کی " مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ○ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○" میں نے تمہیں طرح بہ طرح کا بنایا ہے رنگ برنگ کا بنایا دیکھ لو ایک سے دوسرا نہیں ملتا، مختلف اشکال ہیں۔

اپنے آپ پر غور کرو تم پہلے کیا تھے؟ پھر میں نے تمہیں کہاں تک پہنچایا؟ اب بڑا ہو کر خود کو شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر سنوارتے ہو۔ مینڈک کی طرح ناک پھسلاتے ہو، " وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○" پہلے یہ کتنا تھا؟ ڈیڑھ ہاتھ تھا پھر دو ہاتھ ہو گیا، پھر چارپائی کا پایہ پکڑ کر کھڑا ہونے لگا ماں کو خوشی ہونے لگی کہ میرا بیٹا کھڑا ہو گیا ہے، پھر یہ پاؤں پر چلنے لگ پڑا۔ پھر باہر جانے کے قابل ہو گیا۔

مٹی کولوں پانی بنیوں فیر جوک تے جوکوں بوٹی
فیر وقت معین شکم مائی وچ تیری صورت بنی جلوٹی
فیر بچہ بن کے جگ تے آ گئیوں ہن بنی پھریں لنگوٹی
فر شیر جواناں بڈھڑا ہو گئیوں اور نہ ٹر سکیں بن سوٹی
جو پڑھیا، جو سکھیا ہن پل گیا تینوں تے تیری سک گئی تون جو موٹی
او دنیا تے ضائع کر لی او عارف رب عقبہ کرے نہ کھوٹی

اللہ کریم فرماتے ہیں: " مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ○ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○"
اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں کتاب وسنت کے عامل بنائے اور وہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جن سے مالک خوش ہوتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں دینی مسائل پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



جوانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
﴿لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ (الاحزاب : ۲۱)

مولا کریم نے اپنے قرآن مجید میں فرمایا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کا دور جو کہ ساری دنیا کے نوجوانوں کے لیے اسوہ حسنہ ہے وہ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن بھی پاک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی بھی پاک ہے اور آپ کے بڑھاپے کا دور بھی بالکل پاک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں ہیں ابھی دنیا پر نہیں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ دنیا سے جا چکا ہے۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں صرف چھ سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی رخصت ہوگئیں۔ مؤرخین کی ایک روایت کے مطابق آٹھ سال اور ایک مطابق کے نو سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ہوئی ہے یا آٹھ سال عمر ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب بھی دنیا سے چلے گئے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے تھے یہ سب ختم ہو گئے کیوں؟ رب العالمین یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس کا کوئی بھی سہارا نہ ہو پھر اس کا سہارا میں ہوتا ہوں۔

پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اٹھا دیا
گھٹنوں چلے تو دادا عدم کو روانہ تھا
بڑھنے لگے تو مادر اُم ہو گئے جدا
ایک ایک سایہ سر سے یوں اٹھتا چلا گیا
سائے پسند آئے نہ پروردگار کو

بے سایہ کر دیا گیا یوں سایہ دار کو

جس نے سارے جہان کے سر پر ہاتھ رکھنا تھا۔ اس کا اپنا سر خالی ہے۔ آپ ﷺ کی بارہ سال کی عمر ہوئی ہے۔ پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک تجارت کا سفر شروع کیا ہے۔ اب بیس سال شعور کا دور ہوتا ہے آپ ﷺ کی دیانت آپ ﷺ کی امانت، لوگوں کے ساتھ معاملات، زندگی کے نشیب وفراز اور زندگی کے لیل ونہار روزِ روشن کی طرح واضح تھے۔ بیس سالہ دور کیسا روشن دور ہے؟ ذرا ابتدا سے لے کر یہاں تک غور کرو۔ آپ ﷺ کا جب بچپن تھا۔

جو لڑکے ہم جا بجا کھیلتے تھے
نہ اُن میں کبھی مصطفیٰ ﷺ کھیلتے تھے
روایت ہے اکثر محلوں کے لڑکے
جو مکہ کی گلیوں میں آ کھیلتے تھے
سمجھاتے تھے ان کو بھی راہِ ہدایت
عجب یہ کھیل مصطفیٰ ﷺ کھیلتے تھے
کبھی لات ماری، کبھی توڑ ڈالا
بتوں میں رسولِ خدا کھیلتے تھے

یہ دور گزر گیا۔ پھر اس سے تھوڑا سا آگے کا دور آیا ہے۔

نہ گڈی پتنگاں، غبارے نہ پٹاخے
میں صدقے کدے نہ کبوتر اُڑائے
نہ مٹی اڑائی، نہ کنڈے کھلاڑے
نہ رولا نہ لپّا نہ روڑے چلائے
نہ تیتر بٹیرے نہ بلبل چکوراں
نہ بجرے، نہ کتے، نہ ککڑ لڑائے

نہ دن ویلے سرمہ نہ شوکت نہ شاناں
ننگے بدن نہ ہوئے نہ بودے رکھائے
گیا بچپنا آئی سوہنی جوانی
میں صدقے جاں میرا پیر انج کر کے رہیا
کیوں آیا محمد ﷺ کی ویندا سی اوتھے
کیوں اوتھے کھڑا سی کسے نے نئیں کہیا

اس طرح کا دور ہے۔ اس امانت، دیانت کو دیکھ کر ہر مرد وزن کی زبان پر آپ ﷺ کی تعریف ہے، یہ راست گوئی، حسن سلوک، اچھی عادات، پیارا اخلاق، باکردار اور لوگوں سے محبت یہ ساری خوبیاں دیکھ کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ اس طرح کا کوئی نوجوان ہے۔ بات ہوئی سردار ابو طالب آپ ﷺ کو لے کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے۔ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی نگاہ آپ ﷺ کے چہرے پر پڑی۔ وہ سمجھ گئی کہ واقع ہی اللہ کریم نے کوئی شخصیت پیدا کی ہے۔ پوچھا ان کا کیا نام ہے؟ فرمایا ان کا نام محمد ﷺ ہے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں۔ میں اپنے طور پر آپ کو شراکت پر پیسے دیتی ہوں اور آپ ﷺ میرا کاروبار کریں۔ آپ ﷺ کا کردار دیکھ کر آپ ﷺ کے اوصاف دیکھ کر اور آپ کی خوبیاں لوگوں کی زبان سے سن کر آپ ﷺ کو اپنے پاس بلایا ہے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ایک پہلے غلام تھا وہ اور آپ ﷺ دونوں اکٹھے تجارت کے لیے گئے ہیں۔ جب تجارت کر کے واپس آئے آ کر اپنا اپنا منافع پیش کیا، فرمایا یہ اصل مال ہے اور یہ اس کے ساتھ کچھ منافع ہے، اس غلام نے بھی پیش کیا آپ ﷺ کا نمبر آیا۔ آپ ﷺ نے بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں وہ اصل مال بھی پیش کیا اور جس قدر آپ ﷺ کو اس تجارت اور مال میں نفع ہوا وہ منافع بھی ساتھ پیش کیا۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حیران ہو گئیں کہ میں تو سمجھتی تھی یہ مولوی ٹائپ آدمی ہے۔ یہ دنیا کے کاروبار کو نہیں جانتا۔ ایسا عقلمند اور ایسا سمجھدار ہے۔ جب یہ آپ ﷺ کی قائل ہو گئیں تو

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا غلام کہنے لگا اے خدیجۃ الکبریٰ آپ تو صرف یہ منافع دیکھ کر اور اصل مال کے ساتھ پرافٹ دیکھ کر حیران ہوگئی ہیں مگر آپ ﷺ کو پتہ نہیں عقلمندوں کی بات ہے۔

راہ پے جانی اے یا واہ پی جانی اے

میں نے آپ ﷺ کے ساتھ چل کر بھی دیکھا ہے اور کاروبار کر کے بھی دیکھا ہے، میں نے اپنی زندگی میں ان آنکھوں سے ایسا کوئی نہیں دیکھا، جو خوبیاں میں نے ان میں دیکھی ہیں، وہ کسی اور میں نہیں دیکھیں اور جو جو اوصاف میں نے آپ ﷺ میں دیکھے ہیں، میں نے وہ کسی غیر میں نہیں دیکھے۔ اے خدیجہ رضی اللہ عنہا جس راستہ سے ہم گئے ہیں۔ اس راستہ سے میں کئی بار گیا ہوں۔ لیکن اس بار جب میں ان کو ساتھ لے کر گیا ہوں ۔دائیں اور بائیں، یمین و یسار جن درختوں کے درمیان سے ہم گزرتے تھے اے خدیجہ رضی اللہ عنہا میں نے پہلے ایسے قدرت کے کرشمے نہیں دیکھے۔ جب ہم مکہ سے نکلے تھے۔ جس منزل پر ہم گئے ہیں۔ جب ہم واپس آئے مکہ پہنچے تو میں نے دیکھا۔ راستے میں جو درخت تھے وہ بھی مصطفیٰ ﷺ کو جھک کر سلام کرتے تھے۔ پھر میں نے دیکھا ہے عرب کے علاقہ کی سخت گرمی میں جب سورج اپنی پوری گرمی دکھاتا تھا۔ میرے سر پر تو دھوپ ہوتی تھی لیکن ان کے سر پر بادل سایہ کر کے رکھتے تھے، آپ ﷺ جس طرف بھی جاتے تھے۔ اوپر بادلوں کا سایہ ہوتا تھا، میں یہ منظر دیکھ دیکھ کر حیران ہوا ہوں۔ مکہ سے لے کر ہم جس جس جگہ پر بھی گئے ہیں اللہ کریم نے بادلوں کو ان کے سر پر تنبو بنا کر تان دیا تھا۔ اللہ اکبر اللہ

اب اللہ پاک نے کرم کرنا تھا تو کام بننا تھا۔ جب اللہ پاک سبب بناتے ہیں تو اس طرح بنتے ہیں۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بڑے بڑے رئیس، مال والے، دولت والے جو تھے بڑی بڑی پیشکش کیں لیکن سب کی درخواستیں مسترد دیں۔ اب انہوں نے خود درخواست پیش کی ہے۔ آقا علیہ السلام کی عمر پچیس سال ہے۔ ان کی عمر چالیس سال ہے۔ مگر اب یہ جوڑ جڑنے لگا ہے۔ پندرہ سال کا فرق ہے تمہارا کہنا ہے یہ جوڑ ٹھیک نہیں لیکن دیکھو اللہ پاک کی

طرف سے یہ جوڑ جڑنے لگا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود درخواست پیش کی ہے کہنے لگیں اے محمد ﷺ! اگر آپ قبول کریں تو میں آپ ﷺ کی خادمہ بننا چاہتی ہوں۔ اگر میری درخواست قبول ہو جائے تو میں اپنی خوش فہمی سمجھوں گی میں سمجھوں گی میرے جیسے نصیب کسی کے نہیں، اگر آپ ﷺ مناسب سمجھیں تو میں آپ ﷺ کو اپنے سر کا تاج بنانا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خدیجہ رضی اللہ عنہا تمہاری بات صحیح ہے۔ مگر ہوسکتا ہے۔ میرا اور تمہارا آپس میں نبھا نہ ہوسکے کیوں؟ تم امیر زادی اور میں نہایت غریب ہوں، تم مکہ کی ایک بہت بڑی رئیسہ اور میں تھوڑا بہت گزارہ کرنے والا ہوں۔ امیروں غریبوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں، امیروں غریبوں کا آپس میں نبھا مشکل ہوتا ہے۔ یہ اب کیسے ہوگا؟ تم مال والی، دولت والی اور میرے پاس کچھ بھی نہیں اگر مل گیا تو کھا کر شکر کرلیا اور اگر نہ ملا تو صبر کرلیا، تم ایک دن میں کئی کئی اقسام کے کھانے کھانے والی اور مجھے کئی کئی دن فاقے آتے ہیں۔ میرا باپ بھی دنیا سے چلا گیا۔ میری ماں بھی چلی گئی۔ میرے ماں باپ نے میرے اس دور کو نہ دیکھا اس لیے میں تو بے سہارا ہوں۔ میرا کاروبار کوئی نہیں، بینک بیلنس کوئی نہیں، کوٹھی کوئی نہیں، کارخانہ کوئی نہیں، میری فیکٹری کوئی نہیں۔

لیکن سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کچھ ہو نہ ہو۔ آپ ﷺ تو ہو آپ ﷺ نے فرمایا میری پھر شرط یہ ہے اگر مجھ سے نکاح کروانا چاہتی ہو تو پھر یہ محلات، یہ دولت ثروت، یہ دنیا کا مال ومتاع مجھے نظر نہیں آنا چاہیے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وہ چابیاں پکڑیں اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ نکاح ہو گیا پچیس سال آپ ﷺ کی عمر ہے چالیس سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ہے۔ نکاح کس نے پڑھایا ہے؟ نکاح سردار ابو طالب نے پڑھایا۔ نکاح پڑھا گیا۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے چابیاں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ساری کی ساری دولت مکہ کے غرباء میں بانٹ دی۔

مساکین ،یتیم اور جو نادار قسم کے تھے، بے بس اور بے کس تھے، جو بے سہارا اور بے کنارہ تھے، ان سب میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دولت بانٹ دی۔ آپ ﷺ فرمانے لگے آگے تم لیٹی ہوتی تھی اور نوکرانیاں چاروں طرف بیٹھی ہوتی تھیں، کوئی جھاڑو دیتی ہے کوئی روٹی پکاتی ہے۔ کوئی خدمت کرتی ہے اب مزہ تب ہے میں کمائی کر کے لاؤں اور تم اپنے ہاتھوں سے آٹا گوندھ کر میرے لیے روٹیاں پکاؤ اور میں محمد ﷺ تمہارے ہاتھوں کی پکی ہوئی روٹیاں پاس بیٹھ کر کھاؤں۔ اس طرح کا ماحول بن گیا نکاح ہو گیا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے شرط کیسی لگائی ہے؟ کوئی کڑی شرط نہیں ،آپ ﷺ فرماتے ہیں شرط یہ ہے۔

اوّل اے جو باندیاں بردے بندی وان نمانے
دیو خلاصی ہر اک تائیں اے کہیا رسولؐ رُبانے

بین ہی جس طرح آپ ﷺ کی منشا تھی اسی انداز سے یہ کر کے دکھایا۔

دوجا دولت راہ مولا دے

یہاں اگر کسی کو دولت مند بیوی مل جائے جس کی بیوی کے چار روپے بینک میں ہیں وہ سکون سے کھڑا نہیں ہوتا دُم اٹھائے پھرتا ہے مگر یہاں جو مال ومتاع ہے سب بانٹ دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نکاح تب کروں گا۔

اوّل اے جو باندیاں بردے بندی وان نمانے
دیو خلاصی ہر اک تائیں اے کہیا رسولؐ رُبانے
تے دوجا دولت راہ مولا دے خرچ کرانی پیسی
تے صبر کنوں مسکینی والا تینوں پاڑ اٹھانا پیسی

اب اتنے اونچے خاندان کی ہے لیکن بھاگ جاگ گئے۔ نصیب جاگ گئے اب آپ ﷺ کی پچیس سال کی عمر ہے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال ہے۔
اب یہ کاروبار ہو رہا ہے اور اللہ پاک نے قبل از نبوت ،نبوت کا اظہار کرنے سے پہلے

اللہ پاک نے ساری دنیا کی نظروں میں آپ ﷺ کو معزز بنایا اور پھر مکہ کے جو سب سے بڑے لڑاکا تھے، جن کی مقابلہ کرتے کرتے عمر گزر گئی۔ جن کے بارے میں قرآن نے کہا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○﴾ (الجمعه: ۲)

اتنے وہ گمراہ تھے، منڈیاں لگتیں میلے لگتے، بڑے بڑے مشہور میلے لگتے، ان مکہ کے قریشیوں نے بھی ان میلوں میں جانا ایک نے اپنی یہ جو ٹانگ ہے، اس میلے میں لمبی کر دینی اور کہنا کوئی ماں کا لعل ہے تو اس ٹانگ کے اوپر سے گزر کر دکھائے۔ دوسرے نے کہنا یہ ٹانگ رہے گی تو ہم گزریں گے اس نے کلہاڑا لا کر مارنا اور ٹانگ اتار دینا۔ قتل و غارت شروع ہو جاتی، لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے، اتنی وہ جڈ قوم تھی۔ لیکن ان کے نصیب ان کی راہنمائی کے لیے اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو ان کی طرف مبعوث فرمایا اور قرآن نے ان کی جو فطرت تھی اس کا ذکر کیا، اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنا تعارف کروایا۔

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○﴾ (الجمعه: ۱، ۲)

فرمایا یاد کرو تم کیا تھے؟

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○﴾

(آل عمران: ۱۰۳)

ان کی اللہ پاک نے خیر خواہی کی۔

اب پندرہ سال گزر گئے اور سب سے زیادہ بھیدی بیوی ہوتی ہے، بیوی نے اب آنکھوں سے دیکھا ہے، آپ ﷺ کے اوصاف کے تذکرے، آپ ﷺ کی مکہ والوں کی زبان پر تعریفات اور آپ ﷺ کی مدح سرائی یہ اپنے کانوں سے سنی تھی کہ آپ ﷺ ایسے ہیں، مکہ والے فیصلے رسول اللہ ﷺ سے کرواتے ،جس طرح یہ مسجد ہے، جب آپ ﷺ کی عمر پینتیس سال ہوئی نبوت ملنے سے پہلے پینتیس سال کی عمر میں خانہ کعبہ بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ ساری دیواریں گرا کر اس کو بنانے لگے ہیں۔ سردار ابو طالب بھی ساتھ ہیں، مکہ کے قریشی بھی ساتھ ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی بیت اللہ کی تعمیر کے لیے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے ہیں۔ جب انسان کے کندھوں کے برابر چاروں دیواریں مکمل ہو گئیں۔ اب وہ کونہ اور سوراخ جو بیت اللہ کے دروازہ کے ساتھ ہے، جہاں حجر اسود فٹ ہوا ہے، اللہ کریم تمہیں اپنی آنکھوں سے دکھائے۔ آمین! اب وہاں حجر اسود لگنا ہے اب وہ کون فٹ کرے؟ ادھر سے ایک پارٹی کا سربراہ آیا، ساری پارٹی اس کے پیچھے ہے۔ انہوں نے کہا حجر اسود ہم نصب کریں گے، ادھر سے ایک گروپ اٹھا اس نے کہا ہمارے ہوتے ہوئے حجر اسود کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ عین ممکن تھا کہ وہاں قتل وغارت کا بازار گرم ہو جاتا۔ اب جھگڑا کیسے ختم ہوا؟ سارے ایک برابر ہیں۔ یہ سارے ہی قریشی ہیں اور سارے ہی بڑے بڑے خاندانی ہیں۔ سارے ہی صاحب مال اور صاحب حیثیت ہیں۔ اخیر ان کا بہت بوڑھا بزرگ تھا، اس نے کہا میں تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں۔ بڑا بہترین مشورہ دیا۔ کہنے لگا صبح کے سہانے وقت یہ باب بنی شعیبہ یعنی جس کو باب السلام کہتے ہیں، باب السلام اور باب بنی شعیبہ جو آدمی سب سے پہلے باب بنی شعیبہ سے ہوتا ہوا یہاں پہنچ جائے جو نماز فجر کے وقت سب سے پہلے یہاں آ جائے، اس کو جج بنا دو اس کو منصف بنا دو اور وہ ہمارا فیصل ہو گا، فیصلہ پھر اس سے کرواؤ ثالث اس کو بناؤ، منصف اس کو بناؤ، سارے مکہ والوں نے اتفاق رائے سے کہا ہم نے اپنے جھگڑے کا فیصلہ اس سے ہی کروانا ہے جو سب سے پہلے صبح مسجد میں آئے۔

یہاں ہم نے ایم این اے، ایم پی اے اُسے بنانا ہوتا ہے۔ جس نے پیدا ہونے کے

بعد مسجد دیکھی ہی نہ ہو۔ ہم نے ایم پی اے اس کو بنانا ہوتا ہے۔ جس بے وقوف کونسل کا طریقہ نہ آتا ہو۔ ہائے افسوس یہ سوچ تمہاری ہے اور وہ سوچ ان کی ہے مگر کیا کریں؟ یہاں بات کچھ اور ہے، یہاں تو داڑھی مونڈھا ہوتو اس کو مسجد کا صدر بناتے ہیں۔ پھر اس کو کرسی پر بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں، خاں صاحب، میاں صاحب، چوہدری صاحب، ملک صاحب یہ اس کو بلا رہے ہیں۔ ڈوب کر مر جاؤ۔ بتاؤ ہم کسی کے آگے کیوں نہیں جھولی پھیلاتے ہم کیوں نہیں کسی سے کہتے؟ عبداللہ نثار کسی سے کیوں نہیں کہتا؟ جاؤ جا کر دیکھو۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے کوئی کہہ بھی نہیں سکتا، کوئی بول بھی نہیں سکتا۔ کوئی اشارہ نہیں کر سکتا۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے اور مالک کی توفیق سے میں نے ایک قلعہ بنا کر دکھا دیا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ رابطہ اس سے کرو ڈریکٹ رابطہ اوپر والے سے کرو۔

وہ بزرگ کہنے لگا جو صبح باب بنی شیعبہ میں سے آئے، فیصلہ اس کے سپرد کر دو، یہ ان میں فیصلہ ہو گیا، سارے لوگ گھروں کو چلے گئے۔ ساری رات وہ جاگتے رہے، کئی پرانے بزرگ انہوں نے کہا کافی کا ایک بہت بڑا پیالہ پلاؤ تاکہ ساری رات نیند نہ آئے۔ کئیوں نے اتنی زیادہ چائے میں پتی ڈال کر پی تاکہ رات کو نیند نہ آئے۔ کئیوں نے کہا نسوار لیتے ہیں۔ تاکہ ساری رات چھینک آتی رہے اور نیند نہ آئے۔ ہم ساری رات جاگتے رہیں اور صبح سب سے پہلے جائیں مگر یہ کس کو کیسے عزت مل سکتی ہے؟ عزتیں تو عرش والا عطا فرماتا ہے، عزت قیمت سے نہیں ملتی، اللہ پاک نے اسی نبی علیہ السلام سے کہا تھا۔ فرماؤ:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥﴾ (آل عمران: ۲۶)

عزتیں اوپر سے ملتی ہیں۔

سارے افغانستان سے امریکہ نہیں ڈرا، سارے عراق سے امریکہ نہیں ڈرا، ہم سے امریکہ نہیں ڈرا مگر وہ پتلا سا لمبی داڑھی والا اسامہ بھی ہے، جس سے پورا امریکہ ڈرتا تھا میرا

ایک دوست آیا اس نے کہا میں تمہیں کیا بتاؤں اللہ پاک نے اسامہ کو کتنی عزت دی ہے؟ کہتا ہے ہمارے وہاں امریکہ میں عزیز واقارب رہتے ہیں۔ وہاں ایک ہمارا بھی برخودار تھا اس کا نام انہوں نے اسامہ رکھا۔ اسامہ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ اسامہ بچہ بیمار ہوگیا، ایک دن وہ ہسپتال میں لے گئے کہ چلو چیک اپ کرواتے ہیں، اس کی والدہ بھی ساتھ تھی، وہ کہتا ہے میں بھی ساتھ تھا اس کو ایک کمرہ میں بٹھایا۔ ہسپتال والوں نے کہا پرچی بنواؤ، کہتا ہے میں نے جا کر کہا نام لکھ دیں پرچی بنوانی ہے، انہوں نے کہا کیا نام ہے؟ کہتا ہے اس نے کہا اسامہ نام ہے۔ اللہ کی قسم وہ کہتا ہے جب میرے عزیز نے اسامہ کا نام لیا تو ڈاکٹر جو تھا وہ دیکھنے لگ پڑا اور حیران ہو کر کہنے لگا کون سا اسامہ؟ وہ اسامہ ہمارے ہسپتال میں آ گیا ہے۔ سارا عملہ ڈاکٹروں کا پریشان ہوگیا اس نے کہا اے بے وقوف یہ وہ اسامہ نہیں یہ تو وہ اسامہ ہے جو ماں کا دودھ پی رہا ہے۔

یعنی جب اللہ پاک کسی کو عزتیں عطا کرتا ہے پھر اس انداز سے ملتی ہیں۔ لیکن ہم نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔ اللہ وہی ہے مگر ہم وہ نہیں، وہ مولا تو کہتا ہے تمہارے ہاتھ اس طرح ہوں تو میں خالی موڑوں، مجھے شرم آتی ہے مگر مجھے اُس طرح کے ہاتھ چاہیے، تمہارا منہ آسمان کی طرف اٹھے اور تم آسمان کی طرف دیکھو اور میں تمہیں زمین کی طرف دیکھوں۔ مجھے اس طرح کا چہرہ چاہیے۔ تمہارے ہونٹ حرکت کریں تو میرا عرش کانپنے لگ جائے۔ مگر مجھے اس طرح کے ہونٹ بتاؤ، مجھے اس طرح کے ہاتھ بتاؤ۔ میرے وعدے وہی ہیں۔ لیکن مجھے اس طرح کے ایک بار بن کر دکھاؤ۔ اگر میں تمہاری کھوئی ہوئی عزتیں بحال نہ کروں تو مجھے رب نہ کہنا کمی ہماری طرف سے ہے۔ عزت ملنے لگی ہے۔ پینتیس سال کی عمر ہے۔ آپ ﷺ کو فیصل سمجھتے ہیں، جج بنانے لگے ہیں کہ ہمارا جھگڑا آپ ﷺ نے نمٹانا ہے اور آپ ﷺ ہمارے منصف ہو۔ قریشیوں نے بالاتفاق پاس کیا کہ جو صبح کے وقت مسجد میں آئے وہ جو فیصلہ کر دے ہمیں وہ قابل منظور ہے، ساری رات قریشی جاگتے رہے۔ جب وقت سونے کا تھا تب جاگتے رہے اور جب جاگنے کا وقت تھا اللہ پاک نے سُلا دیا۔

ادھر رسول اکرم ﷺ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ آج آپ ﷺ کو یہ مقام ملنا ہے، آپ ﷺ جا کر اطمینان سے سو گئے اور اپنے معمول کے مطابق بیدار ہوئے۔ باب بنی شیبہ اور باب السلام سے گزرتے ہوئے جب بیت اللہ کی بنی ہوئی دیواروں کے پاس آئے۔ آپ ﷺ آ کر کھڑے ہی ہوئے ہیں۔ ایک بزرگ ادھر سے دوڑتا ہوا آ رہا ہے۔ سانس پھولا ہوا ہے ایک اُدھر سے بزرگ بھاگا آ رہا ہے جو بھی آئے دیکھے آپ ﷺ آگے کھڑے ہیں۔ اُدھر سے پارٹی آئی دیکھا۔ آگے آپ ﷺ کھڑے ہیں لیکن کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ جب سارے اکٹھے ہو گئے تو سارے بالاتفاق کہنے لگے۔ "هٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ" آگے "هٰذَا الْاَمِیْنُ" یہ امانت دار ہیں۔ دیانت دار ہیں۔ ایسا آج تک نہ امین دیکھا، نہ کوئی صادق دیکھا، نہ کوئی باکردار دیکھا، ایسی خوبیوں والا آج تک مکہ کی سرزمین پر پیدا نہیں ہوا۔ "هٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَا بِهٖ" ہم ان پر راضی ہیں۔ اب فیصلہ ہونے لگا ہے کوئی آج تک اس طرح کا جج پیدا ہی نہیں ہوا۔ ہائیکورٹ کا جج، سپریم کورٹ کا جج، سلامتی کونسل کا کوئی جج، اقوامِ متحدہ کا جج، کوئی بین الاقوامی جج کائنات میں اس طرح کا اللہ پاک نے پیدا ہی نہیں کیا۔ جو خوبیاں اللہ پاک نے محمد ﷺ کو عطا فرمائی تھیں۔ سارے قریشی اکٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ فرمانے لگے خیر تو ہے؟ کہنے لگے ہم میں اس طرح جھگڑا ہوا تھا۔ یہ حجر اسود کو یہاں فٹ کرنا ہے چلو آپ ﷺ خیر سے آ گئے ہیں۔ اب آپ ﷺ نے یہ فیصلہ کرنا ہے۔ ایک پارٹی آگے ہو کر کہنے لگی آپ ﷺ ہمیں حکم فرمائیں۔ ہم حجر اسود کو فٹ کر دیں۔

ابھی یہ بات کر رہے ہیں۔ اُدھر سے ایک اور پارٹی آئی وہ کہنے لگی آپ ﷺ ہمیں حکم فرمائیں۔ آپ ﷺ نے سمجھا یہ تو معاملہ الجھا ہوا ہے۔ یہ معاملہ تو بگڑ جائے گا اب آپ ﷺ کو جن صلاحیتوں سے اللہ پاک نے نوازا تھا، کوئی دنیا کا مصلح، کوئی دنیا کا ریفارمر، کوئی دنیا کا قائد، کوئی دنیا کا رہبر، کوئی دنیا کا راہنما، ایسی خوبیوں کا مالک ہی نہیں تھا۔ جو اللہ پاک نے ساری اکٹھی کر کے اپنے محمد ﷺ کو عنایت فرما دی ہیں۔ آپ ﷺ

فرمانے لگے میں ابھی تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ اپنی چادر جو آپ ﷺ نے اوپر لی ہے۔ آپ ﷺ نے وہ چادر اتاری، فرمایا سارے جتنے بھی قبائل ہو ایک ایک قبیلہ کا ایک ایک شخص اس چادر کے چاروں طرف کے کنارے پکڑ لو، لمبائی کی شکل میں، چوڑائی کی شکل میں چاروں کونے پکڑ لو اور اس چادر کو بچھا دو، یہ فیصلہ ہونے لگا ہے۔

کہتے ہیں مولوی کچھ نہیں جانتے، مگر جو مولوی جانتے ہیں، وہ کوئی بھی نہیں جانتا اگر تم علماء کا کہنا مانتے تو بش کبھی بھی تمہارے پیش نہ پڑتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا چاروں طرف سے اس چادر کے کونے پکڑ لو اور اس کو بچھا دو چادر کو بچھا دیا۔ آپ ﷺ نے حجر اسود اٹھایا اور اپنے ہاتھوں سے اس چادر کے اوپر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم چاروں طرف سے چادر کو اٹھا لو اور کناروں والی سائیڈ پر ہاتھ لگانا ہے۔ آگے ہاتھ نہ جائے۔ بس کنارہ کی حد تک چاروں کونے پکڑ لو اور تم میں سے کسی کا ہاتھ حجر اسود تک نہ جائے۔ یہ دیکھو فیصلہ ہونے لگا ہے۔ پتھر اوپر پڑا ہے۔ چاروں طرف سے چادر پکڑی گئی ہے، فرمایا اس کو اٹھا کر اس طرف لے آؤ۔ جب تھوڑی سی برابر ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اب یہاں ٹھہر جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کو اٹھا کر اس جگہ پر نصب کر دیا، سارے کے سارے قریشی مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے کہا جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں، بڑے بڑے فیصلے ہوتے ہوئے دیکھے ہیں اور کانوں سے بڑے بڑے ثالث سنے ہیں۔ دنیا میں ایسے منصف پیدا ہوئے جن کی داستانیں ہم سنتے رہے مگر ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات میں اللہ پاک نے محمد ﷺ کا ثانی پیدا ہی نہیں کیا، یہ آپ ﷺ کی جوانی کا دور ہے۔

کیوں جی اشتہار پر جوانی لکھا ہوتا ہے، تم کہتے ہو جوانی مستانی ہوتی ہے لیکن تم پر جوانی آئی کب ہے؟ تم ڈالڈا کی پیداوار ہو تم پر جوانی کب آئی ہے؟ کب جوان ہوئے ہو؟ تو بہ وہ دور گزر گیا یہ نوجوانی کا حق ان کو پہنچتا تھا اب جوانی نہیں ہے۔

اب بتاؤ عرب کا کتنا بڑا شاہ زور رکانہ ہے عرب کا مانا ہوا شاہ زور ہے، جس نے

آپ ﷺ سے شرط ہی یہ لگائی کہ آپ ﷺ مجھے زمین پر گرا دیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا شرط یہ رکھی ہے۔ نہ کوئی معجزہ طلب کیا ہے، نہ کوئی دوسرا سوال کیا ہے۔ نہ کوئی دلیل طلب کی ہے، نہ رسول اکرم ﷺ کی زبان سے کوئی انوکھی بات سنی ہے اور نہ کوئی اپنا کوئی مطالبہ پیش کیا ہے۔ کیسی شرط ہے؟ یہاں سے ثابت ہوتا ہے۔ جس کو اللہ پاک نے نبی ﷺ بنایا ہے، اسے چالیس مردوں کے برابر طاقت دی ہے۔ چالیس مردوں کے برابر پیغمبر علیہ السلام کو طاقت دی ہے۔ تاکہ اگر کوئی اس طرح کا بہادر سامنے آئے تو اس کو زمین پر لٹا کر سمجھا سکیں۔ وہ کہتا ہے اگر آپ ﷺ مجھے زمین پر گرا دیں تو میں سمجھ لوں گا، اسلام سچا مذہب ہے اور میں اسلام قبول کر لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔ آمنا سامنا ہوا ایک منٹ بھی نہیں لگا آپ ﷺ نے رکانہ کو زمین پر گرا دیا۔ کہنے لگا ایک بار پھر آئیں آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ دوسری بار اس سے بھی جلدی آپ ﷺ نے نیچے گرا دیا۔ کہنے لگا ایک بار پھر آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جب آپ ﷺ نے تیسری بار بھی گرا دیا، آپ ﷺ کا زور نہ لگا اور اس کا سارا ہی زور ختم ہو گیا، آپ ﷺ کا زور صرف نہ ہوا اور اس کا جتنا بھی تھا فوراً ختم ہو گیا۔ نیچے گرے ہوئے سے اٹھا بھی نہ گیا اور نیچے پڑا ہی کلمہ پڑھنے لگ گیا" **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**"

یہ اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام کو خوبیاں عطا فرمائی ہیں، اب بات اخیر پر پہنچی ہے بات ختم کروں۔ یہ آپ ﷺ کی جوانی کا دور ہے۔ پندرہ سال سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے ساتھ رہتے ہوئے گزر گئے ہیں، پچیس سال کی عمر ہے۔ جب آپ ﷺ کا نکاح ہوا ہے اور پندرہ جمع کر کے چالیس سال اور ایک دن کی عمر تھی، جب وحی کی ابتدا ہونے لگی آپ ﷺ غارِ حراء میں بیٹھے ہیں۔ سامنے جناب جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں۔ اپنی طرف آپ ﷺ کو متوجہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں: "اِقْرَأْ" پڑھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" دوسری بار پھر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "اِقْرَأْ" آپ ﷺ فرماتے ہیں: "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" تیسری بار جناب جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سینہ سے سینہ لگایا اور فرمایا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝﴾ (العلق: ١-٥)

یہ سبق پڑھایا آپ ﷺ غار حراء سے باہر نکلے اور سیدھے گھر گئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" خدیجہ رضی اللہ عنہا موٹا کپڑا لاؤ۔ مجھ پر دو، مجھے سردی لگ رہی ہے، آپ ﷺ کو گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے۔ پریشانی کا عالم ہے۔ "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پوچھتی ہیں کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا آدمی دیکھا جو آج تک دیکھا ہی نہیں ہے۔ اے خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کی زبان سے اس طرح کی آواز سنی جو میں نے آج تک آواز سنی ہی نہیں ہے۔ انسان بھی عجیب اور آواز بھی عجیب تھی۔ اس کی پرکشش صورت اور اس کی میٹھی زبان تھی۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی شکل بھی نرالی اور جو اس کی گفتگو تھی، ویسی گفتگو آج تک میں نے سنی ہی نہیں۔

اب دیکھو جس کو اللہ پاک نبی ﷺ بناتے ہیں پھر اللہ پاک اس نبی ﷺ کے معیار کے مطابق اس کو بیوی عطا کرتے ہیں، اگر بیوی عام ہوتی تو اس نے تو لے بیٹھنا تھا۔ جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں غار حراء میں بیٹھا تھا۔ خلوت میں گوشہ نشینی اور یکسوئی کے عالم میں اچانک یہ معاملہ پیش آیا اور اس طرح کی اس کی گفتگو تھی، اس طرح کی اس کی شکل وصورت تھی۔

اگر عام بیوی ہوتی تو اس نے کہنا تھا میں تمہیں روزانہ روکتی تھی، اس طرف نہ جایا کرو۔ اس طرف پکی قبریں ہیں۔ اس طرف تو جو بھی جاتا ہے اسے کچھ ہو جاتا ہے۔

مگر یہ آپ ﷺ کا پندرہ سالہ دور دیکھ چکی ہیں۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔

"كَلَّا وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ

الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَاءِ بِالْحَقِّ.“

دیکھو وہ صاحب سلیقہ، آپ ﷺ کی اہلیہ، خاتون اول گفتگو سننے کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ جو پندرہ سالہ دور گزرا ہے۔ اس میں ان اوصاف کا وہ مشاہدہ اور ملاحظہ کر چکی ہیں اور وہ خوبیاں دیکھ چکی ہیں۔ جو کسی انسان میں نہیں پائی جاتیں۔ کیونکہ سب سے زیادہ بھیدی، سب سے زیادہ ہم راز بیوی ہوتی ہے۔ بیوی جانتی ہے کہ میرا مالک کن خوبیوں کا مالک ہے؟ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ سے پندرہ سالہ دور گزرا ہے۔ اس دور کو دلیل بنا کر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ اور ملاحظہ کر کے اپنے خاوند کو مطمئن کر رہی ہیں۔ سبحان اللہ فرماتی ہیں۔ ”كَلَّا “ ہرگز نہیں ایسا ہوگا آپ ﷺ پریشان نہ ہوں پہلے فرمایا” كَلَّا“ پھر فرمایا”وَاللّٰهِ ، كَلَّا“ ہرگز نہیں، ”وَاللّٰهِ“ اللہ کی قسم ہے۔ ”لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا“ اللہ پاک آپ ﷺ کی عزت میں کبھی بھی فرق نہیں ڈالیں گے۔ کیوں؟”اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ“ آپ ﷺ صلہ رحمی کرنے والے، ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والے، روٹھے ہوؤں کو منانے والے، بکھرے ہوؤں کو اکٹھا کرنے والے، بیگانوں کو یگانہ بنانے والے، دشمنوں کو دوست بنانے والے، ”اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ“ اس طرح کی خوبی تھی۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بھر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا وہ پھر آپ ﷺ کا ہو کر رہ گیا، ایک شخص آیا آپ ﷺ کو دیکھا، دیکھ کر گھبرا گیا، آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ میرے قریب ہو جاؤ۔ ”لَا تَخَفْ“ نہ ڈرو۔ کیوں ڈر گئے ہو؟ کیوں پریشان ہو گئے ہو؟ کیوں گھبرا گئے ہو؟ میں تو اس ماں کا بیٹا ہوں جو عید کا خشک کیا ہوا گوشت کھا کر گزارا کرتی تھی پھر جو قریب ہوا ہے۔ اس کو

ساری زندگی ماں سے، ساری زندگی باپ سے، ساری زندگی عزیز واقارب سے وہ پیار کہاں سے مل سکتا ہے؟ جو آپ ﷺ کے پاس آ گیا۔ وہ پھر وہاں کا ہی ہو کر رہ گیا۔

یہ جس کا نام سیّدنا زید رضی اللہ عنہ ہے۔ قرآن پاک میں سورہ احزاب میں ان کا نام آتا ہے۔ ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا نام قرآن میں نہیں آیا۔ صرف اس اکیلے صحابی کا نام آیا ہے۔ ان کو اغوا کر کے دور دراز تک لے جایا گیا۔ پھر یہ منڈی میں فروخت ہو گئے۔ سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جو کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا۔ وہ ان کو خرید کر لے گیا اور پھر جا کر اپنی پھوپھی کو دے دیا۔ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔ انہوں نے فرمایا یہ زید رضی اللہ عنہ میرا نہیں بلکہ یہ آپ ﷺ کا غلام ہے۔ پھر یہ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام بن گئے۔ جب پیچھے سے ان کے ورثاء کو پتہ چلا تو ان کا باپ حارثہ اپنی برادری کے چند آدمی لے کر مکہ پہنچا۔ جا کر اپنے بیٹے سے ملا باپ نے بیٹے کو دیکھا۔ بیٹے نے باپ کو دیکھا، باپ نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا اور رونے لگ پڑا کہتا ہے، مدت ہو گئی ہے تم ہم سے بچھڑے ہوئے ہو، اگر اپنے مر جائیں تو صبر ہو جاتا ہے لیکن بچھڑے ہوؤں پر صبر نہیں ہوتا۔

کہنے لگا اللہ کے نبی ﷺ جی یہ میرا بیٹا ہے۔ اجازت دیں تو میں اس کو ساتھ لے جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا زید رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔ لیکن جب آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ رونے لگ پڑے۔ چیخ نکل گئی فرمایا مجھ پر جبر نہ کریں۔ زیادتی اور دھکے سے مجھے نہ بھیجیں، اس طرف ماں بھی ہے، ادھر باپ بھی ہے، جس کی ماں بھی ہو، جس کا باپ بھی ہو لیکن یہاں جب نبی پاک ﷺ کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا ہے۔ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے آپ ﷺ زبردستی نہ بھیجیں۔ جب مجھے ماں باپ کی محبت جوش مارے گی تو میں جا کر ماں باپ سے مل آیا کروں گا لیکن میں نے آپ ﷺ کو چھوڑ کر نہیں جانا، کیوں؟ جب ماں مجھے دودھ پلاتی تھی اور اپنے سینے سے لگاتی تھی، مجھے ماں کے سینے سے بھی لگ کر وہ لطف نہیں آیا جو لطف آقا آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھ کر آیا ہے۔

اس لیے میں کائنات کے عزیز سے عزیز رشتہ دار آپ ﷺ کے پاؤں پر قربان کر دوں۔

اس لیے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان خوبیوں سے نوازا ہے۔ آپ ﷺ نے دشمنوں کو دوست بنایا۔ مولانا حالی رحمہ اللہ نے کیا فرمایا؟ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زبان سے یہ جو نکلی بات ہے۔ اس کا ترجمہ کیا ہے:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بھر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
قبائل کو شیر وشکر کرنے والا
مفاسد کو زیر وزبر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت حادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اِک آواز سے ساری بستی جگا دی

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن کر فرمایا آپ ﷺ کی خوبیاں ہر معاملات میں وہ صرف آپ ﷺ کا ہی حصہ ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی جوانی کا دور تھا۔ آپ ﷺ کا یہ جوانی کا دور ساری دنیا کے نوجوانوں کے لیے نمونہ ہے۔

تم کہتے ہو جوانی مستانی ہوا کرتی ہے، جوانی دیوانی ہے، اے دیوانو! تمہاری یہ جوانی

ضائع ہو گئی۔ تمہاری جوانی گلیوں بازاروں میں برباد ہو گئی۔ تمہاری جوانی ذلت میں گزر گئی، تمہاری جوانی لوگوں کی نگاہوں میں مشکوک بن گئی۔ تمہاری جوانی داغ دار ہو گئی، تمہاری جوانی بے اعتبار ہو گئی، تمہاری اس جوانی پر افسوس ہے۔

مگر وہ جوانی جس میں آپ ﷺ ہر میدان کے تنی اور زندگی کے تمام شعبہ جات میں جن کو اللہ پاک نے کامل اور مکمل بلکہ اکمل بنایا۔ جنہوں نے پھر ساری کائنات کی قیادتیں کر کے دکھائیں وہ نام نامی محمد ﷺ ہے۔ دیکھو یہ آپ ﷺ کی جوانی کا دور ہے کہ آپ ﷺ اپنی سفید رنگ کی خچر پر سوار ہیں۔ حالانکہ جب کوئی جنگ پر جاتا ہے یا اس دور میں بھی جو جاتا تھا۔ وہ اس سواری پر بیٹھتا ہے جو دھول اڑنے کی وجہ سے چھپ جائے۔ دور سے نظر نہ آئے۔ یہاں کوئی نوجوان گاڑی میں جائے تو سائیڈ پر کالے شیشے لگے ہوتے ہیں۔ یہ بہادر نوجوان، دلیر، قوم کا لیڈر سائیڈ پر کالے شیشے لگواتا ہے۔ پھر نت نئے سوٹ پہنتا ہے تا کہ کوئی غیر دیکھ نہ سکے۔ کالے شیشوں والی گاڑی میں بیٹھتا ہے کہ کوئی فائر نہ مار دے، پردے لٹکاتا ہے۔

مگر میرے نبی ﷺ کس خچر پر سوار ہوئے؟ جو سفید رنگ کی ہے تا کہ وہ غبار میں بھی چمکتی ہو۔ حالانکہ تیز، سواری پر سوار ہوتے ہیں اور جب بھگدڑ مچ جائے تو پھر انسان جلدی سے سواری کو واپس دوڑا لیتا ہے، تمہیں پتہ ہے خچر تیز نہیں دوڑتا۔ وہ مٹک مٹک کر چلتا ہے۔ آپ ﷺ خچر پر بیٹھے ہیں کہ یہ آہستہ آہستہ چلے تو پتہ چل جائے کہ اللہ پاک نے محمد ﷺ کو کیسی قوتیں اور طاقتیں عطا فرمائی ہیں؟

ہمیں تو قائد بھی امریکہ کے پٹھو ملے ہیں، امریکہ کے ٹٹو ملے ہیں۔ یا اللہ ان کو دفعہ کرو۔ آمین!

آپ ﷺ کو اللہ پاک نے ایسی صفات سے نوازا تھا، آپ ﷺ جس خچر پر سوار ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہا ہے۔ ادھر سے بارہ ہزار کا لشکر پیچھے کو روانہ ہو رہا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ "اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ" اللہ کے بندو ادھر آؤ میں تو ادھر ہوں۔ فرمایا: "اِلَیَّ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" ادھر آؤ میں تو اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ عقیدت لیے

پھرتے ہو، جاؤ تاریخ اور حدیث پڑھ کر دیکھو وہ خچر کی جو سواری تھی، لگام اس کی آپ ﷺ کے چچا نے پکڑی ہوئی ہے، رکاب کو ہاتھ چچا کے بیٹے سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ڈالا ہوا ہے۔ ایک طرف چچا اور ایک طرف چچا کا بیٹا ہے، چچا سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑی ہوئی ہے اور سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی رکاب پکڑ کر فرماتے ہیں۔ آگے نہ جائیں فرمایا کیوں؟ وہ آگے سے روکتے ہیں۔ اخیر مجبور کر کے جب آپ ﷺ کو اتار دیا۔ فرمایا جاؤ تم میری سواری بھی لے جاؤ بارہ ہزار لشکر بھی جائے۔ مگر ادھر پورے لشکر کے لیے اکیلا محمد ﷺ ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں فرمایا: "اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ اَنَا بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ."

میں نبی ﷺ ہوں، یہ جھوٹ نہیں فرمایا میں سردار عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ جس طرح میرے دادا کی چودراہٹ پورا عرب مانتا ہے۔ اسی طرح کائنات میں اللہ پاک نے میں محمد ﷺ کو بھی سردار بنایا ہے۔ رسول اکرم ﷺ آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حیران ہو گئے کہ سارے کا سارا لشکر سائیڈ میں ہے مگر آپ ﷺ کا چہرہ چمکتا، دھمکتا چہکتا، مہکتا بلکہ آسمان پر اتنا سورج بھی نہیں چمکتا جتنا کہ مصطفیٰ ﷺ کا چہرہ انور چمک رہا ہے اور آپ ﷺ دشمن کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ جب ایک سائیڈ سے آپ ﷺ نے آواز دی اور جب سائیڈ سے لشکر نے واپسی کا رخ کیا تو اللہ پاک نے نمایاں طور پر آپ ﷺ کو کامیابی عطا فرما دی۔

ثابت کیا کیا؟ کہ اس طرح کے نوجوان ہوتے ہیں اس طرح کے بہادر ہوتے ہیں۔ اس طرح کے دلیر ہوتے ہیں۔ جب قوم کو اس طرح کا راہنما ملتا ہے تو پھر قوم اپنے قائد کے اشارہ پر کٹ مرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے اور جب قوم کا رہبر غلط ہو۔ پھر قوم تباہی اور بربادی کے گڑھوں میں چلی جاتی ہے۔ اللہ اس ملک پاکستان کو اسلامی قیادت نصیب فرما، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



اطاعت مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾

(النور: ۵۱)

اللہ کریم کی حمد وثنا اور رسول کریم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر بے حدوحساب درود وسلام کے بعد عرض ہے۔

اہل ایمان کو اپنے نبی ﷺ سے محبت جزو ایمان نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی پاکیزہ زبان سے اس بات کا اعلان کیا کہ اس وقت تک ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوسکتی جب تک وہ محبّ مجھے اپنے ماں باپ سے، اپنی اولاد سے، حتیٰ کہ سارے جہان سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا حصہ نہیں، ایمان کا جزو نہیں بلکہ یہ پورے کا پورا ایمان ہے۔

پھر غور طلب لفظ یہ ہے۔ محبت کس چیز کو کہتے ہیں؟ اس کا کیا مفہوم ہے؟ یہ لفظ تشریح طلب ہے عام لوگ یہ لفظ استعمال کرتے ہیں محبت کا مفہوم ہے آپ ﷺ کی اتباع، آپ کی اطاعت جو شخص متبع رسول ﷺ ہو گا یقیناً وہی محبّ رسول ﷺ ہو گا اور اگر متبع رسول نہیں اور محبّ رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کا دعویٰ بلا دلیل ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں، محبّ رسول کے لیے متبع رسول ﷺ ہونا ضروری ہے۔

تَاسِ رَّسُوْلَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هَاذَا وَ رَبِّىْ فِلْكَ آس بَدِيْعُ

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقَ الْعَطَاعَةُ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہو اور دعویٰ محبت کا کرتے ہو۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں صادق ہوتے تو پھر آپ ﷺ کی اطاعت کرتے۔

کیونکہ محبّ محبوب کے اشارہ پر کٹ مرنے کے لیے تیار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو قرآن کے آئینہ میں اس انداز سے سمجھایا ہے۔ یہ جو لفظ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی محبت پیدا کر دے۔ آمین! "مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" جو رسول اللہ ﷺ کا مطیع ہے وہ اللہ کا مطیع ہے یہ دو ذاتیں ہیں ایک ذات عرش والی ہے دوسری فرش والی ہے وہ ساری کائنات کا حاکم ہے یہ محکوم ہیں، وہ ساری کائنات کا خالق ہے یہ مخلوق ہیں۔ وہ رب ہے یہ مرغوب ہیں وہ رازق ہے یہ مرزوق ہیں وہ ساری کائنات کا الٰہ ہے اور یہ ساری کائنات کے راہنما ہیں۔ ذاتیں جدا جدا ہیں۔ جو خالق ہے، وہ مخلوق نہیں، جو مخلوق ہے ، وہ خالق نہیں، ذاتیں جدا جدا ہیں لیکن بات دونوں کی ایک ہے۔ "مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔''

گفتائے او گفتائے اللہ بود
گرچہ اظہلکوم عبداللہ بود

مصطفیٰ ﷺ ہرگز نہ گفتِ تان گفتِ جبرائیل علیہ السلام
جبرائیل علیہ السلام ہرگز نہ گفتِ تان گفتِ کردگار
پھر!

روشن ہے شمع علم خدا کے کلام میں
نور عمل ہے اسوہ خیر الانام میں

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" جو رسول کا مطیع ہے وہ میرا مطیع ہے'' جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی یہ آپ ﷺ کا منصب دیکھو!

کتنا اونچا منصب ہے؟ پھر اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے آئینہ میں یوں سمجھایا، فرمایا میرے نبی ﷺ اس بات کو ذرا اس طرح سمجھائیں۔

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

اگر تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر اللہ کی محبت اطاعت مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا کرتی ہے اگر تم اللہ پاک کی محبت کے دعویدار ہو۔ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ" اگر تمہیں اللہ پاک سے محبت ہے پھر اس کا ثبوت اس انداز سے دو " فَاتَّبِعُوْنِيْ " پھر دائیں نہیں، بائیں نہیں، یمین نہیں، یسار نہیں، ادھر نہیں، اُدھر نہیں، کسی طرف نہیں بلکہ "فَاتَّبِعُوْنِيْ" میرے قدموں پر قدم رکھتے آؤ۔ میرے پاؤں پر پاؤں رکھو پھر آنکھیں بند کر دو کسی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ "فَاتَّبِعُوْنِيْ" پھر تم نے میری اتباع کرنی ہے پھر بدلہ کیا ملے گا؟ جب تم میرے متبع بن جاؤ گے۔ ذرا بات کو سمجھو! پہلے فرمایا اگر تم محبّ خدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو محبّ خدا کے لیے لازم ہے متبع رسول ہو اور جب تم متبع رسول بن جاؤ گے۔ "فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" جب تم میرے متبع بن جاؤ گے تو پھر شان یہ ملے گی عزت یہ ملے گی پھر تم اللہ پاک کے نزدیک اتنی عزتیں پاؤ گے کہ اللہ تمہارا محبّ بن جائے گا اور تم پھر اس کے محبوب بن جاؤ گے کیوں جی کیسی بات ہے؟ پہلے تم اللہ پاک کے محبّ ہو، "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ" اگر تم اللہ پاک کے محبّ ہو تو پھر محبّ خدا کے لیے ضروری ہے "فَاتَّبِعُوْنِيْ" تم نے میرے پاؤں پر پاؤں رکھنے ہیں تم نے میرے قدم پر قدم رکھنا ہے جس طرح تم کہتے ہوتے ہو۔

ہتھ نبیؐ دے پھڑائی جدوں نتھ اپنی
چھڈی گل اپنی تے گل کتھ اپنی
بس پچھے پچھے چلنا وہار ہو گیا
جندا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہو گیا

پانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہو گیا
جندا نبیؑ دی حدیثوں دل اُکدا نئیں
او فقہ کوفیاں تے شافعیاں دی تکدا نئیں
اوتے قال قال دے وچ سرشار ہو گیا
جندا پاک نبیؑ دے سنگ پیار ہو گیا
پانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہو گیا
جندا سوہنے نبیؑ سنگ ہو گیا پیار نی
قسم خدا دی بیڑا کیوں نہ ہووے پار نی

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

رب العالمین فرماتے ہیں۔ جب تم میرے محبّ بن جاؤ گے تو محبّ رسول ﷺ تب بنو گے۔ جب متبع رسول ہو گے اور جب متبع رسول بن جاؤ گے پھر ہمارا اس طرح کا پکا دوستانہ ہو گا تم میرے محبّ ہو گئے اور میں تمہارا محبّ ہوں گا تم میرے محبّ ہو گے اور میں تمہارا محبوب ہوں گا اور جب تم متبع رسول ﷺ بن جاؤ گے پھر میں تمہارا محبّ ہوں گا اور تم محبوبِ خدا بن جاؤ گے اور جب محبوب اور محبّ کا واسطہ قائم ہوتا ہے تو پھر تمہیں پتہ ہے محبان کی نگاہوں میں محبوبان کی کیا قدر ہوتی ہے؟ محبّ کی نگاہوں میں پھر محبوب کتنی عزت والے ہوتے ہیں؟ فرمایا محبّ اپنے محبوب کے اشارہ پر کٹ مرنے کو تیار ہوتا ہے۔ وہ منتظر ہوتا ہے کہ میرا محبوب مجھے کسی وقت اشارہ کرے اور میں جان دینا بھی سعادت سمجھتا ہوں۔ فرمایا محبان کی نگاہوں میں محبوبان کی غلطیاں غلطیاں نہیں ہوتیں، جب تم میرے محبوب بن جاؤ گے تو میں تمہارا محبّ ہوں گا پھر "وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" فرمایا پھر محبّ اور محبوب کا رشتہ قائم ہونے سے فائدہ یہ ہو گا چاہے زمین سے آسمان تک گناہ پہنچے ہوں میں پہلی نگاہ سے ہی ساری زندگی کے گناہ معاف فرما دوں گا کیونکہ محبوبان کی غلطیاں

غلطیاں نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے کا یہ صلہ ملا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پیار کرنے کا اللہ پاک نے یہ صلہ دیا۔

اس لیے فرمایا کہ دنیا میں کوئی بھی ایسی شخصیت نہیں جس میں کوئی نقص نہ ہو کوئی عیب نہ ہو کوئی کمزوری نہ ہو کوئی خامی نہ ہو۔ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا مگر یہ وہ ہستی ہیں جن سے فرمایا ان کو آپ ﷺ نے متبوع بنانا ہے اور ہم نے تبع بننا ہے یہ متبوع ہیں تم مطیع ہو۔ وہ مطاع ہیں اور یہ وہ ہیں جو پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کے بالوں تک صاف اور شفاف ہیں۔

جس نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا:

﴿لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

تم نے میرا بچپن دیکھا، میری جوانی تم نے آنکھوں سے دیکھی۔ میرا لین دین دیکھا، میرے معاملات دیکھے، تم نے یہاں میری زندگی کے دن دیکھے، رات دیکھی، مجھ میں کوئی نقص نہیں، مجھ میں عیب کوئی نہیں، کسی ماں کے بیٹے میں یہ جرأت نہیں کہ وہ چیلنج دے، مگر رب کریم نے فرمایا میرے نبی ان کو چیلنج دو پاؤں سے لے کر سر تک مجھ میں نقص کوئی نہیں، اے میرے نبی ﷺ آسمان پر چمکتا ہوا سورج جب طلوع ہوتا ہے تو ساری دنیا روشن ہو جاتی ہے اس سورج کی بھی اتنی روشنی نہیں جتنی روشن زندگی میرے محمد ﷺ میں نے آپ کی بنائی ہے اس لیے فرمایا یہ وہ ہستی ہیں ذرا قرآن سنیے فرمایا میرے نبی اب آپ ﷺ فرمائیں۔

پہلے کہلوایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

اب فرمایا وہ کونسی ہستی ہے؟ جس کی اب میں ضمانت دیتا ہوں پہلے نبی پاک ﷺ کی زبان سے اعلان کروایا اور اب رب کریم فرماتے ہیں میں صفائی دیتا ہوں۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًاo﴾ (الاحزاب : ۲۱)

جس طرح آئینہ ہوتا ہے اور آئینہ میں دیکھیں تو پھر اپنا چہرہ نظر آتا ہے فرمایا آئینہ پر گرد بھی پڑ جاتی ہے کئی بار آئینہ میں داغ بھی پڑ جاتا ہے کئی بار بچے آئینہ کو گرا کر توڑ بھی دیتے ہیں کئی بار آئینہ میلا ہو جاتا ہے۔ آئینہ میں فرق بھی آ جاتا ہے فرمایا میرے نبی ﷺ کی زندگی کو آئینہ بناؤ یہ اتنا صاف اور شفاف ہے سر سے لے کر پاؤں تک اس کا جائزہ لو اور خود پر رنگ مصطفیٰ ﷺ کا چڑھاؤ۔

جب رنگ چڑھے گا فرمایا تم زمین پر بیٹھے ہو گے اور میں تمہارے تذکرے عرش معلیٰ پر کروں گا۔ ایسی بہترین زندگی رسول اللہ ﷺ نے گزاری جس کو اسوۂ حسنہ بنایا نمونہ بنایا کائنات میں ایسا کوئی نمونہ ہے؟ کوئی نہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًاo﴾ (الاحزاب: ۲۱)

جو آدمی اللہ کے ہاں امید رکھتا ہے کہ میری اللہ پاک سے ملاقات ہو جائے مجھے کامیابی نصیب ہو جائے، میں اللہ پاک کے دربار میں سرخرو ہو جاؤں۔ فرمایا جو اللہ پاک کی زیارت کا متمنی ہے وہ یہ نسخہ استعمال کرے۔ "لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًاo" وہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور آپ ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنائے پھر خیر ہی خیر ہو گی۔

اس لیے اب فرمایا مومن کی شان کیا ہے؟ پیغمبر ﷺ کو دنیا کے لیے اسوۂ حسنہ بنایا اور ضمانت خود دی۔ نبی پاک ﷺ کی زبان سے اعلان کروایا اول سے آخر تک ساری زندگی کو پوری دنیا کے سامنے صاف اور شفاف ٹھہرایا اور پیغمبر ﷺ کی عزت، رفعت اور عصمت کا تذکرہ کر کے فرمایا کسی میں کوئی خامی ہے لیکن میں نے آپ ﷺ کو پیدا کیا تو ان میں کوئی نقص نہیں کوئی خامی نہیں، کوئی عیب نہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو میری زندگی تمہارے سامنے ہے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ مجھ میں کوئی عیب نہیں بچپن بھی صاف ہے،

جوانی بھی صاف ہے اور بڑھاپے کا دور آیا وہ بھی بے داغ ہے، جہاں سے آپ ﷺ گزر گئے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ لوگوں نے تو تعریف کرنی ہی کرنی تھی ان گلیوں کے تنکوں نے بھی مصطفیٰ ﷺ کی تعریفات کیں سبحان اللہ آپ ﷺ گزرے ہیں:

صدقے او پیر سوہنا سید لاثانی آ

اب تو پیر چارپائی پر چوڑا ہو کر بیٹھا ہوا اس کے چاروں اطراف عورتیں بیٹھی ہوتی ہیں وہ کہتی ہیں پیر صاحب اذان ہوگئی ہے کہتا ہے روزانہ ہی ہوتی ہے۔ یا اللہ میری توبہ اور پھر تمام عورتوں کو یہ مطمئن کرتا ہے کہ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، گھبرانے کی ضرورت نہیں، آخر تمہیں پتہ ہے ہم سید خاندان کے ہیں۔ قیامت والے دن جھنڈا ہمارا ہی ہونا ہے تم سب نے ہمارے جھنڈا کے نیچے ہونا ہے۔ ہمارا اور تمہارا وعدہ ہے قیامت والے دن ہم تمہیں بخشائیں گے تم فکر نہ کرو ہم تمہیں قیامت والے دن بخشائیں گے اور تمہارے سامنے خود دوزخ کو جائیں گے لیکن یہاں پیر ﷺ ایسا ہے۔

صدقے او پیر سوہنا سید لاثانی آ
نگاہ نمیں سی تاں چکی آیاں جاں جوانیاں
شرم تے حیا والی چل گیا چال اے
جے تیرا بھی کوئی ایسا ہے تے سانوں اُو وکھال اے

کس نے دکھانا ہے؟ قربان جاؤں یہ وہ مرشد ﷺ ہے، یہ وہ رہبر ﷺ ہے، یہ وہ راہنما ﷺ ہے، اب مومنین کی ذمہ داری کیا ہے؟ بات عیاں ہوگئی فرمایا:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۝﴾

(النور: ۵۱)

اب مومن کی شان یہ ہے اب مومن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے جب مومن کو اللہ کی طرف بلایا جائے، جب مومن کو رسول پاک ﷺ کی طرف بلایا جائے جب اس کو قرآن

کی طرف بلایا جائے جب اس کو حدیث کی طرف بلایا جائے تو وہ یہ سنتے ہی کہتا ہے "سمعنا" ہم نے سن لیا ہے۔ "واطعنا" ہم نے مان لیا ہے، ہم نے سن لیا ہے اور ہم نے مان لیا ہے۔

یہ نہیں کہ ہم نے سن تو لیا ہے مگر اب ہم بابا جی سے پوچھیں گے جس کے پاس جا کر انہوں نے پوچھنا ہے اس نے اتنی بڑی پگڑی باندھی ہوگی اور اتنی بڑی ہاتھ میں تسبیح ہوگی جتنا بڑا بھینس کا سنگل ہوتا ہے تم اس طرح سمجھو اس نے بہترین قسم کا سوٹ پہنا ہے تسبیح نکال رہا ہے یہ اب جا کر کہتے ہیں بابا جی یہ بات ہے۔

وہ آگے سے کہتا ہے وہابی گستاخ ہوتے ہیں اب انہوں نے کہنا ہے بابا جی کی داڑھی بھی بہت بڑی ہے۔ چہرہ بھی خوبصورت ہے اس لیے بابا جی ٹھیک کہتے ہیں اس لیے میں یہاں کہوں گا۔

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
کیونکہ ہر صاحبِ دستار معزز نہیں ہوتا

بڑے بڑے پگڑیوں والے چور اور ڈاکو دیکھے ہیں اس لیے تحقیق کرنی ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾

قرآن نے فیصلہ کرنا ہے حدیث نے فیصلہ کرنا ہے، پھر مومن کے ایمان کا تقاضا ہے مومن کے ایمان کی یہ شان ہے کہ مومن سنتے ہی کہے۔ "سمعنا" ہم نے سن لیا ہے "واطعنا" اور ہم نے مان لیا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں، تمہارے منہ سے یہ الفاظ ہی اتنے پیارے نکلے ہیں۔ حالانکہ تم نے کچھ نہیں کیا، مگر جاؤ۔ "وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" تم کامیاب ہو گئے ہو۔ ایسی نیت اور ذہن ہو۔

آپ ﷺ بیٹھے ہیں ایک شخص آیا ہے آ کر کہنے لگا مجھے بھی اسلام سے متعارف کروائیں رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہے کہ مجھے اسلام کا تعارف

کروائیں۔ مجھے بھی اسلام کی پہچان کروائیں ۔اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے، اس نے کلمہ پڑھ لیا، فرمایا اب تم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہو۔ اب پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے کہنے لگا اور کیا کرنا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سال بعد اگر رمضان شریف آئے تو رمضان کے روزے رکھنے ہیں کہنے لگا اور کیا کرنا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر اللہ کریم تمہیں مال دیں تو سال بعد اپنے مال میں سے زکوۃ دینی ہے، کہنے لگا اور کیا کرنا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر تمہیں اللہ کریم مال عطا کر دیں اور تم صاحب نصاب بن جاؤ تو ساری زندگی میں ایک بار جا کر بیت اللہ کا حج کرنا ہے کہنے لگا اور کچھ بتائیں فرمایا نہیں بس یہی اسلام ہے۔

اب بزرگ پر قربان جاؤں۔ اس بزرگ کی شان دیکھو جب اللہ کریم سبب بناتے ہیں پھر اسی طرح ہوتا ہے:

الف آیا سَیں لال وہاجنے نوں
تے وَنج کولیاں دا کانوں پا بیٹھوں
او تینوں حکم کستوری خریدنے دا
او ٹیر ہنگ جوائن دے لا بیٹھوں
کی دیں گا جواب اس شاہ تائیں
جدی رقم نوں رکھے رَلا بیٹھوں
رحیم بخش سوداگری کرن آیوں
اے چور ہٹیا مغد سدا بیٹھوں

دعوت ملی ہے:

﴿اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾

وہ بات پوری ہو رہی ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ٥ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ٥﴾ (الاحزاب: ٤٥، ٤٦)

فرمایا میں نے اپنے نبی ﷺ کو "داعیا الی اللہ" بنا کر بھیجا ہے۔ اب وہ دعوت دینے والے ہیں اور ان کی دعوت کو قبول کرنے والے یہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں پڑھنی ہیں رمضان کے روزے رکھنے ہیں زکوٰۃ ادا کرنی ہے، ساری زندگی میں ایک بار بیت اللہ کی زیارت کرنی ہے وہاں بیٹھے ہی یہ کہتا ہے۔

"وَاللّٰهِ لا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلا اَنْقُصُ."

سن لیا کہنے لگا جو سنا ہے، اللہ کی قسم اس میں نہ میں کچھ بڑھاؤں گا اور نہ اس میں سے کچھ کم کروں گا نہ کمی کروں گا نہ زیادتی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا ہے بس اس پر ہی عمل کماؤں گا۔ اب یہ وہاں سے اٹھا اور چل پڑا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

"مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا."

کسی نے دنیا میں جنتی دیکھنا ہے تو وہ سامنے جنتی جا رہا ہے یہ مسجد نبوی ﷺ سے باہر نکلا اور اپنی سواری پر سوار ہو گیا۔ اپنی سواری سے گر گیا، روح پرواز ہو گئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے پھر اپنے ہاتھوں سے اس کو غسل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کفن پہنایا، پھر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، پھر آپ ﷺ نے دیکھا ہے، باطن کو تم جانتے ہو جو اس نے منہ سے کہا ہے وہ میں نے سنا ہے اور دل کے بھید تم جانتے ہو یا اللہ جس عزم سے، جس نیت سے جس ارادہ سے جو یہ پروگرام لے کر آیا ہے میں نے ظاہری طور پر وہ سنا ہے دل کی تم جانتے ہو، مگر میرے مولا اس کا چمکتا دمکتا چہرہ دیکھ کر مجھے بھی یقین ہے اب میرے اٹھائے ہاتھوں کو خالی نہ موڑو، یا اللہ ابھی اس نے نماز ایک بھی نہیں پڑھی، روزہ ابھی ایک بھی نہیں رکھا، حج کرنے کا ابھی اس کا پروگرام نہیں بنا زکوٰۃ اس نے نہیں دی، مسجد سے نکل کر مجھ سے وعدہ کر کے گیا ہے۔ فرمایا میرے مصطفیٰ ﷺ آپ نے ظاہر کو دیکھا ہے، میں باطن کو بھی جانتا ہوں، جب یہ باہر نکل کر سواری پر سوار ہوا ہے۔ سواری سے

نیچے گرا ہے اس کے جسم سے روح نکلنے لگی ہے میرے مصطفیٰ اس کی روح بعد میں نکلی ہے میں نے اس کے لیے جنت کے دروازے پہلے کھول دیے ہیں۔

میں نے اوپر سے ماننے والے بہت سے دیکھے ہیں، بدعملی کا شکار ہیں ایمان کا تقاضا ہے آپ ﷺ نماز پڑھا رہے ہیں باہر سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے آ کر نماز پڑھی ہے اس نے سر پر کپڑا باندھا ہوا ہے۔ جو کپڑا عورتوں کے رنگ سے ملتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا هٰذَا" یہ کس طرح کا ہے؟ اس کو ڈانٹا نہیں، اس سے آپ ﷺ ناراض نہیں ہوئے۔ اس کو آنکھیں نہیں نکالیں، صرف اتنا فرمایا ہے: "مَا هٰذَا" یہ کیا ہے؟ یہ رنگ کس طرح کا ہے؟ یہ مربی کی تربیت کا اثر ہے۔ کہتے ہیں:

نیکاں دے لڑ لگیاں میری چولی پُھل پے
تے بُریاں دے لڑ لگیاں میرے اگلے وی ڈُل گئے
ایتھے پانی پَرن سہیلیاں تے رنگا رنگ کرے
پر پَریا اس دا جانیے او جس دا توڑ چڑھے

اس لیے ساری زندگی کی کی ہوئی محنت جب رسول ﷺ کے پاس لے کر آؤ گے۔ اگر آپ کی مہر لگ گئی تو کامیابی ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ کس طرح کا رنگ ہے؟ صحابی نے پہچان لیا کہ آپ ﷺ کو یہ رنگ پسند نہیں آیا، صحابی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور سیدھا گھر گیا، وہ کپڑا سر سے اتار کر آگ میں جلا دیا۔ جب پھر نماز پڑھنے آیا آپ ﷺ نے فرمایا جو ظہر کے وقت تم نے سر پر کپڑا باندھا تھا وہ کہاں ہے؟ کہنے لگا میں نے سب سے پہلے کام ہی اس والا کیا ہے میں نے اسے جلا دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جلانا نہیں تھا، تم وہ کپڑا اپنی بیگم کو دے دیتے۔ کہنے لگا اللہ کے نبی ﷺ جی مجھے یہ بات پسند نہیں جو کپڑا میرے سر پر آپ ﷺ کو پسند نہیں آیا۔ وہ کپڑا اب میں اپنی بیوی کے سر پر بھی برداشت نہیں کر سکتا ماننا اس کا نام ہے۔

یہ نہیں کہ نگاہ نیچے کر کے کہہ دو جناب ہم مانتے ہیں بلکہ ماننا ہے۔ ہم نے اللہ کی قسم

رسول اللہ ﷺ کو مانا ہے۔ زمین بھی، آسمان بھی، چودہ طبق اور چودہ طبق کی مخلوق میں اکٹھی کر کے مصطفیٰ ﷺ کے پاؤں کی خاک پر واردوں میں نے اس انداز سے مانا ہے مجھے کوئی دوسرا پسند ہی نہیں آیا۔ اس لیے میں اور کس کی طرف دیکھوں؟

ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہے اس نے سونے کی انگھوٹی پہنی ہے، سونا مردوں پر حرام ہے ریشم پہننا مردوں پر حرام ہے۔ ریشم بھی عورتوں کے لیے اور سونا بھی عورتوں کے لیے ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگے آؤ۔ جب آگے آیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔ آپ ﷺ گھر چلے گئے صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں پکڑ لو، اللہ کی قسم کبھی کسی نے سونا بھی چھوڑا ہے؟ یہ تو سونا ہے صبح دس کا نوٹ ہی پھینک دو پھر دیکھنا بابا پیشاب کرنے کیسے بیٹھتا ہے؟ مگر یہاں ایمان اس طرح کا کیسے ڈھونڈیں؟

آپ ﷺ نے اس کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی ہے اور آپ ﷺ گھر چلے گئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد میں بیٹھے ہیں۔ فرماتے ہیں اب پکڑ لو مگر ایمان ایسا ہے۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (المجادلہ: ۲۲)

فرمایا یہ میری جماعت ہے یہ میرا گروہ ہے یہ میرا لشکر ہے، جس نے سارے جہان سے توڑ لی ہے اور مجھ سے جوڑ لی ہے اس طرح ارشاد ہوتا ہے۔ "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ" میں ان پر راضی ہو گیا ہوں "وَرَضُوْا عَنْهُ" اور وہ مجھ پر راضی ہیں۔ میں ان پر راضی اور وہ مجھ

پر راضی ہیں۔

خدا ان سے ہوا راضی خدا سے وہ ہوئے راضی
درخشاں ان کا مستقبل درخشاں ان کا ہوا ماضی

آنے والا دور تو چمکتا دمکتا تھا۔ مولا کریم نے فرمایا کوئی آدمی اعتراض کرے کہ ان کی پہلی زندگی کس طرح کی ہے؟ فرمایا مجھ سے ان کی پہلی زندگی کے بارے میں سوال کرو، جب ان کی پہلی نگاہ حالتِ ایمان میں میرے مصطفیٰ ﷺ کے چہرہ پر پڑی تو میں نے پھر اپنی طرف سے ان پر اتنی بے پایاں رحمت بکھیر دی کہ پہلی نگاہ سے ہی ساری زندگی کے گناہ معاف کر دیے۔ اس لیے پہلے والی زندگی بھی صاف ہوگئی اور بعد والی زندگی بھی صاف ہو گئی۔ یہ وہ ہیں۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

کہاں سے کس اسٹیج پر پہنچے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ یہاں پہنچے ہیں؟

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

کیسا مربی ملا؟

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۝﴾

(البقرة: ۱۵۱)

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا

مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران : ١٦٤)

پہلے اللہ کریم نے اپنا تعارف کروایا اور پھر اپنے مصطفیٰ ﷺ کی پہچان کروائی۔ فرمایا:

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ٥ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ٥﴾ (الجمعه: ١،٢)

یہ وہ رسول ﷺ ہیں:

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا؟

یہ وہ رہبر اور راہنما ہے، میرے محترم اب مومن کی شان یہ ہے، مومن سنتے ہی ٹال مٹول نہیں کرتا، عذر معذرت نہیں کرتا، بہانہ نہیں کرتا، چونکہ چنانچہ، اگر چہ مگر چہ نہیں کرتا، اس کا کام یہ ہے:

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
اُدھر فرمانِ محمد ﷺ ہو اِدھر گردن جھکائی ہو

مانتا ہے۔ یہ مومن کی شان ہے۔ باقی کسی کو حق ہی نہیں دیا کوئی اعلیٰ ہے کوئی ادنیٰ ہے، کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے، کوئی امیر ہے کوئی فقیر ہے۔ کوئی وزیر ہے کوئی اسیر ہے کوئی آقا ہے کوئی غلام ہے، کوئی مرد ہے کوئی عورت ہے۔

کوئی شرق کا ہے یا کوئی غرب کا ہے، کوئی شمال کا ہے کوئی جنوب کا ہے، کائنات کے کسی بھی فرد کو یہ حق نہیں رب کریم نے پوری کائنات پر محمد ﷺ کو برتری عطا فرمائی ہے۔

دیکھو اب آپ ﷺ کا یہ مقام ہے آپ ﷺ کی یہ شان ہے آپ ﷺ کو حق

دیا ہے اور آپ ﷺ کو یہ حق حاصل ہے کہ سب سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت ہو، دیکھو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے اپنی آنکھوں سے آسمان سے قرآن نازل ہوتا دیکھا ہے۔ ان کانوں سے قرآن کی تفسیر مصطفیٰ ﷺ کی زبان سے سنی ہے۔ پھر آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھی ہیں۔ پھر گھٹنوں سے گھٹنے جوڑ کر رسول ﷺ کے سامنے بیٹھ کر شاگرد بننے کا شرف حاصل کیا ہے پھر حضور ﷺ کی زیارتیں کی ہیں، مگر ان سے بھی تھوڑی سی بات ہو جائے تو اللہ کریم ان کا بھی لحاظ نہ کریں تو پھر میں اور تم کیا چیز ہو؟ یہ اس مالک کی مرضی ہے اتنی سی بھول ہوئی ہے آپ ﷺ نے پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم نے اس درہ پر بیٹھنا ہے ہم نیچے لڑیں گے فتح ہو یا شکست ہو، ہم مارے جائیں یا مار ڈالیں جو بھی ہو تم نے اس وقت نیچے اترنا ہے جب میں حکم دوں۔ اس کا نام اتباع ہے۔ اس کا نام اطاعت ہے۔ تم نے اس وقت نیچے اترنا ہے جب میں کہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم درہ پر بیٹھ گئے نیچے جنگ شروع ہو گئی، تھوڑی دیر کے بعد میدان صاف ہو گیا ہے۔ دشمن کو شکستِ فاش ہوئی ہے۔ اسلام کو اللہ کریم نے غلبہ عطا فرمایا ہے۔ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا ہے اور کفر کو اللہ کریم نے شکست دی ہے اب نیچے صحابہ رضی اللہ عنہم مالِ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں، یہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جن کے ایمان پر مہر لگی ہے اور جن کے ایمان کی گواہی عرش والے نے دی ہے جن کے ایمان کی گواہی عرشِ معلیٰ سے آئی ہے اور جن کے بارے میں رب کریم نے فرما دیا کہ جس جس آنکھ نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کے چہرہ کو دیکھ لیا، میں نے ان آنکھوں پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔

اتنی شان ہے۔ یہ مقام والے صحابہ رضی اللہ عنہم اوپر ہیں۔ نیچے لڑائی شروع ہے، مقابلہ ہو رہا ہے اور پھر آپ ﷺ بذاتِ خود اس فوج میں شامل ہیں۔ سبحان اللہ اب میدان صاف ہو گیا ہے۔ فتح ہو گئی، صحابہ مالِ غنیمت اکٹھا کرنے لگ پڑے ان پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ نے فرمایا فتح تو ہو گئی ہے اب یہاں کھڑے ہونے کا کیا مقصد ہے؟ اب ہم بھی نیچے جاتے ہیں۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم فرمانے لگے خبردار! نیچے نہیں جانا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا

یہاں کھڑے رہنا ہے۔ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا چونکہ اب بیڑا غرق ہونے لگا ہے۔ انہوں نے کہا چونکہ یہاں کھڑے ہونے کا مقصد تھا کہ لڑائی ہوتی رہے اب لڑائی ختم ہوگئی ہے۔ چونکہ اب یہاں کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ دوسروں نے کہا چونکہ رہنے دو، وہ کہنے لگے تم نہیں سمجھتے ہو، ہمارا اصل مقصد تو لڑنا تھا، اب لڑائی تو ہوگئی ہے لہٰذا اب یہاں کھڑے ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ انہوں نے کہا اپنا لہٰذا رہنے دو، ہم نے تو یہاں ہی کھڑے رہنا ہے۔ اب ان میں اختلاف ہوا ہے اب ان کو چاہیے کیا تھا؟

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النساء: ٥٩)

یہاں ان کو چاہیے تھا اختلاف ہوا ہے تو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بات لوٹاتے مگر وہ آپس میں الجھنے لگ پڑے۔ آدھے کہیں نیچے جانا ہے، آدھے کہیں اوپر رہنا ہے، آدھے کہیں اب مقصد یہ ہے، آدھے کہیں اب مقصد یہ نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم اوپر سے نیچے آگئے۔ تھوڑی دیر گزری جو فتح ہوئی تھی، میدان صاف ہوا تھا لیکن غلطی نہیں بلکہ چھوٹی سی بھول ہوئی ہے، اوپر سے نیچے آئے ہیں۔ نتیجہ کیا نکلا؟

ستر یار شہید ہویو نے تے اک چاچا حمزہؓ پیارا
امر نبیؐ دا اُلٹ کیتو نے تے اُلٹ گیا کم سارا

یہاں وہ بات مدنظر رکھنی تھی:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء: ٦٩)

جو کچھ بھی ملا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے ملا، جو ملا رسول پاک ﷺ کی اتباع

سے ملا، وہ مولا ساری کائنات کا الٰہ ہے اور آپ ﷺ ساری کائنات کے راہنما ہیں۔ عمل جو بھی کرنا ہے۔ مہر رسول اللہ ﷺ سے لگوانی ہے۔ عبادت اس اللہ کی کرنی ہے اور طریقہ آپ ﷺ کا اپنانا ہے اس کو پوچھو اور ان سے پوچھو اس کی عبادت کرنی ہے۔ اطاعت آپ ﷺ کی کرنی ہے۔ جب آپ ﷺ نے پاس کر دیا تو پھر بات کلیئر ہوگئی فرمایا زمین سے لے کر آسمان تک تمہارے اعمال کے ڈھیر بھی لگے ہوں مگر میں نے چیک کرنا ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ کی مہر لگی ہے یا نہیں۔ اگر مہر لگی ہوگی تو خیر ہو جائے گی لیکن اگر مہر نہ لگی ہوگی پھر عمل چاہے جتنا مرضی خوبصورت اور پیارا کیوں نہ ہو، پھر خیر نہیں ہوگی۔ ایسے اعمال لے بیٹھیں گے۔

او مچھی نوں میں ہتھ پاون لگی نی ناگ میرے ہتھ آیا

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء: ۱۱۵)

او مچھی نوں میں ہتھ پاون لگی نی ناگ میرے ہتھ آیا
میں پھل گلابوں ساں توڑن لگی تے مینوں کنڈے نے زخم لگایا

وہاں زیادہ اعمال کی طرف نہیں دیکھا جائے گا۔ بلکہ وہاں رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور اطاعت کی طرف دیکھا جائے گا۔ اس لیے اپنی ساری زندگی کو اطاعت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق گزارو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



معلّم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌO﴾ (الحجرات : ۱۳)

اسلام نے انسان کو پوری کائنات ارضی اور پوری کائنات سماوی و ما بینہما ساری کائنات پر برتری اور فوقیت بخشی ہے۔ انسان کو اسلام نے پوری کائنات کا مقتدا اور راہنما بنایا ہے۔ اسلام نے انسان کو پوری کائنات کا متاع بنایا ہے اور کائنات کو اس انسان کے لیے مطیع کر دیا ہے۔ پھر اسلام نے اس انسان کو یہ اعزاز بخشا ہے۔ ٹوٹے ہوؤں کو جوڑا ہے۔ بچھڑے ہوؤں کو ملایا ہے جو دور چلے گئے ہیں ان کو نزدیک کیا ہے۔ جو غیر اللہ کے پرستار تھے ان کو اللہ تعالیٰ کا پرستار بنایا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور سرکشی کر کے آخری کنارہ پر پہنچ چکے تھے ان کو واپس لا کر جنت الفردوس کا داخلہ بھی عطا فرمایا ہے۔ اہل اسلام کے مابین اسلام نے ہر قسم کا تفاوت، امتیاز ختم کر کے ایک امتیاز کو اجاگر کیا ہے اگر برتری ہے فوقیت ہے شان ہے، عظمت ہے، رفعت ہے اور بلندی ہے تو صرف اور صرف اس امتیاز کی بنا پر ہے۔ کیا؟

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ" اے ساری دنیا کے لوگو! اے اولاد آدم، اے بنی نوع انسان سب مل کر سنو! "يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى" تم سب کا باپ ایک ہے تم سب کی ماں ایک ہے۔ تم ایک باپ اور ایک ماں کے ہو پھر تم میں فرق کیوں پڑ گیا؟ اس کی آگے وضاحت فرمائی ہم نے تمہارے قبائل بنائے ہم نے تمہارے خاندان بنائے ہم نے

تمہاری ذاتیں بنائیں ہم نے تمہارے کنبے بنائے۔ "وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ" خاندان بنائے، قبائل بنائے، کنبے بنائے، ذاتیں بنائیں، کیوں بنائے؟ "لِتَعَارَفُوْا" پہچان ہو جائے، یہ فلاں قبیلہ کا ہے، یہ فلاں کنبہ کا ہے یہ فلاں ذات کا ہے "لِتَعَارَفُوْا" ایک دوسرے کی پہچان کے لیے ایک دوسرے کی جان کے لیے تمہارے قبائل بنائے، کنبے بنائے، خاندان بنائے، ذاتیں بنائیں لیکن تم سب میں سے اعلیٰ میرے نزدیک سب سے افضل سب سے برتر میرے نزدیک سب سے مقرب کون ہے؟ "اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ" جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ جو سب سے زیادہ زاہد ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے جو سب سے زیادہ مجھ سے ڈرنے والا ہے، وہ سب سے زیادہ میرے نزدیک ہے۔

اب یہ تقسیم ہو گئی کہ کوئی کسی کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تم سے اعلیٰ ہوں۔ اگر اعلیٰ کا معیار ہے تو وہ کچھ اور ہی ہے باقی جنس کے اعتبار سے تخلیق کے اعتبار سے اللہ کریم فرماتے ہیں: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" اے مومنین تم سب آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ تمام عورتیں ان مومنین کی بہنیں ہیں اور تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" یہ بات لوگ سمجھ لیں۔ کیا یہ ایک دوسرے سے لڑیں؟ ایک دوسرے کو گالیاں نکالیں؟ ایک دوسرے کی طرف اس طرح دیکھیں، جس طرح بھیڑ آنکھیں نکال کر دیکھتی ہے؟ اللہ کی قسم کبھی بھی ایسے نہ دیکھیں بلکہ ایک دوسرے کے گلے کا ہار بن جائیں۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حسنین رضی اللہ عنہما کے ابا جان ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر کے تاج ہیں۔ سردار ابو طالب کے فرزند ہیں۔ کسی آدمی نے ان سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں؟ سوال کرنے والے نے یہ سوال کیا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھنے والا پوچھتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں یا آپ کے مدمقابل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں؟ فرمانے لگے ہم بھی حق پر ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حق پر ہیں۔ جب ایک دوسرے سے دور نہ ہونا ہو،

قریب ہونا ہو تو اس طرح ہوتے ہیں۔ وہ پھر سوال کرتا ہے جب آپ رضی اللہ عنہ کا اور امیر معاویہ کا مقابلہ ہوا ادھر سے بھی کچھ آدمی مارے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی کئی آدمی مارے گئے۔ اب مولا علی یہ بتائیں جو آپ کی طرف تھے وہ شہید ہیں یا کہ جو امیر معاویہ کی طرف سے مارے گئے ہیں وہ شہید ہیں؟ فرمانے لگے جو میرے ہم نوا تھے جو میرے لشکر اور میری فوج کے تھے جنہوں نے جان دے دی وہ بھی شہید ہیں اور جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہو کر میرے لشکر سے لڑے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی جان مولا کریم کے سپرد کی ہے وہ بھی شہید ہیں۔ کوئی دوسرا آدمی اس میں گنجائش نکال کر تو دکھائے۔

اب کسی آدمی نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا آپ رضی اللہ عنہ اتنے بڑے سیاست دان ہیں اتنے بڑے مدبر ہیں پھر آپ شام کے بادشاہ ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ جب بھی آپ کہیں تو ہم اس وقت ہی آپ کے ساتھ ہیں آپ ہمیں ساتھ ملا کر علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کریں۔ ایک منٹ میں مسئلہ حل ہوتا ہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تمہیں ہماری اندرونی بات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم کون ہو جو ہمیں علیحدہ کرنا چاہتے ہو؟ فرمایا علی رضی اللہ عنہ میرا ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ کا ہوں تم کہتے ہو کہ میں آپ سے مل کر لڑوں گا۔ میں نے تو تمہارے لیے گنجائس ہی نہیں رکھی کہ تمہیں اپنے ساتھ ملاؤں۔ البتہ یہ بات ضرور ہے تم علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ تو کرو۔ تم علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تو آؤ تو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج کا سب سے پہلا سپاہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہو گا۔ جو تمہارے سینہ میں خنجر مارے گا انہوں نے فرمایا میں اپنے زندہ ہونے تک علی رضی اللہ عنہ کے دشمن کو دنیا پر گوارا نہیں کر سکتا۔

جب ذہن میں تعصب ہی نہ ہو ضد ہی نہ ہو، کدورت نہ ہو، رنجش نہ ہو تو سب کچھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ سینے شیشے کی طرح صاف اور شفاف ہو جاتے ہیں۔ اس لیے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیغام لے کر آئے اور وہ پیغام ہمارے کانوں نے سنا لیکن ہم نے اس پیغام کو کیوں بھلایا؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے ائے کا غم کھانے والا
خطا کار ے درگزر کرنے والا
بد اَندیش کے دل میں گھر کرنے والا
قبائل کو یر وشکر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

ساری دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ ساری دنیا اسلام کے جھنڈے تلے اکٹھی ہوگئی۔ میرے بھائیو! آؤ ہم بھی وہ بھولا ہوا سبق یاد کرلیں ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں ایک جان ہو جائیں۔ متفق ہو جائیں متحد ہو جائیں، ایک لڑی میں پرو جائیں ایک دوسرے کے گلے کا ہار بن جائیں، ایک دوسرے کے خیر خواہ ہو جائیں ایک دوسرے کے ہمدرد ہو جائیں۔ جب تم ایک دوسرے کی طرف بڑھو گے تو تمہارے مابین کوئی رنجش نہیں رہے گی۔ کوئی کدورت نہیں رہے گی۔ اسلام اخلاق کی تلوار سے پھیلا ہے کہتے ہیں خلق ہونا چاہیے کن کے لیے؟ یہ بات وہ بنی ہے ایک آدمی کہتا ہے سرمہ لے لو، ایک سلائی ڈالو دن کے بارہ بجے بھی ستارے نظر آئیں گے۔

جب اس کی طرف دیکھا تو اس کی اپنی آنکھیں خراب ہیں۔ میں نے کہا خبیث پہلے اپنی تو (گِڈ) صاف کروا کر آؤ۔ ایک کہتا ہے منجن لے لو، ایک برش کرنے سے دانت چمکنے لگ پڑیں گے، جب اس کے دانتوں کی طرف دیکھا تو اس طرح لگتا ہے جیسے کدو کے بیج ہوتے ہیں۔ یہ لوگوں کے لیے دوائی اٹھائے پھرتا ہے کبھی خود پر بھی دوائی استعمال کی ہے؟ کبھی اپنی آنکھوں میں بھی سرمہ ڈالا ہے؟ کبھی اپنے منہ میں بھی برش مارا ہے؟ کبھی اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھا ہے کہ مجھ میں کیا نقص ہے؟ کبھی کسی کو اپنی نبض بھی دکھائی

ہے کہ کہیں میں کسی مرض میں مبتلا تو نہیں؟ جب تم خود مریض ہو تو پھر تم نے کسی اور کے لیے کیا نصیحت کرنی ہے؟ جنہوں نے فرمایا ہے صدقے جایئے۔

نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں:

﴿لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝﴾

فرمایا میں تم میں پیدا ہوا ہوں، تم میں بڑا ہوا ہوں، تمہارے دیکھتے دیکھتے میں جوان ہوا اور تمہارے دیکھتے دیکھتے اللہ پاک نے میرے سر پر نبوت کا تاج رکھ دیا۔ میرا بچپن تمہارے سامنے ہے اور میری جوانی تمہارے سامنے ہے، میرا بڑھاپا تمہارے سامنے ہے۔ میرے افعال اور اعمال تمہارے سامنے ہیں۔ میرا کردار تمہارے سامنے ہے، میں دعویٰ کرتا ہوں کوئی مجھے بتائے مجھ میں کوئی نقص دیکھا ہے؟ حضور ﷺ پر بچپن آیا ہے:

جو لڑکے بہ ہم جا بجا کھیلتے تھے
نہ اُن میں کبھی مصطفیٰؐ کھیلتے تھے
روایت ہے اکثر محلوں کے لڑکے
جو مکے کی گلیوں میں آ کھیلتے تھے
سمجھاتے تھے ان کو بھی راہِ ہدایت
عجب کھیل یہ مصطفیٰؐ کھیلتے تھے
کبھی لات ماری، کبھی توڑ ڈالا
بتوں میں رسولِ خداؐ کھیلتے تھے

وہ کھیل جو دادا کی طرف سے ورثہ میں ملی ہوئی ہے، اب آپ ﷺ اعلان کریں۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝﴾ (الصف: ۲،۳)

یہ ساری دنیا کے سامنے اعلان ہو رہا ہے جو فرمایا ہے وہ کر کے بھی دکھایا ہے جو لوگوں کو بتایا ہے پھر اس پر پہلے خود عمل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے سب کو مولیا، اخلاق سے سب کو اپنی

طرف کھینچ لیا، جو آ گیا بس آپ ﷺ کا ہو کر رہ گیا، جس نے ایک بار آپ ﷺ کو دیکھ لیا۔ پھر ان آنکھوں کو کوئی اور اچھا نہ لگا، اللہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کی گفتگو سن لی وہ پھر وہیں کا ہو کر رہ گیا کیوں؟ آپ ﷺ کی زبان میں شیرینی، لذت، مٹھاس تھی، اللہ کی قسم کہنے والا کہتا ہے۔ ہم نے مصطفیٰ ﷺ کی زبان سے بات سنی اور جائزہ لیا دنیا کے کسی شہد میں وہ مٹھاس نہیں جو مٹھاس اللہ کریم نے مصطفیٰ ﷺ کی زبان میں رکھی تھی پھر کوئی دور کیسے جائے؟

دیکھو مکہ معظّمہ میں اعلان ہو گیا، چاروں اطراف اعلان ہو رہے ہیں کہ ہم اس کو سو اونٹ دیں گے، لالچ دیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جوڑی جا رہی ہے کہیں جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب خضر علیہ السلام کی جوڑی ہے، مگر وہ جوڑی راستہ میں ہی ٹوٹ گئی۔ یہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جوڑی محمد ﷺ کے ساتھ ہے۔ پھر دیکھو یہ جوڑی کیسی ثابت ہوئی؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ سفر کے ساتھی، حضر کے ساتھی، خوشی کے ساتھی، غمی کے ساتھی، مکہ کے ساتھی، مدینہ کے ساتھی، امن کے ساتھی، جنگ کے ساتھی، غار کے ساتھی، مزار کے ساتھی، حشر کے ساتھی، جنت کے ساتھی ہیں۔ آپ ﷺ کے ایک ہاتھ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ آپ ﷺ کے ایک ہاتھ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ چلے آ رہے ہیں اور آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"كَذَالِكَ نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ."

قیامت والے دن ہم تینوں اسی طرح زندہ اٹھائے جائیں گے اور اس کے بعد جنت الفردوس کا داخلہ بھی تینوں کو اکٹھا ہی ملے گا۔

یہ اب جوڑی چلی جا رہی ہے۔ اعلان سنا کہ سو اونٹ ملتا ہے۔ ادھر سے ایک آدمی آیا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج کام بن گیا ہے اس نے کہا سو اونٹ ہمارا ہے کہنے لگا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جس راستہ سے میں آیا ہوں اس راستہ سے وہی جوڑی چلی جا رہی ہے۔ میں ابھی گیا اور ابھی آیا جس دماغ میں شرک ہو وہاں سے عقل ویسے ہی اُڑ جاتی

ہے، اللہ کی قسم جس گھر میں شرک داخل ہو جائے۔ اچھے بھلے عقلمند آپ ٹو ڈیٹ، گریجوایٹ، بی اے، ایم اے، ایل ایل بی، ایڈووکیٹ کئی کچھ لیکن کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہے کہیں جا کر ڈوب مرو۔

یہ بھی اب بے وقوف ہے۔ بیوی سے کہنے لگا میں ابھی گیا اور ابھی آیا۔ کیونکہ میرے پاس گھوڑا تیز طرار ہے گھوڑے پر چڑھ کر میرا رعب، میرا دبدبہ، میری دہشت، میرا ڈر، میرا خوف اور میری طاقت پوری دنیا میں مسلمہ ہے۔ کوئی مکہ معظّمہ کا آدمی میرے سامنے کھڑا نہیں ہوسکتا۔ میں ابھی گیا اور ابھی آیا سو اونٹ میرا انعام ہوا، ابو جہل سے کہنے لگا اور آدمی نہ بھیجو، اس کا معنی کیا ہے کہ کوئی اور نہ جائے اور میں کام کر آؤں۔ یہ اب نکلا اور گھوڑے پر سوار ہے۔ گھوڑے کو ایڑھی ماری اور ہوا سے باتیں کرتا ہوا جب آپ ﷺ کے قریب پہنچا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے کی طرف دیکھا، فرمانے لگے حضور ﷺ سراقہ چلا آ رہا ہے، گھوڑا دوڑاتا آ رہا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں مطمئن رہو فکر نہ کرو جس کا رب رکھوالا ہو اسے کیا ہو سکتا ہے۔

جنوں رب رکھے اونوں کون چکھے؟

اب رب کریم حفاظت کرنے لگے ہیں۔ جب قریب ہوا تھوڑا سا فاصلہ باقی رہ گیا، حضور ﷺ پڑھنے لگ پڑے۔

﴿وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًاۙ﴾ (بنی اسرائیل: ۴۵)

تم قرآن کے عامل بن جاؤ، پھر تمہاری آنکھوں کے سامنے اللہ کریم تمہارے دشمن کو اندھا نہ کریں تو پھر قرآن کی تاثیر کیسی ہوئی؟ آپ ﷺ آگے آگے چلے جا رہے ہیں پیچھے سے سراقہ بن مالک بن جعشم آیا، بڑا بہادر، بڑا جری، بڑا دلیر، بڑا طاقت ور، بڑا شاہ زور اور بہت بڑا پہلوان ہے۔ جس کو اپنی طاقت پر ناز اور مان ہے جس کو اپنے آپ پر بڑا بھروسہ ہے کہ میں ابھی آپ ﷺ کا سر قلم کر کے لایا یہ پیچھے پیچھے ہے، حضور ﷺ اور سیدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ آگے آگے ہیں ۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور ﷺ سراقہ گھوڑے پر سرپٹ دوڑا آ رہا ہے آپ ﷺ پڑھنے لگ پڑے۔

﴿یٰسٓ ۝ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝﴾ (یٰس : ۱ - ۹)

آپ ﷺ نے سورہ یٰسین پڑھنی شروع کی یہ پیچھے دوڑا آ رہا تھا، گھوڑے کی دونوں اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔

پتھریلی زمین ہے، سنگ لات میدان ہے، علاقہ پتھریلا ہے، زمین ناقابل کاشت ہے۔ زمین میں کوئی بھی چیز نہیں دھنس سکتی، لیکن جب یہ گستاخی پر آمادہ ہوا، گھوڑے کی ٹانگیں اس سخت زمین میں دھنس گئیں۔ اب گھوڑا نیچے کو جائے اور یہ بھی نیچے کو جائے، ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اللہ کے لیے معاف کر دیں۔ گستاخی کی ہے۔ معاف کر دیں۔ ایمان سے بتاؤ اگر ہمارے جیسے ہوتے تو کہتے اے رب کریم اب یہ پھنسا ہے اب کسر نکال دو نیچے کو جانے دو۔ وہ کہتا ہے حضور ﷺ معاف کر دیں۔ گستاخی ہوگئی ہے۔ معاف کر دیں۔ آپ ﷺ اوپر کو منہ کر کے فرماتے ہیں یا اللہ جو اپنی زبانی اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے اور معافیاں مانگتا ہے مولا مجھے تو نے ان لوگوں کے لیے بھیجا ہے: "وما ارسلنك الا رحمة العالمين" جو دنیا پر رحمت بن کر آئے وہ زحمت نہیں بن سکتا، آپ ﷺ رحمت بن کر آئے۔ اللہ کریم بھی رحمت ہیں اور نبی پاک بھی رحمت ہیں۔ جب اپنی باری آئی تو فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ" ساری دنیا سے میں مشفق، ساری دنیا سے میں مہربان اور ساری دنیا کے لیے میں رؤف رحیم ہوں۔ "اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ" جب اپنے

مصطفیٰ ﷺ کی باری آئی تو فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۝﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

اگر آپ ﷺ سخت ہوتے آپ کا مزاج سخت ہوتا، آپ ﷺ کی طبیعت کڑوی ہوتی تو ان لوگوں نے آپ ﷺ کے قریب نہیں آنا تھا، آپ ﷺ کا مزاج نرم ہے آپ حلیم الطبع ہیں اور اتنا متحمل مزاج ہے، جو کوئی دشمن بھی آیا اس کو بھی سینے سے لگایا۔ جو بھی آیا پھر یہاں کا ہو کر رہ گیا۔ بلکہ دشمن آئے تو ان کی پچھلی باتیں بھلا دیں فرماتے ہیں۔

پتھر مارن والیا یارا جے میرے وَل آنویں
تے قسم خدا دی سینے لاواں او کدے نہ دوزخ جانویں

کوئی اس طرح کے اخلاق کا مظاہرہ کر کے تو دکھائے، ادھر سراقہ آ رہا ہے آپ ﷺ دیکھ کر قرآن پڑھنے لگ پڑے اور اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔ اب ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا، حضور ﷺ مجھے اللہ کے لیے معاف کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: الٰہ العالمین یہ اعتراف بھی کرتا ہے اپنے گناہ کا اقراری بھی ہے۔ اب یہ مجھ سے معافیاں بھی مانگ رہا ہے یا اللہ تیرے آگے کیا مشکل ہے؟ مولا اس کو نجات دے دے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں باہر نکل آئیں۔ دوسری بار اس نے پھر تجربہ کیا، فال نکالی فال مخالف نکلی پھر تجربہ کرنے کے لیے کہ شاید یہاں زمین نرم تھی، شاید اس لیے گھوڑے کی ٹانگیں یہاں زمین میں دھنس گئی ہوں۔ آگے زمین سخت ہے ایک بار پھر تجربہ کرتا ہوں۔ آگے تو آدھی ٹانگیں زمین میں دھنسی تھیں اب کی بار ساری ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔ پھر یہ اسی طرح

ہاتھ باندھ کر معافی مانگتا ہے۔ یہ دشمن ہے یہ وہ بات ہے۔ "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ" میں نے اپنی رحمت خاصہ سے آپ ﷺ کو نرم بنایا ہے۔ متحمل مزاج بنایا ہے آپ ﷺ میں مادہ برداشت پیدا کیا۔ اگر آپ ﷺ میں کڑوا پن ہوتا، آپ ﷺ کی طبیعت کڑوی ہوتی، آپ ﷺ کا مزاج ترش ہوتا پھر جو آپ ﷺ کے پاس آتا پھر واپس کبھی نہ آتا، یہاں اس کے برعکس کر کے دکھایا، دوسری بار پھر اس نے تجربہ کیا لیکن جب پھر بھی ناکام ہوا گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنسی ہوئی ہیں۔

پھر سراقہ بن مالک دونوں ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اس بار معاف کر دیں۔ حضور ﷺ نے پھر دعا کی اس کے گھوڑے کی ٹانگیں پھر باہر آ گئیں۔ اب ان قدموں پر کھڑا ہے کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ میرا ذہن مانتا ہے میرا دل مانتا ہے، مجھے یہ یقین ہے آج آپ ﷺ جا رہے ہیں کوئی وقت ایسا آئے گا جب آپ ﷺ واپس بھی آؤ گے۔ آج آپ مکہ سے جا رہے ہیں مگر ایک وقت ایسا آئے گا اب آپ ﷺ چھپ کر گئے ہیں رات کو آپ نکلے ہیں، رات کو آپ چھپ کر گئے ہیں لیکن ایک وقت آئے گا، آپ ﷺ شاہانہ طور پر مکہ میں آئیں گے اور مکہ میں آ کر آپ ﷺ فتح حاصل کریں گے۔

عزت ذلت اس مولا کے ہاتھ میں ہے اس لیے پہلے ہی فرمایا تھا میرے نبی ﷺ اپنی زبان سے کہیں:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ○﴾ (آل عمران: ۲۶، ۲۷)

یہ اب ان قدموں پر کھڑا ہے، کہنے لگا حضور ﷺ مہربانی فرمائیں۔ مجھے ایک کاغذ پر دو لفظ لکھ دیں، امان لکھ دیں ایک خط دے دیں۔ اس خط پر لفظ امان لکھ دیں۔ میں سمجھتا ہوں

آج آپ ﷺ جا رہے ہیں لیکن ایک وقت آئے گا۔ جب آپ ﷺ شاہانہ طور پر مکہ واپس آئیں گے۔ جب آپ ﷺ واپس آئیں گے تو جو ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ ظلم کیے ہیں وہ سب آپ ﷺ کو یاد ہوں گے جو ہم نے آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں سے زیادتیاں کی ہیں وہ سب آپ ﷺ کے ذہن میں ہوں گی پھر آخر ہمیں یہ بھرنی پڑیں گی بدلے دینے پڑیں گے۔

اُن مصائب کا ہم سے بدلہ لیا جانا ہے جب آپ ﷺ آئیں گے تو آپ ﷺ کو سب یاد ہو گا اس لیے مہربانی فرمائیں، یہ دو الفاظ لکھ دیں جب آپ ﷺ آئیں گے آپ ﷺ کا لشکر آپ ﷺ کے ساتھ ہوگا، جب آپ آئیں گے آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی فوج ہو گی، جب آپ ﷺ مکہ کی زمین میں داخل ہوں گے اور پھر آپ کو جوش اور جذبہ اور وہ غصہ برداشت سے باہر ہو گا، جب آپ ﷺ مکہ داخل ہوں گے تو جو امان آپ ﷺ مجھے دے کر جائیں گے یہ امان یہ خط میں دکھا دوں گا اور میں بچ جاؤں گا، حضور ﷺ میں سمجھتا ہوں، آج آپ ﷺ جا رہے ہیں لیکن وہ دن دور نہیں جب مولا کریم آپ ﷺ کو باوقار طریقہ سے مکہ واپس لائیں گے۔

حضور ﷺ مسکرا پڑے اور مسکرا کر فرمانے لگے سراقہ سنو تم اور سوچ سوچتے ہو، میں تمہیں ایک خوشخبری دیتا ہوں، پیغام بشارت سنو! تم امید اور طرح کی رکھتے ہو مگر تمہارے بارے میں فیصلے تو اور ہو چکے ہیں تم سمجھتے ہو شاید جو میرا ذہن ہے جو میرا نظریہ ہے جو میرا عقیدہ ہے میں اسی پر قائم رہوں گا فرمایا وہ دن بھی دور نہیں جس دن اللہ کریم تمہیں اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیں گے وہ دن دور نہیں جب اسلام کا سرمایہ تمہارے دامن میں موجود ہوگا اور وہ بھی وقت ہو گا کسریٰ فتح ہو گا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور ہو گا، حکومت سیّدنا عمر کی ہو گی اور کسریٰ فتح کیا جائے گا۔ کسریٰ حارث کو کہتے ہیں۔ کسریٰ فتح ہو گا پھر کسریٰ بادشاہ کے کنگن ہاتھوں سے اتارے جائیں گے۔ پھر میدان میں آواز دی جائے گی تمہیں بلایا جائے گا۔ کسریٰ کے کنگن ہاتھوں سے اتار کر تمہارے ہاتھوں میں ڈالے جائیں گے اللہ کریم تمہیں یہ

شان عطا کریں گے۔ مقصد کیا ہے؟ اگر ذہن میں وہ بات نہ ہوتی کہ وہ جو آ گیا ہے۔ یہ خالی نہ جائے، جو آ گیا ہے وہ اسلام سے بہرہ ور ہو اور کوئی اسلام کی دولت سے محروم نہ رہ جائے۔

یہ وہ اخلاقیات، پیاری عادات، لوگوں کے ساتھ اچھے معاملات اور حضور ﷺ کا یہ کردار تھا جس کا نتیجہ اتنا اچھا نکلا کہ جو آج دشمن ہیں کل کو دوست بن گئے ہیں جو آج خون کے پیاسے ہیں۔ انہوں نے کل دیدہ و دل فرش راہ بنا دیا، جو آج دیکھنا برداشت نہیں کرتے ان کی نظریں اب چہرہ مبارک سے ہٹتی ہی نہیں، جو آج قتل کے منصوبے بناتے ہیں آج وہ چاہتے ہیں کہ کوئی وقت ایسا آ جائے کہ ہماری یہ پیاری جان رسول اللہ ﷺ کے جوتوں پر قربان ہو جائے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں: میرے مصطفیٰ ﷺ "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ" میں نے اپنی رحمت سے آپ ﷺ کو نرم دل بنا دیا، اللہ پاک ہمارا مزاج بھی نرم بنا دے، آمین! فرمایا ہم نے آپ ﷺ کو نرم دل بنا دیا۔ اگر آپ ﷺ سخت دل ہوتے، آپ ﷺ کا مزاج کڑوا ہوتا، آپ ﷺ کی طبیعت کڑوی ہوتی، آپ متحمل مزاج نہ ہوتے، آپ ترش رو ہوتے، آپ ﷺ بدگو ہوتے تو کسی نے آپ ﷺ کے قریب نہیں آنا تھا۔

میں بتا رہا تھا کہ رب تعالیٰ بھی رؤف رحیم ہیں اور نبی پاک ﷺ بھی رؤف رحیم ہیں اور اللہ پاک اپنے نبی ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وما ارسلنك الا رحمت للعالمین" تمام جہانوں کے لیے میں نے مصطفیٰ ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے جو رحمت ہو پھر وہ زحمت نہیں بنتا، میرے بھائیو! وہ نبی ﷺ جنہوں نے تکالیف اٹھا کر مصائب برداشت کر کے، لوگوں سے مار کھا کر، وطن سے بے وطن ہو کر، دیس سے پردیس ہو کر، گھر بار چھوڑ کر، اسلام کا جھنڈا فضا میں لہرانے کے لیے ہر تکلیف کو برداشت کیا اور ہر آنے والی مصیبت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا ہے میرے بھائیو کسی موڑ پر اگر یہ دور بھی آ جائے۔ اپنے اندر اتنی طاقت پیدا کرو کہ مادہ برداشت ہم میں بھی پیدا ہو جائے۔ تم بھی

اخلاق کا مظاہرہ کر کے دکھاؤ۔

دیکھو ایک دور ہے۔ میدان صاف ہو چکا ہے بدر کا میدان صاف ہوا ہے کئی مارے گئے کئی قیدی ہو گئے ان میں سے جو واپس آئے ایک کا باپ ہے اور ایک کا بیٹا ہے جس کا باپ مارا گیا ہے اس کا نام صفوان ہے جس کا بیٹا مارا گیا ہے اس کا نام عمیر ہے۔ دونوں بہت زیادہ یار تھے، عمیر اور صفوان یہ دونوں بہت بڑے یار تھے، سرزمین مکہ پر حرم کے باہر کھڑے ہو کر دونوں مشورہ کرتے ہیں صفوان کہتا ہے عمیر اصل بات یہ ہے میرا باپ امیہ جنگ بدر میں مارا گیا جس طرح کا ظلم بدر کی وادی میں ہوا، جب وہ منظر میں اپنی آنکھوں کے سامنے لاتا ہوں تو میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کبھی وقت آئے، کہیں مجھے بھی موقع ملے تو میں پھر اپنے باپ کا بدلہ لوں۔ عمیر آگے سے کہنے لگا اگر دکھ تمہیں بھی ہے تو مجھے لات، منات کی قسم ہے، دکھ مجھے بھی بہت ہے۔ تمہارے باپ سے اس طرح ہوا اور مجھے بھی وہ منظر یاد آتا ہے جب میرے لڑکے سے اس طرح ہوا۔ اس نے کہا پھر کیا کریں؟ عمیر کہنے لگا مجھے اپنی بہادری پر ناز ہے مجھے اپنی طاقت پر مان ہے اور مجھے اپنی طاقت پر اتنا اعتماد ہے مگر درمیان میں ایک بات حائل ہے، صفوان کہتا ہے کونسی بات حائل ہے؟ عمیر کہتا ہے میں نے لوگوں کا قرض دینا ہے اگر میں مر گیا تو لوگوں نے کہنا ہے قرض دینے کی وجہ سے چلا گیا ہے دوسرا مجھے اپنے اہل وعیال کی فکر ہے، میرا کاروبار کوئی نہیں اور اگر میں چلا گیا تو لوگوں نے پیچھے سے کہنا ہے قرض دیا نہیں اور مر گیا ہے۔ اس لیے مجھے قرض کی فکر ہے چاہے غیر مسلم ہے لیکن لیا ہوا قرض واپس دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تم کہتے ہو ہم نے جس کا قرض دینا ہے اللہ کر کے یہ مر ہی جائے تا کہ ہماری جان چھوٹ جائے۔

مگر یہاں اس نے قرض دینا ہے۔ صفوان کہنے لگا عمیر بات سنو! جتنا تم نے قرض دینا ہے وہ میں تمام قرض اتارتا ہوں قرض بھی اتارتا ہوں اور تمہارے اہل وعیال کا ساری زندگی کے لیے خرچ بھی اٹھاتا ہوں۔ مگر دل کو تسکین تب ملے گی جب مکہ میں خبر آئے کہ محمد ﷺ دنیا میں زندہ نہیں رہا۔ عمیر نے کہا یہ تو بات ہی کوئی نہیں، یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے

صفوان نے کہا پھر دیکھتے کیا ہو؟ صبح جاؤ اور یہ پیسے لے لو، جن جن قرض داروں کو دینے ہیں ان کو دو اور اپنی بیوی سے کہو، اپنے بچوں سے کہو کہ گھبراؤ نہیں۔ میں جا رہا ہوں لیکن صفوان تمہیں تاحیات، ساری زندگی جو منہ سے مانگو وہ دے گا عمیر نے کہا اچھا تم پانچ سات دن میں سن لو گے کہ محمد ﷺ ختم ہو گیا ہے لیکن ان بے وقوفوں کو یہ نہیں پتہ تھا کہ جس کا عرش والا محافظ ہو، اس کا کوئی بال بھی بانکا نہیں کر سکتا۔ جس کا وہ مولا رکھوالا بن جائے۔

اب ایمانداری سے بتاؤ۔ اگر اللہ کریم ہمارے محافظ نہ ہوں تو وہابیوں کو کوئی دنیا میں سانس لینے دیتا؟ یقین کرو یہ کہتے ہیں یہ دن بہ دن پھیلتے ہی جا رہے ہیں بڑھتے ہی جا رہے ہیں یہ کہاں سے آئے ہیں؟ حالانکہ دیکھو نہ ادھر کھانے کو کچھ ہے، نہ ادھر قل ہے نہ ساتواں ہے، نہ چالیسواں ہے، نہ بڑی گیارہویں ہے نہ چھوٹی گیارہویں ہے نہ رنگ والے چاول ہیں نہ کھیر ہے نہ کسٹرڈ ہے کچھ بھی نہیں ہے پھر بھی ادھر آ رہے ہیں۔ ادھر ہر چیز ہے مگر ادھر کوئی نہیں جاتا۔ ادھر سے ادھر آ رہے ہیں۔ وہ بیچارے یتیم ہو رہے ہیں ادھر سے اِدھر آ رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں حق ادھر ہے قرآن اِدھر ہے حدیث اِدھر ہے توحید اِدھر ہے سنت ادھر ہے خدا ادھر ہے مصطفیٰ ﷺ اِدھر ہیں مکہ اِدھر ہے مدینہ ادھر ہے پھر ہم نے اور کیا لینا ہے؟ جو کام کی چیز ہے وہ ہمیں ملی ہے ہم بھی کہتے ہیں یا اللہ ہم تیرے فیصلے پر راضی ہیں۔ دنیا والوں نے تقسیم کر کے دنیا والوں کو لیا مولا جب ہماری باری آئی تو تو نے ہمیں حصے میں کتاب قرآن دی اور ہمارے حصے میں محمد مصطفیٰ ﷺ دیا۔

صبح کا وقت ہوا عمیر نے اپنا گھوڑا لیا، گھوڑے پر سوار ہوا۔ تیز طرار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا گھوڑا نہیں بلکہ عرب کا سرخ رنگ کا اونٹ لیا، تمہیں پتہ ہے سرخ رنگ کا اونٹ، عرب کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوا جب اونٹ کو دوڑاتا ہوا مدینہ منورہ پہنچا آگے سے اونٹ کا منہ باندھ دیا کہ یہ نہ بولے، آواز نہ دے، جو بازار سیدھا مسجد نبوی ﷺ کو جاتا تھا، اس بازار کے آخر پر اونٹ کو بٹھایا اور اونٹ بولنے لگ پڑا۔ لیجئے بھید کھل گیا، اس نے اونٹ کا منہ باندھا، منہ پر کپڑا باندھا کہ اونٹ آواز نہ دے تاکہ میں خاموشی سے جاؤں

اور جا کر یک دم حملہ کروں اور حملہ کر کے کامیاب ہو کر واپس آ جاؤں اور آ کر صفوان سے انعام بھی حاصل کرلوں اور دنیا میں میرا چرچا بھی ہو جائے۔ اونٹ کو وہاں بٹھایا۔ بیٹھتے ہی اونٹ اونچی آواز میں بولا تو سارے مدینہ میں آواز گئی ۔اب ذرا منظر دیکھو! عجیب وغریب منظر دیکھو عجیب وغریب سوسائٹی دیکھو!

اُدھر حضور ﷺ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق بھی بیٹھے ہیں ساتھ سیدنا عمر فاروق بیٹھے ہیں۔ ساتھ سیّدنا عثمان غنی بیٹھے ہیں ساتھ سیدنا علی المرتضی حیدر کرار بیٹھے ہیں، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ حلقہ بنا ہوا ہے۔ یارانِ نبی ﷺ کا گروہ بیٹھا ہے، یارانِ نبی ﷺ کی جماعت ہے۔ حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں اوران کے درمیان میں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ بیٹھے ہیں۔

جب اونٹ نے زور سے آواز دی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ کس کا اونٹ اونچی اونچی بول رہا ہے؟ اپنی جگہ سے اٹھے اور سیدھا اس جگہ پر گئے۔ دیکھا عمیر اونٹ کے پاس کھڑا ہے اس کو گردن سے پکڑ لیا، اس پہلوان کو جو کہتا تھا میں ابھی آیا۔ اس کو گردن سے پکڑ لیا، سر اوپر نہیں اٹھانے دیا جس کو اپنی طاقت پر شہ زوری پر بڑا مان تھا، اس کو یہ نہیں پتہ تھا یہ جو رسول ﷺ کے سامنے تربیت یافتہ ہیں ان میں اللہ کریم نے روحانی طاقتیں بھری ہیں۔ نہ یہ بادام کھاتے ہیں، نہ ویٹ اٹھاتے ہیں نہ کھاڑا میں جاتے ہیں نہ کلائی پکڑتے ہیں پھر بھی اتنی طاقت ہے۔

ایک شخص آیا، آکر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا جناب میں نے علی رضی اللہ عنہ سے ملنا ہے فرمایا میں ہی علی ہوں کہنے لگا حضور رضی اللہ عنہ مذاق نہ کریں میں نے واپس جانا ہے مجھے علی رضی اللہ عنہ سے ملنا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں ہی علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ وہ کہنے لگا جناب میں نے تو سنا ہے ان میں اتنی طاقت ہے وہ سامنے دشمن کو دیکھ لیں تو دشمن نیچے گر پڑتا ہے جناب آپ یہ کمزور بدن والے علی رضی اللہ عنہ ہو؟ انہوں نے فرمایا: اے بھولے انسان جو تمہیں علی رضی اللہ عنہ کا ظاہر نظر آ رہا ہے یہ علی رضی اللہ عنہ کی جسمانی طاقت ہے، لیکن جب میں خیبر کا قلعہ توڑنے کے لیے

جاؤں تو اللہ کریم روحانی طاقتیں بھر دیتے ہیں ان کی روٹی کیسی ہے؟ خوراک کیسی ہے؟ "یَاْکُلُ خُبْزًا یَابِسًا" رات کی باسی روٹی ہے خشک روٹی ہے اور پانی کے پیالہ میں بھگو کر کھاتے ہیں۔ پھر دن کونسا ہے؟ عید کا ہے۔

ایمان داری سے بتاؤ، عید والے دن کسی مولوی کو کوئی رات کی باسی روٹی دے دے تو کیا وہ عید پڑھائے گا؟ اس نے عید کہاں پڑھانی ہے؟ اس کی میت ہی جائے گی وہ لوگوں سے کہے گا کہ دیکھو میرے ساتھ کیا بنا ہے؟ یہاں عید کا دن ہے اور رات کی باسی جوں کی روٹی کھا رہے ہیں؟

او کر کے کار جواں دے دانے حضرت علیؓ گھر لیایا
وچ تفسیر محمدی حافظ جیونکر ذکر لیایا
او شاہ مردان یہودیاں دے گھر کرن گیا مزدوری
او اس توں وڈا کون گھرانہ کرے جیہڑا مغروری

کسی نے کہا علی رضی اللہ عنہ آج عید ہے عید کا دن ہے اور روٹی کیسی کھا رہے ہو؟ فرماتے ہیں تم نے عید پڑھی اور عید گزر گئی مگر ہماری آج بھی عید ہے ہماری کل بھی عید ہے جو دن اللہ کی فرمانبرادی میں گزر جائے، وہ علی رضی اللہ عنہ کے لیے عید کا دن ہی ہوتا ہے اب دیکھو خوراک کیسی ہے اور طاقت کس طرح کی ہے؟ میں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طاقت پر قربان جاؤں ایک آدمی ان سے کہنے لگا علی رضی اللہ عنہ میں نے تم سے کشتی کرنی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نیچے دے مارا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے، فرمایا اب اوپر اٹھو مگر اب وہ نیچے پڑا ہے اب کبھی اس طرف کو ہو کبھی اس طرف کو ہو، اس طرح کا بے وقوف تھا نیچے پڑے نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے یینہ پر تھوک دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ جلدی سے نیچے اتر گئے کسی نے کہا علی اب تو چاہے تھا، آپ رضی اللہ عنہ اس کا کچومر نکال دیتے فرمایا پہلے میرے رحمان کی ذات کا مسئلہ تھا لیکن اب یہاں علی رضی اللہ عنہ کی ذات کا مسئلہ آ گیا ہے۔ آگے یہ دشمن خدا تھا اس لیے مغلوب کرنے کے لیے علی رضی اللہ عنہ نے زمین پر گرایا ہے لیکن اب میں اس لیے جلدی سے اس کے سینہ سے اتر گیا ہوں کہیں غصہ

میں آ کر علی کا ثواب ضائع نہ ہو جائے، یہ رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے قدموں میں پرورش پائی ہے تو میں عرض کر رہا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر کو گردن سے پکڑ لیا اور آپ ﷺ کے پاس لے کر آ گئے۔ یہ آ کر کھڑا ہو گیا آپ ﷺ فرماتے ہیں ہاں عمیر کیسے آئے ہو؟ کہنے لگا بس جی ایسے ہی آیا ہوں آپ ﷺ کو پتہ ہے میرا بیٹا یہاں قید میں ہے۔

اس کی ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر تم بیٹے کی ملاقات کے لیے آئے ہو یہ تلوار چمکتی، دھمکتی، زہر کے پارہ کی لگی یہ تلوار ساتھ کیوں لائے ہو؟ کہنے لگا حضور ﷺ جب ہماری تلواروں نے آپ ﷺ کا بدر میں کچھ نہیں بگاڑا تو اس تلوار نے کیا کرنا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں، عمیر جھوٹ کیوں بولتے ہو؟ کہنے لگا حضور میں آپ ﷺ کے ساتھ جھوٹ تو نہیں بول سکتا، میں تو اپنے بیٹے کی ملاقات کے لیے آیا ہوں، فرمایا شہر مکہ سے باہر حرم کے پاس کھڑے ہو کر تم نے صفوان سے کیا مشورہ کیا ہے؟ اس طرح سوچنے لگ پڑا اور جب ذہن میں سوچ آ جائے۔ پھر بیڑے پار ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں صفوان نے تمہارا تمام قرض اتارا ہے اور صفوان بن امیہ نے تا حیات اپنی زندگی میں تمہارے اہل وعیال کا خرچ اٹھایا ہے جب تم وہاں سے چلے تھے کہ میں محمد ﷺ کو قتل کروں گا جب تم میرے قتل کا پروگرام بنا کر وہاں سے چلے تھے تم نے کچھ نہ سوچا اور کیا تمہیں وہ وقت بھی یاد ہے؟

﴿وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ۝﴾ (الانفال: ۳۰)

اے میرے محبوب ﷺ انہوں نے آپ ﷺ کے قتل کا زمین پر منصوبہ بنایا اور میں نے عرش پر آپ ﷺ کو بچانے کا پروگرام بنایا فرمایا ان کے منصوبے خاک میں مل جائیں گے، مگر میرے نبی ﷺ پروگرام وہی کامیاب ہوگا، جو عرش والے کا ہوگا۔

اس وقت تم نے کچھ نہ سوچا ناکام ہو کر تم ذلیل وخوار ہو گئے تھے۔ تم اس وقت کامیاب

نہ ہو سکے تو اب کیا لینے آئے ہو؟ یہ اب سمجھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم وہاں سے نکلے تھے تم نے یہ نہ سوچا جس مالک نے ذمہ اٹھایا ہے: "يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ" جو اوپر سے نازل ہو وہ آپ ﷺ آگے پہنچائیں۔

جو اوپر سے حکم ہو وہ آپ ﷺ لوگوں کو سنائیں، جو آپ کے سینہ پر نازل ہو وہ آپ ﷺ لوگوں کے دلوں میں بٹھاؤ فرمایا میرے نبی ﷺ مجھے پتہ ہے، جب آپ ﷺ قرآن صحیح سناؤ گے لوگوں کو دکھ لگے گا جب آپ ﷺ لوگوں کو قرآن سنائیں گے، لوگوں کو قرآن دُکھے گا جب آپ ﷺ نے لات، منات کی مذمت کی تو لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بنے گی مگر یاد رکھیں۔ آپ ﷺ سناتے رہیں لوگوں تک پہنچاتے رہیں "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّارِ" میرے نبی میرے کہنے کے مطابق میری منشا پر آپ ﷺ چلیں اور میں آپ کا بال بھی بانکا نہیں ہونے دوں گا، میں آپ ﷺ کی جان کا بھی محافظ ہوں اور میں آپ ﷺ کے ایمان کا بھی محافظ ہوں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں تم نے یہ مشورہ کیا ہے کہ نہیں؟ کہنے لگا "مَنْ اَخْبَرَكَ" پھر چکر چلانے لگا ہے۔ لیکن نبی پاک ﷺ کے سامنے کون اپنے چکر چلائے؟ اس نے کہا "مَنْ اَخْبَرَكَ" حضور ﷺ اپ کو کس نے بتایا ہے؟ وہاں تو کوئی آدمی بھی نہیں تھا، ہم وہاں دونوں ہی تھے، "من اخبرک" آپ کو کس نے بتایا ہے؟ توبہ توبہ ہم بھلا کیا آپ کی شان میں ایسی نازیب حرکت کر سکتے ہیں؟ ایسا سوچ سکتے ہیں؟ اللہ کرکے وہ زبان ہی جل جائے جس زبان سے ایسے الفاظ نکلے ہیں، اللہ کر کے وہ غرق ہو جائے جو آپ ﷺ کے بارے میں غلط سوچیں۔ آپ ﷺ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ مسکرا کر فرمانے لگے مجھے داؤ لگاتے ہو جب تم دونوں وہاں مشورہ کر رہے تھے تب جبرائیل علیہ السلام عرش سے مجھے مدینہ میں بتا کر گیا ہے عمیر کہنے لگا اگر تین سو میل دور کی خبریں آپ ﷺ کے دل تک پہنچتی ہیں تو پھر میرے پیارے آپ کی نبوت ورسالت میں بھی کوئی شک نہیں، آپ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھائیں حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، اس نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ

رکھا اور کہتا ہے۔"لا الـه الا الله محمد رسول الله ﷺ۔ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله" ابھی عمیر کی زبان سے کلمہ نکلا ہے۔آپ ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جلدی جاؤ، جو اس کا لڑکا قید میں ہے اس کے باپ کے کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اس لڑکے کو آزاد کر دو جب لڑکے نے باپ کو مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھے دیکھا تو لڑکا کہنے لگا ابا جی کیسے آئے ہو؟ فرماتے ہیں بیٹا میں آگے آگے پڑھتا ہوں اور تم بھی پڑھو!"اشهد ان لا الـه الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله."

عمیر ابھی دو تین دن وہاں رہا کہنے لگا حضور اب اجازت ہے؟ فرمایا کیسی اجازت مانگتے ہو؟ کہنے لگا حضور ﷺ مجھے مکہ واپس جانے دیں فرمایا ابھی یہاں ٹھہرو کہنے لگا حضور نہیں اب جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو تنگ کرتا تھا اب میں نے جا کر ان کفار کو تنگ کرنا ہے۔عمیر میں اتنی تیزی آ گئی کہنے لگا حضور ﷺ اجازت دیں؟ جب پانچ سات دن گزرے آپ ﷺ سے صبح کو بھی اجازت مانگے شام کو بھی اجازت مانگے، آپ ﷺ نے ایک دن اجازت دے دی۔

جب مکہ معظّمہ پہنچا ادھر سے صفوان بن امیہ کہنے لگا کچھ دن صبر کرو وہ مکہ والے کہیں کیوں؟ کہنے لگا کچھ دن صبر کرو تمہارا منہ میٹھا کرواؤں گا۔ پیغام آنے ہی والا ہے۔ وہ کہیں کونسا پیغام آنے والا ہے؟ کہتا ہے خوشخبری آئے گی۔ پیغام بشارت آئے گا۔تمہارے تمام دکھ ہی بھول جائیں گے، انہوں نے کہا سردار جی بتائیں کیا ہونے والا ہے؟ کہنے لگا پہلے کیا بتانا ہے؟ اس دن ہی پتہ چلے گا جب مکہ میں دھمال پڑے گی خوشیاں ہوں گی، نکارے بجیں گے، آخر اس کو کسی نے بتا دیا کہ عمیر آیا ہے۔

یہ وہاں سے چلا اور سیدھا سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ صفوان سوچنے لگ پڑا کہ اس نے سیدھے آنا تو میرے پاس تھا لیکن آیا کیوں نہیں؟ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد گیا جا کر سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر دستک دی، سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ باہر نکلے کہنے لگا عمیر تمہیں ہوا کیا

ہے؟ کسی نے راستہ میں مارا ہے؟ کیا ہوا ہے؟ تم تو کہتے تھے میں نے مار کر آنا ہے اب بات بتاؤ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا اے صفوان اب میرا اور تمہارا کوئی رشتہ نہیں، جو محمد ﷺ کا بن جائے اس کا غیر سے تعلق ہی ختم ہو جاتا ہے۔

اس طرح منزل پر پہنچتے ہیں، سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چلے جاؤ۔ تمہارے چہرہ پر میری نظریں نہیں لگتیں، جن آنکھوں نے رُخِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ لیا، ان کو دنیا میں کوئی اور چہرہ اچھا ہی نہیں لگتا، ذرا اندازہ فرماؤ وہاں سے ایک چکر ہی لگا کر آیا ہے، ایک چکر لگانے سے کیفیت بدل جائے، دو چار دن رہے تو انقلاب آ جائے، دو چار دن رہا چال ڈھال ہی بدل گئی، اللہ کی قسم میں ان کے بارے میں کیا کہوں؟ جو تیئیس سال نبوت کی گود میں پرورش پاتے رہے ہیں، جو دو چار دن رہے، اس کی زندگی اس طرح بدلتی ہے اور جنہوں نے تیئیس سال بار بار دیکھا ہے، جنہوں نے مکہ میں دیکھا ہے جنہوں نے مدینہ میں دیکھا ہے گھر میں دیکھا باہر دیکھا ان کا مقام پھر اللہ ہی جانتا ہے یا مصطفیٰ ﷺ ہی جانتے ہیں۔

یہاں سے ثابت کیا ہوا؟ کہ آپ ﷺ نے اخلاقیات کا مظاہرہ کیا جس سے مخالف موافق ہو گئے دشمن دوست بن گئے بیگانے یگانے ہو گئے جو دور تھے وہ قریب ہو گئے، جو خون کے پیاسے تھے وہ ہم راز ہو گئے، دل و جان سے حضور ﷺ پر قربان ہونے کے لیے تیار ہو گئے یہ وہ اسلام کی تعلیم تھی۔

اگر آج وہی اسلام جو ہمارے پاس موجود ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

"لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ."

اسلام نام کا رہ جائے گا اور قرآن کے حروف باقی رہ جائیں گے کاش کہ ہم آج بھی اسلام کی روشنی میں اپنا چہرہ دیکھیں اور جو کمی ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن کو اپنی زندگی کا آئینہ بنا کر اس میں اپنا چہرہ دیکھیں۔ جو نقص ہو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ خداوند عالم فرماتے ہیں:

ڈُلے بیراں دا وِگڑیا کج نئیں

اسلام وہ ہے۔ قرآن وہ ہے، دین وہ ہے لیکن تم وہ نہیں رہے، آؤ ایک بار اس طرح کے بن کر مجھ سے ملاقات کرو میں تمہاری گئی ہوئی عزتوں کو بھی بحال کر دوں گا، یہ اسلام ایک نعمت ہے ساری دنیا کی دولت بھی اکٹھی کر کے خرچ کر دی جائے لیکن اسلام دنیا کی کسی مارکیٹ سے قیمتاً نہیں ملتا یہ اس کو ملتا ہے جس پر رحمان راضی ہو جائے، اگر ہمیں اسلام مل گیا ہے تو پھر ہم پوری طرح اس کی آبیاری کریں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



فتح مکہ معظّمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا﴾ (الفتح: ۱)

فتح مکہ اور اس کا پس منظر، مقام حدیبیہ پر اہل مکہ اور رسول کریم ﷺ کے مابین جو صلح نامہ تحریر ہوا تھا، اس کی دیگر شرائط میں سے ایک یہ بھی شرط تھی کہ دس سال آپ ﷺ کا اور ہمارا کوئی جھگڑا نہیں اور دس سال تک آپ ﷺ کی اور ہماری کوئی جنگ نہیں ہو گی۔ جو قبائل آپ ﷺ سے ملنا چاہیں بخوشی مل جائیں اور جو لوگ ہمارے ساتھی بننا چاہیں ان کو بھی کوئی روک ٹوک نہ ہو گی، چنانچہ بنو بکر قریش مکہ سے مل گئے اور بنو خزاعہ یہ رسول اللہ ﷺ کے حلیف بن گئے۔ صلح نامہ مکمل ہو گیا آپ ﷺ بغیر عمرہ کرنے کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور قریش مکہ مقامِ حدیبیہ سے واپس مکہ معظّمہ آ گئے۔ ابھی اس معاہدہ کو دو سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے، بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا، بنو خزاعہ نے بار بار اس معاہدہ کو دہرایا لیکن انہوں نے اس معاہدہ کا پاس نہ کیا، بنو خزاعہ نے بیت اللہ میں داخل ہو کر بھی پناہ مانگی مگر پھر بھی اُن کو پناہ نہ ملی، ان کے کئی آدمی شہید کر دیے گئے، بنو خزاعہ مظلومی کی حالت میں مدینہ پہنچے اور جا کر اپنی پوری داستان رسول اللہ ﷺ کو سنائی آپ ﷺ کو یہ بات سن کر بڑا دلی دکھ ہوا کہ کس قدر وہ غلط لوگ ہیں؟ جنہوں نے معاہدہ کر کے پھر بھی بے وفائی کی ہے آپ ﷺ نے بنو خزاعہ کو امداد دینے کا اور ان کے ساتھ پورے طور پر تعاون کرنے کا یقین بھی دلایا اور ساتھ ایک قاصد بھیجا۔ جس کو آپ ﷺ نے تین شرائط لکھ کر دیں کہ میری طرف سے یہ تین شرائط مکہ والوں کو پیش کر دینا۔

۱: پہلی بات جتنے افراد بنو خزاعہ کے تم نے مارے ہیں ان کا خون بہا ادا کرو۔

۲: دوسری شرط اگر امن چاہتے ہو تو بنو بکر کا ساتھ چھوڑ دو۔

۳: تیسری شرط یہ کہ اگر یہ پہلی دونوں شرائط قبول نہیں تو جو تم میں اور مجھ میں معاہدہ تحریر ہوا تھا۔اس صلح نامہ کو کالعدم قرار دے دو۔

جب یہ قاصد رسول اللہ ﷺ کا پیغام لے کر مکہ معظمہ پہنچا انہوں نے یہ تین شرائط دیکھیں۔ جذبات میں آ کر کہنے لگے ہم نے خون بہا بھی نہیں دینا، ہم نے بنو بکر کا ساتھ بھی نہیں چھوڑنا، لہٰذا تمہاری تیسری شرط ہمیں قبول ہے۔ ہمارا اور تمہارا وعدہ ختم ہوا۔ جو تم چاہو کرو جو ہم چاہیں ہم کر سکتے ہیں۔ قاصد واپس پہنچا یہ بات تو کر بیٹھے لیکن ہوش بعد میں آئی کہ یہ ہم نے کیا کیا ہے؟ ہم مارے جائیں گے، اپنے آپ کا پتہ سو کلومیٹر پر بیٹھے ہوئے بھی ہوتا ہے، کہنے لگے یہ تو ہم نے خود پر زیادتی کی ہے، لہٰذا سب نے ایک اجلاس بلا کر اس میں بیٹھ کر اس معاہدہ کی تجدید کرنے کے لیے ابوسفیان کو پھر مدینہ بھیجا، ابوسفیان سے کیونکہ حضور ﷺ کا رشتہ گہرا ہے ایک تو سگے چچا کا بیٹا ہے۔ حارث کا بیٹا ہے۔ دوسرا اس کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہے۔ یقیناً ان کی بات قابل قبول ہو گی، ابوسفیان کو قاصد بنا کر مدینہ بھیج دیا۔

اتفاق ایسا ہوا جب ابوسفیان مدینہ گیا تو آپ ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے، عجیب وغریب منظر ہے عجیب سماں ہے درمیان میں حضور ﷺ بیٹھے ہیں دائیں طرف سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں سامنے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور دوسری طرف سیّدنا علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔

جب ابوسفیان مسجد نبوی کے دروازے میں سے گزرا۔آپ ﷺ کی دور سے نگاہ پڑی، اس کے چہرہ کی طرف دیکھ کر آپ نے اپنی نگاہ نیچے کر لی، ابوسفیان جا کر بیٹھ گیا اور اپنا اقبالِ جرم کر کے کہنے لگا، اس وعدہ سے انحراف کرنے والے ہم ہی ہیں۔ زیادتی ہم سے ہوئی ہے غلطی کا ارتکاب ہم نے کیا ہے اب آپ ﷺ مہربانی فرمائیں۔ میں صرف آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں۔ جو وعدہ کر کے ہم نے توڑا ہے۔ از سرِ نو وہ وعدہ پھر

کریں۔ آپ ﷺ نے نہ ہاں اور نہ نہ کا جواب دیا۔

تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہو کر کہنے لگا، خدارا میری سفارش کرو میں تین سو میل سے چل کر آیا ہوں۔ اپنا قصور بھی ہم مانتے ہیں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم نہیں سمجھو گے۔ جہاں نبوت جلوہ افروز ہو۔ وہاں امتی نہیں بول سکتا۔ اس لیے ہماری کیا مجال ہے؟ ہم بات کریں فرمانے لگے آپ ﷺ کے ہوتے ایک بار میں اور عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے تھے تو اللہ کریم نے فرمایا تھا اس بار معافی ہے۔ آئندہ تم بولے تو میں لحاظ نہیں کروں گا بلکہ زندگی کے اعمال برباد کر دوں گا۔ اس لیے ہم پہلے کہی ہوئی بات پر بچھتاتے ہیں۔ لہٰذا اب نہیں بات کر سکتے۔

ابوسفیان کو جب سامنے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نظر آئے ان سے بھی کہا کہ سفارش کریں انہوں نے بھی فرمایا میں یہ نہیں کر سکتا، علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا انہوں نے بھی فرمایا یہ ہمارے بس کی بات نہیں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قریب ہو کر ابوسفیان کہنے لگا، اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمہارا رعب، دبدبہ اور تمہاری وجاہت مسلمہ ہے اور میں منت کرتا ہوں، میری سفارش کرو اب تمہیں پتہ ہے مومن کے پاس دوغلی پالیسی نہیں ہوتی، مومن میں یک طرفہ بات ہوتی ہے۔ اب جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ حلیم الطبع برداشت کر گئے، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ شرم اور حیا کے مجسمے لحاظ کر گئے۔ سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی لحاظ کر گئے لیکن جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم نے غلطی کی ہے۔ تمہیں آنا ہی نہیں چاہیے تھا تم نے غلط کام کیا ہے باقی تم بیٹھے مسجد میں ہو اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہو۔ ورنہ تم سالم واپس کیوں جا سکتے ہو؟ اب تم دیکھو ایمان ہے، رسول ﷺ کا دشمن دیکھ کر مومن پھر برداشت نہیں کرتا، فرماتے ہیں اپنی زبان بند کرو، آئندہ سے آگے بات مت کرنا، کسی پنجابی والے نے تمہاری سہولت کے لیے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کہیا اَساں کورے رشتے والیاں وَڈیاں پھایاں نے

ساری دنیا سے رشتے توڑ لیے اور رسول اللہ ﷺ سے جوڑ لیے، فرماتے ہیں:

حضرت عمرؓ نے آ کہیا اُساں کورے رشتے والیاں وڈیاں پھایاں نے

ہن پیوند بس نال سرکار ساڈا رشتے داریاں کل بھلایاں نے

تیرے نیک نصیب گج نظر آون نبیؐ پاس توں بیٹھکاں لگایاں نے

مئیں تے قسم خدا دی قتل کردا واجب تساں نوں قتل سزائیاں نے

ہن تو آ کھنا ایں نواں عہد کریے توبہ کریں تے واہ بھلیایاں نے

میاں عارفا قول جو ہار بیٹھے تناں حاویے دوزخی جائیاں نے

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واپس چلے جاؤ، ابوسفیان مایوس ہو گیا، پھر آگے دیکھو رنگ اور الگ ہے، جب ابوسفیان مسجد سے نکلے دوسری طرف گئے، اپنی بیٹی کا حجرہ پوچھا، اپنی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ پوچھا ابوسفیان کی سگی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہے، ابوسفیان کی دختر حقیقی رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہے۔ ایک طرف رشتہ باپ کا ہے۔ ایک طرف رشتہ خاوند کا ہے ابوسفیان مسجد سے نکلا اور سیدھا اپنی بیٹی کے پاس گیا ہے۔ سوچا یہاں پر تو مایوسی ہوئی ہے چلو میں کم از کم اپنی بیٹی کے پاس جا کر جائزہ لوں اگر حالات سازگار ہوئے تو میں بیٹی کی سفارش کروا دوں گا، جا کر اپنی بیٹی کے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھولا گیا، بیٹی نے دیکھا اور اپنے باپ سے ملیں اب ابوسفیان چارپائی پر بیٹھنے لگا ہے۔ چارپائی کا بستر ایک طرف سے زمین پر لگا ہے۔ ابوسفیان بیٹھنے لگا کہ چلو بیٹھ کر تسلی سے بات کرتا ہوں۔ اطمینان اور سکون سے بات کرتا ہوں کہ بیٹی اگر ہم سے غلطی ہو گئی ہے اگر ہم بھول ہی گئے ہیں تو پھر کیا ہوا؟ معافی بھی ہم مانگتے ہیں۔

اس لیے تم ہی کہہ دو تاکہ ہمیں معافی مل جائے۔ ابوسفیان ابھی بات کرنا چاہتا ہے بات دل میں ہی ہے ابھی اس کا اظہار نہیں کیا چارپائی پر جو بستر بچھا ہوا تھا جوتے اتار کر اس پر بیٹھنے لگا ابھی ایک پاؤں بستر کو لگا ہے دوسرا پاؤں ابھی نہیں لگا ابوسفیان کی بیٹی سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے بستر کا دوسری طرف رخ کیا اور فرمانے لگیں ابا جی ٹھہر جائیں جو بستر چارپائی پر تھا اس کو اکٹھا کر دیا، لپیٹ دیا اور جو صف کھجور کے کھدوں کی تھی وہ خالی کر

دی۔ باپ سراپا حیرت بن کر کہنے لگا بیٹی کیا بات ہے؟ جس بستر پر میں بیٹھ سکتا تھا، اس پر بیٹھنا میرے لیے ممنوع ہوگیا، میں نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو تم نے بستر اکٹھا کیوں کر دیا؟ ابو سفیان کی حقیقی بیٹی فرمانے لگیں ابا جان ناراض نہ ہوں، یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے یہ پیغمبر ﷺ کا بستر ہے اور تم اگر میرے باپ ہی ہو مگر مشرک پیغمبر ﷺ کے بستر پر قدم نہیں رکھ سکتا، آپ سے رشتہ ٹوٹا آپ کو چھوڑا یہ گوارہ ہوسکتا ہے۔ مگر ابا جان اگر مصطفیٰ ﷺ ہی ناراض ہو گئے تو نہ دنیا کی کامیابی ہے نہ آخرت کی کامیابی ہے میرے بھائیو! اسلام اسے کہتے ہیں۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

دو رنگی نہیں، ایک طرف چلو، رات کو روزہ کھولتے وقت تحقیق کرلو کہ کہیں یہ چاول ختم کے تو نہیں۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

ابوسفیان ناکام واپس چلا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرماتے ہیں، تیاری کرو، جو ہمارے حلیف ہیں، جو ہمارے ساتھی تھے، ان کے مرنے کا مجھے بہت زیادہ صدمہ ہے۔

لہٰذا تیاری کرو تیاریاں ہونے لگ پڑیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہے۔ تیاریاں ہونے لگ پڑیں دس ہزار کا لشکر تیار ہوگیا اللہ کے نبی ﷺ نے بنفس نفیس اس پورے لشکر کی کمان کرنی ہے اور قیادت کرنی ہے ہر کسی کے پاس اسلحہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنا تو خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ پاک نے ہمیں ایک موقع فراہم کیا ہے اور نبی پاک ﷺ بھی ساتھ ہیں۔ اپنی آنکھوں سے اس اپنے آبائی شہر کو اور اپنی آنکھوں سے اس بیت اللہ کی پھر زیارت نصیب ہو جائے گی۔ ایک دل میں ولولہ، ذوق اور شوق اٹھا، چلتے آرہے ہیں کسی کو نہیں بتایا، اللہ کے

نبی ﷺ کو بھید ظاہر نہیں ہونے دیا، کسی سے بات نہیں کی کہ کس طرف جانا ہے اور کب جانا ہے؟ دس ہزار کا لشکر تیار ہوا۔ مکہ شہر کے قریب آ کر ڈیرہ لگایا ادھر ابوسفیان کا پیغام سن کر پورے مکہ میں ہلچل پیدا ہوگئی۔ کہنے لگے نہ صلح رہ گئی ہے۔اب پتہ نہیں کب وہ حملہ آور ہو جائیں۔ پریشانی کے عالم میں ہیں۔

جب قریب آنے کا وقت ہوا۔ ابوسفیان سے پھر کہا کہ ایک بار پھر جاؤ۔ ایک بار پھر منت کرو۔ یہ اسلام کے غلبہ کی علامات کا وعدہ اللہ کریم نے اپنے نبی ﷺ سے کیا تھا۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝﴾ (التوبہ: ۳۳)

پوری دنیا میں اس دین کو بھی غالب کروں گا بڑی بڑی طاقتیں ناکام ہو جائیں گی میرے نبی جو ایک آنکھ آپ ﷺ کو دیکھنا پسند نہیں کرتے، جو آپ ﷺ کے خون کے پیاسے ہیں جو آپ کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے، وہ وقت عنقریب آئے گا یہ نظریں جھکا کر آپ ﷺ کے جوتوں کے پاس کھڑے ہوں گے۔ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے۔ اسلام پوری دنیا پر چھا جائے گا۔ قبل از وقت یہ اللہ کریم نے اپنے نبی ﷺ کو بشارت سنائی۔ اب مکہ شہر کے قریب آ کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پڑاؤ ڈالا جب اس طرف روشنی دیکھی۔

حضور ﷺ کے سگے چچا جان سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اپنے سارے اہل خانہ کو ساتھ لے کر پہلے آ گئے۔ وہ وقت آ گیا ہے لہٰذا اب یہ وقت نہ گنواؤ راستے میں جاتے جاتے ہی آپ ﷺ سے ملاقات ہوگئی۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے دوسری بات کوئی نہیں کی فرماتے ہیں۔ اے میرے بھتیجے محمد ﷺ ہاتھ آگے کریں میں بیعت کروں اور آپ ﷺ کو اپنا پیر و مرشد مان کر میں بھی غازی اور مجاہد بن کر آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ مل گئے۔

ادھر سے قریشوں نے دو آدمی بھیجے۔ عبداللہ بن ابو امیہ یہ حضور ﷺ کی سگی پھوپھی کا بیٹا ہے دوسرے ابوسفیان یہ دونوں پھر آئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی اہلیہ سیدہ ام

سلمہ رضی اللہ عنہا بھی مدینہ آ رہی ہیں یہ جب دونوں قریب آئے آپ کی نظر پڑی تو آپ ﷺ نے منہ ہی دوسری طرف کرلیا۔ ابوسفیان کی طرف دیکھا ہی نہیں آپ ﷺ نے منہ دوسری طرف کرلیا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں حضرت آپ ﷺ ان سے اتنی بے رخی کیوں کرتے ہیں؟ یہ آپ ﷺ کے سگے چچا کا بیٹا ہے اور ایک آپ کا سسر ہے اور دوسرا آپ کی سگی پھوپھی کا بیٹا آیا ہے آپ ﷺ کی ان سے اتنی قرابت ہے آپ ﷺ نے غور نہ کیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو سائیڈ میں کر کے فرمانے لگے میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اب لمبی چوڑی بات نہ کرو، اے ابوسفیان تم دونوں حضور ﷺ کے سامنے جا کر کھڑے ہو جاؤ اور وہ کردار ادا کرو، جو جناب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جناب یوسف علیہ السلام کے سامنے کیا تھا۔ یہ صرف شکل باقی رہ گئی ہے انہوں نے کہا بالکل ٹھیک ہے ابو سفیان آ کر سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ دوسری طرف حضور ﷺ کی سگی پھوپھی کا بیٹا عبداللہ بھی کھڑا ہو گیا دونوں کھڑے ہیں کہتے ہیں:

﴿لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ۝﴾

یہ شانیں اللہ پاک نے آپ ﷺ کو عطا کیں یہ عزتیں اللہ پاک نے آپ ﷺ کو عطا فرمائیں یہ مقام آپ ﷺ کو اللہ پاک نے دیا ہم تو کسی کام کے نہیں اب مانتے ہیں۔ ”لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا“ اللہ پاک نے آپ ﷺ کو اتنا مقام دیا ہے ہم مانتے ہیں ہم نے بہت غلطیاں کیں بہت زیادتیاں کیں ہم نے بہت زیادہ ظلم وستم کیے ہماری طرف سے ظلم وستم میں کوئی کمی نہیں رہی، ”لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ“ یہ بات کہتے ہی آگے سے حضور ﷺ نے کوئی بات نہیں کی، آپ رحم دل بھی تھے، اتنا کچھ انہوں نے کیا ہے آپ ﷺ نے آگے سے کوئی بات نہیں دہرائی۔ کیونکہ اللہ کریم فرماتے ہیں: ”وما ارسلنك الا رحمت العالمين“ میں نے آپ ﷺ کو ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پہلے تمام انبیاء والی کمی آپ ﷺ کے آنے سے پوری ہو گئی، کسی کو

بھی یہ مقام نہیں ملا، فرماتے ہیں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

اب مکہ والوں کا ظلم دیکھو ظلم کی داستان ہی انوکھی ہے۔

تیرہ سال وچ مکے دے پکڑ قرآن سنایا
حدوں ود تکلیفاں آئیاں ذرا آرام نہ پایا

نہ آپ ﷺ کو رات سکون ہے، نہ دن کو سکون ہے لیکن شان یہ ہے:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بھر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

یہ تعلیم اوپر سے مل رہی ہے۔

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۝﴾ (الاعراف: ۱۹۹)

میرے پیغمبر ﷺ یہ بے وقوف لوگ ہیں، ان کی بات کی طرف غور ہی نہ کیا کریں۔

فرماتے ہیں:

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر وزبر کرنے والا
قبائل کو شیر وشکر کرنے والا

کیوں جی دشمنی کیسے ختم ہوئی؟ مخالفت کیسے ختم ہوئی؟ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝﴾ (آل عمران : ۱۰۳)

ساری دشمنی، مخالفتیں، رنجشیں، کدورتیں سب ختم ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دلوں کو چمکایا اور دلوں کو روشن کیا، اللہ کی قسم! آسمانوں پر اس طرح سورج بھی نہیں چمکتا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی زیادہ ان کے دل چمکا دیے اس طرح کا رہبر ملا، اس طرح کا راہنما ملا کہ جب انہوں نے اپنے راہنما سے بات سن لی تو پھر وہ بات عمل میں لے کر آئے کس طرح کایا پلٹی؟ کیسے انقلاب آیا؟

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر وشکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

یہ نسخہ پڑھ کر ان کو سنایا اور استعمال کروایا، جناب ان کی دنیا ہی بدل گئی اور پوری دنیا میں انقلاب آ گیا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں۔ حضور ﷺ آپ تو بڑے رحیم ہیں بڑے کریم ہیں۔ آپ ﷺ رحمت اللعالمین ہیں، یہ آپ کے چچا کا بیٹا ہے اور وہ آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا ہے وہ دونوں آپ ﷺ کی منت کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے آگے سے کیا جواب دیا؟ جب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کو فارمولہ بتایا تو آپ ﷺ آگے سے اس کے جواب میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے کہا:

﴿لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ۝﴾

آپ ﷺ آگے سے فرماتے ہیں:

﴿قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (یوسف: ۹۲)

میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اسلامی لشکر میں ابوسفیان داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے اب یہاں ٹھہر جاؤ اور نظارہ دیکھو، نقشہ دیکھو! ہم تم کو شوقِ اسلام آنکھوں سے دکھاتے ہیں شوقِ اسلام دیکھو! ایک دستہ گزر رہا ہے آگے سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ ہیں ایک دستہ گزر رہا ہے۔ آگے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک دستہ گزر رہا ہے آگے سیدنا سعد بن قتادہ رضی اللہ عنہ ہیں ایک دستہ گزر رہا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں ابوسفیان دیکھو اس دستہ کی قیادت کرنے والے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ دس ہزار کا لشکر تیار ہوا، تیاری مکمل ہو گئی۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ آپ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ تم دونوں نے ہم سے پہلے جانا ہے تم نے ہم سے پہلے مکہ شہر میں جانا ہے اور جا کر مکہ میں اعلان کر دینا ہے دیکھو نقوش کیسے بدلے؟ جا کر پورے مکہ میں اعلان کر دینا ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک لشکر جرار لے کر آ رہے ہیں۔ لیکن سن لو اگر کوئی بچنا چاہتا ہے اور کن کن کے لیے بچاؤ ہے۔ جو آدمی بیت اللہ میں داخل ہو گیا، ہم نے اسے نہیں مارنا، یہ ہدایات رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں۔ سب اکٹھے ہو کر سنو، آپ ﷺ نے فرمایا: ساری فوج اکٹھی ہو جاؤ، نمازیو اور مجاہدو میری بات سن لو اور میری ہدایات کو اچھی طرح دل میں جگہ دینی ہے۔ جو آدمی بیت اللہ میں داخل ہو گیا۔ ہم نے اسے نہیں مارنا، جو آدمی اپنے گھر داخل ہو جائے اور دروازہ بند کر دے ہم نے اسے نہیں مارنا، جو مدمقابل آئے لیکن پہلے زمین پر ہتھیار پھینک دے ہم نے اسے نہیں مارنا، اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اگر تمہیں کوئی بچہ نظر آئے، اسے نہیں مارنا، اگر کوئی عورت نظر آ جائے اسے نہیں مارنا۔

اگر کوئی بیمار نظر آ جائے اسے نہیں مارنا، ابوسفیان کی شان بھی دیکھ لو! جو چند لمحے پہلے کیا تھا؟ لیکن اب نقشہ کیسے بدلتا ہے؟ فرماتے ہیں۔ اعلان کر دینا جو ابوسفیان کے گھر میں

داخل ہو جائے گا ہم نے اسے بھی نہیں مارنا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضور ﷺ اب یہ بھی بتا دیں کہ مارنا کس کو ہے؟ آپ ﷺ کی اصل میں منشا یہ تھی کہ مارا کوئی بھی نہ جائے۔ سب کو چھوڑ دیا جائے۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں۔ پیچھے لشکر سوار ہے۔ آپ ﷺ قصویٰ اونٹنی پر سوار ہیں اور حضور ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کے متبنّٰی بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ ہے۔ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ مکہ شہر میں داخل ہونے لگے ہیں۔ یہ جو پیشانی مبارک ہے حضور ﷺ نے مکہ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی پیشانی اونٹ کی کوہان پر رکھ دی۔ اتنا مکہ کا ادب واحترام کیا، احتراماً ادباً سر جھکایا ہے۔

آپ ﷺ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ تم نے شمال کی طرف سے داخل ہونا ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں تم نے جنوب کی طرف سے جانا ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے مغرب کی طرف سے جانا ہے اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے مشرق کی طرف سے جانا ہے۔ یہ نقشہ بھی حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سواری ہیں اور فوج پیچھے پیچھے آ رہی ہے اب آپ ﷺ پڑھتے ہیں۔

﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًاۙ﴾

یہی آیات سورہ فتح کی ہیں، جب آپ ﷺ مقامِ حدیبیہ سے ناکام واپس گئے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے، جب یہ شرط لکھنے لگے تھے کہ اگر ہمارا آدمی مسلمان بن کر آپ ﷺ کی طرف آ گیا تو ہم نے واپس لے لینا ہے اور اگر تمہارا آدمی اسلام چھوڑ کر ہماری طرف آ گیا تو ہم نے واپس نہیں کرنا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے یہ بھی شرط منظور ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں یہ شرط گوارا نہیں لگتی۔

ہم ان سے صلح کریں۔ یہ بات ہمارے ایمان کے منافی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا

عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر جاؤ۔ تم نہیں سمجھتے جہاں تک نبوت کی نگاہیں جاتی ہیں وہاں تک تمہاری نظریں نہیں پہنچتیں۔ ظاہری طور پر تم سمجھتے ہو یہ شکست ہے مگر باطنی طور پر میرے اللہ نے ہمیں فتح دے دی ہے۔ ظاہری طور پر شکست لیکن باطنی طور پر فتح ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام سے واپس نکل رہے تھے، یہ سورت راستے میں نازل ہوئی ہے، اس وقت جو صلح کی اسے فتح مبین کہا ہے، لوگ انتظار کرتے تھے کہ جب مکہ فتح ہوگیا ہم سب نے آ جانا ہے۔

اب یہی سورہ جو ۶ ہجری واپسی پر نازل ہوئی ہے اب یہی سورہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝﴾ (الفتح: ۱ – ۵)

یہ سورہ فتح پڑھتے جا رہے تھے چاروں طرف سے مکہ شہر میں داخل ہوئے کسی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں بنا، لیکن جس طرف سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا ہے ادھر سے قریش مکہ کمر بستہ تھے انہوں نے تیر برسانے شروع کیے دو صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہوئے اجازت دے دی لہٰذا جب آگے سے جوابی کارروائی ہوئی قریش مکہ کے اٹھارہ موقع پر ہی مارے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو روک دیا اور فرمایا: میری اور ان کی طے شدہ بات تھی لیکن میں حرم کی چار دیواری میں خون بہتا ہوا برداشت نہیں کرسکتا۔ لیکن جب تحقیق ہوئی کہ پہل قریش نے کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہیں اور مغرب والی سائیڈ سے داخل ہو رہے ہیں۔ اب وہ قریشی جس طرف دار الندوہ ہے، ادھر سارے بیٹھے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ اب وہ وقت بھی

دیکھواوراب والا وقت بھی دیکھو!

﴿وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾

دن بدل بدل کر آتے ہیں کبھی وہ بھی وقت ہے جب رات کا وقت ہے۔ خاموش ہے کہ کہیں کوئی چلنے کی آواز نہ سن لے کوئی دیکھ نہ لے اور بڑے دردمندانہ انداز میں آپ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے پاس سے نکل رہے ہیں۔ دونوں جا رہے ہیں اور آپ ﷺ فرماتے ہیں۔اے مکہ تم میرے آبائی شہر ہو۔ میں تمہیں چھوڑ کر کبھی نہ جاتا اگر میری قوم مجھ سے زیادتی نہ کرتی ،اب دل میں یہ تڑپ بھی ہے کسی بازار یا کسی اور گلی کی طرف سے جانے کے بجائے بیت اللہ کے پاس سے گزرتے ہیں۔ اس طرح بیت اللہ کو دیکھا،فرماتے ہیں۔

کعبے وَل ہجروں ویکھیا نبیؐ ربانے نے
لے رب دیا گھرا ساڈے کوچ چلانے نے
پر اِک زنانیہ تے بال ایانے نے
کافراں دے کفر پیتی رَت شریر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

چاہندا سی دل ایتھے پڑھدا نمازاں میں
لوکاں دے کنّی پانداں نیک آوازاں میں
رب دے اَگے کردا عجز نیازاں میں
پر نائیں اے اولاد نیک خمیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

بیت اللہ کے پاس دونوں پیر اور مرید کھڑے دعائیں کر رہے ہیں۔ دو قدم چل کر آپ ﷺ پھر رُک گئے اور آپ ﷺ اپنی آنکھوں سے آنسو بہا رہے ہیں۔ رسول

کریم ﷺ خود رو رہے ہیں، فرماتے ہیں:

مڑ مڑ ویکھن نالے ہنجواں نے کیریاں
چک لیاں اللہ ایتھوں رزق دیاں ٹیریاں
ہن کرساں نہ کرساں میں زیارتاں تیریاں
رب نوں معلوم ساری بات تقدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

یہ بھی دور ہے لیکن آج وہ دور ختم ہو چکے ہیں، سارے قریش مکہ دارالندوہ والی سائیڈ کی طرف بیٹھے ہوئے تھے، کہتے ہیں ہم نے سنا ہے۔ مدینہ جا کر یہ کمزور ہو گئے ہیں۔ بیمار ہو گئے ہیں۔ یثرب تو ویسے ہی آفات اور بیماریوں کا گھر ہے۔ آج وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے مقابلہ میں تو آئے ہیں۔ لیکن انہوں نے مقابلہ کیسے کرنا ہے؟ یہ افواہیں پھیلائیں کہ وہ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی طرف القا کیا کہ جس طرف یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حجر اسود سے لے کر اوپر سے رکن یمانی تک میرے پیغمبر ﷺ اپنے ساتھیوں سے کہنا کہ اس طرح طواف کریں جس طرح پہلوان اکھاڑے میں آتا ہے۔ شوقِ اسلام ظاہر ہو رہا ہے۔ قریش مکہ کی بھول دور ہو جائے۔ آپ ﷺ ثابت کر دیں کہ ہم میں ایک جسمانی طاقت ہے ایک روحانی طاقت ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت محمد ﷺ کے دیوانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی، اللہ تعالی نے ہم میں روحانی طاقتیں پیدا کی ہوئی ہیں۔

آپ ﷺ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایات جاری کیں۔ حالانکہ یہ جو چال ہے کسی عام جگہ پر اللہ پاک نے اجازت فرمائی۔ لیکن یہاں دشمن کے مقابلہ میں یہ چال اللہ پاک کو بہت پسند ہے۔

ایک جنگ کے موقع پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بہت بڑی مونچھیں رکھی تھیں۔ جنگ کے موقع پر مونچھیں رکھنا جائز ہے۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ جنگ پر جا رہے تھے اور بہت بڑی بڑی مونچھیں رکھی تھیں، جو چادر یا کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کو ڈھیلا چھوڑا تھا اور بازو بھی برہنہ تھے۔

اس طرح صحابی رضی اللہ عنہ فخریہ انداز میں چل رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

اس کی طرف دیکھو وہ کیسے چل رہا ہے؟ ساتھ مسکرا کر حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ اگر یہ جنگ کا موقع نہ ہوتا تو یہ اس طرح کی چال چل رہا ہے۔ اللہ پاک اسے زمین میں دھنسا دیتے مگر یہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جا رہا ہے۔ اس لیے یہ زمین پر چلتا ہے تو اللہ پاک عرش پر خوش ہو رہے ہیں۔ یہ موقع محل کی بات ہے۔

اس لیے یہاں فرمایا حجر اسود سے لے کر رکن یمانی تک پہلوانوں والی چال چلنی ہے۔ جس طرح پہلوان اکھاڑہ میں نکلتا ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔ "قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ" وہ دور بھی تھا۔ جب چھپتے اور ڈرتے تھے مگر آج یہ حقیقت نمایاں ہوگئی ہے۔ "قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ" کبھی بیت اللہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی لیکن آج سامنے بیٹھے ہیں۔ میرے پیغمبر ﷺ اپنی زبان سے میری تعریف کریں:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝﴾ (آل عمران: ٢٦،٢٧)

طواف مکمل ہو گیا، کیونکہ سب سے پہلے جا کر طواف کرتے ہیں۔ طواف مکمل ہو گیا۔ بیت اللہ کے اردگرد حرم کی چار دیواری میں تین سو ساٹھ بت ہیں۔ ان بتوں کا صفایا کروانا ہے۔ طواف مکمل کرنے کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلا یہ کام کیا۔ آپ ﷺ ایک ایک بت کے پاس جاتے ہیں۔ وہ بتوں کے پجاری سامنے بیٹھ کر دیکھ رہے ہیں۔ یہ غلبہ ہے۔ بتوں کے پوجنے والے اب سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ دس ہزار کا لشکر

لے کر حرم میں داخل ہوئے ہیں۔ چھڑی حضور ﷺ کے پاس ہے۔
آپ ﷺ وہ ہر بت کے سر پر مارتے ہیں اور ساتھ فرماتے ہیں۔ "جَـاءَ الْـحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" حق آ گیا۔ وہ تمہارے والا دور ختم ہو گیا۔ اب دور ہمارا ہے۔

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾

(بنی اسرائیل: ۸۱)

حق آ گیا ہے۔ باطل ٹوٹ گیا ہے۔ اب باطل کو یہاں سے دیس نکالا مل گیا ہے۔ اب باطل قیامت تک یہاں نہیں آئے گا باطل کو اب ختم کر دیا جائے گا۔ جب تین سو ساٹھ بت ختم کر دیے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ، یہ اسلام کی عزتیں ہیں۔ سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، آپ ﷺ فرماتے ہیں عثمان جلدی کرو ہمیں بیت اللہ کی چابی دو، دونوں ہاتھ جوڑ کر چابی پکڑا دی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ تمہیں یاد ہے؟ جب ابتدائی نبوت کے ایام تھے، جب نیا دور ابھی آیا تھا تو میں نے تمہیں ایک بار کہا تھا بیت اللہ کی چابی مجھے دو۔ میں بیت اللہ کھول کر اندر جانا چاہتا ہوں۔ اے عثمان تم نے آگے سے کہا تھا۔ یہ چابی آپ کو نہیں مل سکتی اور وہ وقت یاد کرو۔ جب میں نے کہا تھا اے عثمان ایک وقت آئے گا ایک دور ایسا آئے گا اور یقیناً حالات بدلیں گے۔ عثمان رضی اللہ عنہ تمہارے ہاتھ سے چابی میں محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہو گی۔ آج اللہ پاک نے میری وہ باتیں پوری کر دکھائی ہیں اور تم نے یہ الفاظ اس وقت کہے تھے کہ لیجیے جناب یہ قریشی کیا اس وقت ختم ہو جائیں گے؟ قریشوں کا معاملہ ویسے ہی ختم ہو جائے گا؟ فرمایا: اب چابی مجھے دو اور جاؤ ان قریشوں سے پوچھو کسی میں جرأت ہے؟ بڑے بڑے پھنے خاں بیٹھے ہیں۔ بڑے بڑے پگڑیوں والے بیٹھے ہیں۔ بڑے بڑے پہلوان بیٹھے ہیں کوئی ان میں سے جرأت کر سکتا ہے؟ کسی میں طاقت ہے؟

آپ ﷺ اندر گئے دائیں طرف فرماتے ہیں۔ اللہ اکبر پھر بائیں طرف فرماتے ہیں۔ اللہ اکبر، دائیں بائیں چاروں اطراف اللہ پاک کی تسبیح، اللہ پاک کی تمہید اور اللہ پاک

کی تکبیر بلند آواز میں کہہ رہے ہیں۔

اندر دیواروں کے ساتھ تصاویر لگی ہیں آپ ﷺ نے ان تمام تصاویر کو اتروایا باہر بھیج دیں سارا بیت اللہ صاف کیا، یہ اب ساری کی ساری قوم نیچے کھڑی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ بیت اللہ کو صاف کر کے جو بیت اللہ شریف کا دروازہ ہے اس بیت اللہ کے دروازہ کی دہلیز پر آپ ﷺ پاؤں رکھ کر کھڑے ہو گئے اور جو اوپر کی طرف دہلیز کا حصہ تھا۔ اس کو آپ ﷺ نے ہاتھوں میں پکڑ لیا اور تمام قریشی سامنے کھڑے ہوئے ہیں دس ہزار کا لشکر محمد ﷺ کے دیوانوں کا موجود ہے۔ پھر وہاں کھڑے ہو کر آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ كُلُّكُمْ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ. ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾

(الحجرات: ١٣)

فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ تین سو ساٹھ بت بھی اور دوسرے بھی ختم ہو گئے، فرمایا اللہ کی توحید کا جھنڈا لہرایا ہے۔ اللہ کی توحید کا جھنڈا فضا میں لہرا رہا ہے۔ اب وہ مکہ شہر مرکز اسلام بنا" لا الہ الا اللہ" کوئی الہ نہیں مگر اللہ، وحدہ وہ اکیلا ہے،" لاشریک لہ" اس کا کوئی شریک نہیں اور جن کو تم شریک بناتے تھے وہ یہ دائیں بائیں پڑے ہوئے ہیں۔ "اَنْـجَزَ وَعْـدَهٗ" میرے اللہ نے وعدے پورے کیے، مجھ سے میرے رب کے وعدے تھے محبوب صبر کریں۔ گھبراؤ نہیں، فکر نہ کرو۔ رات کی تاریکی میں جاتے ہوئے مجھے تسلیاں دیں۔ میرے پیغمبر ﷺ ایک بار چلے جائیں، گھبرانے کی ضرورت نہیں عنقریب ایک وقت آئے گا۔ آپ ﷺ شاہانہ طور پر مکہ میں داخل ہوں گے۔ "اَنْـجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ" اللہ نے اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ "نَـصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" اللہ نے ان بڑے بڑے لشکروں کو بڑے بڑے گروہوں کو اور بڑی بڑی طاقت والوں کو ذلیل کر دیا۔ "اَنْـجَـزَ

وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" ساتھ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

تمہارا کبر کہاں گیا؟ تمہارا تکبر کہاں گیا؟ اے قریشِ مکہ تمہاری چودراہٹ کہاں گئی؟ تمہارا غرور کہاں گیا؟ یہ خطبہ کے الفاظ ہیں تمہارا تکبر، تمہارا کبر کہاں چلا گیا؟ اب مجھ سے بات کرو، آپ ﷺ فرماتے ہیں ساری دنیا کے لوگو تم سب کا باپ ایک ہے۔ تم سب کی ماں ایک ہے تم سب میں سے افضل اور اعلیٰ مگر کون ہے؟ جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ فرمایا تم سب کو اللہ پاک نے جناب آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور جناب آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ یہ خطبہ بڑا جامع قسم کا ہے۔

فرمایا اب تم سب اپنی زبان سے بول کر کہو میں تمہارے ساتھ سلوک کیا کروں؟ سب کی نگاہیں زمین پر ہیں۔ اب اوپر کی طرف کوئی نہیں دیکھتا فرمایا تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ کوئی بھی نہیں بولتا، آپ ﷺ فرماتے ہیں میں تمہارے ساتھ بالکل وہی سلوک کروں گا جو یوسف نبی علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ انہوں نے انتہا کردی مگر اللہ کریم نے اپنے پیغمبر علیہ السلام سے فرمایا تھا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۝﴾

(یوسف: ۹۰)

اے قریش مکہ جس طرح انہوں نے اپنے بھائیوں کو معاف کیا جاؤ "اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" تم سب کے سب چھوٹ گئے ہو۔ "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" آج کے بعد کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور وہاں دروازے کی دہلیز میں کھڑے ہو کر میرے آقا علیہ السلام اور میرے پیرومرشد ﷺ نے اپنی زبان سے اعلان کیا اہل مکہ پورے شہر کے لوگو سن لو! بیت اللہ کے اردگرد جتنے بت تھے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کیے میں اپنی زبان نبوت سے اعلان کرتا ہوں کہ مکہ کے شہر میں کسی گھر میں غیر اللہ کی پرستش نہیں ہوگی۔ اگر کسی کے گھر میں کوئی بت ہے وہ فوری طور پر جا کر گھر سے باہر پھینک دے۔ اللہ کی توحید کا نکارہ بج رہا ہے اور پوری کائنات پر یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ قیامت تک اب مکہ شہر میں شرک نہیں ہوگا۔

کی تکبیر بلند آواز میں کہہ رہے ہیں۔

اندر دیواروں کے ساتھ تصاویر لگی ہیں آپ ﷺ نے ان تمام تصاویر کو اتروایا باہر بھیج دیں سارا بیت اللہ صاف کیا، یہ اب ساری کی ساری قوم نیچے کھڑی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ بیت اللہ کو صاف کر کے جو بیت اللہ شریف کا دروازہ ہے اس بیت اللہ کے دروازہ کی دہلیز پر آپ ﷺ پاؤں رکھ کر کھڑے ہو گئے اور جو اوپر کی طرف دہلیز کا حصہ تھا۔اس کو آپ ﷺ نے ہاتھوں میں پکڑ لیا اور تمام قریشی سامنے کھڑے ہوئے ہیں دس ہزار کا لشکر محمد ﷺ کے دیوانوں کا موجود ہے۔ پھر وہاں کھڑے ہو کر آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ كُلُّكُمْ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ. ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۝﴾

(الحجرات: ۱۳)

فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ تین سو ساٹھ بت بھی اور دوسرے بھی ختم ہو گئے، فرمایا اللہ کی توحید کا جھنڈا لہرایا ہے۔ اللہ کی توحید کا جھنڈا فضا میں لہرا رہا ہے۔ اب وہ مکہ شہر مرکز اسلام بنا” لا الہ الا اللہ“ کوئی الہ نہیں مگر اللہ، وحدہ وہ اکیلا ہے،” لاشریک لہ“ اس کا کوئی شریک نہیں اور جن کو تم شریک بناتے تھے وہ یہ دائیں بائیں پڑے ہوئے ہیں۔ ”اَنْجَزَ وَعْدَهٗ“ میرے اللہ نے وعدے پورے کیے، مجھ سے میرے رب کے وعدے تھے محبوب صبر کریں۔ گھبراؤ نہیں، فکر نہ کرو۔ رات کی تاریکی میں جاتے ہوئے مجھے تسلیاں دیں۔ میرے پیغمبر ﷺ ایک بار چلے جائیں، گھبرانے کی ضرورت نہیں عنقریب ایک وقت آئے گا۔ آپ ﷺ شاہانہ طور پر مکہ میں داخل ہوں گے۔ ”اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ“ اللہ نے اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ ”نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ“ اللہ نے ان بڑے بڑے لشکروں کو بڑے بڑے گروہوں کو اور بڑی بڑی طاقت والوں کو ذلیل کر دیا۔ ”اَنْجَزَ

وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" ساتھ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

تمہارا کبر کہاں گیا؟ تمہارا تکبر کہاں گیا؟ اے قریشِ مکہ تمہاری چودراہٹ کہاں گئی؟ تمہارا غرور کہاں گیا؟ یہ خطبہ کے الفاظ ہیں تمہارا تکبر، تمہارا کبر کہاں چلا گیا؟ اب مجھ سے بات کرو، آپ ﷺ فرماتے ہیں ساری دنیا کے لوگو تم سب کا باپ ایک ہے۔ تم سب کی ماں ایک ہے تم سب میں سے افضل اور اعلیٰ مگر کون ہے؟ جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ فرمایا تم سب کو اللہ پاک نے جناب آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور جناب آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ یہ خطبہ بڑا جامع قسم کا ہے۔

فرمایا اب تم سب اپنی زبان سے بول کر کہو میں تمہارے ساتھ سلوک کیا کروں؟ سب کی نگاہیں زمین پر ہیں۔ اب اوپر کی طرف کوئی نہیں دیکھتا فرمایا تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ کوئی بھی نہیں بولتا، آپ ﷺ فرماتے ہیں میں تمہارے ساتھ بالکل وہی سلوک کروں گا جو یوسف نبی علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ انہوں نے انتہا کردی مگر اللہ کریم نے اپنے پیغمبر علیہ السلام سے فرمایا تھا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۝﴾

(یوسف: ۹۰)

اے قریش مکہ جس طرح انہوں نے اپنے بھائیوں کو معاف کیا جاؤ "اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" تم سب کے سب چھوٹ گئے ہو۔ "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" آج کے بعد کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور وہاں دروازے کی دہلیز میں کھڑے ہو کر میرے آقا علیہ السلام اور میرے پیرومرشد ﷺ نے اپنی زبان سے اعلان کیا اہل مکہ پورے شہر کے لوگو سن لو! بیت اللہ کے اردگرد جتنے بت تھے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کیے میں اپنی زبان نبوت سے اعلان کرتا ہوں کہ مکہ کے شہر میں کسی گھر میں غیر اللہ کی پرستش نہیں ہوگی۔ اگر کسی کے گھر میں کوئی بت ہے وہ فوری طور پر جا کر گھر سے باہر پھینک دے۔ اللہ کی توحید کا نکارہ بج رہا ہے اور پوری کائنات پر یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ قیامت تک اب مکہ شہر میں شرک نہیں ہوگا۔

سب خاموش کھڑے ہیں کوئی نہیں بولتا اطمینان ہوا سکون ہوا، اس کے بعد خیر وعافیت سے آپ ﷺ نیچے اترے ادھر سے طواف کرتے ، بیت اللہ کے اردگرد بت توڑتے ہوئے اور بیت اللہ میں داخل ہوتے ہوئے دیر ہوگئی واہ میرے اللہ یہ تیری شانیں ہیں۔ جب تم عطا کرتے ہو آپ ﷺ بیت اللہ سے نیچے اترے فرمایا: اَیْنَ بِلَالُ؟ بلال رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے۔ اب کوئی کسر نہ رہ جائے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ آٹھ سال ہونے لگے ہیں۔ جس طرح مدینہ کی مسجد میں اذان کہتے ہو جس طرح میرے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اذان دیتے ہو۔ اے بلال رضی اللہ عنہ یہ تمہیں ہلکا سمجھتے رہتے ہیں۔ میں آج ان کو بتانا چاہتا ہوں، کبھی وہ وقت تھا جب بلال رضی اللہ عنہ تمہاری ٹانگوں کو رسی ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا جاتا تھا، کبھی اوباش لڑکے تم پر ستم کرتے تھے، تمہارا سارا جسم چھلنی ہو جاتا تھا، تمہیں کہتے تھے اے بلال رضی اللہ عنہ اب بتاؤ تم پھر بھی احد احد کی پکار کرتے تھے۔ اے بلال رضی اللہ عنہ یہ تمہیں حقیر سمجھتے تھے تمہیں ہلکا سمجھتے تھے۔ مار مار کر تمہیں بے حال کر دیتے تھے۔ آج جو عزت اور آبرو تمہاری اللہ پاک کے نزدیک ہے یہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں فرمایا سائیڈ سے ہو کر بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہو۔

تمام قریشی دیکھ رہے ہیں، یہ پہلا مرحلہ ہے زندگی کا پہلا موقع ہے۔ یہ پوری دنیا میں پہلا چانس ہے، اللہ کریم نے اپنی توحید کو پوری دنیا میں چمکایا اور پوری دنیا میں واضح کیا اور اسلام کا جھنڈا پوری دنیا میں بلند فرمایا۔ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کالے رنگ کے بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہہ رہے ہیں یہ عزتیں میرے رب کی عطا کردہ ہیں۔ جن کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں تھی، وہ آج بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے رہے ہیں کئی قریشیوں کے بوڑھے، عمر رسیدہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑے کہ کاش آج ہم مر گئے ہوتے اور یہ موقع نہ دیکھتے۔

دیکھو یہ کالا سا حبش کا جو ہم سے مار کھاتا تھا۔ غلام تھا، آج کہاں کھڑا ہے؟ لیکن کسی کی جرأت ہے؟ کوئی ادھر نگاہ اٹھا کر دیکھے۔ میرے رب نے عزتیں عطا فرمائیں اور شانیں عطا

کیں۔ اس کے بعد نماز پڑھی، فارغ ہوئے اب لوگ راغب ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مسلمان ہونے والوں کو قریب لاؤ۔ آپ ﷺ صفا پہاڑی پر چلے گئے۔ اب بیعت لینی ہے۔ شوقِ اسلام دیکھ کر لوگ فٹافٹ مسلمان ہوتے جا رہے ہیں۔ دیر نہیں لگاتے سمجھ آ گئی جب سمجھ آ گئی پھر دیر کرنے کے کیا معنی ہے؟

ایک منٹ لگتا ہے، سمجھنے کے لیے ضد نہ کرو۔ تعصب نہ رکھو، ہٹ دھرمی نہ کرو، تم کیوں دیر لگاتے ہو؟ کیوں جی دیکھا کہ واقع ہی غلبہ ہو رہا ہے کبھی وہ وقت تھا۔ اہلحدیث ہاتھوں پر گنے جا سکتے تھے، مگر آج کتنے ہیں؟ یہ کہاں سے آئے ہیں؟ بارڈر پار سے آئے ہیں؟ اہلحدیث یہاں ہی ہوئے ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں؟ کوئی ہمارا گیا ہے تو دکھاؤ؟ اِدھر سے اُدھر گیا کوئی دکھاؤ؟ حالانکہ اِدھر سے اُدھر گئے موج ہے، جو دل کیا وہ کھانے کو ملنا ہے کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا نہ نماز پڑھے، نہ تراویح پڑھے، نہ روزہ رکھے، کچھ بھی نہ کرے، جو مرضی کھائے جہاں مرضی بیٹھے، جہاں مرضی داخل ہو جائے، کوئی روک ٹوک نہیں حالانکہ اُدھر سے اِدھر آئے تو پابندیاں زیادہ ہیں۔ اُدھر سے اِدھر آنے پر سب کچھ ختم ہے۔ کھیریں، حلوے، منڈے، شورمے، قورمے، سورمے اور بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ ادھر سے پھر کوئی نہیں جاتا کیونکہ جو آتا ہے۔ وہ پھر سمجھتا ہے۔ ادھر خدا ہے۔ ادھر مصطفیٰ ﷺ ہے، اِدھر مکہ ہے، اِدھر مدینہ ہے۔ ادھر قرآن ہے ادھر حدیث ہے، ادھر خرافات ہے اور ادھر خدا کا سچا دین اسلام ہے۔ اس لیے جو ادھر سے ادھر آ گئے ان کے ٹکڑے بھی کر دیے جائیں تو وہ پھر بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اس کی وجہ یہ ہے صداقت اپنا آپ منوا لیتی ہے۔

آپ ﷺ صفا پہاڑی پر بیٹھے ہوئے ہیں فرمایا بیعت کرنے والوں کو قریب لاؤ بیعت کے لیے لے جانے کی ڈیوٹی کس کی لگتی ہے؟ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگی ہے آپ ایک ایک کو بازو سے پکڑتے ہیں اور آپ ﷺ کے پاس لے آتے ہیں۔ تمام باری باری آپ ﷺ کی بیعت کرتے جا رہے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم چاروں اطراف بیٹھے ہیں اس وقت عجیب وغریب نقشہ ہو گا۔ عجیب سماں ہو گا۔

ہر طرف جب چہل پہل ہو گی۔ کہیں صفا و مروہ پر، کہیں بیت اللہ کے ارد گرد ایک جم غفیر ٹہلتا ہو گا۔ نبی پاک ﷺ صفا پہاڑی پر بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ نے اس طرح ہاتھ کیا ہوا ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک ایک کو لے کر جا رہے ہیں۔ وہ آ کر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر رکھتے ہیں اور آپ ﷺ ایک ایک سے فرماتے ہیں، مجھ سے یہ وعدہ کر لو، جو کچھ ہوا سو ہوا۔ پہلی ساری عمر گزر گئی۔ لیکن اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں ساری زندگی شرک نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ یہ بیعت کرواتے جا رہے ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ لے لے کر جا رہے ہیں سارا دن ہی بیعت کرتے ہوئے گزر گیا۔ ادھر عورتیں بیٹھی تھیں وہ کہنے لگیں اب ہمارا نمبر بھی آنے دو، ہم نے بھی بیعت کرنی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں، اب عورتوں کو لاؤ۔ یہ میرے پیغمبر ﷺ کی تعلیم ہے۔ فرماتے ہیں:

صدقے اُو پیر سوہنا سید لاثانی آ

نگاہ نئیں سی تاں اٹھی آیاں جاں جوانیاں

آپ ﷺ نے ساری عمر کسی عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا مکہ کی کنواری لڑکیاں شرم وحیا کا سبق میرے آقا علیہ السلام سے سیکھتی تھیں۔ زندگی کیسے گزارنی ہے؟ ساری عورتیں اکٹھی ہو کر کہنے لگیں حضور ﷺ ہم آپ ﷺ کی بیٹیاں ہیں اور آپ ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں ہم نے بھی اسی طرح آپ ﷺ سے بیعت کرنی ہے، جس طرح مردوں نے بیعت کی ہے۔

آج کل کا پیر ہوتا تو اس نے کہنا تھا تمہیں کوئی شبہ ہے۔ ابھی بھی شک کرتی ہو؟ ہم تمہارے لیے ہی مردود ہیں۔ دنیا بھی برباد ہے۔ آخرت بھی برباد ہے۔ پھر کہیں گے لیجئے جناب تمہاری بہو بیٹیاں جب ڈاکٹروں اور طبیبوں کے پاس جاتی ہیں تو برہنہ منہ جاتی ہیں اور جب ہمارے پاس آتی ہیں تو پردہ کرتی ہیں تو قیامت کو ان کو دیکھے بغیر سفارش کیسے کریں گے؟ یہ فارمولا یہاں بتایا جا رہا ہے۔ مگر پتہ اس وقت چلے گا جب ان کو وہاں جوتے پڑیں گے۔ جب قابو آئے اس وقت پتہ چلے گا۔

﴿إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَ رَأَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ٥ وَ قَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَ مَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ٥﴾ (البقرة: ١٦٦،١٦٧)

وہاں پھر معافیاں مانگیں گے، اے مولا کریم ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ ہم تو ان چکر بازوں کے چکر میں آ گئے تھے۔ مولا کریم ہم تو مارے گئے ہمیں نہیں پتہ تھا یہ جنھوں نے سبز رنگ کا چوغا پہنا ہے یہ اندر سے بہت بڑے چور ہیں۔ مولا کریم ایک بار تمہیں واسطہ دیتے ہیں ایک بار ہمیں پھر دنیا پر بھیجو مولا کریم ایک بار ہمیں ہمارے گاؤں بھیجو فرمایا وہ وقت گزر گیا ہے۔ اب وقت ہے ابھی بھی کچھ نہیں ہوا۔

آؤ اگر میں اپنے پاس سے بات کروں تو پھر مجرم میں ہوں۔ جب بات اللہ رب العزت کی ہے اور اس کے رسول ﷺ کی ہے تو پھر اس میں سوچنے میں تم کیوں وقت لگاتے ہو؟ جب بات قرآن کی ہے اور حدیث کی ہے تو پھر اس کو ماننے میں تم تاخیر کیوں کرتے ہو؟ اگر بات میں کروں تو نہ مانو، جب بات قرآن کی ہے اور بات حدیث کی ہے تو پھر مومن کی یہ شان ہے وہ تو قرآن وحدیث پر کٹ مرنے کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

یہاں تمام عورتوں کا اجتماع ہوا، اصرار ہو رہا ہے۔ بضد اس لیے ہیں کہ حضرت ہم نے ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ پر رکھنا ہے۔ اس طرح کا پیرو مرشد ﷺ پوری کائنات میں نہیں ملتا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ میں امت کا روحانی باپ ہوں۔ لیکن جس طرح کی مردوں کی بیعت ہے ویسی بیعت تم سے نہیں کروائی جا سکتی۔ آپ ﷺ اس قدر محتاط ہیں۔

آپ ﷺ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ آپ ﷺ باہر دروازے پر کھڑے ہیں فرمایا: السلام علیکم، السلام علیکم، السلام علیکم یا اہل البیت'' آگے سے جواب نہ آیا آپ ﷺ واپس چل دیے گھر والی گھر تھی، معمولی سا دروازہ کھول کر کہنے لگی۔ ''اھلاً وسھلاً

مرحبا" خوش آمدید اور جی آیاں نوں اور میں ان راستوں پر قربان جاؤں جن راستوں سے آپ ﷺ چل کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تین بار سلام کہا ہے۔ **مجھے تو** آگے سے جواب ہی نہیں آیا کہنے لگی میں نے پہلی بار بھی سنا ہے دوسری بار بھی سنا ہے اور تیسری بار بھی سنا ہے۔ میں نے اونچی آواز میں جواب اس لیے نہیں دیا کہ اگر میں نے پہلی بار ہی اونچی آواز میں جواب دے دیا تو آپ ﷺ نے دوسری بار اونچی آواز میں سلام نہیں بلانا ہے۔ میں نے نیت کی کہ روز روز ہمارے گھر آقا ﷺ نے کہاں سے آنا ہے؟ آج دروازہ ہمارا ہو اور مصطفیٰ ﷺ کھڑے ہوں اگر آپ ﷺ ہمیں سلام کہہ دیں تو عرش والا راضی ہو جائے گا۔

یہ نقشہ آپ ﷺ نے دنیا کو بتایا کہ اس طرح زندگی گزاری جائے، آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی تمہاری اس طرح بیعت نہیں ہو گی، جس طرح مردوں کی بیعت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے ایک پانی کی بالٹی منگوائی۔ آپ ﷺ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے، ایک پانی کی بالٹی لاؤ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ ڈبو دیا۔ ایک بار ہاتھ ڈبو کر پھر باہر نکال کر فرمایا۔ دوسری طرف عورتوں کے پاس اسے لے جاؤ۔ اُن سب سے کہنا کہ باری باری اس میں ہاتھ ڈبوتے جاؤ یہ تمہاری بیعت سمجھ لی جائے گی۔

محمد ﷺ کسی غیر عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ یہ نبی علیہ السلام کی شان کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ پوری دنیا میں حق غالب آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کا بول بالا فرمایا دیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں حق اور باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



ختم نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا﴾ (الاحزاب: ٤٠)

اللہ تعالیٰ نے جن خصوصیات سے اپنے آخری نبی محمد ﷺ کو نوازا ہے اُن میں سے ایک خصوصیت ختم نبوت ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول ﷺ کو ختم نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا ہے اور اس بات کو آپ ﷺ نے اپنی زبان سے اس طرح ذکر کیا۔ فرمایا میری اور انبیاء علیہم السلام کی مثال ایک محل کی ہے ایک محل تعمیر کیا گیا ہو اور وہ بہت ہی جاذبِ نظر ہو، بڑا ہی پرکشش ہو وہ محل تعمیر کرتے وقت بس اس محل کا تھوڑا سا حصہ مکمل ہونے میں رہ گیا ہو ہر شخص پاس سے گزرنے والا اس محل کو دیکھ کر بڑے تعجب سے سوچتا ہے کہ یہ محل کتنا خوبصورت ہے؟ کتنا جاذبِ نظر ہے اور کس قدر پرکشش ہے؟ لیکن یہ تھوڑا سا حصہ اس کا خالی کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری آمد سے وہ خالی جگہ پر ہوگئی اور قصرِ نبوت مکمل ہو گیا ہے۔

اس بات کو اللہ کریم نے قرآن کریم میں اس انداز سے ذکر فرمایا:

﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾

میرا نبی ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کا نسبی باپ نہیں، میرے نبی ﷺ کے صاحبزادے بچپن میں ہی دنیا سے چلے گئے رجال کے اسٹیج تک نہیں پہنچے، اس لیے جو تم سے مرد ہیں، رجال کے اسٹیج تک پہنچے ہیں ان میں سے میرا نبی کسی کا نسبی اور صلبی باپ نہیں ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ

بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا○﴾

دوسری آیت کریمہ میں بھی ارشاد ہے ختم نبوت بڑا ہی اہم مسئلہ ہے۔ دین اسلام میں اس کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ فرمایا:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدۃ: ۳)

عرفات کا میدان ہے۔ یومِ عرفہ جمعہ والا دن ہے۔ جب اللہ پاک نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور آپ ﷺ یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ جس آیت میں آپ ﷺ کی ختم نبوت روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے۔ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" اکمال دین ہو گیا۔ فرائض، سنن، حدود، احکام، حلال، حرام تمام مسائل واضح ہو گئے باقی کسی چیز کی ضرورت نہ رہی، اس آیت کریمہ کے بعد بات واضح ہو گئی کہ آپ ﷺ آخری نبی ﷺ بن کر دنیا پر آئے اور اسی خطبہ میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَکُمْ."

میں آخری نبی ﷺ ہوں اور تم آخری امت ہو، میرے بعد نبی علیہ السلام کوئی نہیں آئے گا اور تمہارے بعد امت کوئی نہیں آئے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی جو کہ انگریز کا پیدا کردہ نبی ہے۔ وہ کہتا ہے میں ظلی اور مروزی نبی ہوں یعنی مجھ پر رسول اللہ ﷺ کا سایہ پڑ گیا ہے۔ تم دیکھو! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی مدح اور تعریف قرآن کرتا ہے جن کی عظمت اور شان کو قرآن ذکر کرے، ان میں سے کسی پر رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ پڑا لیکن یہ جو قادیان میں پیدا ہوا یہ بیچارہ جو ایک آنکھ سے ویسے بھی عاری تھا یہ سارا اس طرف کو چل دیا۔ کس قدر اس کی بیوقوفی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان اس طرح کیا، مرزائیوں کی

مساجد میں تم لکھا ہوا دیکھتے ہو سامنے ایک آیت لکھی ہوتی ہے شاید کبھی تمہیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو۔ "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" میں تمہیں کافی ہوں۔ سارا زمانہ تمہارے مخالف ہو جائے۔ اے مرزا غلام احمد میں تمہیں کافی ہوں تمہیں کوئی بھی نہ مانے مگر میں تمہیں مانتا ہوں میں تمہارے لیے کافی ہوں۔

حالانکہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہے، آپ ﷺ کی شان میں یہ آیت اللہ کریم نے نازل فرمائی، "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" میں اپنے بندے کو کافی ہوں اور پھر رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا: "وَمَا ارسلنك الا كافة اللناس" اپنے لیے بھی کاف کا لفظ استعمال فرمایا اور یہاں بھی کفی یکفی استعمال کیا، وہاں بھی کفی یکفی استعمال کیا "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کیا میں اپنے بندے کو کافی نہیں؟ کافی ہوں " وما ارسلنك الا كافة اللناس بشير ونذيرا" اے میرے مصطفیٰ ﷺ عبادت کے لیے میں اللہ کافی ہوں اور اتباع کے لیے آپ ﷺ مصطفیٰ کافی ہو۔

پوری دنیا شرق سے غرب، شمال سے جنوب تک پوری دنیا کے لیے معبود ہونے کے اعتبار سے میں اللہ کافی ہوں اور پوری دنیا کے لیے اتباع کرنے کے لیے میرا مصطفیٰ ﷺ کافی ہے۔ پھر اس بات کا اعلان آپ ﷺ کی زبان سے کروا دیا۔

ماشاء اللہ اہل حدیث کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے مرزا غلام احمد قادیانی ہمارے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا کلاس فیلو تھا۔ یہ دونوں ایک کلاس میں پڑھتے رہے ہیں اور یہ غلام احمد قادیانی سوالوں کی نقل ان کی جوابی کاپی پر دیکھ کر لکھتا تھا جب اس نے دعویٰ نبوت کیا تو مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ تم کتنے بے وقوف ہو؟ جب امتحان ہوتا تھا تو تم مجھے پیچھے سے آواز دیتے تھے کہ پرچہ ادھر کرو تم سوالوں کی نقل تو میرے پیپر سے مارتے تھے اب تم نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ فرماتے ہوتے تھے۔

میرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں
زبان پر گالیاں مجنو سی باتیں

دیوانہ، پاگل تھا، ایک دن میں سوسو بار پیشاب کرتا تھا اور دعویٰ نبوت کا کیا، مولانا فرمانے لگے جب تمہیں سبق نہیں آتا تھا، اس وقت وہ استاد تمہیں کان پکڑواتے تھے۔

آج اگر وہ استاد پوچھیں کہ مرزا صاحب سنائیں کیا حال ہے؟ تو تم کیا جواب دو گے؟ وہ آگے سے کہنے لگا میرا ذکر تو قرآن میں آیا ہے۔ "یاتی من بعد اسمه احمد" میرا نام احمد ہے۔ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے تم تو غلام احمد ہو کہنے لگا غلام ساتھ سے کاٹ دیا پیچھے احمد رہ گیا۔ لہٰذا میں وہی احمد ہوں۔ تاویل دیکھو کیسی ہو رہی ہے؟ کہنے لگا غلام کاٹ دیا، پیچھے احمد رہ گیا وہ احمد میں ہی ہوں۔ لہٰذا میں ہی نبی ہوں۔ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے اگر میں بھی اس فارمولا کا استعمال کروں تو تمہارے غلام احمد کا غلام کاٹ دیا تو احمد رہ گیا، اب میرا نام ثناء اللہ ہے اگر ثناء کاٹ دیا جائے تو پیچھے اللہ رہ گیا تو اے ذلیل میں نے تمہیں کب نبی بنایا تھا؟

﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّى رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ فَـَٔامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِىِّ الْأُمِّىِّ الَّذِى يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۝﴾

(الاعراف: ۱۵۸)

فرمایا: "قُلْ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ" اے ساری دنیا کے لوگو! "إِنِّى رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا" میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن کر آیا ہوں۔ "الَّذِى لَهُۥ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ" سات زمینوں کا مالک اور سات آسمانوں کا مالک، وہ چودہ طبق کا مالک ہے جہاں جہاں تک اس کی بادشاہی ہے، وہاں تک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مصطفائی ہے۔ "الَّذِى لَهُۥ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ فَـَٔامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِىِّ الْأُمِّىِّ" اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ کونسا رسول؟ "فَـَٔامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِىِّ الْأُمِّىِّ" اُمی کا کیا معنی ہے؟ میں اس کا معنی ان پڑھ کروں یہ بات ٹھیک نہیں ہے اس کا معنی اَن پڑھ کرنا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

ہے۔ آپ ﷺ تو امیوں کو پڑھانے آئے ہیں اور جو خود اَن پڑھ ہو اس نے اَن پڑھوں کو کیا پڑھانا ہے؟ ''اُمی'' کا کیا معنی ہے؟

''فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ○'' ''اُمی کے تین حروف ہیں پہلے الف، پھر میم اور آگے ی ہے اس کا معنی بنے گا۔

اُمی و گویا کہ زبانِ فصیح
از الف آدم مَ میم مسیح

یہ اس کا اصل معنی ہے، تین حروف ہیں اور اس سے ختم نبوت واضح ہو رہی ہے۔ جناب آدم علیہ السلام کے شروع میں الف ہے اور مسیح کے شروع میں م آتی ہے ی آگے نسبت کی ہے یعنی ایسا نبی ﷺ جو الف اور م کا حامل ہے۔ یعنی جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب مسیح علیہ السلام تک اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو جو مراسل، جو اوصاف، جو صلاحیتیں اور جو خوبیاں عطا فرمائی ہیں اول سے لے کر آخر تک وہ ساری کی ساری خوبیاں اکٹھی کر کے اللہ کریم نے ایک ہی بار محمد ﷺ کو ودیعت فرما دی ہیں اُمی کا یہ معنی ہوگا آگے ی نسبت کی ہے ان صفات والا اُمی میرا نبی ﷺ ہے۔

جس طرح کہتے ہیں۔ اُمی میری اُمی، ابی میرا باپ پہلے کہتے تھے، آباء'' باپ کو آباء کہتے تھے، اس کو زور دیا جائے تو ابا کہتے ہیں آباء یعنی ابا ہے اب اَبو کہتے ہیں اب کئی اَبی کہتے ہیں۔

اس لیے فرمایا اُمی میرا نبی ہے جن کو اللہ کریم نے یہ سب خوبیاں عطا فرمائی ہیں اس لیے فرمایا اس اُمی کے ساتھ ایمان لاؤ۔

اس آخری آیت کو سنا کر بات ختم کرتا ہوں۔

تمام انبیاء علیہم السلام موجود ہیں۔ عالمِ ارواح اور عالمِ ازل ہے۔ ان تمام انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں اللہ پاک نے ختم نبوت کا مسئلہ حل کر دیا۔ ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ''

کسی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے پوچھا مرزا صاحب جو وحی آپ پر اترتی ہے وہ وحی کونسی ہے؟ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا تو فرمایا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝﴾ (العلق : ۱)

یہ پہلی وحی الٰہی ہے۔ مگر مرزا صاحب پر جو پہلی وحی نازل ہوئی ہے تمہیں وہ یاد ہے؟ مرزا صاحب پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ کونسی ہے؟ ان سے کسی نے پوچھا جو آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی ہے وہ کونسی ہے؟ وہ کہنے لگا جو پہلی وحی اللہ کریم نے میری طرف نازل کی ہے وہ انگریزی میں ہے اور وہ (I Love you) آئی لو یو ہے۔ دیکھو کیسی وحی ہے؟ کسی نے سوال کیا مرزا صاحب آپ پر جبرائیل امین وحی لے کر آئے ہیں۔ میں یہ باتیں دلائل کی دنیا میں کر رہا ہوں۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو کیونکہ یہ مرزا پنجابی نبی ہے کسی نے سوال کیا آپ کی طرف جو فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس کا نام کیا ہے؟ مرزا صاحب کہتے ہیں میری طرف جو فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس کا نام ٹیچی ٹیچی ہے اس کی وجہ ہے، وہ ٹیچے سے آتا ہے اس میں ناغہ نہیں کرتا اور یہ اس قسم کا ہوشیار چالاک انسان تھا۔

کہنے لگا میں اپنی نبوت کے دلائل کے لیے ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں اور وہ پچاس جلدوں میں ہو گی۔ اس کو بہت زیادہ روپے اکٹھے ہوئے مرزا صاحب نے کتاب ابراہیم احمدیہ لکھی مگر صرف پانچ جلدوں میں لکھی ساتھی چندہ دینے والے کہنے لگے آپ نے تو پچاس جلدوں والی کا وعدہ کیا تھا، کہنے لگا تم کتنے بڑے بے وقوف ہو؟ پچاس اور پانچ میں فرق تو صرف صفر کا ہی ہوتا ہے یعنی اندازہ فرماؤ۔ اس طرح کا ہوشیار چالاک تھا جس نے دعویٰ نبوت کیا ویسے ہی وہ بے وقوف تھے جنہوں نے اس کو نبی مان لیا۔

لیکن یہاں سارے انبیاء علیہم السلام کی جماعت موجود ہے۔

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا

وَاَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰھِدِیۡنَo﴾ (آل عمران : ۸۱)

سارے انبیاء علیہم السلام کو اپنی طرف متوجہ کر کے اللہ کریم نے فرمایا تم دنیا میں جاؤ گے، میں تمہیں نبوت دوں گا، رسالت دوں گا، کتب دوں گا اور تمہیں صحیفے عطا کروں گا تم دنیا میں جاؤ گے، تمہارا دور دورہ ہوگا، تمہارا چرچا ہوگا اور لوگ تمہارے پیروکار ہوں گے۔ لیکن تم سب میں سے ایک یہ بھی نبی ہے۔ تعارف کرلو، پہچان کرلو، شناخت کرلو! بھول نہ جانا جب یہ آ جائیں پھر تم سب نے کیا کرنا ہے؟ "لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ" ان پر ایمان لانا ہے "لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنۡصُرُنَّہٗ" اگر ان کو ضرورت پڑے تو ان کی مدد بھی کرنی ہے، پھر فرمایا: "ءَ اَقۡرَرۡتُمۡ" کیا تم اقرار کرتے ہو؟ "وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ" جو میں گٹھلی تمہارے سر پر رکھتا ہوں کیا تم یہ اٹھاتے ہو؟ سارے انبیاء علیہم السلام نے فرمایا: ءَ اَقۡرَرۡتُمۡ" ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا: "فَاشۡھَدُوۡا" گواہ ہو جاؤ۔ "وَاَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰھِدِیۡنَ" یہ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء علیہم السلام بیٹھے ہیں اور سب مل کر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

تم بھی سمجھدار آدمی ہو بات واضح ہوگئی۔

ہن تساں آپے ای فیصلہ کر لینا
اے مجلس خاصاں عاماں دی

عالمِ ارواح میں سب کی مجلس لگی ہوئی ہے۔ وہاں انبیاء علیہم السلام بھی ہیں، اولیاء بھی ہیں۔ اتقیاء بھی ہیں۔ اصفیاء بھی ہیں۔ صلحا بھی ہیں۔ اوّل سے لے کر آخر تک سب موجود ہیں۔ فرمایا یہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب یہ آ جائیں تو تمہاری نبوت کا سکہ نہیں چلے گا۔

تساں آپے ای فیصلہ کر لینا
اے مجلس خاصاں عاماں دی
او جنوں ملے حضوری آقاؐ دی
اونوں لوڑ نہ رہی غلاماں دی
آمن حدیث پیغمبرؐ دی تینوں عظمت ملے سلاماں دی

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ٤٠)

آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا نہ اب کوئی نبی آئے گا، اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



شانِ اہل بیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۝﴾ (الاحزاب : ۳۳)

آج کا عنوان فضائل اہل بیت ہے۔جس طرح رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے محبت اور عقیدت عین ایمان ہے۔ بعینہٖ اصحاب رسول سے محبت ،اصحاب محمد ﷺ سے عقیدت عین رسول پاک سے محبت ہے۔جس طرح اصحابِ رسول سے محبت مومن کا ایمان ہے بعینہٖ آپ ﷺ کے اہل بیت سے آپ کے خاندان سے محبت کرنا ہر انسان کے ایمان کا نشان ہے۔ان تمام شخصیتوں کے اگر ذرا برابر بھی فرق آ گیا تو یقیناً ایمان کی دولت ضائع ہو جائے گی۔

اب تھوڑا سا غور کرو کہ اہل بیت کون ہیں؟ رسول اکرم ﷺ کے اہل بیت کن کن کو کہا گیا ہے؟ آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ عام طور پر لوگ کہتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں اور عام طور پر لوگوں کو یہ تاثر بھی دیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کے نواسہ ہیں، دوسرے نواسہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہیں یہ آپ کے اہل بیت ہیں اور اکثر وبیشتر اس مسئلہ کو اسی انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے اکثر احباب بھی ان کو ہی اہل بیت سمجھتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں نبی پاک ﷺ کی اہل بیت ہیں۔تمام نبی پاک ﷺ کے بیٹے آپ ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ آپ ﷺ کی بیٹیاں آپ ﷺ کی اہل بیت ہیں آپ ﷺ کے نواسہ اہل بیت ہیں اگر نواسہ رسول آپ کے اہل بیت ہیں تو پھر آپ ﷺ کے داماد سیدنا علی اور

عثمان رضی اللہ عنہما بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیت ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام داماد اہل بیت رضی اللہ عنہم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ اہل بیت ہیں۔ ان میں کوئی بھی آدمی شک وشبہ نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ نظریہ اور یہ عقیدہ کہ!

خدا سے نور سے پیدا ہوئے ہیں پانچوں تن
محمدؐ عکس علی، فاطمہ، حسین وحسن

یہ ایک نظریہ اہل بیت کی حد تک ہے۔ لیکن یاد رکھیے سب سے پہلا نمبر اہل بیت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ہے، ایک مقام پر قرآن نے ذکر کیا ہے۔ بائیسواں پارہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن نے یوں ذکر کیا ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاo وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًاo﴾ (الاحزاب: ۳۲)

"یٰنِسَآءَ النَّبِيِّ" اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوان سب کو مخاطب کر کے آخر میں فرمایا تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت ہو اور تمہارے لیے یہ بشارت ہے تمہارے لیے یہ خوشخبری ہے کہ میں نے تمہیں پاک کر دیا ہے تمہیں میری طرف سے "تطھیرا" کا تحفہ ملا ہے۔

جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو یہ آیت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امہات المومنین رضی اللہ عنہن سارے مومنین کی ماؤں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایک چادر لے کر اس چادر میں سیدنا علی کو، سیدنا حسن کو، سیدنا حسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ ملا کر پھر ان سب کو قریب کیا، یہ میں دلیل پیش کر رہا ہوں اور لفظ کیا فرمائے؟

"اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ

تَطْهِيْرًا ."

یہ حوالہ تفسیر قرطبی کا اور یہ حوالہ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کی تفسیر کبیر کا ہے۔

کہ آپ ﷺ نے ان سب کو ملا کر یہ درخواست کی کہ یا اللہ یہ علی ہے یہ فاطمہ ہے یہ حسن ہے یہ حسین رضی اللہ عنہم ہے ان کو بھی میرے اہل بیت میں شامل کر لو، بلکہ آپ ﷺ کی اہلیہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مومنین کی ماں ہے جب آپ ﷺ ان کو چادر میں لے کر دعا فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کی اس اہلیہ نے بھی اس چادر میں اپنا سر دے دیا، عرض کرتی ہیں حضور ﷺ مجھے بھی اپنی اس دعا میں شامل فرما لیں۔ آپ ﷺ نے پھر وہاں یہ الفاظ فرمائے کہ:

"اِنَّكِ لَكِ مِنْ اَجْرِ مَرَّتَيْنِ ."

اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا تمہیں ڈبل اجر ہے۔ تمہارے لیے ڈبل اجر اور ثواب ہے ایک بیوی ہونے کا اجر ہے دوسرا اس دعا میں بھی تم شامل ہوگئی ہو جو دعا میں نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے لیے کی ہے۔

تو بات بالکل عیاں ہوگئی کہ نبی کی بیویاں آپ ﷺ کی اہل بیت ہیں یہ نہ کہا کرو جس طرح آپس میں بیٹھے ہوئے کہتے ہو کہ اہل بیت صرف وہ ہیں اس کے علاوہ کوئی اہل بیت نہیں۔

بلکہ اگر تم قرآن کریم کا ایک اور مقام پڑھو تو وہاں صرف ایک بیوی کو نبی علیہ السلام کی اہل بیت کہا گیا ہے۔ اگر بیوی اہل بیت نہ ہو تو پھر اور کس نے اہل بیت بننا ہے؟ اس مقام پر صرف بیوی کو اہل بیت کہا گیا ہے۔

جس وقت اللہ پاک نے فرشتوں کی ایک جماعت کو زمین پر بھیجا کہ جاؤ جناب لوط علیہ السلام کی بستی کو تباہ کر دو، اب فرشتے آسمان سے زمین پر آئے۔ ساتھ اللہ کریم نے یہ پیغام دیا کہ جس راستہ سے تم نے جانا ہے اس راستہ میں وہ بستی بھی آئے گی جس بستی میں میرے نبی جناب ابراہیم علیہ السلام بھی رہتے ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو تم نے بیٹے کی خوشخبری دینی

ہے ملائکہ جا رہے ہیں چلتے چلتے جب اس گاؤں کے قریب پہنچے جس میں جناب ابراہیم علیہ السلام رہتے تھے جناب ابراہیم علیہ السلام نے اتنے خوبصورت نوجوانوں کو دیکھا تو فوراً ان کی مہمان نوازی کا انتظام کیا فوری طور پر ان کی مہمان نوازی کا بندوبست کیا گیا اندر گئے ایک بچھڑے کو ذبح کیا، بھون کر اس میں سے بھاپ نکل رہی تھی وہ لاکر ملائکہ کے سامنے رکھ دیا۔ اب ملائکہ ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کو ڈر محسوس ہوا، اس کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ اس لیے نہیں کھاتے کیونکہ اس دور کے لوگ اگر نمک حرام ہوتے تو وہ کسی کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے چونکہ جب کسی کا نمک کھا لیا تو پھر نمک حلال ہونا پڑے گا جس کا نمک کھا لیا، پھر اس کا نمک حلال بننا ہے۔

مگر آج کا دور ایسا ہے جس کا نمک کھا لیا جائے، پھر اسی کا نمک حرام بننا ہے۔ یہ آج کا دور ہے کہ پہلے کسی کے گھر کے بھیدی بنو، پھر اس کے گھر میں ہی ڈاکہ مرواؤ۔ جس برتن میں پانی پینا ہے جس برتن میں دودھ پینا ہے۔ پھر اسی برتن میں پیشاب نہ کیا تو پھر فائدہ کیا ہے؟ لیکن وہ دور کیسا ہے؟ اگر کسی گاؤں کے پاس سے گزرتے ہوئے اس گاؤں کے نل کا پانی پی لیا تو وہ دوسرے علاقہ پر حملہ کر سکتے تھے لیکن اس علاقہ پر حملہ نہیں کرتے تھے، جہاں سے پانی پیا ہوتا تھا کیوں؟ وہ سمجھتے تھے کہ اس گاؤں کا ہم نے پانی پیا ہے یہاں چوری کر کے کہیں ہم نمک حرام نہ بن جائیں۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے مہمان بیٹھے ہیں۔ فرمایا کھاؤ! لیکن وہ ہاتھ بھی نہیں لگاتے جناب ابراہیم علیہ السلام کو خطرہ محسوس ہوا۔ قرآن نے اس واقعہ کو ذکر کیا ہے:

﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ۝﴾ (ھود: ٦٩)

بچھڑا اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے بھون کر جب مہمانوں کے سامنے رکھ دیا اصل مہمان نوازی کا یہ حق ہے مہمان آ جائے تو بغیر پوچھنے کے موسم کے مطابق اگر سردیاں ہیں پھر چائے پیش کرو اگر گرمی ہے تو شربت پیش کرو، یہ کہنے سے باز آ جاؤ، مہمان آئے تو یہ نہ کہا کرو کہ

ٹھنڈا یا گرم؟ تمہارا سر ہو ایسی قوم کا بیڑا غرق ہو باز آ جاؤ، اس لیے مہمان نوازی یہ ہے مہمان کی آمد پر فوراً کچھ نہ کچھ پیش کرو۔

مہمان بیٹھ گئے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے روٹی پکا کر گوشت بھون کر ان کے سامنے رکھ دیا، دیکھا:

﴿فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍؕ﴾ (ھود: ۷۰)

جب ان کے سامنے تر و تازہ کھانا رکھا لیکن انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا، تو جناب ابراہیم علیہ السلام گھبرا گئے۔ ڈر گئے کہ ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو یہ اس لیے میرے گھر کا نمک نہیں کھانا چاہتے کیونکہ یہ میرے دشمن ہوں گے یا یہ نوری ہیں جو میری بستی کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ جب یہ بات ذہن میں آئی تو پھر انہوں نے اپنا تعارف کروایا: "لَا تَخَفْ" گھبراؤ نہیں۔ نہ ڈرو! "اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍؕ" ہم جناب لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ "وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ" جناب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا وہ ایک طرف ہو کر تمام گفتگو سن رہی تھیں عموماً جب مہمان گھر آئیں تو تمہیں پتہ ہے عورتوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ دروازے سے کان لگا کر باتیں سنتی ہیں، پھر ان کے کان بھی بہت تیز ہوتے ہیں ان کے کانوں کے پردے بہت باریک ہوتے ہیں۔

اب ابراہیم علیہ السلام کی بات فرشتوں سے ہو رہی ہے اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا پاس کھڑی ہیں۔ "فَضَحِكَتْ" یہ بات سن کر مسکرا پڑیں کہ کیسی بات ہے؟ یہاں سے گزرتے گزرتے کیسی بات سنائی ہے؟ "فَضَحِكَتْ" مسکرا پڑیں ایک یہ خوشی اور دوسری خوشی اور ہوئی، "فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ" سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا جب خوش نظر آئیں تو فرشتے کہنے لگے کہ تمہیں ہم مبارک دیتے ہیں۔ اللہ تمہیں بیٹا دے گا چاہیے تو یہ تھا کہ ان کے خاوند جناب ابراہیم علیہ السلام سے کہتے کہ آپ علیہ السلام کو اللہ نے بیٹا دینا ہے۔ لیکن یہاں بیوی کو خوشخبری دینے کا کیا معنی ہے؟ حالانکہ خاوند بھی پاس ہے، بیوی بھی پاس ہے مگر

"فَبَشَّرْنٰهَا" یہاں ضمیر مذکر کی نہیں بلکہ ضمیر مؤنث کی لگائی ہے۔ "فَبَشَّرْنٰهَا" انہوں نے سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو یہ خوشخبری سنائی جناب ابراہیم علیہ السلام سے نہیں کہا کہ "فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ۝" کہا اے سارہ تمہیں بیٹا ملے گا جس کا نام اسحاق ہو گا۔

اور بیٹے کے ساتھ میں پوتے کی بھی خوشخبری دیتا ہوں۔ بیٹا بھی ملے گا اور بیٹے کے بعد اسحٰق علیہ السلام کو بھی بیٹا ملے گا، جس کا نام یعقوب علیہ السلام ہو گا۔ یہ بیوی کو خوشخبری دی ہے۔ "فَبَشَّرْنٰهَا" اس لیے کہا! جناب ابراہیم علیہ السلام کو کہنے کی نوبت پیش کیوں نہیں آئی؟ کیونکہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے بیٹا اسماعیل علیہ السلام پیدا ہو چکا ہے۔ اس لیے جناب ابراہیم علیہ السلام کو نہ خوشخبری دینے کی ضرورت تھی اور نہ خوشخبری سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو دینے کی ضرورت تھی۔ چونکہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس بچہ نہیں تھا، اس لیے انہیں خوشخبری دی۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو سال ہے اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت نوے سال تھی۔ اب نوے سال کی کوئی عورت ہو اور ایسی عمر میں بیٹے کی خوشخبری ملے تو پھر کتنی خوشی ہوتی ہے؟ جب کہا کہ تمہیں بیٹا ملے گا جس کا نام اسحٰق ہو گا اور آگے ان کا بیٹا ہو گا۔ جن کا نام یعقوب علیہ السلام ہو گا۔ "قَالَتْ يٰوَيْلَتٰى" سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں۔ وہ خوشی اور مسکراہٹ جاتی رہی، جو پہلے خوشی تھی وہ غمی میں بدل گئی، پہلے جب پاس کھڑی تھیں تو بہت زیادہ خوش تھیں کہ یہ فرشتے جناب لوط علیہ السلام کی بستی کو تباہ کرنے جا رہے ہیں جناب ابراہیم علیہ السلام جناب لوط علیہ السلام کے سگے چچا ہیں اور جناب لوط علیہ السلام سگے بھتیجے ہیں۔ چچا بھی نبی ہے بھتیجا بھی نبی ہے۔ چچا کے گھر خوشخبری دے کر پھر بھتیجے کی بستی تباہ کرنے جا رہے ہیں۔

سارہ رضی اللہ عنہا کی یہ خوشی غمی میں بدل گئی اور فرماتی ہیں۔

﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۝﴾ (ھود: ۷۲)

پریشان ہو کر کہنے لگیں کیا مجھے بیٹا ہو گا؟ میری تو عمر ہی گزر گئی ہے میرے خاوند کی عمر کتنی ہو گئی ہے اور میری عمر کتنی زیادہ ہے؟ مجھے بیٹا کیسے ہو گا؟ اصل میں سمجھی نہیں کہ بڑھاپے

میں بیٹا ہونا کوئی کرشمہ نہیں وہ تو چاہے بغیر باپ کے دے سکتا ہے، جو بغیر باپ کے دے دے وہ بڑھاپے میں بھی دے سکتا ہے۔

یہ تو اس کی مرضی ہے باپ بھی ہو ماں بھی ہو، دونوں موجود ہوں تو بیٹا دے دے، پہلی شکل یہ ہے دوسری شکل یہ ہے اکیلی ماں ہو باپ نہ ہوا کیلی ماں ہو تو اس کو بیٹا دے دے۔

ایک دن مجھے کسی نے خط لکھا تھا کہ جو مرغیاں بغیر مرغے کے انڈے دیتی ہیں کیا وہ انڈے حلال ہیں؟ میں نے کہا اس میں شک کیا ہے؟ ادھر جناب عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ کوئی انوکھی بات نہیں یہ اوپر والے کی مرضی ہے۔

یہاں ایک شکل تو یہ ہے باپ بھی ہے ماں بھی ہے بیٹا عطا ہو جائے دوسری شکل یہ ہے اکیلی عورت ہے خاوند نہیں ہے اس میں سے لڑکا پیدا ہو جائے تیسری شکل یہ ہے اکیلا مرد ہے۔ بیوی نہیں مگر مرد میں سے اس کی بیوی پیدا ہو جاتی ہے۔ جناب آدم علیہ السلام جنت میں لیٹے ہوئے ہیں، جب سوئے تھے اکیلے ہیں مگر جب جاگ آئی تو پاس سیدہ حوا علیہا السلام بیٹھی ہیں فرمایا: "مَنْ اَنْتَ" تم کون ہو؟ انہوں نے آگے سے جواب دیا "اَنَا زَوْجُكِ" میں آپ کی بیگم ہوں۔ میں غیر نہیں، میں آپ کی بیوی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس انداز میں دے سکتے ہیں کہ سوئے ہوئے آدم علیہ السلام کو جاگ بھی نہ آئے اور اس کی بائیں پسلی سے سیدہ حوا علیہا السلام کو پیدا کر دے، یہ تین اشکال اور چوتھی شکل یہ ہے کچھ بھی نہ ہو، نہ باپ ہو، نہ ماں ہو کچھ بھی نہ ہو:

﴿اِنَّمَا اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (یٰسین: ۸۲)

وہ زمین سے مٹی منگوا کر اسے بھگو کر جناب آدم علیہ السلام کی فوٹو بنا دے۔

یہاں اس لیے انہوں نے کہا کہ

﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ﴾ (هود: ۷۲)

فرشتے آگے سے کہنے لگے:

﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ

الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ﴾ (هود: ٧٣)

یہاں اکیلی بیوی کو اہل بیت کہا گیا تو اس لیے نبی کی بیویاں اہل بیت ہیں۔

کہیں بیویوں کو باہر نہ نکالنا کہ یہ اہل بیت نہیں بلکہ نبی ﷺ کی بیویاں اہل بیت ہیں۔ بیویوں کو بدرجہ اولیٰ اہل بیت سمجھا جائے گا اور پھر شان اور مقام کے اعتبار سے بیویوں کا مقام اس قدر بلند و بالا ہے۔

دیکھو پہلی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر اس کے بعد دوسری ترتیب وار بیویاں ہیں۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وہ بیوی ہیں۔ یہ نبی ﷺ کی پہلی بیوی خاتون اوّل ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام پیغام لے کر آئے ہیں صحیح بخاری کے حوالے سے بات عرض کر رہا ہوں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے ہیں۔ ساتھ جناب جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں، محبوب تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لیے کھانا لے کر آ رہی ہیں آپ ﷺ غارِ حرا سے نیچے آئے ابھی آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی پہنچے ہیں اور جناب جبرائیل علیہ السلام پاس آ گئے ہیں فرماتے ہیں۔ آقا ﷺ تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ کی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لیے کھانا لے کر آ رہی ہیں جب وہ آئے تو آپ ﷺ میری طرف سے اور اللہ پاک کی طرف سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہہ دینا۔ میری طرف سے اور اللہ پاک کی طرف سے بھی سلام کہنا پوری کائنات میں سے کوئی ایسی عورت نہیں کہ جس کے لیے اللہ پاک نے عرش سے سلام بھیجا ہو۔ صرف ایک خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے لیے اللہ پاک نے خود عرش سے سلام بھیجا ہے اور ایک بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے بارے میں جناب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میری طرف سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر سلام ہو بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بیویاں بھی اہل بیت ہیں۔ آپ ﷺ کے بیٹے بھی اہل بیت ہیں۔

دیکھو آپ ﷺ کا ایک بیٹا دنیا پر آیا وہ بھی چلا گیا، دوسرا آیا وہ بھی چلا گیا اب تیسرا بیٹا ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔

آپ ﷺ اس بیٹے کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے پھر اپنے دادا کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا، جن کا نام ابراہیم تھا، صحیح بخاری شریف کے حوالہ سے ہے ابھی یہ بیٹا دودھ پیتا ہے اور فوت ہو رہا ہے، آپ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ہے آپ ﷺ ان کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے، سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا یہ وہ عورت ہے جو مصر کے بادشاہ نے آپ ﷺ کی خدمت کے لیے دی تھی، جس طرح سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا جناب ابراہیم علیہ السلام کو ملی ہیں، راستے میں جاتے جاتے بطور خادمہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو ملی اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے رب کے خلیل علیہ السلام یہ میری خادمہ نہیں بلکہ آپ کی خادمہ ہے پھر سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا جناب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی بنیں اور پھر سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے جناب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر جناب اسماعیل علیہ السلام کی پشت سے اللہ کریم محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا کر رہے ہیں حضور ﷺ کے نانا کا خاندان بھی دیکھ لو اور حضور ﷺ کے دادا کا خاندان بھی دیکھ لو، جس طرح راستے میں جاتے ہوئے جناب ابراہیم علیہ السلام کو سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا ملی ہے، اسی طرح سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا شاہ مصر نے محمد کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی اور اُن کے بطن سے اللہ پاک نے بیٹا ابراہیم پیدا کیا ہے۔

یہ بیٹا اب موت وحیات کی کشمکش میں ہے۔ آپ ﷺ ان کی طرف دیکھ کر گھبرا گئے۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ."

"اے میرے بیٹے ابراہیم میری آنکھوں میں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور میرا دل مغموم ہے، مجھ پر تمہاری جدائی کا بہت بڑا صدمہ ہے مگر میں زبان سے وہی بات ادا کروں گا جس سے میرا رب راضی رہے۔"

یہاں ساتھ فرمایا: اے ماریہ رضی اللہ عنہا اے میری اہلیہ ہمارا بیٹا ابراہیم دنیا سے دودھ پیتا جا رہا ہے لیکن اس کے جسم سے روح نے بعد میں پرواز کیا ہے اور اللہ کریم نے اس کو دودھ

پلانے کے لیے جنت میں دائی پہلے مقرر کر دی ہے۔ یہ روایت بخاری کی ہے۔ فرمایا اس کا دودھ پورا کرنے کے لیے جنت میں دائی پہلے مقرر کر دی ہے۔ ساتھ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر تم کہو تو میں دعا کرتا ہوں اللہ کریم تم کو تمہارے بیٹے کی اس دائی کی گود میں لیٹے ہوئے اللہ کریم پردے ہٹا کر صورت دکھا دیں۔ سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں میں نے نہیں دیکھنا، کیوں؟ اگر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، پھر مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہونا ہے لیکن اب مجھے محمد ﷺ کی بات پر یقین ہے۔

اس لیے یہ سب بھی اہل بیت ہیں۔ پھر آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی اہل بیت ہیں۔ یہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جو سب سے چھوٹی بیٹی رسول اکرم ﷺ کی ہیں۔ لیکن قدر ومنزلت کے اعتبار سے اس قدر بلند و بالا مقام ہے جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کو ملنے آتیں تو آپ ﷺ کیسے استقبال کرتے؟ حالانکہ بڑے بڑے بادشاہ اور بڑے بڑے ممالک کے سربراہ، بڑے بڑے ریفارمر اور لیڈر آتے تو آپ ﷺ کبھی ان کو اٹھ کر نہیں ملے، اٹھ کر ملنا توہین ہے۔ اگر اٹھ کر ملنا ہے تو پھر تھوڑا سا آگے بھی ضرور جاؤ، مسئلہ کی وضاحت سمجھو! ملنے کے لیے یہاں سے چند قدم آگے جاؤ تو گناہ نہیں ہو گا، اگر کسی کی آمد پر یہاں اٹھ کر ملو گے تو کبیرہ گناہ ہو گا۔ کیونکہ رب کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے۔ کوئی بھی اٹھنا نہیں، یہ منع ہے، یاد رکھو اللہ کے رسول ﷺ آئے، حالانکہ آپ ﷺ سب سے بڑی ہستی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے، اٹھ کر کھڑے ہو گئے فرمایا عجمیوں کی طرح تم کیا کر رہے ہو، کیوں کھڑے ہوئے ہو؟ ساتھ فرمایا: "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ" اگر کھڑا ہونا ہے قیام کرنا ہے تو رب کے لیے کرنا ہے۔ کسی کی آمد پر کھڑے ہونا جائز نہیں، چاہے نبی علیہ السلام کیوں نہ ہو۔ اگر ملنا چاہتے ہو تو چند قدم آگے جا سکتے ہو۔ پھر گناہ نہیں ہو گا اگر کسی کی آمد پر اسٹیج پر کھڑے ہو جاؤ گے تو گناہ ہو گا۔

نبی ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی، جب آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باہر کے دروازے پر نظر آتیں۔ تو آپ ﷺ پھر باہر کے دروازے تک ملنے جاتے اور پھر ساتھ

لے کر آتے اور جب آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے تو جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ نبی اکرم ﷺ پر پڑتی، اپنے ابا جی کو جب دیکھتیں تو آپ رضی اللہ عنہا بھی باہر کے دروازے تک جاتیں۔ پھر اپنے والد محترم کو ساتھ لے کر گھر میں آتیں۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتیں تو پھر ان کی چال بالکل ویسی تھی جیسی چال محمد مصطفیٰ ﷺ کی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ایک دن ہم سب بیٹھی ہوئی تھیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اللہ کے نبی ﷺ ان کو آگے سے لے کر آئے آپ ﷺ کی طبیعت خراب تھی آپ ﷺ لیٹ گئے، ساری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے قریب ہو۔ قریب کیا اور فرمایا اپنا کان قریب کرو، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کان قریب کیا آپ ﷺ نے ایک بات کی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ پڑیں یہ متفق علیہ کی روایت ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ پڑیں آپ ﷺ نے پھر دوسرے کان میں ایک بات کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ سکون ہوا۔ چہرہ پر ذرا سی مسکراہٹ آئی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا بیٹی آپس میں کیا بات کی تھی؟ پہلے تم رونے لگ گئی تھی پھر مسکرانے لگ گئی تھی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آگے سے فرمایا جس بات کا پردہ میرے والد نے تم سے رکھا ہے۔ میں نبی ﷺ کا وہ پردہ فاش نہیں کرنا چاہتی ہوں اور جب آپ ﷺ دنیا سے چلے گئے، پھر اس وقت یہ بات بتائی کہ اس وقت میرے ابا جان نے یہ بات کی تھی کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے جبرائیل علیہ السلام آکر میرے ساتھ بیٹھ کر قرآن کا دور کرتے ہیں جس طرح دو قاری یا حافظ آمنے سامنے بیٹھ کر قرآن کا دور کرتے ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام بھی اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ سے قرآن کا دور کرتے ہیں۔ فرمایا ہر سال میں دس دن کا اعتکاف کرتا ہوں مگر اس سال بیس دن کا اعتکاف کیا ہے اور مجھے یہ آثار نظر آتے ہیں کہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی پڑ جائے گی۔

جب یہ بات کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بے ساختہ رونے لگ پڑیں۔ اس کے بعد دوسرے کان میں فرمایا بیٹی گھبراؤ نہیں سب سے پہلے قیامت کے دن میری اور تمہاری ملاقات ہوگی۔

اس لیے میں فاطمہ کو تھوڑا سا سکون ہوا کہ یہ زندگی عارضی ہے۔ یہ زندگی نا پائیدار ہے لیکن جہاں تک بات صحیح ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو بھی کہہ دیا نسائی کی روایت ہے آپ ایک دن گھر سے باہر نکلے سامنے دیکھا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلی آ رہی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں "مِنْ اَیْنَ جِئْتِ" یہ بات عورتوں کے لیے ہے۔ ذرا غور سے سن لو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کہاں سے آئی ہو؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابا جان ساتھ کے گھر فوتگی ہوگئی تھی۔ میں تعزیت کر کے آ رہی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے خطرہ لاحق ہوا ہے کہ تم مدینہ کے قبرستان سے آ رہی ہو۔

عورتوں کا مدینہ کے قبرستان میں بھی جانا منع ہے۔ اگر یقین نہیں آتا تو حاجی صاحبان سے پوچھو مدینہ کے قبرستان میں عورتوں کا داخلہ بند ہے یہاں مولوی مزاحمت کرتے ہیں کہ عورت قبرستان جا سکتی ہے۔ نہ نہ بلکہ مولوی احمد رضا خان بریلوی مجدد مائۃ حاضر اعلیٰ حضرت صاحب سے کسی نے پوچھا تھا کہ عورت اگر قبرستان میں جائے تو ثواب کتنا ملے گا؟ وہ کہتے ہیں یہ نہ پوچھو کہ ثواب کتنا ملے گا؟ بلکہ یہ پوچھو کہ عورت اگر قبرستان میں جائے تو اس پر اللہ کریم کی طرف سے لعنتیں کتنی پڑیں گی؟ ذرا اپنے گرو کے فرمان پر غور تو کرو۔ وہ تو قبرستان میں عورتوں کو جانے سے روکتا ہے۔

لیکن وہاں عورتوں کے لیے یہ خصوصی پروگرام ہیں عورت اکیلی مکہ نہیں جا سکتی، اکیلی عورت مدینہ نہیں جا سکتی، اگر کوئی جائے تو وہ ناجائز ہے عورت اکیلی حج کرنے مکہ نہیں جا سکتی، اکیلی عورت مدینہ نہیں رہ سکتی۔

جو عورت اکیلی مکہ اور مدینہ میں نہیں جا سکتی، وہ علی ہجویری کی قبر پر اکیلی لاہور کیسے جا سکتی ہے؟ اکیلی عورت کسی جگہ پر اکیلی آ کر جلسہ نہیں سن سکتی، لیکن یہاں منہ اٹھائے ہوئے آ جاتی ہیں، اکیلی عورت جب مکہ نہیں جا سکتی، اکیلی عورت مدینہ نہیں جا سکتی، میں تم سے پوچھتا ہوں پھر اکیلی عورت یہاں کیسے آ سکتی ہے؟ نہیں آ سکتی۔

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "مَنْ اَیْنَ جِئْتِ یَا فَاطِمَۃَ" اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کہاں

سے آئی ہو؟ انہوں نے کہا: ابا جی میں تو ساتھ کے گھر سے آئی ہوں۔ فرمایا میں نے محسوس کیا کہ تم مدینہ کے قبرستان سے آئی ہو۔ فرمانے لگیں ابا جی اگر مدینہ کے قبرستان میں چلی جاتی تو پھر کیا ہونا تھا؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا تم قبرستان سے ہو کر آجاتی تو تمہیں جنت کی خوشبو بھی نہیں آنی تھی۔

عورتو غور کرو! اس لیے اللہ کے پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی لخت جگر سے پوچھا کہاں سے آئی ہو؟ انہوں نے ساری بات سنائی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تم قبرستان سے ہو کر آتی تو تمہارے لیے یہ سزا ہونی تھی کہ جو عورت قبرستان سے ہو کر آجائے یہ اتنا بڑا کبیرہ گناہ ہے کہ جو معاف نہیں ہوگا اور اس کی بڑی سنگین سزا ہوگی۔

میرے محترم ایک دو باتیں اور سن لو! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ بھی اہل بیت ہیں آپ ﷺ کی بیویاں اہل بیت ہیں آپ ﷺ کے بیٹے اہل بیت ہیں آپ ﷺ کی بیٹیاں اہل بیت ہیں۔ پھر بعض حضرات ہم میں ایسے بھی ہیں جو یہ بات کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بہت زیادہ ہے۔ لیکن سنو ان کا مقام نمبر وائز ہے۔

پہلا نمبر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ دوسرا نمبر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ تیسرا نمبر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور چوتھا نمبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ ان کے نمبر ہیں۔ یہ نمبر میں نے تجویز نہیں کیے بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے تقسیم کر کے بتائے ہیں اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام بہت زیادہ بلند و بالا ہے۔

آپ ﷺ جب مدینہ منورہ گئے، مواخات قائم کی ایک انصاری اور ایک ایک مہاجر کو بھائی بنایا۔ آپس میں آپ ﷺ بھائی چارہ کمیٹی بنا رہے ہیں۔ ایک طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ میرا بھائی کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے مہاجرین مکہ کو انصار مدینہ سے ملا دیا لیکن یہ بتائیں میرا بھائی کونسا ہے؟ فرمایا: "اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ" اے علی رضی اللہ عنہ تم دنیا پر بھی میرے بھائی ہو اور آخرت کو میں بھی تم

میرے بھائی ہو۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضور نے اپنا بھائی کہا ہے۔ یہ بھائی بھی ہیں۔ چچا زاد بھائی بھی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پیغمبر ﷺ کے داماد بھی ہیں۔ اس لحاظ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام بھی بہت زیادہ بلند وبالا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان اور عظمت بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر ان کے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جو کہ بڑے بیٹے تھے۔ جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ" یہ میرا بیٹا سید ہے۔ فرمایا: "لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" فرمایا یہ دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کراوائے گا۔ ایک دور آئے گا امت کا شیرازہ بکھرنے لگے گا اور یہ میرا بیٹا صلح کروائے گا۔ یہ وہ دور ہے جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف پیدا ہوا پھر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام سے بلا کر اس مسجد کے منبر پر بٹھایا۔ جو مسجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں بنوائی تھی اس مسجد کے منبر پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیٹھا کر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت کروائی۔

اور پھر کمانڈران چیف سے بیعت کروائی۔ یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تھے، یہ دونوں آپ ﷺ کے نواسہ ہیں۔ جن کی تعریف کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تھا یہ دونوں میرے پھول ہیں یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں یہ جنت کے سردار ہیں یہ چہکتے مہکتے اور دھکتے ہوئے پھول ہیں۔

ایک دن آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، جو ٹوٹیوں والی جگہ تھی وہاں یہ دونوں بھائی آئے چلتے چلتے دونوں کا پاؤں پھسلا اور گر پڑے حضور ﷺ منبر سے نیچے آئے۔ جا کر ان کو اٹھایا اور منبر کے قریب بٹھا دیا۔ آپ ﷺ ساتھ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ﴾

اللہ پاک نے سچ فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد اور تمہارا مال تمہارے لیے فتنہ ہے میں نے اپنے نواسوں کا زمین پر گرنا برداشت نہیں کیا۔

یہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہیں اگر یہ دونوں کھڑے ہوتے تھے تو ان کا سر سے لے

کر پاؤں تک نبی پاک ﷺ سے روپ ملتا تھا، ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر نکلے، گلی میں سے جارہے تھے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ راستہ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے یہ بھی بخاری کی روایت ہے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اٹھالیا، اٹھا کر منہ چوما اور کہنے لگے اے علی رضی اللہ عنہ بیٹا تو تمہارا ہے مگر شکل ان کی بالکل محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دیکھ کر مسکرا پڑے اور فرمایا تمہیں پتہ ہے شکل تو نانا پر ہی جانی تھی۔

یہ وہ حسن رضی اللہ عنہ ہیں، ایک دن آئے جس طرح بچوں کی عادت ہوتی ہے، حضور ﷺ سجدہ میں تھے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ چھلانگ لگا کر آپ ﷺ کے اوپر بیٹھ گئے آپ ﷺ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی مسلسل کہے جارہے ہیں، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اوپر ہی بیٹھے ہیں، یہ امام نسائی مناقب حسن میں اور روایت لائے ہیں۔

آپ ﷺ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے رہے کئی تسبیحات آپ ﷺ نے کہہ دیں۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنی مرضی سے نیچے اترے اور پھر رسول اکرم ﷺ نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اپنی مرضی سے میرا نواسہ نیچے اتر گیا ہے اگر میرا نواسہ نہ نیچے اترتا تو میں نے بالکل اسی طرح تسبیحات کہتے رہنا تھا۔

ایک دن آپ ﷺ نے اپنے اس نواسہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے ایک ٹانگ اس کندھے پر ہے دوسری ٹانگ دوسرے کندھے پر ہے۔ آپ ﷺ جارہے ہیں دیکھ کر کہنے والا کہتا ہے:

"نِعْمَ الْمَرْکَبُ یَا غُلَامُ."

اے برخوردار تمہیں کیسی سواری ملی ہے؟ کیسی عظیم سواری ہے؟ جس کے کندھوں پر تم بیٹھ ہو۔ جن کو دنیا کی کوئی سواری پسند نہ آئے اور اللہ کریم آسمان سے براق بھیج دیں۔ "نِعْمَ الْمَرْکَبُ" کیسی سواری ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ بات سنی تو آپ ﷺ فرماتے ہیں "نِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ" اے دیکھنے والے تم نے سواری کی طرف دیکھا ہے ذرا

سوار کی طرف بھی نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ اگر سواری لاجواب ہے تو کندھوں پر بیٹھنے والا سوار بھی لاجواب ہے۔ یہ وہ نواسہ ہیں جو پیغمبر ﷺ کے کندھوں پر بیٹھتے تھے۔ یہ وہ ہیں۔ جو حضور ﷺ کی گود میں لیٹتے تھے یہ وہ ہیں کہ آپ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اپنے نانا کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا تو آ کر اس طرح نانا جی کی دونوں انگلیوں کو پکڑ لیا۔

مگر ان پر کربلا کے میدان میں کس قدر ظلم وستم کیا گیا؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا ایک آدمی خانہ کعبہ کا احرام باندھ کر طواف کر رہا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ وہ آدمی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کرتا ہے۔ حضرت جی اگر یہ احرام باندھا ہو تو کوئی مچھر اوپر بیٹھ جائے اور اس کا خون احرام کی چادر کو لگ جائے تو کیا احرام دھونا پڑے گا؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اے کوفی مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتے ہو مگر اس وقت تم نے کیوں نہ خیال کیا؟ جب پیغمبر ﷺ کے نواسہ کو میدانِ کربلا میں شہید کر دیا گیا۔

دیکھو کربلا کے بارے میں مختلف تجاویز ہیں مختلف عقائد ہیں اور مختلف لوگ نظریات پیش کرتے ہیں۔ علماء حق اور جھوٹ پر نعرے لگاتے ہیں۔ لیکن اتنی بات یاد رکھو! یہ جگر اللہ پاک نے ان عورتوں کو ہی دیا تھا کہ صرف عورتیں ہی باقی بچی تھیں۔ باقی سارے میدان میں مردوں کی لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں۔ بتاؤ دنیا میں کوئی ایسی عورت ہے؟ جو اتنی لاشیں دیکھ کر برداشت کر سکے؟ پھر زندہ بھی رہے، پھر ان سب کو اکٹھا کر کے ابن زیاد کے سامنے لایا جائے اور پھر ابن زیاد ان سب عورتوں کو یزید کے سامنے لے جائے پھر یزید وہاں سے ان کو مدینہ منورہ میں پہنچائے یہ سارا کچھ لٹا کر سارے خاندان کو چھنوا کر بھی صبر کا مظاہرہ کریں اندازہ کرو اس سے بڑا بھی دنیا پر کوئی ظلم ہو سکتا ہے؟ کونسا ایسا دردمند اور صاحبِ ایمان ہے؟ جس کا یہ واقعہ سن کر دل نہ کانپے اور یا آنکھ میں آنسو نہ آئے۔

یہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے انہوں نے اپنے پاؤں

اپنے نانا کے پاؤں کے اوپر رکھ دیے اس انداز سے یہ چلتے آ رہے ہیں۔ چلتے چلتے یہ آپ ﷺ کے گھٹنوں کے پاس آئے۔ پھر ان رانوں کے اوپر سے گزر کر یہاں آ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں قدم رکھ لیے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا کی یہ دونوں انگلیاں پکڑی ہوئی تھیں، ان انگلیوں کو حضور ﷺ نے تھوڑا سا کھینچا اور فرمایا اے حسین رضی اللہ عنہ ذرا منہ قریب کرو۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے منہ قریب کیا، ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا: اے حسین رضی اللہ عنہ اب ذرا اپنا منہ کھولو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے منہ کھولا اور پھر آپ ﷺ نے اپنے منہ کے ساتھ منہ لگایا اور پھر فرمایا بیٹا اپنی زبان باہر نکالو۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی زبان میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنے منہ میں ڈال لی، اور پھر بعد میں الفاظ کیا فرمائے؟

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ."

اللہ یہ میرا نواسہ ہے مجھے اس سے بہت زیادہ پیار ہے۔ اللہ میں درخواست کرتا ہوں تم بھی میرے نواسہ سے محبت کرو، میرے نواسہ سے تم بھی پیار کرو۔

میرے محترم یہ سارے کا سارا خاندان نبی ﷺ کا اہل بیت ہے۔ اس لیے صرف یہ نہ کہا کرو کہ!

جندا پنج تن نال پیار نئیں
اودے کلمے دا اعتبار نئیں

یہ بات غلط ہے۔ پہلے غور کرنا پڑے گا کہ اہل بیت کون کون ہے اور جو جو اہل بیت ہیں۔ ان کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھو، محبت کی نگاہ سے دیکھو۔ اپنے دل میں ان کا احترام ملحوظ خاطر رکھو۔ اگر ان میں ذرا سا بھی فرق کیا۔ "خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ" پھر دنیا میں بھی برباد ہے، آخرت بھی برباد ہے۔ اللہ پاک صحیح بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ إِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (البقرة: ۱۳۷)

خدائے لم یزل نے انسانیت کی رشد وہدایت، صلاح وفلاح، رہبری اور راہنمائی کے لیے سلسلہ نبوت ورسالت جاری فرمایا۔ مختلف اوقات میں اقوامِ عالم کی طرف بڑے بڑے جلیل القدر، عظیم الشان اور رفیع الشان نبی، پیغمبر اور رسول مبعوث ہوئے۔ ہر نبی علیہ السلام نے اس دنیا میں آ کر اپنی پوری قوت اور طاقت صرف فرمائی اور ایک جماعت تیار کی یہ سلسلہ نبوت جس کی ابتداء ابو البشر جناب آدم علیہ السلام سے ہوئی اور جس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی سید الاولین والآخرین جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے ہر نبی کو بڑی بڑی لمبی عمر ملی بہ نسبت پہلے انبیاء علیہم السلام کے بہ نسبت پہلے رسل کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر بہت تھوڑی ملی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کر دکھایا، جو جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کسی سے بھی نہ ہوا۔ ساڑھے نو سال کی محنت ہوئی اور صرف اسی بیاسی افراد مسلمان ہوئے اور تیس سال کے قلیل عرصہ میں جس وقت یہ آفتابِ نبوت چمکا اور اس کی کرنیں اور شعاعیں روئے زمین پر پھیلیں اور پھر اس آفتاب ومہتاب کے اردگرد پروانے جمع ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس سال کے قلیل عرصہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کی جماعت تیار کی یہ وہ جماعت اول سے آخر تک تمام ہی بڑی شان والے ہیں۔ بڑی آن والے ہیں اور جن کو اللہ پاک نے بڑی عزت وعظمت سے نوازا ہے۔

پھر وہ جن کے بارے میں رب العالمین نے فرمایا! جس آنکھ نے ایمان کے ساتھ رُخِ

مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ لیا، میں نے اس وجود پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تک یہ پوری کی پوری جماعت جنتی ہے۔

قابلِ غور بات ہے اُدھر سے اِدھر آئے کیوں آئے؟ ادھر زندگی بھی شاہانہ اُدھر زندگی امیرانہ لیکن ادھر آئے تو زندگی فقیرانہ ہے، کس کا دل چاہتا ہے؟ آرام وسکون، سکھ اور چین کی زندگی گزارتے گزارتے خود کو دکھوں میں لے آئے۔ اپنے آپ کو مصائب میں لے آئے۔ اس میں حکمت کیا ہے؟ اس میں راز کیا ہے؟ وہ شہزادے جن کو ہاتھ لگائیں تو ان کا جسم میلا ہو جائے، جن کی اشکال دیکھنے سے بھوک ختم ہو جائے۔ جن کو اللہ پاک بڑے پیارے پیارے القاب سے ملقب کرے اور جن کی مدح اور جن کی تعریف یہ ہے وہ زمین پر بیٹھے ہوں اور ان کی تعریفات اللہ کریم عرش معلیٰ پر کریں۔ وہ اُدھر سے آرام اور سکون کی زندگی چھوڑ کر ادھر کیوں آئے؟ اس کا کیا فلسفہ ہے؟ ان کے بارے میں لب کشائی اور ان کے بارے میں ذہن کا اُلٹ ہونا، اللہ اللہ آیئے ذرا قرآن کی روشنی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کا مقام سنو! قرآن کی روشنی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا نقشہ بیان کرتا چلا جاؤں۔ اُدھر سے اِدھر آئے پہلے کیا تھے؟ پھر کیا بنے؟

جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے؟ ”وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ“ یہ بکریوں اور اونٹوں کو چرانے والے چرواہے ہیں لیکن آج ان کی تعریف ہو رہی ہے۔

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ٥﴾

(الحجرات : ۷)

پہلی زندگی اور بعد والی زندگی پر ذرا موازنہ کر کے دیکھو، نبی پاک ﷺ کے یاروں کی باتیں سن کر سکون ہو جائے، فرماتے ہیں:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی ہو گئے

اقوام کے ہیرو، اقوام کے ریفارمر، اقوام کے رہبر، اقوام کے راہنما ایسے تھے، اللہ تعالیٰ قرآن کے نور سے تم لوگوں کے دل منور فرمائے۔ آمین!

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

اُن لوگوں کی قسمت جاگی قرآن جیسی نعمت ملی اور نبی پاک ﷺ جیسا ہادی ملا۔ قرآن جیسی نعمت، اسلام جیسا دین اور مصطفیٰ ﷺ جیسا ہادی ملا، اب اُدھر سے اِدھر لانے والی کونسی چیز ہے؟ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا﴾

تیسرا مقام ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾

اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی دنیا کا لالچ نہیں، کوئی طمع نہیں، کوئی حرص نہیں، صرف ایک ہی ہے کہ اللہ پاک راضی ہو جائیں اور پھر کیوں نہ رب راضی ہو۔

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟
اور کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اُس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا؟

﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝﴾ (المائدۃ: ۱۱۹)

آسمان سے کامیابی کی بشارتیں مل رہی ہیں۔ اوّل سے لے کر آخر تک یہ سب پیارے ہی پیارے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے والوں پر رنگ چڑھا کس کا رنگ؟

رنگ چڑھا ہے ان کی پہچان مصطفیٰ ﷺ سے ہوتی ہے جن کا رنگ چڑھا ہے اگر ان میں کوئی نقص ہوا تو پھر جس کے پاس بیٹھے ہیں پھر نقص اس میں سے نکلنا ہے، تم کہتے ہوتے ہو۔

پانی پیئے پُن کے تے مرشد پھڑیے چُن کے

یہ مرشد ہمیں ملا ہے اس طرح کا مرشد ملا ہے:

پیر ملیاں جے پیر نہ جاوے فر او پیر کی کرنا ہو

جس مرشد کولوں ہدایت ناہیں او ہادی کی پھڑنا ہو

سر دِتیاں جے حق راضی ہووے پھر باہو مول نہ ڈرنا ہو

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ۝﴾

(البقرة: ۱۳۸)

رنگ چڑھا ہے کس کا؟ مرشد کا رنگ چڑھا ہے اور تمہیں کس کا رنگ چڑھا ہے؟ کہتے ہیں ہمیں درویشوں کا رنگ چڑھا ہے اس لیے تو سارا دن نشہ میں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں رنگ چڑھا ہے ایک پیالہ بھنگ کا پی لیں تو پھر بات چاہے سر کے اوپر سے گزر جائے کوئی پتہ نہیں چلتا، یہ مرشد ہے وہ مرشد بھی بے مثال ہے اور اس مرشد ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے والے بھی بے مثال ہیں کیا ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے؟ جس کے بارے میں کوئی انگشت اٹھا سکے یہ وہ ہیں۔

جن کے بارے میں فرمایا: "لَا تَمَسُّ النَّارَ مَنْ رَاٰنِیْ" جنہوں نے مجھے دیکھ لیا ان پر دوزخ حرام ہے۔ اوّل سے لے کر آخر تک سارے ہی جنتی ہیں اب ذرا بات سمجھو! یہ سارے ہی جنتی ہیں یہ سارے ہی شان والے ہیں یہ سارے ہی آن والے ہیں یہ بڑے مقام اور مرتبہ والے ہیں مگر ان میں چودہ سو وہ ہیں جو ان میں سے اعلیٰ ہیں چودہ سو وہ ہیں، یہ سارے ہی شان والے ہیں، یہ سارے ہی آن والے ہیں مگر چودہ سو وہ ہیں یہ ہاتھ نبی پاک ﷺ کا ہے اور یہ ہاتھ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہیں اور ان ہاتھوں کے اوپر ہاتھ اللہ کریم کا ہے۔ "اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ" اے میرے پیغمبر جو اس درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ کر

آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر رہے ہیں، سمجھ لیں یہ میں رب کی بیعت کر رہے ہیں، جن کے ہاتھوں کے نیچے مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ ہو اور جن کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کریم کا ہاتھ ہو، وہ کیسے خوش نصیب ہیں؟ پھر اللہ کریم ان کے بارے میں فرمائیں:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح: ۱۸)

یہ چودہ سو اللہ کریم کے نزدیک بڑی شان، بڑی عظمت، رفعت اور بلندی کے مالک ہیں۔ وہ کیوں نہ خوش نصیب ہوں؟ جن کو ایسا مرشد ملا ہے آپ ﷺ نے ہر کسی کو سینہ سے لگایا اور قریب ہو گئے۔ چاروں اطراف صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں وہ کیسا منظر ہو گا؟ محبت بھری نگاہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر پڑ جائے اور رب کریم فرمائیں جاؤ جس نے ایمان سے مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ لیا میں نے اس کے لیے جنت واجب کر دی ہے یہاں نقشہ کیا ہے؟ آپ ﷺ وضو کرنے لگے ہیں۔ مقام حدیبیہ پر آپ ﷺ وضو کرنے لگے ہیں ایک صحابی نے لوٹا پکڑا ہے یہ مرشد ہے یہ پیر ہے آپ جب تھوکنے لگتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم فرمائیں آقا ہمارے ہاتھوں پر کلی کریں۔ آپ ﷺ حجامت کروائیں تو صحابہ فرمائیں حضور ﷺ اپنے بال ہمیں دیں، صحابہ آپ کے لب کو ترس رہے ہیں، آپ ﷺ کے بالوں کو ترس رہے ہیں۔ وہ بال کیسے تھے؟ فرماتے ہیں:

کیا او زلفاں عظمت بھریاں حد حساب نہ کائی
وقت حجامت جد کتراون والی رسول الٰہی
وال مبارک منگن والے بہت سوالی آون
تے وال تبرک سرور عالم اے کر تقسیم ونڈاون
او تھوڑے بہتے ہتھ جنہاں نوں اے آون نال نصیباں
اے شوکوں حمد الٰہی بولن اساں دولت ملی غریباں

انہوں نے مرشد کو ماننے کا طریقہ بتایا ہے کہ اس طرح مانتے ہیں، جن کو اپنا رہبر مان لیا جائے پھر ان کے قدم پر قدم رکھنے پڑتے ہیں پھر مرضی اپنی نہیں کرتے پھر مرشد کے اشارہ پر جان بھی حاضر کرنی پڑتی ہے۔ آپ ﷺ وضو کرنے لگے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے لوٹا پکڑا ہے اس کے بعد ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ نیچے کیا ہے دوسرے نے اس کے نیچے ہاتھ کیا ہے، تیسرے نے اس کے نیچے کیا ہے یہ تمام ایک دوسرے کے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھتے ہیں پانی کا قطرہ زمین تک نہیں پہنچتا یہ اپنے ہاتھوں پر مل لیتے ہیں۔

جن کو پانی مل گیا ان کو تو مل گیا اور جن کو نہیں ملا وہ پاس کھڑے ترس رہے ہیں۔ جن کو پانی میسر آیا ان کو تو آیا اور جن کو پانی نہ ملا وہ دوسروں سے کہتے ہیں اپنے گیلے ہاتھوں سے ہمیں بھی ہاتھ لگا لینے دو۔ ہمارا ایمان ہے اگر نبی پاک ﷺ کے وضو کا پانی جسم سے لگ گیا تو اللہ کریم دوزخ کی آگ حرام کر دیں گے۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے جب آنکھوں سے یہ نقشہ دیکھا اس سے پہلے یہ بات کہنے لگا کہ آپ ﷺ کے ساتھ یہ جو چودہ سو داڑھی والے ہیں ان پر آپ ﷺ اعتماد نہ کریں۔ داڑھی والوں نے کبھی میدان نہیں جیتے۔ یہ داڑھی والے صرف تسبیح پھیر سکتے ہیں ساتھ اس طرح اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے چہرہ کی طرف کر کے بات کرتا ہے۔ جب یہ مقام حدیبیہ پر اس طرح بات کرتا ہے، سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پاس کھڑے تھے۔ انہوں نے پیچھے سے تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمانے لگے اپنا ہاتھ پیچھے کرو تمہیں پتہ نہیں پیغمبر ﷺ کے چہرہ کی طرف ہاتھ کرنا پیغمبر علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی باتیں سن کر فرمایا حضور ﷺ اگر مجھے بھی موقع مل جائے تو میں بھی بات کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کرو، ان کی بات کا کسی نے پنجابی میں ترجمہ کیا ہے۔ عروہ بن مسعود ثقفی سے فرماتے ہیں کہتے ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ نہ چل سکے غصبوں آکھیا دور ہو خام بیلی
او ساڈی جان امام سرکار عالمؐ توں کی سمجھیا دین اسلام بیلی

او کنڈا اجے اِک نبیؐ نوں چُب جاوے تے کرن سیس قربان غلام بیلی

او سانوں مسجداں وچ کی ویکھنا ایں ویکھیں جنگ اندر توم تام بیلی

فرمایا ان داڑھی والوں میں اللہ کریم نے روحانی طاقتیں اور قوتیں رکھی ہیں تم نہیں جانتے یہ داڑھی تو چہرہ کا سنگھار ہے چہرہ کی خوبصورتی ہے اس سے چہرہ پیارا لگتا ہے جب رب چہرہ کی طرف دیکھے اور چہرہ پیغمبر ﷺ کے چہرہ سے ملتا جلتا ہوا۔

تو رب نے بھی کہہ دینا ہے، جاؤ میں نے تمہارے گناہ معاف کیے، جب عروہ نے اپنی آنکھوں سے یہ سین دیکھا واپس مکہ گیا کہنے لگا تم بڑے بہادر بنے پھرتے ہو یہ کام نہ کرنا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔

کہے عروہ ثقفی قریشاں نوں جا کے

میں شاہاں دے شاہی درباراں نوں ڈٹھا

او دنیا وچ ایسی مثال ای نئیں ملدی

جیویں میں نبیؐ دے یاراں نوں ڈٹھا

جو پیغمبر ﷺ کے وضو کا قطرہ زمین پر نہیں گرنے دیتے کسی میں طاقت ہے؟ جو اُن کی طرف گندی نگاہ سے دیکھ سکے۔ یہ چودہ سو سب سے افضل ہیں۔ مگر ان چودہ سو میں سے وہ تین سو تیرہ افضل ہیں۔ بخاری کے حوالہ سے بات ہے یہ تین سو تیرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی جن کے بارے میں جناب جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا حضرت جی یہ جو تین سو تیرہ آپ ﷺ کے ساتھ میدان بدر میں لڑے ہیں ان کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں روئے زمین پر جہاں جہاں بھی کوئی اسلام کا نام لیوا ہے وہ ان تیرہ سو کا مقابلہ نہیں کرسکتا، جناب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ بتا کر آؤ جس طرح یہ تین سو تیرہ تمام ساتھیوں میں سے کائنات سے اعلیٰ ہیں، جو ملائکہ بدر میں آئے ہیں وہ سات آسمانوں کے فرشتوں سے اعلیٰ ہیں۔ ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور ان کا عرش پر کوئی نہیں مقابلہ کرسکتا۔ کوئی کیسے کرسکتا ہے؟

مشکل وقت آیا، یہ مشکل ہے پھر اپنے غوث کو آواز دی، جب مشکل آئی پھر غوث کو آواز دی:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۝﴾ (الانفال: ۹)

ایک ہزار فرشتوں کا لشکر آ گیا، ابھی اور چاہیے:

﴿اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۲۴)

ابھی بھی تھوڑے ہیں:

﴿بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۲۵)

یونیفارم پہنا کر، کیٹیاں لگا کر اور کیٹیوں کے نمبر لگا کر ملائکہ اتارے جا رہے ہیں بدر کے مقام پر پانچ ہزار ملائکہ نازل ہو گئے پھر ان کو بھیج کر یہ نہیں فرمایا کہ تم جاؤ بلکہ آگے فرمایا میں آتا ہوں تم جاؤ میں پیچھے ہوں۔ تم جاؤ میں بھی ساتھ ہوں۔

﴿اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۝﴾ (الانفال: ۱۲)

جس ہاتھ میں تلوار پکڑی ہے اس سے گردنیں اتار دو۔ میرے پیغمبر ﷺ کے سامنے میرے پیغمبر ﷺ کا کوئی باغی زندہ رہ جائے میں یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا، میدان صاف ہوا یہ تین سو تیرہ شان والے، عظمت والے، رب کریم کے دربار میں بڑی عزت والے مگر ان تین سو تیرہ میں پھر ایک جماعت ہے۔

عشرہ مبشرہ ایک جماعت ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، کیوں جی ہم نے کسی

میں کوئی فرق رکھا ہے؟ کبھی فرق رکھنا بھی نہیں ہم کہیں گے۔

جندا پنج تن نال پیار نئیں او دے کلمے دا اعتبار نئیں

کل پانچ ہیں، حضور ﷺ ہیں، فاطمہ ہیں، سیّدنا علی ہیں، سیّدنا حسن ہیں اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہم ہیں، ان پانچ میں سے کسی کا بھی کوئی انکار نہیں کرتا، اگر ذرا اس طرح بدل کر کہہ لیں تو دوسرے صحابہ بھی اس میں آ جائیں۔ جو حضور ﷺ کے دل کے ٹکڑے ہیں۔

جندا پنج تن نال پیار نئیں او دے کلمے دا اعتبار نئیں

او جیڑا منکر ہے چوں یاراں دا او جنت دا حق دار نئیں

کوئی میری بات پر او بجکشن تو لگائے، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات ایک ہے میں کسی پر کیوں کیچڑ اُچھالوں۔ مجھے جو کچھ مرضی کہو میں برداشت کرلوں گا اگر نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بات کی تو نہ برداشت اللہ کریم نے کرنی ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے کرنی ہے۔

انہوں نے ایک بار کہا تھا۔ ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح یہ بے وقوف ایمان لائے ہیں۔تو کیا اللہ کریم نے برداشت کیا؟ فرمایا:

﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ﴾

دنیا کی عقل، دنیا کی فہم وفراست، دنیا کی عقل ودانش، دنیا کی بصیرت، دنیا کی بصارت، دنیا کی صلاحیتیں، دنیا کی خوبیاں ساری اکٹھی کر لی جائیں تو وہ محمد ﷺ کے دیوانوں کے جوتوں میں سے مل سکتی ہیں انہوں نے اللہ کریم کو فقیر کہا اور کئی قسم کی اللہ کریم باتیں برداشت کرتے رہے مگر جب نبی پاک ﷺ کے یاروں کے بارے میں بات ہوئی تو برداشت نہ کیا۔

جب بارات جائے لڑکا دلہا ہو جب وہاں جا کر بارات بیٹھتی ہے دلہا کے ساتھ اس کے دوست یار بھی ہوتے ہیں۔ وہاں لڑکے کے یاروں میں سے کسی یار کی توہین ہو جائے تو ایمان داری سے بتاؤ اگر لڑکا غیرت والا ہو کسی خاندان کا ہو تو کیا پھر وہاں بیٹھے گا؟ وہ نکاح کروائے

گا؟ اگر خاندانی ہوا تو وہ کہے گا میں نے تو یہاں روز ہی آنا تھا مگر میں اپنے یار کی توہین برداشت نہیں کرسکتا وہ بغیر نکاح کے وہاں سے اٹھ کر آ جائے گا۔

رب کریم نے فرمایا: میرے بارے میں جو کچھ بھی کہو میں برداشت کروں گا مگر اپنے محبوب ﷺ کے یاروں کی توہین میں برداشت نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد فوراً جواب آیا، آسمان سے سرٹیفکیٹ جاری ہو رہے ہیں، اسناد مل رہی ہیں۔ اسناد تقسیم ہو رہی ہیں۔ سیّدنا ابوبکر بھی جنتی ہیں سیّدنا عمر بھی جنتی ہیں سیّدنا عثمان بھی جنتی ہیں سیّدنا علی بھی جنتی ہیں، سیّدنا طلحہ بھی جنتی ہیں سیّدنا زبیر بھی جنتی ہیں سیّدنا سعد بھی جنتی ہیں سیّدنا سعید بھی جنتی ہیں سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف بھی جنتی ہیں سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم بھی جنتی ہیں۔ دس کے دس جن کو جنت کے ٹکٹ جاری ہو چکے ہیں اور یہ دس کے دس ہی بڑی شان والے ہیں۔ ان دس میں سے انتخاب کریں گے تو چار ہوں گے، یہ چار ہیں۔

ہیں کرنیں اک ہی مشعل کی ابوبکر عمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم
بامرتبہ ہیں یارانہ نبی ﷺ ہے فرق ضرور ان چاروں میں

اپنا اپنا مقام ہے۔ یہ مقام اوپر سے ملتا ہے شان اوپر سے ملتا ہے۔ میرے کہنے سے اور تمہارے کہنے سے کسی کے کم کرنے سے شان کم نہیں ہوتی اور کسی کے شان بڑھانے سے شان بڑھتا نہیں، جب اوپر والا شان دے، اوپر والا مقام دے اور گھرانے اس کی بات ہو، پیار دیکھو آگے نماز پڑھانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پیچھے مقتدی سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ حیدر کرار ہیں۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوتِ پروردگار
لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

وہ پیچھے کھڑے ہیں۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اسٹیج پر کھڑے بات کر رہے ہیں۔ "مَنْ اَشْجَعُ النَّاسِ" بتاؤ سب سے بہادر کون ہے؟ سب سے زیادہ قوت والا کون ہے؟ سب سے زیادہ دلیر کون ہے؟ سامعین میں سے کسی نے کہا جناب آپ ہو، فرماتے ہیں نہیں

"اَشْجَعُ النَّاسِ اَبُوْبَکْرٍ" سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ جری سب سے زیادہ دل گردہ والا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا، ہم نے آزمایا جب کسی نے کہا میدانِ بدر میں کون پہرہ دے گا؟ سب کو پیشکش کی گئی اور سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میدان کارزار میں جاؤ اور میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیتا ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی نگاہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیوں جی درمیان میں خلا نہیں، درمیان میں دوری نہیں، اسی لیے کہتا تھا۔

صدیقؓ عکس حسن کمال محمدؐ است
فاروقؓ ظل جاہ جلال محمدؐ است
عثمانؓ ضیائے شمع اے جمال محمدؐ است
حیدر بہار باغ اے خصالِ محمدؐ است
ایمانِ ماثبات ہے خلفائے راشدین
اسلام ماہ محبت اے آل محمدؐ است

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکلے ہیں ساتھ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ تھے سامنے دیکھا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کھیل رہے ہیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اٹھا لیا سینہ سے لگا لیا اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں علی رضی اللہ عنہ بیٹا تو تمہارا ہے مگر شکل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے یہ پیار کی باتیں ہیں یہ ایک محبت کی بات ہو رہی ہے فرماتے ہیں علی بیٹا تو تمہارا ہے مگر شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے، ساتھ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ان دونوں بھائیوں کو ایک جگہ پر کھڑا کیا جائے تو کوئی آدمی آ کر ان کو دیکھے یہ دونوں بھائی اکٹھے کھڑے ہو جائیں تو دونوں کو دیکھنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نظر آتی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔

کوئی ہے جو ان کی شان میں گستاخی کرے؟ کوئی ایسا لفظ کہے؟ میرے بھائیو! اس طرح نہیں میرے تیرے کا جھگڑا نہیں کرتے کہ یہ ہمارا ہے وہ ہمارا ہے۔ نہ سب ہی ہمارے

ہیں میں عیب کس میں سے نکالوں؟ جو پیغمبر ﷺ کی بیویاں ہیں وہ میری مائیں ہیں ماں کے قدموں کے تلے جنت ہے چاہے پاؤں کا جوتا ٹوٹا ہے اس جسمانی ماں کے قدموں کے تلے جنت ہے تو پھر میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیا کہوں؟ جن کے تذکرے عرش پر ہوتے ہیں، یہ پیغمبر ﷺ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں اور ماؤں کے بارے میں کوئی لب کشائی نہیں کرسکتا اور یہ رسول اللہ ﷺ کی تیئس سال کی کمائی ہے۔ یہ محنت ہے آپ ﷺ نے سب کو اکٹھا کیا ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا خون اور پسینہ ہے آپ ﷺ نے یہ فوج تیار کی ہے پھر ان پر ناز اور فخر ہے ان سب پر رسول اللہ ﷺ کو بڑا مان ہے پھر اللہ کریم سے پوچھو یہ انتخاب اوپر سے ہو رہا ہے۔

تفسیر قمی کے حوالہ سے بات ہے۔ حوالہ غلط ہو ہاتھ دونوں کھڑے کر دیتا ہوں دونوں ہاتھ کاٹ دو اگر حوالہ صحیح ہو تو پھر مانو۔ جب عزتیں سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی اللہ کریم کریں جب عزتیں سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم ﷺ کریں اور کائنات کے اندر اللہ کریم ان کے درجات بڑھائے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کائنات میں مقام صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے پھر کسی کے شان کم کرنے سے شان کم ہوسکتی ہے؟

﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ٥﴾ (التحریم: ۳)

آپ ﷺ نے اپنے بیوی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جو حفصہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ یہ نبی پاک ﷺ کی بیوی ہیں فرمایا میں ایک بات تم سے کر رہا ہوں میری زندگی کے بعد خلافت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہوگی اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت تمہارے باپ کی ہوگی، فیصلے اوپر سے ہو گئے ہیں راز کھل گیا بات منظر عام پر آ گئی اب بیوی پوچھتی ہے: "مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا" یہ آپ ﷺ کو کس نے بتایا؟ یہ خبر آپ ﷺ کو کس نے دی؟ یہ فیصلہ آپ کا ہے یا یہ فیصلہ اوپر سے ہوا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ"

اوپر سے فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہ چار ہیں اور ان چار میں سے پہلا نمبر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اس طرح نہ کہو کہ!

دما دم مست قلندر علیؓ کا پہلا نمبر

پہلے آنے سے شان بڑھتی نہیں اور بعد میں آنے سے شان کم نہیں ہوتی مجھ سے پہلے کئی علمائے اکرام نے تقاریر کی ہیں، کیا میں ان سے کم ہوں؟ اگر بعد میں آنے سے شان کم ہوتی تو پہلے آنے سے شان بڑھتی ہوتی تو آمنہ کے لال علیہ السلام بعد میں آ کر کائنات کے امام نہ بنتے کوئی بات سمجھ میں آئی ہے؟

کاش کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

اس لیے سب ہی افضل ہیں۔ یہ چاروں ہی افضل ہیں، مگر چار میں سے ایک زیادہ افضل ہے، کسی نے کہا تھا:

ہزاروں یوں تو پروانے ہیں دربارِ رسالتؐ کے
ادا سب نے کیے جتنے فرائض تھے رفاقت کے
مگر اِک جانثار باوفا جو ہویا حقیقت کا
ستونِ اولین کہتے ہیں سب جس کو خلافت کا
رفیقوں میں نبیؐ کے بس اس کا رتبہ بالا تھا
رضائے حق میں سر اپنا اس کو جھکانا آتا تھا

جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی فرمائیں میں سب کے احسانات کا بدلہ دے چکا مگر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہے، جس کے احسانات کا بدلہ میں نہیں دے سکتا۔ قیامت کے دن اللہ کریم اپنے خزائن میں سے صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا کریں گے بات یہ ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رب مقروض ہے، وہ قرض قیامت کو اللہ کریم اپنے خزائن میں سے اتارے گا۔

اس لیے ذرا اندازہ کرو وہ کونسی ہستی ہیں؟ جس شخصیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی

میں ہی مصلیٰ کا وراث بنا دیا ہے۔

میں جب پہلی بار حج کرنے گیا تو وہاں کوئی پنجابی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کیسی بات کہی؟ میں بھی پاس تھا مجھے مخاطب کر کے کہتا ہے مولوی صاحب جو نبی پاک ﷺ کے یاروں کی شان میں گستاخی کریندے ہیں اگر ان میں مَیں ہوتی تو رب کریم ان کو روضہ سے باہر کیوں نہ نکالتا؟ دیکھو کیسی اس نے سمجھ داری کی بات کی ہے، اس لیے میں کہتا ہوں:

بن یار نبی دے یاراں دا
او تو بھی بن یار نبیؐ دیاں یاراں دا
او شک ہووے تے چل مدینے
ویکھ سنجوق مزاراں دا

یہاں یہ ہے:

کتنا بلند مقام پایا صدیقؓ نے
بستر نبی دے کول لگایا صدیقؓ نے
رفیقوں میں نبیؐ کے بس اس کا رتبہ بالا تھا
رضائے حق میں سر اپنا جھکانا اس کو آتا تھا
ہوئی حب رسول اللہ کی کچھ ایسی سرشاری
نہ تھا پیشِ نظر کچھ بھی مگر فکرِ وفاداری

بخاری نکال کر دیکھو کہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاتے ہوں اور مشرکین کہیں اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں تو ہم جانتے ہیں مگر یہ ساتھ کون ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذہانت، بصیرت اور بصارت پر قربان جاؤں۔ یہاں علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے وضاحت کر کے واضح کیا کہ کائنات کی ساری عقلیں ایک طرف ہو جائیں تو صدیق رضی اللہ عنہ کی عقل کا مقابلہ نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ آگے کون ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ وہ ہستی ہیں جو مجھے راستہ دکھا رہی ہیں۔ انہوں نے سمجھا شاید یہ کہیں تجارت کے کام پر

جا رہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اصل میں یہ بتایا کہ اے پاگلو یہ تو وہ ہستی ہے، جو مجھے جنت کے راستہ پر ڈال رہی ہے۔

ہوئی حُب رسول اللہؐ کی کچھ ایسی سرشاری
نہ تھا پیش نظر کچھ بھی مگر فکر وفاداری
شفیق ایسا کہ اہل بیت کا غم خوار کہلایا
اور رفیق ایسا کہ دنیا بھر میں یارِ غار کہلایا

قیامت آ جائے گی۔ تین شخصیات اس روضہ میں آرام کر رہی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح ہم تینوں کو دیکھتے ہو۔ قیامت آئے گی۔ "ذٰلِكَ نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" قیامت کو ہم پھر اٹھائے جائیں گے اور اکٹھے ہوں گے، اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک دامن شخصیات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



واقعہ کربلا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ﴾ (آل عمران : ۱۷۲)

دینِ اسلام ایک ایسا کامل مکمل اور اکمل دین ہے جس میں کسی انسان کو افراط اور تفریط کرنے کی اجازت نہیں، دین اسلام میں غلو کرنے کا کوئی انسان مجاز نہیں، افراط اور تفریط جن لوگوں نے کیا، یہ افراط اور تفریط ہی ان لوگوں کے لیے ہلاکت کا باعث بنا، افراط اور تفریط موجب تباہی اور بربادی ہیں، افراط کا معنی کسی شخص سے اس قدر عقیدت کرنی، اس قدر محبت کرنی کہ محبت کرتے کرتے حد سے تجاوز کر جانا اور تفریط کا معنی کسی انسان سے اس قدر عداوت رکھنی اس قدر دشمنی رکھنی اور اس قدر اس سے بغض رکھنا کہ اس کو دائرہ اسلام سے خارج کر دینا، اس لیے اسلام نہ افراط کی اجازت دیتا ہے اور نہ تفریط کی اجازت دیتا ہے۔

سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو گروہ اور دو جماعتیں میرے بارے میں افراط اور تفریط کر کے تباہ ہو گئیں دو گروہ میرے بارے میں حد سے بڑھ کر اور حد سے پیچھے ہٹ کر ہلاک ہو گئے۔

ایک گروہ رافضیوں کا جنہوں نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو اس قدر بڑھایا اس قدر عقیدت کا اظہار کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خدا کا درجہ دے کر یہ نظریات قائم کیے کہ علی رضی اللہ عنہ کے اندر خدا نے حلول کیا ہے گویا کہ ظاہری طور پر شکل علی رضی اللہ عنہ کی ہے اور درحقیقت یہ خدا ہے، یہ لوگ رافضی ہیں اور دوسرا گروہ خارجیوں کا ہے جنہوں نے اس قدر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا کہ اس بغض کی بنا پر جہنم کا ایندھن بن گئے۔

اس امت کو اللہ پاک نے نہ افراط کی اجازت دی ہے اور نہ تفریط کی اجازت دی ہے۔
فرمایا: "خَيْرُ الْأُمُوْرِ اَوْسَطُهَا" یہ اعتدال کی راہ، درمیانی روش، درمیانہ راستہ اور اس امت کا نام ہی یہ رکھا گیا "اُمَّةٌ مُّقْتَصِد" یہ امت ایسی ہے جو درمیانی راہ اختیار کرتی ہے، یہ نہ حد سے تجاوز کرتی ہے نہ حد سے پیچھے رہتی ہے اور یہ درمیانی روش اختیار کرنے والی امت کی اللہ کریم نے اس انداز سے تعریف کی کہ:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًاؕ﴾ (البقرة: ۱۴۳)

تم درمیانی امت ہو، اس کا معنی یہ نہیں کہ تم سے بعد بھی کوئی لوگ آئیں گے بلکہ یعنی تمہارا طریقہ کار، تمہارا طرز زندگی، تمہارا انداز فکر ایک ایسا ہے جو نہ حد سے تجاوز کرتا ہے اور نہ حد سے پیچھے ہٹتا ہے۔

اس لیے موجودہ دور میں لوگ نہ افراط کو سمجھتے ہیں اور نہ تفریط کو سمجھتے ہیں۔ خاص طور پر ایک ایسا واقعہ جس کو سنایا جاتا ہے اور جس کو سنا جاتا ہے جس میں سچائی بہت کم ہے اور اس کو ایک داستان بنا کر صرف دل کو خوش کرنے کے لیے ماسوائے اس میں حقیقت کچھ بھی نہیں، اگر تم مناسب سمجھو تو اصل واقعہ حقیقت کی روشنی میں حقائق کی روشنی میں تمہارے گوش گزار کروں اس انداز میں کروں کہ تمہیں پوری بقایا زندگی میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہو اور اس طرح ذہن نشین ہو جائے کہ جس طرح بہت پہلے واقعہ تمہارے اذہان میں اَزبر ہو چکا تھا۔

درحقیقت یہ واقعہ کربلا قرآن میں سے نہیں ملتا کیونکہ قرآن مکمل ہو چکا ہے جس قدر احادیث کا ذخیرہ ہے اس میں سے بھی یہ واقعہ نہیں ملتا کیونکہ رسول عربی ﷺ کی حدیث زبان سے قولی اور فعلی مکمل ہو چکی ہے کچھ ایسے شواہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے ملیں گے۔
مناصب، مہاسم، فضائل، خصائل جو اہل بیت کے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں، رسول کریم ﷺ نے اپنی زبان سے امت مسلمہ کو بتائے اور اس انداز سے رغبت دلائی فرمایا:

"تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَمْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ ."

اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو اپنے لیے حرزِ جان بناؤ گے اپنے دل میں ان کو جگہ دو گے اور ان کی عزت وتوقیر کرتے رہو گے یقیناً تم دنیا میں کامیاب اور کامران رہو گے، وہ کونسی دو چیزیں ہیں؟ فرمایا:

"كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ ."

ایک اللہ کی کتاب ہے اور ایک میری اہل بیت ہے۔

جس طرح تم قرآن کی عزت وتکریم کرتے ہو اسی طرح تم میرے بعد میرے اہل بیت کی بھی عزت کرنا۔

اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل بیت کی عزت کرتے کرتے ان کو بڑھا کر کسی ایسے مقام پر پہنچا دو کہ جوان کی شایانِ شان نہیں، آیئے یہ واقعہ کیسے ہوا؟

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سنہ ۶۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۶۰ ہجری میں وہ فوت ہو گئے۔ علاقہ شام کے وہ گورنر تھے اور ان کی حکمرانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے فرمایا کہ یہ ہادی بھی ہے اور مہدی بھی ہے خود بھی ہدایت یافتہ ہے اور لوگوں کو اس شخصیت کی وجہ سے راہ راست ملے گا۔ اس لیے یہ ہادی بھی ہے اور مہدی بھی ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو ولی عہد نامزد کر دیا ہے جس کا نام یزید ہے یہ اپنے طور پر ولی عہد نامزد کیا ہے یا صحابہ رضی اللہ عنہم کا مشورہ لیا ہے؟ تمہارا ذہن یقیناً اس طرف جائے گا کہ یہ پھر خلافت نہیں، ملوکیت ہے، اسلام اجازت نہیں دیتا کہ باپ اپنی زندگی میں اپنی مسند پر اپنے بیٹے کو بٹھائے۔ لیکن یہ کیوں ہوا؟ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو ولی عہد بنانے کے حق میں نہیں تھے لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ کے بعد اس کو نامزد کیا ہے اس لیے قطعاً یہ ذہن نہ بنے اور دوسری بات یزید نعوذ باللہ غلط تھا شرابی تھا، اس میں بہت

عیب تھے اس میں سے ایک بات بھی صحیح نہیں، سب کی سب جھوٹی باتیں ہیں، جو اس کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

٦٠ ہجری میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو جانے کے بعد باپ کے پروگرام کے مطابق مسند اقتدار پر بیٹا بیٹھ گیا ہے، اس وقت بڑے بڑے عادل صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں، بڑے بڑے عظیم الشان صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ میں بھی ہیں اور مدینہ میں بھی موجود ہیں۔ حالانکہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ نہیں دیا کہ یزید سے بہتر تمہارے بیٹے سے افضل تمہارے بیٹے سے قابل ترین فلاں آدمی ہے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ اس کو ولی عہد نامزد کیوں نہیں کرتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے کے مطابق نامزدگی ہوئی وہ فوت ہوئے باپ کے بعد یہ مسند اقتدار پر فائز ہو گئے اب بیعت کا سلسلہ شروع ہونا ہے۔ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک گورنر ہے۔ جس کا نام ولید بن عتبہ بن ابی سفیان ہے۔ یہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سگا بھتیجا ہے۔ یزید کا چچا زاد بھائی ہے اور کوفہ میں گورنر سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہے۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے ہی گورنر چلا آ رہا ہے اور عظیم الشان صحابی رسول ہیں اور بصرہ میں گورنر عبید اللہ ابن زیاد ہے۔ یزید نے گورنروں کی طرف پیغامات بھیجے کہ میرے لیے تم ان لوگوں سے بیعت لو، اب چونکہ ممبر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں خانہ خدا ہیں جو میں بات کر رہا ہوں یہ فرشتے نوٹ بھی کر رہے ہیں اور پھر یہ ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے۔ اس لیے جو بات میں نے کرنی ہے، قیامت والے دن اس کا مجھے حساب بھی دینا پڑے گا۔ اگر اس میں میری طرف سے کوئی کمی زیادتی ہو گئی تو اس کی باز پرس بھی مجھ سے ہونی ہے اس لیے میں کوشش کروں گا جو بھی بات کروں وہ حقیقت پر مبنی ہو۔ اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر کسی کو بھی بات کرنے کی اجازت نہیں، ان کا پیغام مدینہ منورہ پہنچا، اب گورنر مدینہ ولید نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے مشورہ کیا، انہوں نے فرمایا نئے امیر کی طرف سے مجھے دمشق سے یعنی شام سے پیغام آیا ہے۔

لہٰذا میرے ہاتھ پر تمہیں ان کی طرف سے بیعت کرنی ہے کسی نے ذرا بھر بھی منہ پر فرق نہیں ڈالا صرف دو شخصیتیں ہیں۔ جنہوں نے انکار کیا ہے۔ پہلا نمبر سیدنا عبداللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہما کا ہے اور دوسرے نواسۂ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جلد بازی نہ کرو، ہمیں مہلت دو، مدینہ دارالامن ہے۔ مدینہ میں رہنے والے اصحاب رسول ﷺ ہیں اور دنیا جہان، ساری کائنات کا ایمان اکٹھا کر لیا جائے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے، نہ صحابہ رضی اللہ عنہم بزدل ہیں کہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے سامنے وہ تقیہ کریں۔ نہ وہ یہ برداشت کرتے ہیں کہ غلط بات کی ہاں سے ہاں ملائیں اور نہ وہ یہ برداشت کرتے ہیں کہ غلط آدمی کو مسند اقتدار پر بٹھایا جائے تمہیں پتہ ہے ساری دنیا سے زیادہ غیرت مند وہ ہیں، جنہوں نے پرورش محمد مصطفیٰ ﷺ کی گود میں پائی ہے۔

رسول عربی ﷺ کی گود میں پرورش پانے والے اور جن پر نبوت کی شعاعیں پڑی ہوں اور جنہوں نے ان ایمان کی آنکھوں سے رخ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت بار بار کی ہو اور بغیر حجاج اور پردہ کے گھٹنوں سے گھٹنے جوڑ کر نبی پاک ﷺ سے قرآن کی تفسیر سیکھی ہو۔ پھر آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھی ہوں، جنہوں نے مکہ اور مدینہ میں قرآن نازل ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، پھر ان کے ایمان میں شبہ تو نہیں ہو سکتا۔

تمام برضا و رغبت راضی ہیں، یہ دو شخصیتیں جن کے متعلق عام طور پر جاہل مولوی نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ننھا شہزادہ حالانکہ بوقت وفات کے ان کی عمر ساٹھ سال ہے، جس معصوم نمانے مولوی کو کہ ان کو ننھا شہزادہ بھی کہا جا سکتا ہے یا نہیں، تم میں سے کسی آدمی کی عمر ساٹھ سال ہو اور اسے میں کہوں، ننھا شہزادہ کیا حال ہے؟ میرا خیال ہے یہ بے وقوفی ہوگی ساٹھ سال کی عمر میں ہے جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے ہیں اور تاریخ درج کرنے والا ان کو ننھا شہزادہ کہتا ہے یہ دونوں شخصیتیں مدینہ منورہ سے کوچ کر کے مکہ پہنچ گئے ہیں۔ مدینہ میں سکون ہے مکہ میں اطمینان ہے مکہ چلے جانے کے بعد تمہیں پتہ ہے۔

کوفہ کے وہ لوگ ہیں عراق کے وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا قیامت تک وہاں سے فتنے اٹھیں گے اور قیامت تک ان لوگوں کو سکون کی زندگی

نصیب نہیں ہو گی اور آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ ﷺ عراق کے لیے دعا کریں، جس میں کوفہ ہے فرمایا میں نہیں دعا کروں گا۔ شام کے لیے دعا مانگی ہے۔ وہاں سے ابدال پیدا ہوں گے۔ یمن کے لیے دعا مانگی ہے وہاں اللہ پاک خیر و برکت کریں گے۔

لیکن عراق اور کوفہ کے لیے رسول عربی ﷺ نے دعا نہیں مانگی قیامت تک وہاں سکون قائم نہیں ہوسکتا، کوفہ کے لوگوں کو پتہ چلا کہ اب ہمارے لیے بہترین اور سنہری موقعہ ہے کوفہ سے رابطہ مکہ کیا، کہا اے نواسہ رسول ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کا وجود ہمارے لیے خیر و برکت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وجود پوری دنیا کے لیے ایک رحمت کا کرشمہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی نشانی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائیں، ہم نے اپنے گورنر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمعہ پڑھنا اور نماز پڑھنا بھی ترک کر دی ہے۔ ہماری آنکھیں نواسہ رسول کو دیکھنے کے لیے ترس گئی ہیں آپ ہمارے شہر میں قدم رکھیں ہم آپ کو اہلاً وسہلاً مرحبا کہیں اور آپ کی تشریف آوری سے کوفہ میں خیر و برکت نازل ہو۔

تمہیں پتہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ بھولے تھے مسلمان آدمی بھولا ہوتا ہے جتنا زیادہ نیک ہوگا اتنا زیادہ بھولا ہوگا۔ یہ اب خطوط کا سلسلہ شروع ہوا حالانکہ ان کو اس قدم پر سوچنا چاہیے تھا کہ یہ وہ کوفہ کے لوگ ہیں جنہوں نے میرے باپ علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی سرزمین پر شہید کیا اور ان کو یہ سوچنا چاہیے تھا یہ کوفہ کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے بڑے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی سرزمین پر شہید کیا۔ اس لیے جن کی ابتدا ہی غلط ہے۔ وہ میرے ساتھ کیسے وفادار ہو سکتے ہیں؟

اس لیے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی جن کا نام محمد بن حنفیہ ہے۔ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پرورش پائی اور محمد نامی علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا بیٹا جن کی ماں حنفیہ ہے۔ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سگے بیٹے ہیں اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں انہوں نے کہا میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام ملحوظ رکھتا ہوں لیکن کوفہ میں جانے کا سوچنا بھی نہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں۔

جو ہمارے باپ کے بھی قاتل ہیں اور ہمارے بھائی کے بھی قاتل ہیں۔ اندازہ فرماؤ جہاں حقیقی بھائی روکے اور پھر سیدہ زینب سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی پھوپھی انہوں نے بھی اور ان کے خاوند نے بھی کہا کہ حسین رضی اللہ عنہ بالکل نہیں جانا، یہ بھی روکنے والے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے انہوں نے بھی فرمایا بالکل نہیں جانا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما انہوں نے بھی فرمایا بالکل نہیں جانا، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ انہوں نے بھی فرمایا کہ میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کوفہ نہیں جانا تم اندازہ فرماؤ یہ آثار نظر آرہے ہیں اور سابقہ بات ان کی دلیل بنتی ہے کہ ان لوگوں کا کردار کس طرح کا ہے؟

بہرکیف جب خطوط کا رابطہ قائم ہوا، انہوں نے آمادگی ظاہر کی، صحابہ رضی اللہ عنہم روکتے رہے، انہوں نے آگے سے فرمایا دیکھو ہزاروں کی تعداد میں خطوط موجود ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا نہ جاؤ انہوں نے فرمایا اچھا حالات کا جائزہ لینے کے لیے پہلے ہم کسی آدمی کو بھیجتے ہیں۔ وہ وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر مجھے آگاہ کرے پھر میں جاؤں گا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیجا، سیدنا علی اور عقیل رضی اللہ عنہما سگے بھائی ہیں، سیّدنا عقیل کے بیٹے مسلم کو تیار کیا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے مسلم تم کوفہ جاؤ وہاں جا کر لوگوں کا جائزہ لے کر فوراً مجھ سے رابطہ قائم کرنا یہ مکہ سے پھر مدینہ گئے، مدینہ سے دو آدمی ساتھ لیے وہ دو آدمی اس راستہ کو جانتے تھے، لیکن جاتے ہوئے راستہ بھول گئے۔ ایک ایسے راستہ کی طرف سے چل نکلے کہ بے آب و گیا جنگل ہے میدان ہے ان کو پیاس لگ گئی، نتیجہ یہ نکلا کہ ان راہ گیروں میں سے ایک راہ گیر آدمی راستہ میں فوت ہو گیا۔

سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے رابطہ کیا کہ ہمارا جانا مناسب معلوم نہیں ہوتا، اس لیے اجازت دیں کہ ہم واپس آجائیں انہوں نے پھر فرمایا واپس نہیں آنا بضد ہو گئے کہ تمہارا وہاں جانا ضروری ہے اس بات پر غور فرماؤ فیصلے تو عرش پر ہوتے ہیں، منصوبے زمین پر بنتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عقل ودانش کو اس لیے عطا کیا ہے کہ انسان سمجھے اور سوچے انسان کو اپنے افعال کا اللہ تعالیٰ نے مختار بنایا ہے یہ کبھی نہ کہو جو تم کام کرتے ہو اور بعد میں کیا

کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کو منظور ہی اسی طرح تھا، اگر کوئی آدمی گاڑی کے نیچے آ کر مر گیا ہے اور تم یہ کہتے ہو، اللہ پاک کو منظور ہی اسی طرح تھا، کوئی گلے میں پھندہ ڈال کر مر گیا ہے تو تم کیا کہتے ہو؟ اللہ پاک کو منظور ہی اسی طرح تھا نہیں اس طرح منظور نہیں تھا اگر منظور اس طرح ہوتا تو اس کا جنازہ جائز ہوتا، اگر کوئی کنویں میں چھلانگ لگا کر مرتا ہے اگر اس کی قسمت میں اس طرح لکھا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکتے اور نہ اِسے حرام کی موت کہتے، اس لیے اللہ پاک نے انسان کو افعال کا مختار بنا دیا ہے کہ انسان اپنے دماغ سے سوچے کہ میں یہ فیصلہ غلط کر رہا ہوں کہ صحیح کر رہا ہوں۔ بہرکیف!

چہ نسبت خاک رب عالم پاک

وہ تو شخصیات ہی بہت بلند و بالا تھیں اللہ تعالیٰ نے جہان کی عقل و دانش ان پر ختم کر دی تھی۔ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کوفہ پہنچ گئے۔ یہاں دو روایات طبری اور البدایہ والنہایہ کی ملتی ہیں کہ اوسجا نامی آدمی کے گھر ٹھہرے ہیں یا مختار نامی آدمی کے گھر ٹھہرے ہیں۔ جب کوفہ والوں نے دیکھا کہ نمائندہ حسین رضی اللہ عنہ مکہ اور مدینہ سے آیا ہے۔

ان لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن یہ غلط ذہن رکھنے والے لوگ تھے۔ زبان میں کچھ تھا اور دل میں کچھ تھا ظاہر کچھ تھا اور باطن کچھ تھا اوپر سے اور تھے اندر سے اور تھے یہ وہ لوگ ہیں جو مدّ قدیم سے دشمن چلے آ رہے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پرورش پائی اور عبداللہ بن سبا کے پالتو ہیں جنہوں نے اسلام کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔

اس اَوسجا نامی شخص کے گھر سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ نے قیام کیا لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی، بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا، وہاں ایک آدمی ہے جس کا نام عبداللہ بن مسلم ہے وہ جا کر گورنر سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ گورنر صاحب آپ کمزور ہیں یا یہاں کی عوام آپ کو کمزور سمجھتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کیسے؟ کہنے لگا ایک آدمی مکہ اور مدینہ سے آ کر بیعت لے رہا ہے اور حکومت آپ کی ہے، بڑی آپ میں کمزوری ہے، سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ایسی کمزوری جس میں اطاعت الٰہی ہو۔ میں اس طاقت سے بہتر سمجھتا ہوں۔ جس میں

اللہ پاک کی نافرمانی ہو جائے۔ حلیم الطبع تھے۔ اس نے سمجھا کہ یہ ایسا کوئی بھی قدم اٹھانے کے لیے تیار نہیں تو اسی عبداللہ بن مسلم نے یزید سے رابطہ قائم کیا، وہ کہاں ہیں؟ دمشق دارالخلافہ ہے شام کا علاقہ ہے یہاں سے وہاں رابطہ قائم ہوا کہ آپ کا گورنر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اتنا نرم مزاج ہے اتنا صوفی ہے اتنا بڑا عابد ہے نہ وہ حکومت کر سکتا ہے نہ حکومت کے اہل ہے۔ عنقریب آپ کو وہ دن دیکھنا پڑے گا جب ناکامی ہو گی۔ اس لیے فوری طور پر اس کے بارے میں سدباب کریں، یزید نے یہ بات سن کر اپنے ایک بہت پرانے غلام جس کا نام سرغوم تھا اسے بلا کر کہا کہ کوفہ میں حکومت کا شیرازہ بکھرتا نظر آ رہا ہے۔

اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تمہارا کیا مشورہ ہے؟ اس نے کہا جناب میرا مشورہ یہ ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو فوراً معطل کریں اور بصرہ کا گورنر جو ابن زیاد ہے اس کو بصرہ کا بھی گورنر اور ساتھ کوفہ کا بھی گورنر بنا دیں۔ یزید اپنے طور پر ابن زیاد کے نہایت خلاف تھا اور اس کو گورنری کے عہدہ سے ہٹانا چاہتا تھا لیکن مجبوراً ان کو یہ کڑوی گولی نگلنی پڑی وہاں سے ہائی کمان کی طرف سے آرڈر ہوا کہ بصرہ کا گورنر ابن زیاد آج کے بعد کوفہ کا بھی گورنر ہے اور ساتھ آرڈر دیا کہ فوری طور پر کوفہ پہنچو اور جا کر حالات کا جائزہ لو، مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نامی آدمی لوگوں سے بیعت لے رہا ہے۔ فوری طور پر اس کی گرفتاری کرو اور میرے پاس اس کو پہنچاؤ۔ یہ آرڈر تھا۔

ابن زیاد کوفہ کی طرف روانہ ہوا اب تمہیں پتہ ہے گورنروں کی ٹھاٹ بھاٹ تو ہوتی ہے لیکن اس نے سر پر ایسی پگڑی باندھی کہ پتہ نہ چلے (مڑاسا) کر لیا۔ راستہ میں چلتے ہوئے دائیں بائیں جس مجلس میں لوگ نظر آئیں ابن زیاد ان کو سلام کرے یہ سلام کرتا اور لوگوں سے سلام لیتا شاہی محل پہنچ گیا وہاں جا کر ابن زیاد نے ایک غلام کو تین ہزار درہم دیے کہ یہ تمہارا خرچہ ہے اور تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ پورے کوفہ میں جاسوسی کر کے یہ پتہ لگانا ہے کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کہاں قیام پذیر ہے؟ پھر فوراً مجھے بتا دینا۔

ابن زیاد اتنا اہل بیت کا دشمن تھا جس کی انتہا نہیں لیکن یزید اتنا اہل بیت کا خیر خواہ تھا

جس کی مثال نہیں ملتی، البدایہ والنہایہ کے حوالہ سے جس وقت یہاں مدینہ منورہ سے کوچ کرنے کا پروگرام بنایا اور کوچ کر کے چلے گئے، مدینہ کے گورنر کے نام یزید نے چھٹی بھیجی ہے یزید نے شام سے مدینہ کے گورنر کے نام چھٹی بھیجی ہے کہ خدارا نواسہ رسول ﷺ کو میری طرف سے یہ پیغام دیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام میرے ایمان کا حصہ ہے۔اس لیے کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں مجھ سے گستاخی ہو جائے۔

اندازہ فرمائیں یہ اس کے نظریات ہیں یہ یزید کے خیالات ہیں کہیں تم اپنے طور پر بدظن نہ ہو جانا، جس طرح عام طور پر تعصب لیتے ہو اور سنتے ہو کہ یہ بات ہے یہ بات ہے نہ وہ تمام باتیں بے مقصد ہیں ان میں سے ایک بھی بات یا یہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، القصہ وہ غلام پہنچ گیا اور اب سارے کوفہ کی جاسوسی کر رہا ہے۔ جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد کے کوفہ آنے کا پتہ چلا تو وہاں سے اٹھے اور ہانی بن عروہ ہے اس کے گھر چلے گئے ہانی بن عروہ کے گھر ابھی چند دن قیام کیا تھا جب اُدھر سے آمد آمد کا سلسلہ شروع ہو رہا تھا۔ یہ غلام جب چلتا چلتا ہانی کے گھر کے دروازہ کے برابر پہنچا ہے تو اس کو پتہ چلا کہ ہانی کے گھر لوگ بیعت کر رہے ہیں اور ہانی ہی اس بیعت کے کروانے کا موجب ہے۔

اس غلام نے فوراً جا کر بتایا اور ساتھ جو کارروائی ہوئی وہ اس کے ذہن نشین کروائی، یہ غلام کہنے لگا بڑے آپ نیک لوگ ہو، اللہ آپ پر راضی ہو گیا ہے اللہ پاک نے تمہارے شہر میں ایک ایسی شخصیت کو بھیج دیا ہے مہربانی کر کے میری بھی مسلم رضی اللہ عنہ سے ملاقات کروائیں اس کی سیّدنا مسلم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ساتھ اس نے ان کی بیعت بھی کر لی، تین ہزار درہم ان کے ہاتھ پر رکھے اور فوراً واپس قصرِ عمارت پہنچا اس نے کہا جناب یہ کارروائی ہے اس وقت ہانی بن عروہ کے گھر مسلم رضی اللہ عنہ موجود ہے۔ ابن زیاد نے کہا فوراً ہانی کو بلا کر لاؤ۔ محمد بن اشرف نامی آدمی وہاں پہنچا اور جا کر کہنے لگا جناب آپ کو گورنر صاحب بلا رہے ہیں ہانی بن عروہ گئے ابن زیاد سرخ آنکھیں نکالتے ہوئے کہنے لگا ہانی وہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا مجھے کیا خبر ہے؟

ابن زیاد نے غلام سے کہا کھڑے ہو کر بتاؤ غلام نے تمام واقعہ سنا دیا۔ یہاں ہانی بن عروہ لاجواب ہو گئے، ابن زیاد کہنے لگا مجھے فوری طور پر یہاں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ چاہیے انہوں نے کہا جناب میں اس معاملہ میں ناکام ہوں۔ ابن زیاد نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی اتنے زور سے ہانی بن عروہ کو ماری کہ ان کا رنگ سرخ ہو گیا اور ساتھ ابن زیاد کہنے لگا چونکہ تم نے گورنر کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر بات کی ہے اس لیے تمہارا قتل کرنا حکومت پر اب حلال ہے۔ ہانی بن عروہ کو اس نے قید کر دیا ان کے قبیلہ کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا ہلہ بول دو، ابن زیاد کے پاس اس وقت قاضی شریح بیٹھا تھا، ابن زیاد نے کہا تم کافی سمجھدار ہو، تم ان لوگوں کو مطمئن کرو، وہ دروازے سے باہر نکلا اور کہا اے لوگو ہانی کی گرفتاری اس لیے ہے کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ گرفتار کر لیا جائے، لہٰذا تم اپنے طور پر مطمئن رہو۔

اب سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہانی بن عروہ کے گھر تھے انہوں نے سمجھا اب آخری وقت ہے۔ اپنے عقیدت مندوں کے سامنے اعلان کیا کہ دیکھو یہ اب آخری مرحلہ ہے۔ تقریباً ان کے سامنے چالیس ہزار عقیدت مند اکٹھے ہوئے۔ ان چالیس ہزار عقیدت مندوں نے قصرِ عمارت کا چاروں اطراف سے گھیراؤ کر لیا، اب جو خاص الخاص آدمی ابن زیاد کے بکنے والے تھے انہوں نے شاہی محل کی دیواروں کے اوپر سے کہا تمہیں شرم نہیں آتی تم ہمارے قبائل کے ہو کر ہم سے لڑنے آئے ہو۔ جب ان کو یہ عار دلائی تو وہ تمام واپس جانا شروع ہو گئے۔ پانچ سو آدمی پیچھے رہ گیا شام ہوئی تو وہ بھی واپس چلے گئے اب اکیلے سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہیں تنہا رہ گئے اب ان کے ساتھ پولیس کا دستہ ہے، محمد بن اشرف ساتھ ہے موقع پر جا کر ان کو گرفتار کیا گیا اور یہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو شاہی محل کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔

راستے میں جاتے جاتے تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ رو پڑے انہوں نے کہا کیا یہ تمہارے ایمان کی علامت ہے؟ کیوں روئے ہو،؟ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس لیے نہیں رویا کہ میری جان نکلنے لگی ہے اور مجھے شہادت ملنے لگی ہے میں تو صرف اس لیے رویا ہوں، جو میں نے کوفہ میں بیٹھ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا ہے کہ آپ

کے عقیدت مندوں کی یہاں انتہا ہے اور آپ کے عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر ہے مجھے رونا اس لیے آیا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو لے کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میرے خط پر کوفہ آرہے ہیں مجھے ڈر آتا ہے کہ کہیں اس معاملہ پر اللہ کریم مجھ سے باز پرس نہ کریں۔ کیونکہ اس قسم کے خونخوار درندے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے میرے رونے کا سبب صرف یہی ہے، چنانچہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا، شاہی محل کی چھت پر لے جا کر سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے لاش بازار میں پھینک دی، صرف اتنا واقعہ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کا ہے، باقی اس کے ساتھ بچوں کا جانا اور اس کے علاوہ دوسرے تیسروں کا جانا یہ سب جھوٹ ہے باقی اس کے آگے پیچھے جو کچھ بیان ہوتا ہے سب خرافات ہے صرف اتنا واقعہ ہے کہ یہ شہید ہوئے۔

اس کے بعد سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط مکہ پہنچا کہ آجائیں۔ اب نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چل پڑے، ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ ہے لوگ احرام باندھ کر منی کو جا رہے ہیں انہوں نے بھی احرام باندھا ہے لیکن یہ کوفہ کی طرف آرہے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے اے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ حکم کریں میں آپ کی سواری کے نیچے لیٹ جاؤں مجھے وہ نقشہ نظر آرہا ہے اے نواسۂ رسول میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر آرہا ہے جس طرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو انہوں نے اہل خانہ کے سامنے ان کی بیوی کے سامنے اور ان کے اہل وعیال کے سامنے شہید کر دیا تھا۔

میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر آرہا ہے۔ وہ وقت بالکل قریب ہے، جب اے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آپ کے اہل خانہ کے سامنے کوفہ میں شہید کر دیا جائے گا اس کے باوجود بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ وہاں سے چل پڑے، اپنے اہل خانہ کو ساتھ لے لیا۔

اب یہاں ایک بات سوچنے والی ہے، ایک بات میں تم سے پوچھتا ہوں کہ جنگ بدر سے لے کر آخری جنگ تک کوئی بھی جنگ تاریخ اسلام نے ایسی نہیں بتائی کہ جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ میں بیٹھے ہوں، مدینہ میں بیٹھے ہوں، اپنے ان شہر کے کم علم علماء اور ان

ذاکرین سے پوچھو اور جو لوگ غلط قصے اور کہانیاں اور داستان بنا کر اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ کربلا اس کو حق و باطل کا معرکہ ذکر کرنے والو ان لوگوں سے پوچھو کہ بدر سے لے کر آخری جنگ تک ایک جنگ ایسی دکھائیں جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ میں بیٹھے رہے ہوں اور مدینہ میں بیٹھے رہے ہوں بلکہ صحابہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور فرمایا جان جائے تو جائے لیکن اسلام پر آنچ نہ آجائے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مکہ میں موجود ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت مدینہ میں موجود ہے۔ اس معرکہ میں اگر وہ حقیقت سمجھتے ہوتے تو پھر اصحاب رسول مکہ اور مدینہ میں کیوں بیٹھے رہے ہیں؟ وہ میدانِ کربلا میں اس جنگ میں شریک کیوں نہیں ہوئے؟ جاؤ تمام اہلیانِ پاکستان سے اس سوال کا جواب پوچھتا ہوں کہ آیا کیا وہ اس کو معرکہ حق نہیں سمجھتے تھے یا ان میں غیرت ایمانی ختم ہو چکی تھی؟ یا وہ لوگ اسلام سے انحراف کر چکے تھے؟ یا ان لوگوں کے دل میں نواسۂ رسول ﷺ کی عقیدت نہیں تھی؟ اصل میں وہ سمجھتے تھے کہ جو فیصلہ نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر تہہ کر چکے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کو کسی قیمت پر رد نہیں کیا جا سکتا۔

دراصل بات یہ ہے نواسۂ رسول ﷺ چل پڑے، چلتے چلتے ایک قادسیہ مقام آتا ہے تقریباً وہاں سے تھوڑا سا آگے سفر کر کے گئے وہاں ہی ایک ارغن یزید نامی آدمی ملا اس نے تمتماتا چہرہ دیکھا نواسۂ رسول ﷺ کا چہرہ چمکتا دیکھا دھمکتا دیکھا۔

دونوں بھائی سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اگر دونوں اکٹھے کھڑے ہوں تو دونوں کو دیکھنے کے بعد ہر کوئی رسول عربی ﷺ کا چہرہ دیکھے اور دونوں بھائیوں کی شکل عین تھی جس طرح محمد مصطفیٰ ﷺ کی شکل وصورت ہوتی ہے۔ اس نے جب چہرہ دیکھا تو ہربل بن یزید نے کہا اے نواسۂ رسول ﷺ میں آپ کے سامنے گزارش کرتا ہوں کہ کوفہ کی سرزمین پر نہ جائیں وہ لوگ جن کی زبانیں آپ کے ساتھ تھیں دل ان کے دوسری طرف تھے وہ لوگ بدل چکے ہیں۔ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس لیے اپنے خاندان کو واپس لے چلیں۔

انہوں نے انہیں قدموں پر کھڑے ہو کر غور کیا واپسی کا ابھی عزم کر رہے تھے سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کے خاندان کے افراد کہنے لگے کہ اے نواسۂ رسول ﷺ آپ چلے جائیں لیکن ہم خود مر جائیں گے یا ہم ماردیں گے اب ہم مسلم رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے پھر یہاں مجبور ہو کر فرمایا کہ تمہارے بعد میری زندگی کیا ہے؟ میرا پھر زندہ رہنا میرے لیے نقصان دہ ہے وہاں سے چل دیے سامنے ابن زیاد کا ہراول دستہ دیکھا جس کو تم کئی کئی ماہ ذکر کرتے ہو اور پھر اس واقعہ پر بڑی بڑی لمبی بحث کرتے ہو صرف یہ واقعہ پون گھنٹے کا ہے۔ اس واقعہ کی ابتداء اور انتہا کے صرف پینتالیس منٹ لگے ہیں۔ جب شروع ہوا ہے جتنا ٹائم خطبہ پر لگتا ہے اتنا ہی اس جنگ میں ٹائم لگا ہے۔ ابن زیاد کا ہراول دستہ آتے دیکھا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا رخ بدلا، سائیڈ سے ہو کر اس طرف گئے جس جگہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہید ہونا منظور تھا۔

کربلا چلے گئے۔ دو سائیڈیں پچھلی جگہ پر ایک ہی سائیڈ ہے جس طرف سے دشمن حملہ کرسکتا ہے وہاں پہنچے ہیں ابن سعد نامی آدمی سے ابن زیاد نے کہا کہ جاؤ اور جا کر ان سے کہو کہ جب تک تم میری بیعت نہیں کرو گے۔ اس وقت تک تمہاری رہائی نہیں ہوسکتی اس جگہ پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تین شرائط پیش کی ہیں اب تم ان تین باتوں پر غور کرو۔ ابن سعد سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ مجھے مکہ واپس جانے دو دوسری بات یہ ہے کہ میری براہ راست بات یزید سے کرواؤ اب تم سمجھو اگر یزید دشمن ہوتا تو پھر دشمن سے کوئی بھی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، فرمایا میری براہ راست یزید سے بات کرواؤ اور تیسری بات مجھے سرحد پر پہنچا دو یہ تینوں شرائط نوٹ کر کے ابن سعد نے ابن زیاد کی خدمت میں بھیجیں تو ابن زیاد نے کہا یہ تینوں ہی نامقبول ہیں، ان تین شرائط میں سے کسی پر بھی غور نہیں کیا جاسکتا جاؤ ان سے کہو صرف ایک ہی شرط ہے میری بیعت پہلے ہوگی اور یزید کی بیعت بعد میں ہوگی۔

جب ابن سعد یہ پیغام لے کر آیا لیکن اس معاملہ میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ابن زیاد نہایت درجہ کا شقی القلب، اہل بیت کا نہایت درجہ کا دشمن اور رسول اکرم ﷺ کے اہل بیت

کے خون کا پیاسا تھا۔ وہ نہیں برداشت کرتا تھا لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی بھی قیمت پر تمہاری بیعت قبول نہیں کی جا سکتی، اسی میدان میں خیمے لگائے ایک دن ہی پانی بند ہونے کا سلسلہ ہے۔ یہ کتنے کتنے دن روتے رہتے ہو کہ پانی بند ہو گیا۔ فلاں نے مشک لائی لیکن انہوں نے مشک پھاڑ دی پھر پانی لینے گئے لیکن انہوں نے پھر تیر مار کر مشک پھاڑ دی۔ سب جھوٹ ہے یہ صرف دسویں تاریخ کا واقعہ ہے اور دسویں تاریخ زوال کا آغاز ہو رہا ہے۔ زوال کا وقت شروع ہو رہا ہے۔ وہ جمعہ والا دن ہے اور محرم کی دسویں تاریخ ہے محرم کی دسویں تاریخ، زوال کا وقت اور جمعہ والا دن ہے۔ یہاں پھر وہ افراد جو آپ رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کے تھے باری باری گئے اور ان کو شہید کرتے چلے گئے آخر پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے پھر اپنی جوانمردی پوری جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت بڑے صبر کا مظاہرہ کیا کہ دائیں بائیں لاشیں پڑی ہوں اور پھر اس قسم کا صبر انسان کرے۔

آخری وقت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے واپس اپنے خیمہ میں آ کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور ان کی ہمشیرہ ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا میری ہمشیرہ میں تمہیں وہ بات کہتا ہوں جو بات نانا جی نے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی تھی وہ بات ذہن نشین کر لیں اور اس بات کو نظر انداز نہ کرنا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چارپائی کے پاس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بٹھا کر فرمایا تھا۔ اے بیٹی عنقریب میں تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جاؤں گا۔ میری روح پرواز ہو جائے گی اے فاطمہ رضی اللہ عنہا میری اور تمہاری جدائی ہو جائے گی لیکن یاد رکھنا میرے جیسا باپ کائنات میں کسی کو نہیں مل سکتا، اے بیٹی تمہارے سر پر ہاتھ رکھنے والا باپ تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جائے گا لیکن یاد رکھنا میری اور تمہاری ملاقات حشر کے میدان میں ہو گی۔ اے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میری بات اور میری وصیت کو اپنے گڑھے باندھ لینا جب میرے جسم سے روح پرواز کر جائے تو تمہاری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے، کوئی ایسی آواز نہ نکلے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس طرح علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کو نبی

پاک ﷺ نے پاس بٹھا کر فرمایا تھا۔ اسی طرح اے زینب رضی اللہ عنہا میں تمہیں بھی یہ بات کہتا ہوں کہ میرے شہید ہو جانے کے بعد تم میں سے کسی کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جس کی وجہ سے کہیں ملائکہ یہ نہ کہیں کہ خاندانِ حسین رضی اللہ عنہ سے صبر نہ ہو سکا۔

یہ ان کی آخری وصیتیں تھیں، میدان میں گئے، آخر کار جو ہونا تھا وہ ہوا۔ شہید کر دیے گئے اور یہ بھی روایات میں موجود ہے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ زمین پر گر پڑے اور جو دوسرا واقعہ ہے کہ ان پر پھر گھوڑے دوڑائے گئے یہ کوئی بات نہیں ان لاشوں کی بے حرمتی کی گئی یہ کوئی بات نہیں، وہ جو عورتیں ساتھ تھیں، نعوذ باللہ من ذالک ان مستورات کی بے حرمتی ہوئی یہ کوئی بات نہیں۔

جس طرح یہ واہیات کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کربلا میں آئیں اور آ کر جھاڑو دیا کہ یہاں میرے بیٹے نے شہید ہونا ہے یہ کوئی بات نہیں، یہ سب جھوٹ ہے اور اس میں رائی برابر بھی سچائی نہیں یہ سب خرافات ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی لاش کی بے حرمتی اس انداز میں ہوئی ہے کہ ان کا یہاں سے سر قلم کر دیا گیا اور سر اتار کر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا ہے جب ابن زیاد کے سامنے سر رکھا گیا ہے اس نے اپنی چھری ان ہونٹوں پر ماری ہے ایک پاس کھڑا ہوا تھا وہ کہنے لگا اے ابن زیاد چھری دور کر لو، اے بد بخت یہ وہ ہونٹ ہیں جہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہونٹ لگتے تھے اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔

ایک دن نبی پاک ﷺ لیٹے ہوئے تھے جس طرح آدمی چت لیٹتا ہے۔ آپ ﷺ بالکل سیدھے لیٹے تھے، آپ ﷺ کے دونوں پاؤں اس طرح تھے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ایک پاؤں نانا جی کی ہتھیلی پر اس طرح تھا اور ایک پاؤں کی ہتھیلی پر پاؤں اس طرح رکھا تھا۔

آپ ﷺ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی دونوں انگلیاں پکڑی ہوئی ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اس طرح آگے کو آ رہے ہیں۔ یہ نانا اور نواسہ کا پیار ہے۔ چلتے چلتے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاؤں نبی پاک ﷺ کے سینہ پر آ گئے۔ وہ سینہ جس سینہ میں قرآن محفوظ ہے۔ اس سینہ پر

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں پاؤں آئے۔ دونوں قدم آنے کے بعد نبی پاک ﷺ نے ان کی دونوں انگلیوں کو کھینچا۔ اپنی طرف جھکایا، جھکا کر پھر اس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا منہ نبی پاک ﷺ کے منہ کے قریب آ گیا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ اپنا منہ کھولو جب انہوں نے منہ کھولا تو پھر نبی پاک ﷺ نے اپنا منہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے منہ کے ساتھ لگایا اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ."

اللہ یہ میرا نواسہ ہے جس طرح مجھے اس سے عقیدت ہے یا اللہ تم بھی حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرو۔

تو اس لیے بے حرمتی میں کوئی شک وشبہ نہیں اس نواسہ رسول ﷺ کے سر کو قلم کر کے پھر یزید کے سامنے بعد میں گیا ہے لیکن ابن زیاد نے بے حرمتی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد ان کا سر بھی اور مستورات کو باعزت طریقہ سے شام میں پہنچایا گیا ہے۔ دمشق جب حالات دیکھے نہ ٹیلی فون ہے نہ کوئی رابطہ ہو سکتا ہے نہ فوری طور پر ان سے ملاقات ہو سکتی ہے لیکن یہاں بڑے دکھ کا اظہا کرتے ہوئے یزید نے کہا تم تباہ ہو جاؤ اے غلط ماں کے بیٹے ابن زیاد تم تباہ ہو جاؤ، یہ الفاظ یزید نے ابن زیاد کے بارے میں کہے اور یزید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہا کاش اے حسین رضی اللہ عنہ اگر تم مجھ تک پہنچتے تو میں یہاں تک نہ پہنچتا۔ یہ میرا اور تمہارا معاملہ تھا لیکن ابن زیاد تباہ ہو جائے جس نے بات یہاں تک پہنچا دی ہے۔

ان میں سے صرف ایک ہے جو باقی بچے ہیں، چونکہ اس واقعہ کا راوی کون ہے؟ اس واقعہ کا جو میں نے بات سنائی ہے اس واقعہ کے راوی محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور باقر رحمہ اللہ زین العابدین کے بیٹے ہیں۔ زین العابدین رحمہ اللہ چوتھے امام ہیں، پہلے امام علی رضی اللہ عنہ ہوئے دوسرے امام حسن ہوئے تیسرے امام حسین رضی اللہ عنہ ہوئے اور چوتھے امام زین العابدین ہیں۔ زین العابدین کے بیٹے محمد باقر رحمہ اللہ ہیں۔ محمد باقر کے بیٹے امام جعفر صادق ہیں، یہ جو امام باقر ہیں ان سے ایک عمار نامی آدمی ہے اس نے کہا کہ اے امام باقر رحمہ اللہ مجھے وہ کربلا کا

واقعہ سنائیں، آپ نے جس طرح اپنے باپ سے سنا ہے، کیونکہ زین العابدین رحمہ اللہ موقع کے گواہ ہیں اور ان کی عمر اس وقت تئیس سال تھی اور یہ خیمہ میں بیمار تھے یہ نہ سمجھنا کہ یہ دودھ پیتے چھوٹے بچے تھے بلکہ ان کی تئیس سال کی عمر ہے اور جب ان کی عمر تئیس سال ہے تو یقیناً پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ سال ہے۔

امام زین العابدین رحمہ اللہ تئیس سال کے ہیں اور خیمہ میں بیمار ہیں ان کا ابن زیاد کو پتہ نہیں چلا جب یہ خیمہ سے باہر نکلے تو ابن زیاد نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ زین العابدین رحمہ اللہ ہے ان کا نام علی ہے اور لقب زین العابدین ہے۔ سجاد بھی ان کا لقب ہے۔ سجاد اس کو کہتے ہیں جو زیادہ سجود کرے اور زین العابدین اسے کہتے ہیں جو بہت زیادہ عبادت کرے۔ زین العابدین رحمہ اللہ یعنی عبادت کرنے والوں کی زینت، زین، زینت، زین العابدین، عبادت گزاروں کی زینت، اتنے عبادت گزار تھے کہ ایک بار نماز پڑھ رہے تھے مسجد کچی تھی ایک طرف سے آگ لگ گئی نماز پڑھتے رہے فارغ ہوئے سلام پھیرا تو کسی نے آکر کہا کہ جناب مسجد کو آگ لگ گئی تھی۔

آپ کو خیال نہیں آیا۔ فرمایا مجھے تو نہیں پتہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا۔ اس لیے ان کو زین العابدین رحمہ اللہ کہا جاتا ہے۔ یہ ان کا لقب ہے۔ سجاد ان کا لقب ہے۔ علی ان کا نام ہے۔ تئیس سال ان کی عمر ہے۔ موقع کے یہ گواہ ہیں اکیلے بچے ہیں جب ابن زیاد نے آرڈر دیا کہ ان کو بھی فوراً مار دو تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کے اوپر گر پڑیں فرمانے لگیں پہلے میں مروں گی، پھر زین العابدین رحمہ اللہ کو کچھ ہوگا۔ اے ابن زیاد تم کیا سمجھتے ہو کہ حسین رضی اللہ عنہ کی نسل ختم ہو جائے گی۔ حسین رضی اللہ عنہ کی نسل قیامت تک جاری رہے گی اور یہ زین العابدین رحمہ اللہ کس کے بطن سے ہیں؟ اس عورت کے بطن سے ہیں جس کو شہر بانو کہتے ہیں زین العابدین رحمہ اللہ یہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور ان کی ماں شہر بانو ہے اور شہر بانو کون تھی؟ وہ ایران کی لونڈی تھی، جو مالِ غنیمت میں آئی اور وہ ایران فتح کس نے کیا؟ وہ ایران سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔

اس لیے ان شیعہ سے کہو کہ اگر تم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عزت نہیں کرتے ہو تو کیا تمہیں ایران میں رہنے کا حق ہے؟ کیوں جی!

نالے راہ چہ اُگنا نالے آنے ٹڈنے

ایران میں رہتے ہو پھر کھاتے بھی وہاں کا ہو لیکن پھر بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عزت نہیں کرتے ہو، اس لیے یہ شہر بانو ایران میں سے مالِ غنیمت میں آئی ہے اور یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مفتوحہ ہے، یہ سیدنا زین العابدین رحمہ اللہ کی والدہ ہے۔ سیدنا زین العابدین تئیس سال کے ہیں وہ موقعہ کے گواہ ہیں اور پھر انہوں نے یہ ساری کی ساری داستان سنائی اور یہ پورا واقعہ سنایا اور اس واقعہ کو بیان کر کے قلم بند کر کے امت مسلمہ تک پہنچایا۔ پھر زین العابدین رحمہ اللہ جب تک شام دمشق میں رہے ہیں تب تک یزید ان کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتا رہا ہے۔

یزید نے اتنا زین العابدین رحمہ اللہ کا ادب واحترام کیا ہے اور پھر ان کو مدینہ کی طرف رخصت کیا ہے ان عورتوں کو بھی رخصت کیا اور کہا اے زین العابدین رحمہ اللہ مدینہ جا کر کسی بھی معاملہ میں کوئی پریشانی ہو تو تم مجھ سے فوراً رابطہ قائم کرنا میں اہل بیت کا خادم ہوں اور ساری زندگی میں اسی طرح خدمت کرتا رہوں گا۔

یہ اصل نچوڑ ہے۔ یہ اصل لب لباب ہے یہ اصل واقعہ ہے، اس واقعہ کا اول آخر کہ چلتے چلتے کوئی راستہ میں ملا، کوئی آتے ملا کوئی روتے ملا کوئی جھاڑو دیتے ملا اور کوئی بچے ساتھ لے کر گیا اور بچے راستہ میں رہ گئے۔ اس واقعہ کو اس واقعہ کی حد تک رکھو اور غلو نہ کرو۔

اللہ کریم فرماتے ہیں جن لوگوں نے صبر کا مظاہرہ کیا۔ "اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ" جن لوگوں نے اللہ کی آواز پر لبیک کہا اور جن لوگوں نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا، اگر اللہ کریم نے بلایا تو حاضر ہو گئے۔ اگر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا تو فرق نہ ڈالا!

﴿اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ﴾

زخم لگے ہیں تو قبول ہیں۔ اگر خاندان مارا گیا ہے تو قبول ہے اگر بڑے بڑے قریبی

شہید ہو گئے ہیں تو فکر نہیں کی، حتی کہ اپنی باری بھی آ گئی۔

﴿مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾

اللہ کریم فرماتے ہیں اس مرحلہ پر جنہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا ہے ان کے لیے میں نے اجرِ عظیم رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ زندگی کے مشکل مراحل میں ہمارے لیے بھی آسانی پیدا فرمائے اور زندگی کے ہر موڑ پر اللہ کریم ہمیں بھی صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



شہدائے اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ o فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ o﴾ (آل عمران: ۱۶۹ - ۱۷۱)

اللہ کریم کی حمد وستائش اور سید الاوّلین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر بے شمار درود وسلام کے بعد محرم جو اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی آج چوبیس تاریخ ہے محرم ان مہینوں میں شامل ہے جن کو عزت اور حرمت والے مہینے قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا ہے۔ اگرچہ آپ نے محرم کے مہینہ میں ہجرت نہیں کی لیکن ہجرت جس ماہ میں ہوئی ہے اس ماہ سے سنہ ہجری کا آغاز نہیں بلکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سنہ ہجری کا آغاز محرم کے مہینہ سے کیا ہے۔ اس ماہ کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ اللہ کریم نے اس ماہ کی دس تاریخ کو ایک بڑے جلیل القدر نبی علیہ السلام کو ساتھیوں سمیت کامیابی سے ہمکنار کر کے اور نبی علیہ السلام کے دشمن کو اسی دریا میں ان کی آنکھوں کے سامنے ڈبو کر مار دیا۔

جس وقت رمضان المبارک کے روزے فرض نہیں تھے۔ اس ماہ کو ہی یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس ماہ کا روزہ فرض تھا۔ رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد اس ماہ کے روزہ کو نفلی قرار دے دیا۔ لیکن ساتھ یہ بات بھی ذکر کی کہ اگر اس ماہ کا ایک نفلی روزہ رکھ لیا جائے اس

ایک روزہ رکھنے کی وجہ سے اللہ پاک پہلے گذشتہ ایک سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔
اسی محرم میں خلیفہ ثانی مرادِ رسول ﷺ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا ہے۔ ذوالحجہ کی چھبیس تاریخ کو بدھ والے دن، مسجد نبوی کے محراب میں صبح کی نماز کے وقت خلیفہ ثانی کو زخمی کیا گیا اور محرم کی پہلی تاریخ کو اتوار والے دن مدینہ طیبہ میں جس جگہ آپ ﷺ دفن تھے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دفن تھے۔ ان اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا۔ محرم کی پہلی تاریخ شہادت کی تاریخ ہے۔

آخری مہینہ ذوالحجہ ہے، ذوالحجہ میں خلیفہ ثالث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ سال کی ابتدا بھی شہادت سے ہے اور سال کی انتہا بھی شہادت سے ہے۔ وہ بڑے ہی خوش نصیب لوگ ہیں۔ جن کو اللہ پاک شہادت کا مرتبہ عطا فرماتے ہیں۔
پھر شہادت باعث غم نہیں بلکہ باعث خوشی ہے۔ شہادت اللہ پاک کی طرف سے ایک ایسا اعزاز ہے جو قسمت والوں کو ملتا ہے اور شہادت ایک ایسا زیور ہے جو کسی قسمت والے کو نصیب ہوتا ہے اگر کسی خوش نصیب کو شہادت مل گئی وہ دنیا میں بھی عزت پاتا ہے اور اگلے جہان میں بھی اس کی کامیابی یقینی ہوگی۔

ایک دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے سامنے میدان کارزار نظر آ رہا ہے آپ ﷺ اپنی زبان سے فرماتے ہیں:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

جلدی کرو دیر نہ کرو کہیں کاہلی اور سستی نہ کر بیٹھنا، پیچھے نہ رہ جانا، رسول اکرم ﷺ کی زبان سے یہ سنا یہ سنتے ہی منہ میں کھجور ڈالی ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کھجور کھا رہا ہے پاؤں میں استقلال ہے ایمان اس قدر مضبوط محکم اور ٹھوس ہے اور جس طرح عقاب دشمن کو شکنجہ میں لیتا ہے اس انداز سے وہ بھی دشمن کو دیکھ کر شکنجہ میں لیتے ہیں ان کا ایمان اتنا مضبوط ہے کہ دنیا

میں اتنا پہاڑ بھی مضبوط نہیں جتنا اصحاب محمد ﷺ کا ایمان مضبوط ہے، جس ایمان کی داد اللہ پاک دیں اور جس ایمان کی تعریفات عرش والا کرے اس میں پھر کمی کونسی رہ گئی؟

اب غور کرو! وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے ہیں ہمارا جو اللہ پاک سے سودا ہے یہ ہمارے لیے ہر لحاظ سے مفید ہے اس میں ہمارے لیے کوئی نقصان نہیں جب اللہ پاک خود مخاطب ہوں تو وہ قسمت والے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

(التوبہ: ۱۱۱)

فرمایا اپنا مال بھی مجھے دے دو اور اپنی جانیں بھی مجھے دے دو، مال بھی اس کا ہے جان بھی اس کی ہے، اگر مال اور جان لے کر اللہ پاک راضی ہو جائیں تو پھر زہے قسمت سمجھو کہ ہم بڑے خوش نصیب ہیں، مال دے دیا تو کیا ہوا؟ جان دے دی تو کیا ہوا؟

جان دے دی دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ابھی بھی کچھ نہیں ہوا۔ مال کیا چیز ہے؟ جس کو تم سینے سے لگا کر رکھتے ہو، یہ مال کیا چیز ہے؟ جان بھی حاضر کر دو، مال بھی حاضر کر دو، اللہ کرے علماء کو بھی جان دینی آ جائے۔ آمین! یہ لوگوں سے مال لیتے ہیں خود نہیں دیتے مگر رسول اکرم ﷺ اپنے گھر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعوت کیا کرتے تھے اللہ پاک ان کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اب مومن سمجھتے ہیں۔ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے مومنین کے یہ اوصاف ہیں۔

یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت ہے۔

ہمت، صبر، سلوک ہتھیار کاری
صاحب حوصلہ ہر مسلمان بیلی
اِک رب رسولؐ دے نام اُتوں
او جناں سکھیا اے ہون قربان بیلی
گویا موت نوں زندگی سمجھ بیٹھے
تے لَیا رزم نوں بزعم پہچان بیلی
اور قتل ہون دا نام شہید ہونا
تے فاقہ سمجھیا فرض رمضان بیلی

اس لیے جب آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

صحابی رضی اللہ عنہ نے منہ میں کھجور ڈالی ہے اور کھا رہا ہے اور آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے۔ "اِنْ قُتِلْتُ فَاَیْنَ اَنَا" اگر میں شہید ہو گیا تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں تمہارے جسم کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرے گا اور اللہ پاک جنت کے دروازے پہلے کھول دیں گے، جب صحابی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری ملی تو وہ گھٹلی زمین پر پھینک دی اور کہنے لگا یہاں رہ کر یہ مدینہ کی کھجوریں کھانے کی مجھے کیا ضرورت ہے؟ میں تو پھر جنت میں ہی جا کر کھاؤں گا شہادت مومن کا زیور ہے، جب مومن شہادت کا زیور پہنتا ہے تو پھر یہ اللہ پاک کو اتنا پیارا لگتا ہے رب کریم کی نگاہ میں یہ اتنا پسندیدہ بن جاتا ہے کہ اللہ پاک جنت عطا فرما دیتے ہیں۔

پتہ نہیں ہمارے اس دور کے لوگ شہداء کے بارے میں کیوں پریشان ہیں؟ کہ وہ شہید کیوں ہوئے؟ میں پوچھتا ہوں تمہاران سے رشتہ کیا ہے؟ تم کس بات پر ان سے ملتے ہو؟ پھر افسوس نہیں؟ جو اپنا آدمی مروالیں جو جرأت کے مالک ہوں، وہ پھر قاتلوں سے اس کا بدلہ

لیتے ہیں ایمانداری سے بتاؤ ایک تو آدمی مروالیا ساتھ اپنے خاندان کو حویلی میں اکٹھے کر کے کہتے ہیں لباس اتار دو اور اپنے آپ کو مارنا شروع کر دو، یعنی ان کی عقل ماؤف ہو گئی ہے جو جرأت اور ہمت والے ہوتے ہیں جن میں طاقت ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو نہیں مارتے لیکن دیکھو اللہ پاک کی تقسیم بھی کیسی ہے؟ یہ یہاں سینے پر اپنے آپ کو مارتے ہیں۔

اللہ پاک نے بھی یہاں ہی مروایا سارا جسم رہنے دو بلکہ اپنے آپ کو وہاں مارو جہاں سیدنا صدیق وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا بغض بھرا ہوا ہے۔ اتنا مار مار کر خود کو سرخ کر لیتے ہیں جس طرح ککڑ کی کلغی ہوتی ہے۔ یہ اپنے آپ کو مارتے ہیں، اے بیوقوفو کچھ اپنی عقل کا علاج کرواؤ۔ خود کو ہی مار رہے ہو۔

میرے محترم جن کو شہادت ملی ان لوگوں کو خوشیاں ہیں، جن کو شہادت والا مقام مل گیا، پھر ان کے کیا کہنے ہیں؟ اسی لیے تو فرمایا ہے ویسے شہداء کو غسل دینا تو جائز ہے، اگر نہ دیا جائے تو پھر کیا بات ہے؟ شہید کو غسل نہیں دینا جو شہید کی لاش خاک وخون میں لت پت ہے اس کو اسی طرح ہی دفن کر دو شہید کی لاش سے مٹی نہیں اتارنی، شہید کی لاش سے خون نہیں اتارنا، خاک وخون میں لت پت اسی طرح دفن کر دیا جائے۔ جب قیامت والا دن ہو گا شہید قبر سے اٹھایا جائے گا۔ یہ مٹی بھی ساتھ ہو گی۔ یہ خون بھی ساتھ ہو گا ظاہری طور پر تو مٹی اور خون لگا ہوا نظر آتا ہے، مگر قیامت والے دن اس مٹی اور خون سے وہ خوشبو آئے گی۔ جس خوشبو کا مقابلہ جنت کی کستوری بھی نہیں کر سکے گی۔ اس لیے آپ ﷺ بذاتِ خود فرماتے ہیں:

"وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ."

یہاں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

مجھے اللہ کی قسم ہے! جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں محمد ﷺ کا یہ دل چاہتا ہے کہ میں میدان کارزار میں جاؤں، شہید ہو جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں، پھر زندہ ہو جاؤں، بار بار اللہ پاک کے راستہ میں اپنی جان دے کر اللہ پاک کو راضی کرتا جاؤں،

یہ آپ ﷺ کی تمنا اور آرزو ہے۔ لیکن یہاں روتے ہیں محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ یہ تو خوشیوں کا پیغام لے کر آتا ہے۔ ہر طرف فرحت ہوتی، چہروں پر مسرت کے آثار ہوتے اور خیریت کی دعائیں مانگیں جاتیں۔

مگر کتنے دکھ کی بات ہے؟ محرم بعد میں آتا ہے مگر چارپائیاں پہلے ہی الٹی کر دیتے ہیں محرم ابھی آیا نہیں اور کپڑے کالے بنانے پہلے شروع ہو جاتے ہیں، اگر کوئی مہنگائی کی وجہ سے نہیں بنا سکا تو وہ کہتا ہے مولا کریم کپڑے تو کالے بنانے تھے مگر کپڑے بنانے کے لیے روپے نہیں ہیں اس لیے مہربانی کر کے ہمارا دل کالا کر دے۔ غور فرماؤ!

جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو بیمار کا علاج کرواتے ہیں بیمار کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ بیمار کو تسلی دیتے ہیں بیمار کو تشفی دیتے ہیں۔ بیمار کے پاس بیٹھ کر روتے نہیں بلکہ جب کسی کی عیادت کرنے جانا ہے تو آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہاں زیادہ دیر نہیں بیٹھنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار کی بیمار پرسی کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے لیکن ساتھ یہ بات بھی فرمائی، بیمار کے گھر جانا ہے، تو وہاں زیادہ دیر نہیں بیٹھنا۔

اب رواج ہے بیمار کی بیمار پرسی کرنے گئے تو پہلے وہاں جا کر چائے پی پھر بیٹھے رہے اب کہتا ہے کیا حقہ میں آگ نہیں جلائی؟ ڈوب کر مر جاؤ، لیکن سنو بیمار کی بیمار پرسی کرنی ہے تو وہاں تھوڑی دیر بیٹھنا ہے جاتے وقت کہنا ہے:

"لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ."

کوئی فکر والی بات نہیں، ایسے ہی لمبے لیٹے ہوئے ہو، اٹھو تمہیں کیا ہوا ہے؟ تمہارے چہرہ کا رنگ تو لال سرخ ہے تم کب بیمار ہو؟ یہ طریقہ کار ہے لیکن اگر تم جا کر کہو کہاں سے دوائی لائے ہو؟ دعا یہ بھی کرو کہ کہیں وہاں عورتیں نہ چلی جائیں۔ یقین کرو جس بیمار کے گھر عورتیں چلی گئیں۔ پھر وہ جیتا بھی مر گیا۔ یہ سب سے پہلے جاتے ہی یہ کہتی ہیں بابا جی کے چہرہ کا رنگ بدل گیا ہے بابا جی کی بہو کے پاس کھڑے ہو کر کہتی ہیں بہن حالات خطرناک ہیں میرے سسر کی بھی مرتے ہوئے داڑھی پھول گئی تھی جس طرح اس کی پھول گئی ہے یہ

سنتے ہی جناب وہ بابا گیا۔ معنی یہ ہے بیمار کے پاس جائیں تو بیمار کی بیمار پرسی کرنی ہے کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا کہ کوئی بیمار ہو اور کوئی پاس پھوری بچھا دے اور چاروں طرف بیٹھے ہوں اور کپڑے بدلے ہوں، یہ عجیب گورک دھندہ ہے اسلامی نظام کہاں ہے؟ سارے ملک پاکستان کے کالے کپڑوں والوں سے میں کیا پوچھتا ہوں؟ مجھے یہ بات بتاؤ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید کب ہوئے؟ اور تم نے سوگ کا آغاز کب کیا؟ حالانکہ دسویں کو شہید ہونے کے بعد چاہیے تھا گیارہویں کو پھوری بچھاتے لیکن یہ ابھی مہینہ آنا ہوتا ہے یہ پھوری پہلے بچھا دیتے ہیں کبھی تم نے آج تک دیکھا ہو؟ آدمی ابھی فوت نہ ہوا ہو اور گھر والے پہلے ہی کہہ دیں کہ پھوری بچھا دو، وہ آدمی پاس پڑا ہو اور کوئی آ کر کہے؟ دعائے خیر کو لیکن یہاں دسویں اور گیارہویں کو غم شروع ہونا چاہیے تھا لیکن یہ غم اس طرح کا ہے پہلے دس دن ان کو غم رہتا ہے اور جب گیارہویں دن دفن ہو جاتے ہیں اس دن یہ صفیں اٹھا دیتے ہیں اور ان کو خوشی ہوتی ہے معلوم ہوا یہ کسی پروگرام کے تحت ہے ورنہ جس کو غم لگ جائے تو وہ غم تو دل سے جدا ہی نہیں ہوتا۔ ویسے بھی غم کا تعلق دل سے ہے۔ لیکن یہاں ہاتھ اوپر کو ہیں زبان سے واویلا ہے ہائے ہائے کرتے ہیں۔ اسلام نے اس بات سے منع کیا ہے۔ یہ دیکھو؟

گود میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کو لٹایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزُنُ وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ."

اے میرے بیٹے ابراہیم میری آنکھوں میں آنسو ہیں میرا دل بڑا مغموم ہے اور تمہارے فراق کا مجھے صدمہ بھی بہت بڑا ہے۔ تمہاری جدائی کا مجھے دکھ بھی بہت زیادہ ہے، مگر میں زبان سے وہی بات کہوں گا جس سے میرا رب راضی، ہو غم کا تعلق دل سے ہے۔

اب تم بڑے بڑے صاحب علم بیٹھے ہو کئی حضرات بیٹھے ہیں حضرات تو میں نے کہنا ہی نہیں تھا۔ میرے منہ سے نکل گیا ہے علماء کے نام کے ساتھ حضرت کا لفظ استعمال نہ کیا کرو

حضرت کا لفظ عورت کے ساتھ لگاتے ہیں۔ حضرت لفظ غلط ہے۔ یہ نہ لکھا کرو۔ حضرت کیا ہے؟ حضر، حضرا، حضروا حضرت حضرت کو حضرت بنایا ہے یہ صیغہ مؤنث کا ہے۔ اس لیے محمد ﷺ اگر ہو تو اس کا معنی ہے حضرت محمد ﷺ حاضر ہوئی اس لیے یہ لفظ آج کے بعد استعمال کرنا چھوڑ دو۔ کبھی بھی یہ لفظ نہ استعمال کیا کرو یہ غلط لفظ ہے۔ میں ایک جگہ پر گیا وہ مجھے کہنے لگے جناب ہم حاضر ناظر کا ثبوت دیتے ہیں میں نے کہا دو کہنے لگے آپ کلمہ پڑھو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہنے لگے اب ترجمہ کرو میں نے کہا پہلے تم کرو، کہنے لگا کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور محمد اللہ کے رسول ہیں چاروں طرف جو بیٹھے تھے وہ بھی کہنے لگے ہیں کہنے لگا ہیں سے مسئلہ واضح ہو گیا میں نے کہا مجھ سے ترجمہ سنو''لا الہ الا اللہ'' کوئی نہیں معبود مگر اللہ محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول تھے۔ کہنے لگا تھے کس کا معنی ہے؟ میں نے کہا ہیں کس کا معنی ہے؟ اب تین ہی الفاظ ہیں محمد رسول اور اللہ، محمد محمد، اللہ اللہ اور رسول رسول یہ جو''ہیں'' یہ کس کا ترجمہ ہے؟ اس لیے جہاں سے کسی کو شبہ ہوتا ہے وہ شبہ ویسے ہی دور کر دیتے ہیں۔ اس لیے میرے محترم میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ یہ شہادت ایک اعزاز ہے اور نصیب والوں کو ملتا ہے اگر یہ مل جائے تو پھر کوئی غم نہیں بلکہ خوشی ہے اس میں ناکامی نہیں بلکہ کامیابی ہے اور اس کے ساتھ جس قدر بھی اللہ پاک کا شکریہ ادا کیا جائے وہ اس قدر ہی کم ہے۔ جس جس شخصیت کی طرف تم دیکھو گے وہ اپنے اپنے دل کا اظہار کر رہے ہیں کہ مولا کریم شہادت ہماری خواہش ہے۔ یہ پوری ہو جائے۔ ایک شخصیت اٹھتے بیٹھتے یہ دعا کر رہے ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَتًا فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ."

اے میرے اللہ مجھے شہادت کی موت ملے اور جگہ بھی تیرے نبی کے شہر مدینہ میں ملے۔ میں مدینہ میں رہوں۔ بیٹی نے سنا تو کہا ابا جی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مدینہ دار الامن بن چکا ہے مدینہ پر کون چڑھائی کرے گا؟

"اِنَّ الدِّيْنَ لَيَعْرَضُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا دَارِضُ الْحَيَّةَ اِلٰى

جُهْرِ هَا ."

مدینہ کی حفاظتوں کا اللہ پاک نے ذمہ اٹھالیا، قیامت سے پہلے جب دجال آئے گا وہ ساری روئے زمین میں گھوم آئے گا ہر جگہ جائے گا مساجد میں اور دوسری عبادت گاہوں میں بھی جائے گا لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دجال آئے گا تو آسمان کے ملائکہ مکہ اور مدینہ کے چاروں طرف حلقہ بنالیں گے یہ دجال نہ مکہ میں جا سکے گا نہ مدینہ میں داخل ہوسکتا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت بھی ملے اور آپ رضی اللہ عنہ مدینہ میں بھی رہو؟ فرمایا بیٹی اگر اسباب پیدا کرنے والا چاہے تو اسباب پیدا کرسکتا ہے۔ پھر اللہ پاک نے وہ خواہش پوری کی ،شہادت مدینہ میں ملی اور مسجد نبوی کے محراب میں ملی جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

"مَا بَيْنَ بَيْتِى وَمِنْبَرِى رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ."

پھر محراب کونسا ہے؟ مصلیٰ بھی رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

کیوں نہ ایسی چیز کی تمنا اور آرزو کی جائے اس لیے جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے۔ اس انداز سے اللہ پاک سارے جنتیوں کو اپنے روبرو کھڑا کر کے پوچھیں گے۔ "اَرَضِيتُمْ" کیا تم راضی ہوگئے ہو؟ تو سارے جنتی کہیں گے "رَضِينَا" ہم راضی ہوگئے اللہ پاک ہمارے نصیب میں بھی کردے۔آمین!

یہاں دکھوں اور مصائب میں پھنسے ہوئے ہیں مگر جو جنت میں چلے گئے وہ کیوں نہ راضی ہوں؟ لیکن یہاں کئی دوست کہتے ہیں جنت میں گئے بھی کئی واپس آتے ہیں۔ پھر ان کی روایت بھی بڑی ٹھوس ہے۔

"اَنْبَاضِ الْمُحَقِّقِيْنَ ."

حقہ پینے والے روایت کرتے ہیں۔

"اَنْبَاضِ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّ الْاَرْوَاحَ يَتَخَلَّصُ لَيْلَةُ الْجُمْعَةَ ."

کہتے ہیں محقق لوگ کہتے ہیں۔ جنت میں گئے ہوئے جنتی جمعرات کو چھٹی لے کر گاؤں

کو آتے ہیں اور آ کر اپنے دروازوں کے پاس کھڑے ہو کر کہتے ہیں "یَا اَھْلِیْ" میری بیگم، یَا اَوْلَادِیْ اے میرے بیٹو، یَا اَقْرِبَاءِ اے میرے ہمسایو، بِصَوْتٍ حَذِیْنَ آواز نہیں نکلتی کہتے ہیں ہم جنتوں میں بھوک کے مر گئے توبہ اللہ میری توبہ۔

مگر اللہ کریم فرماتے ہیں جو جنتوں میں چلے گئے پھر ان کا وہاں سے آنے کو کب دل کرنا ہے؟ ان کو نہ یہاں خوف ہے نہ آگے خوف ہے اور ان ملنگوں کو پتہ اس وقت لگے گا جو ملنگ کہتے ہیں:

علی ہم تیرے ہیں

توبہ میری کس طرح کے ہیں۔

علی ہم تیرے ہیں
جہنم میں جانے کے لیے نمازی بتیرے ہیں
کوٹ کوٹ پیتیاں خدا نال گلاں کیتیاں
سُر کی خبر لیا ترکی

پھر کہتے ہیں:

علی علی کہنا ڈر کے نئیں رہنا

لیکن سنو جو جنت میں چلے گئے ان کا یہاں آنے کو دل نہیں کرتا، دو ہی گروہ ہیں جو جنت میں چلے گئے انہوں نے آنا نہیں اور جو جہنم میں چلے گئے ان کو فرشتوں نے آنے نہیں دینا، تو پھر وہ تیسرا گروہ کون سا ہے؟ جو جمعرات کو آوارہ ہی پھرتا رہتا ہے ویسے بھی جو وہاں گئے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ○ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ○ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ○ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ○ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ○ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ○ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ○ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ○ وَحُوْرٌ

عِيْنٌ ○﴾ (الواقعہ: ۱۰ - ۲۲)

وہاں گئے ہوؤں میں سے کسی نے واپس نہیں آنا اور جب جنتی جنت میں پہنچیں گے مولا کریم فرمائیں گے "اَرَضِيْتُمْ" راضی ہو گئے ہو؟ سارے کہیں گے "رَضِيْنَا" ہم راضی ہو گئے ہیں۔

شہید وہاں اٹھ کر کہے گا مولا کریم میری ایک درخواست ہے، مجھے ایک بار پھر دنیا میں بھیج دو، پھر میں اسی انداز سے تیرے دین کی سربلندی کے لیے میدانِ کارزار میں جاؤں کافروں سے لڑوں اور پھر جان دوں مولا کریم میرا دل چاہتا ہے کہ بار بار میں اپنی جان پیش کر کے تمہیں راضی کرتا جاؤں۔ شہید کا جنت میں بھی جا کر واپس آنے کو دل کرنا ہے۔

جس طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے باپ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب جنگ احد میں شہید ہوئے تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے باپ نے مجھے پہلے ہی کہا کہ بیٹا میں نے خواب میں دیکھ لیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو رہا ہوں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سب سے پہلے جو میرے باپ نے خواب میں دیکھا تھا اللہ پاک نے وہی کر کے دکھایا۔ سب سے پہلے میرے باپ کو شہادت نصیب ہوئی ان کے شہید ہونے کے بعد میں نے پریشانی کا اظہار کیا کیونکہ میرے باپ نے بہت زیادہ قرضہ دینا تھا۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کا کیا بنا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے جابر رضی اللہ عنہ میں تمہیں ایک عجیب و غریب بات بتاتا ہوں ایک انوکھی بات بتاتا ہوں آج تک اللہ پاک نے جس سے بھی کلام کیا تو درمیان میں حجاب درمیان میں پردہ اور درمیان میں رکاوٹ حائل ہوئی بغیر حجاب کے اللہ پاک نے کسی سے بات نہیں کی مگر اے جابر رضی اللہ عنہ اللہ پاک نے تمہارے باپ کو اتنا منظورِ کرم کیا، تمہارا باپ اللہ پاک کو اتنا پیارا لگا جب تمہارے باپ نے جامِ شہادت نوش کیا تو اللہ پاک نے درمیان سے تمام پردے ہٹا کر تمہارے باپ سے بات کی۔ درمیان میں کوئی رکاوٹ نہ رہنے دی اور پوچھا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ کیا مانگتے ہو؟ مجھ سے مانگو اگر تم نے میرے لیے اپنی جان کا نذرانہ دے دیا ہے تو اب جو کچھ تم مانگو گے میں وہی کچھ دوں گا۔

اب غور فرماؤ یہاں کئی مکہ میں جاتے ہوئے بھی اس طرح کہتے ہیں ہمارے ایک علاقہ کا آدمی جب حج کے لیے گیا تو جب اس کو کنکریاں مارتے ہوئے کافی تکلیف آئی تو پتہ ہے ادھر آ کر کیا کہتا ہے؟ کہتا ہے وہاں تو کنکریاں مارتے ہوئے اتنی تکلیف ہوتی ہے اللہ کرے وہاں کوئی دشمن بھی نہ جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مگر یہاں اللہ پاک پوچھتے ہیں اے جابر رضی اللہ عنہ کے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ اب کیا مانگتے ہو؟ انہوں نے کہا میرے دل کی یہ تمنا ہے کہ اے اللہ مجھے دنیا میں پھر بھیجو اور جس طرح میں نے پہلے اپنی جان پیش کی ہے۔ اسی طرح میں پھر تمہیں راضی کرنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ دوں، اللہ کریم نے فرمایا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ میرا قانون بن گیا ہے جو یہاں آ گیا اس نے واپس نہیں جانا، فرمانے لگے اے اللہ اگر میری یہ بات قبول نہیں تو پھر دوسری بات یہ ہے کہ میرا یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دو جو پیچھے انتظار کر رہے ہیں ان کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ یہاں آ جاؤ تا کہ دنیا کے جال سے جان چھوٹ جائے آ جاؤ جو کچھ یہاں ملتا ہے وہ دنیا میں نہیں ملتا، پھر یہ آرڈر آیا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ٥﴾ (آل عمران: ١٦٩)

عجیب الفاظ اللہ پاک نے استعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ جو مرضی کریں کوئی پوچھ نہیں سکتا، مگر فرمایا جو میرے راستے میں جان دے دیں تم نے ان کو میت بھی نہیں کہنا۔

روتے کس کو ہیں؟ جو میت ہو اگر وہ زندہ ہیں تو پھر رونا نہیں اور اگر روئیں تو پھر کیا ہے؟ اگر روئیں تو پھر وہ زندہ نہیں اور اگر زندہ ہیں تو پھر رونا نہیں لیکن یہاں زیادہ بدّو لوگ ہیں سامنے میت رکھ کر یہاں ہاتھ باندھ کر کہیں گے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا."

اپنی زبان سے یہ مان کر پھر قبر میں مردہ کو دفن کر کے اوپر کھڑے ہو کر کہیں گے بزرگ جی آپ کو نہلایا بھی ہم نے ہے آپ کو کفن بھی ہم نے پہنایا ہے آپ کو چارپائی پر لٹایا بھی ہم

نے ہے، آپ کو قبرستان تک پہنچایا بھی ہم نے ہے۔ آپ کو لحد میں اتارا بھی ہم نے ہے اوپر مٹی بھی ہم نے ڈالی ہے اب ہم پر مہربانی کرو ایک لڑکا دے دو، ہم بہت دور سے آئے ہیں۔ مصیبت میں تو آپ بھی ہو کیونکہ آپ پر مٹی کا بہت زیادہ وزن ہے۔ اب ہم پر مہربانی کرو اب بتاؤ یہاں ضرورت کیوں پیش آ گئی؟ کہہ رہا ہے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا" یا پھر ایسے کہتے کہ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ حَیِّنَا" کیونکہ جب میت کہہ دیا تو پھر میت ماننا بھی پڑے گا۔

فرمایا: اے میرے اللہ جو بعد میں آنے والے ہیں ان کو میرا پیغام دے دو مولا کریم ان تک میرا پیغام پہنچا دو۔ وہ پیغام یہ تھا!

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۶۹- ۱۷۱)

جو اللہ پاک کے راستے میں جان دے کر چلے گئے وہ زندہ ہیں اور تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھتے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کو شہید ہوئے چھ ماہ گزر گئے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میدانِ احد میں شہید ہونے والوں کو ایک قبر میں دو دو کر کے دفن کیا گیا، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے دل نے کہا کہ میں اپنے باپ کی لاش کو نکال کر الگ قبر میں دفن کر دوں فرماتے ہیں چھ ماہ گزر گئے تھے چھ ماہ بعد جب میں نے اپنے باپ کو قبر سے نکالا ہے تو وہ اس طرح ہی محسوس ہوتا تھا جس طرح میں نے اپنے باپ کو اب ہی دفن کیا ہے۔ یہ شہداء کی زندگی ہے ان کے بارے میں جلوس نکل رہا ہے کہتے ہیں کون کون سے بازار سے گزرنا ہے؟ کہتے ہیں لائسنس ادھر کا لیا ہے۔ عبادت کا لائسنس لیا ہے۔ غم منانا ہے کہاں؟ کہتے ہیں غم گھنٹہ گھر جا کر منانا ہے۔ فوت وہاں ہوئے ہیں اور غم یہاں گھنٹہ گھر میں منانا ہے خبیثو یہ کیا کر

رہے ہو؟ یہ کوئی طریقہ کار ہے جو اسلام کے سراسر منافی ہے جو عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی خلاف ہے۔

لیکن یہاں جب لاش پڑی ہوئی تھی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میں نے اپنے باپ کے چہرہ سے پردہ ہٹا کر دیکھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا رہنے دو۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لاش ٹکڑے ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ الفاظ بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر رضی اللہ عنہ کیا تم خوش نہیں؟ کہ جب تک تمہارے باپ کی لاش کو لحد میں نہیں اتارا گیا، تب تک اللہ پاک نے اپنے نوری فرشتوں کو حکم دے دیا کہ اپنے پروں سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر سایہ کیے رکھو۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نوریوں کا سایہ ہوتا ہے لیکن یہاں کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں، تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کو روتے ہو، میں تمہیں فرشتوں کا سایہ دکھا رہا ہوں۔ فرشتہ نوری ہے نوری کا سایہ ہوا تو پھر انسان کا بھی سایہ ہے، میں نوری کا سایہ دکھا سکتا ہوں۔ میں انسان کا سایہ دکھا سکتا ہوں میں جن کا سایہ دکھا سکتا ہوں درند، پرند، چرند اور کائنات کی ہر چیز کا سایہ دکھا سکتا ہوں۔ میں تو رب کا سایہ بھی دکھا سکتا ہوں۔

"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ."

جب رب کا سایہ ثابت ہے تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تو خود بخود ماننا پڑے گا۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر اللہ پاک نے فرشتوں کا سایہ کروا دیا جب تک لاش کو لحد میں نہیں رکھا گیا، تب تک سایہ ہوا رہا تو مطلب کیا ہے؟

شہداء کی زندگی عجیب وغریب زندگی ہے شہید ہونے والے دنیا سے مرتبہ شہادت پا کر گئے اور پیچھے پیغام دے گئے کہ یہی راستہ اختیار کرنا ہے۔

یہاں رونا کس بات کا ہے؟ یہاں واویلا کس بات کا ہے؟ یہاں جلوس کس بات کا ہے؟ پھر مصنوعی قبر بنا کر اس میں ہوتا کیا ہے؟ کہتے ہیں اس میں کچھ بھی نہیں مصنوعی قبر بناتے ہیں اس ملک میں کوئی پوچھنے والا نہیں؟ مصنوعی قبر بنا کر جس میں کچھ نہیں ہے اس کو بازاروں میں

گھماتے ہیں اور لوگ پھر اس میں نذرانے ڈال رہے ہیں۔

اس کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان کیا ہے؟

"مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالاً وَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ مَنْ لَا يَحْضُرُ الْفَقِيهُ."

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: "مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا" اگر قبر بیٹھ گئی تو قبر کی تجدید کی اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر بیٹھی ہو تو اوپر مٹی بھی نہیں ڈالی جا سکتی۔ اے اہلحدیثو مگر تم خود ڈالتے ہو، قبر بیٹھ جائے گڑھا بن جائے تو مٹی اوپر ڈالنے کا جواز کہاں ہے؟ "مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا" قبر کی تجدید کرنا "اَوْ مَثَّلَ مِثَالاً" یا قبر موجود نہیں، قبر کا فوٹو بنایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے ثابت ہوا "وَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ" جو یہ کام کرے گا اس کا اسلام میں حصہ ہی نہیں، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا پیچھے کیا رہ گیا؟

یہاں شہید ہونے والا جب دنیا چھوڑ کر اللہ پاک کے دربار میں جائے، تو وہ سمجھتا ہے اس سے بڑی دنیا میں کوئی کامیابی نہیں ہے۔ آخری بات سن لو!

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ساری عمر گزر گئی۔ قبل الاسلام اور بعد الاسلام ساری عمر انہوں نے جنگ میں حصہ لیا ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ موت کے قریب اپنے گھر کی چار دیواری میں بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ زارو قطار رو رہے ہیں عیادت کرنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم گئے ہیں یہ روتے جا رہے ہیں یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ "سیف من سیوف اللہ" یہ اللہ پاک کی بے نیام تلواروں میں سے تلوار ہیں۔

کہاں میدان کارزار میں جاتے ہیں اور کہاں آج گھر کی چار دیواری میں ہیں؟ تم بھی دعا کیا کرو۔ مولا کریم ہمیں بھی شہادت کی موت عطا فرما دے۔ آمین!

ادھر جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بھی حملہ ہوا ہے تو پہلے الفاظ ہی زبان سے یہ نکلے "فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ" مجھے کعبہ کے رب کی قسم میں بھی کامیاب ہو گیا میں علی رضی اللہ عنہ کی بھی تمنا تھی کہ مجھے شہادت مل جائے۔

ان سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی فہرست تو پڑھو! لیکن ادھر اس اس قسم کے بچے ہیں ابھی داڑھی نکل رہی ہے داڑھی آئی نہیں لیکن ہمارے یہاں پچاسی پچاسی سال کے بوڑھے ہو گئے ہیں لیکن ماشاء اللہ ابھی تک پپو کے پپو ہیں داڑھی ان کو آئی ہی نہیں، یہ ہم نے بھی تو وزن اٹھا رکھا ہے یقین کرو منہ میں ایک دانت بھی نہیں اور زبان اس طرح پھیرتا ہے جس طرح چوہا سوراخ پر پھیرتا ہے۔

لیکن یہاں کامل ایمان ہے ایک لڑکا ادھر کھڑا ہے ایک لڑکا ادھر کھڑا ہے کہاں سے ایسا ایمان لاؤں؟ اپنا جائزہ لو اپنے دل سے پوچھو جو کچھ تم کر رہے ہو ذرا سوچو اور خود پر غور کرو کیا یہ تمہاری مسلمانی ہے؟

ادھر بھی لڑکا ہے ادھر بھی لڑکا ہے سامنے ابوجہل ہے وہ دونوں لڑکے جو بھائی ہیں پوچھتے ہیں ابوجہل کونسا ہے؟ بچوں کے چہروں پر اس طرح کی چمک ہے کہ سورج بھی دیکھ کر شرمندہ ہو جائے پوچھا ابوجہل کون ہے؟ کہا وہ سامنے ہے دونوں لڑکوں نے ابوجہل کی گردن اتار کر رکھ دی ایسا ایمان کامل ہے۔

اُدھر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم آ رہے ہیں مگر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روئے جا رہے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے خالد رضی اللہ عنہ روتے کیوں ہو؟ تمہارے لیے تو اللہ پاک نے آسمان سے سیف من سیوف اللہ کا لقب اتارا ہے اللہ کی بے نیام تلواروں میں سے تلوار ہو۔ پھر رو کیوں رہے ہو؟ فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ فرمایا اب میرا قمیص اٹھاؤ پچھلی طرف سے جب قمیص اٹھایا، سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دیکھو میری کمر پر کوئی نیزہ کا، تلوار کا یا خنجر کا زخم لگا ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں نہیں بالکل صاف ہے کوئی زخم نہیں فرمایا اب آگے سے قمیص اٹھاؤ جب پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو کہیں خنجر لگا ہے کہیں نیزہ لگا ہے کہیں تیر لگا ہے کہیں تلوار لگی ہے سارے سینے پر زخموں کے نشان ہیں۔ فرماتے ہیں میں کیوں نہ آنسو بہاؤں؟ میں نے ساری زندگی جب بھی دشمن کا مقابلہ کیا ہے تو میں نے ساری زندگی دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی۔ حالت کفر میں بھی سامنے کھڑے ہو کر مقابلہ کیا ہے اور جب

میں نے اسلام قبول کیا تب بھی اسلام کی سربلندی میں میرے پاؤں میں جنبش نہیں آئی لیکن آج مجھے رونا اس لیے آرہا ہے کہ اے مولا کریم میری ساری زندگی تو جنگوں میں گزر گئی میں شہادت کی تمنا کرتا رہا اور یہاں تک پہنچ گیا، مگر میرے مولا مجھے شہادت کی نعمت سے آج محروم کیوں کر رہے ہو؟ کاش میدان کارزار میں مجھے بھی شہادت کی موت نصیب ہوتی۔

اس لیے میرے محترم یہ شہادت تو اللہ پاک کی طرف سے کامیابی کا ثمرہ ہے یہ شہادت ایک سرٹیفکیٹ ہے کامیابی کی سند ہے شہید زمین پر گرا ہوا ور مالک الملک عرش سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھیں اور اللہ رب العزت اس کی شہادت کی گواہی دے کر اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیں۔

لیکن جب یہ محرم کا مہینہ آتا ہے شہادت ہوئی ہے لیکن رونا کس بات کا ہے؟ دیکھو شہید ہونے والے شہید کب ہوئے؟ مگر جن کو یہ گالیاں دیتے ہیں کیا اس شہادت کے وقت وہ تھے؟ جب یہ واقعہ پیش آیا تھا اللہ کے نبی ﷺ گیارہ ہجری میں فوت ہوئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ تیرہ ہجری کو ہوئی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت سنہ تیئس ہجری کو ہوئی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سنہ پینتیس ہجری کو ہوئی۔ اب میں پوچھتا ہوں یہ واقعہ اکسٹھ میں پیش آیا ہے اکسٹھ سالوں میں سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ والے تیرہ سال نکالو باقی اڑتالیس سال بنتے ہیں جب یہ واقعہ پیش آیا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دنیا سے گئے ہوئے اڑتالیس سال گزر گئے ہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دنیا سے گئے ہوئے اڑتیس سال گزر گئے ہیں۔ سیانا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دنیا سے گئے ہوئے چھبیس سال گزر گئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس واقعہ سے کئی سال پہلے دنیا چھوڑ کر چلے گئے بے وقوفو! میں تم سے سوال کرتا ہوں ان کا اس واقعہ سے کیا واسطہ ہے؟ وہ تو دنیا سے جا چکے ہیں۔ بلکہ ان کا تو تم پر احسان ہے اے شیعہ تم پر ان کا احسان ہے، جو لوگ حلال کے ہوں وہ پھر حلال کے بن کر دکھاتے ہیں جاؤ روئے زمین پر مشرق میں مغرب میں، شمال میں، جنوب میں، پوری روئے زمین پر مجھے ایک چپہ جگہ دکھاؤ جو سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ

نے فتح کی ہو جس شہر ایران میں تم رہ رہے ہوائے بے وقوفو کس نے فتح کیا ہے؟

جس دا کھایئے اس دا گایئے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو فتح کیا تھا، اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قدر تمہاری نگاہ میں نہیں تو پھر حلال کے بن کر یہاں سے نکل جاؤ۔ جاؤ وہاں جا کر رہو جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فتح کیا ہوا ہو۔ ذرا غور کرو ذرا اپنی تاریخ پر نظر دوڑاؤ۔ ان کے تم پر احسانات ہیں، مگر تم اتنے احسان فراموش ہو گئے ہو وہ دنیا سے جا چکے ہیں اور ان کے بارے میں تمہیں آج بھی صبر نہیں آ رہا، آج تم ان کو گالیاں نکالتے ہو میں کہتا ہوں اگر کوئی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرے تو وہ دنیا پر حلال کا ہی نہیں کہلوا سکتا۔

بے شک عدالت میں مجھ پر کیس کر دو اگر میں اس کا حوالہ نہ دے سکوں تو مجھے پچاس سال قید با مشقت منظور ہے۔ اسی ایران میں سے جو شہر بانو ہے شہر بانو جس کا نکاح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا ہے وہ نکاح خواں کون تھے؟ جن میں سے ان کے خاندان کے زین العابدین پیدا ہوئے ہیں جس شہر بانو کے بطن سے زین العابدین پیدا ہوئے ہیں پیارے اس نکاح کے موقع پر حق مہر کے پیسے بھی ہم نے ادا کیے ہیں۔ اگر نہیں مانتے تو ہمارے پیسے واپس کرو ہمارا تو تم سے شروع سے یہ واسطہ رہا ہے۔

جب ان کا نکاح مسجد نبوی میں ہونے لگا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کندھوں پر ذِرّہ رکھی ہے اور باہر لے کر جا رہے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آگے سے ملے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کو نہیں پتہ آج میری شادی ہے اللہ اکبر اہلحدیثوں کی شادی ہو رہی ہے یقین جانو یہاں شادی ہو بارات ابھی گاؤں سے باہر ہوتی ہے اور کتے ڈر کر محلّہ پہلے چھوڑ جاتے ہیں جہاں فائرنگ ہو وہاں کتوں کا کیا کام ہے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آج میری شادی ہے فرمایا یہ ذِرہ کہاں لے کر جا رہے ہو؟ فرمایا میں اس کو فروخت کرنے جا رہا ہوں فرمایا کتنے کی دینی ہے؟ مجھ سے پیسے لے لو اور ذرّہ مجھے دے دو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ذرہ لے کر فرماتے ہیں اے علی رضی اللہ عنہ یہ پیسے بھی لے جاؤ اور ذرہ بھی لے جاؤ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دونوں ساتھی مسجد نبوی میں آ گئے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ جی آپ ﷺ نے ذرہ فروخت کرنے تک بات پہنچادی ہے فکر کی کوئی بات نہیں، علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوگی تو خرچہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا ہوگا پیارے یہاں بھی ہم نے خرچ کیا۔

میں تمہیں کیسے سمجھاؤں؟ کس طرح کے لوگوں کو وعظ کرتے ہو؟ کبھی لوگوں کو اپنی تاریخ کے بارے میں تو بتاؤ تمہاری تاریخ کیا ہے؟ تاکہ لوگوں کے ذہن صحیح ہوں، مطالعہ کر کے لوگوں کو بتاؤ۔

یہاں شہر بانو کا نکاح سیدنا حسین رضی اللہ عنہا سے پڑھانے والے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور جب تمہاری نگاہ میں نکاح خواں ہی مسلمان نہیں تو پھر تم کیسے مسلمان ہو؟ اس لیے اگر مسلمان کہلوانا ہے تو پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ماننا پڑے گا۔

ہمارے مولانا گکھڑوی رحمہ اللہ سے کسی نے کہا تھا کہ میں حدیث کو نہیں مانتا، انہوں نے فرمایا تم حرام کے ہو۔ ان کی باتیں بھی نرالی تھیں وہ کہنے لگا آپ نے اتنی بڑی گالی کیوں دی ہے؟ انہوں نے فرمایا جب تمہاری ماں کا نکاح ہوا تھا، جو خطبہ وہاں پڑھا گیا تھا وہ حدیث میں سے ہے اگر تم حدیث کے انکاری ہو، حدیث کو نہیں مانتے ہو تو پھر وہ خطبہ صحیح نہیں، جب تم حدیث کو نہیں مانتے تو پھر حدیث صحیح نہیں، اگر حدیث صحیح نہیں تو پھر خطبہ بھی صحیح نہیں اور جب خطبہ صحیح نہیں تو پھر نکاح صحیح نہیں، جب نکاح صحیح نہیں تو پھر تم بھی صحیح نہیں، اس نے کہا میری آئندہ سے توبہ اب میں ساری زندگی یہ نہیں کہوں گا کہ حدیث صحیح نہیں۔

اس لیے ماننا پڑے گا کہ ان کا نکاح خواں کون ہے؟ اور میرے سامنے تاریخ ہے اور اس کی میں ورق گردانی کرتا چلا جاؤں تو اس کے لیے بہت سا وقت درکار ہے۔ میں اس پر اکتفا کر کے تمہارا اس سلسلے میں ممنون ہوں کہ تم لوگوں نے مجھے گفتگو کا موقع دیا، اللہ کریم ہمارے دل ودماغ میں ان پاک شخصیتوں کی محبت پیدا فرمائے اور ان پاک ہستیوں کے نقشِ قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نیک عورتیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ٥﴾ (البقرۃ: ۲۰۸)

دین اسلام جو اللہ پاک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دین ہے یہ دین اسلام پوری دنیا کے لیے امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہے اسی دین اسلام نے انسان کی زندگی کو پرسکون، باعزت اور باوقار بنانے کے لیے ایسے زریں اور سنہرے اصول پیش کیے ہیں، کوئی انسان ان اصولوں کو اپنانے والا زندگی کے کسی بھی موڑ پر پریشان نہیں ہوسکتا، اس دنیا میں حاکمیت صرف اللہ پاک کی ہے اور حکمران حاکم نہیں بلکہ اللہ پاک کی زمین پر خلیفہ ہیں کوئی حکمران اپنی من مانی نہیں کرسکتا بلکہ اس قانون کے تابع ہے، ہر انسان اس قانون کے تابع ہے جس قانون کا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے تم خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے وراثت میں اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی حدیث عطا فرمائی ہے۔ یہ نبی ﷺ کی طرف سے تمہارا ورثہ ہے۔

"اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ."

انبیاء علیہم السلام کا ورثہ قرآن وسنت اور وہ قرآن وسنت کن لوگوں کو ملا؟ اہلحدیث کو ملا، نبی پاک کا ورثہ کوئی دنیا کی چیز نہیں، نہ بینک بیلنس، نہ کوٹھی، نہ زمین، نہ سونا، نہ چاندی، نہ دنیا کا سیم وزر اور نہ دنیا کا مال ومتاع بلکہ نبی ﷺ کا ورثہ دین ہے کس شکل میں؟ قرآن کی صورت میں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی صورت میں۔ "اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ" اس ورثہ کے مالک تم ہو اور اس ورثہ کے پاسبان بھی تم ہو وہ ضوابط وہ اصول اور وہ قوانین جو

زندگی کو خوش گوار بنانے کے لیے اللہ کریم نے آسمان سے زمین پر نازل فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک قانون ہے۔

دنیا کے حالات خراب کیوں ہیں؟ دنیا کے حالات ابتر کیوں ہیں؟ اسلام سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہے لیکن آج کہیں اسلام نظر آتا ہے؟ پورے ملک میں کہیں اسلام ہے؟ سوائے اسلام آباد کے لیکن وہ اسلام جب آیا تھا پھر اس آب وتاب سے آیا تھا۔ "بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ."

اللہ کرے وہ اسلام پھر آجائے آمین جس طرف سے آیا تھا اس طرف کو ہی چلا گیا ہے برکات ساتھ ہی لے کر چلا گیا ہے اس نے زندگی گزارنے کے لیے جو بہترین اصول بتائے ہیں ان میں سے ایک اصول عرض کرتا ہوں۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۠﴾

(النساء: ٥٩)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور اطاعت کرو صاحبِ امر کی، اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور اطاعت کرو وقت کے حکمران کی، یہ تین ہو گئے۔ "فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ" اگر تمہارے درمیان تنازع ہو جائے اگر تمہارے درمیان جھگڑا ہو جائے تو وہ کس طرح حل ہو گا؟ وہ جھگڑا اللہ پاک سے نہیں ہونا، وہ تمہارا جھگڑا رسول اللہ ﷺ سے نہیں ہونا، وہ جھگڑا صاحبِ امر سے ہو سکتا ہے وقت کے حکمران سے جھگڑا ہو سکتا ہے اس جھگڑے کو اب کس طرح حل کرنا ہے؟ "فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ" اللہ کریم نے فرمایا اگر اپنا جھگڑا ختم کرنا چاہتے ہو تو آپس میں مناظرہ نہیں کرنا، ایک دوسرے کے ساتھ نہیں لڑنا بلکہ اس

جھگڑے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لے جاؤ اور فیصلہ کروا لو تو تمہارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ اللہ پاک حکمران طبقہ کو بھی دین کی سمجھ عطا فرمادے۔ آمین!

اگر کبھی یہ دین سے واقف ہوتے تو پھر اس طرح کے خراب حالات پیدا نہ ہوتے یہ جو مسجد میں بیٹھے ہیں ان کی قسمت کے کیا کہنے ہیں؟ کسی تخت پر بیٹھے ہوئے حکمران نے ان کا کیا مقابلہ کرنا ہے؟ اب رمضان شریف آ رہا ہے کیا کوئی یہ کہے گا کہ نماز تراویح پڑھانے کے لیے وہ قاری ڈھونڈو جو سب سے زیادہ مال دار ہو؟ یا کہ وہ ڈھونڈو جس کی عمر زیادہ ہو؟ بلکہ وہ قاری تلاش کرنا ہے جس کی آواز سب سے پیاری ہو جو قرآن سب سے اعلیٰ پڑھتا ہو، نصیب والے وہ باپ ہیں نصیب والی وہ مائیں ہیں اور نصیب والے وہ بچے ہیں اور نصیب والی وہ بچیاں ہیں جن کے دلوں کو اللہ پاک نے قرآن کے نور سے منور کیا ہوا ہے دنیا دار کوئی ان سے کیسے مل سکتا ہے؟

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لڑکا یا لڑکی دین کا علم حاصل کرتے کرتے مر جائے فوت ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی موت شہادت کی موت ہو گی کیوں جی یہ اعزاز کسی اور کو بھی ملتا ہے؟ محترم جو ماں رات کو اٹھ کر نوافل پڑھے اور بچہ پاس لیٹا ہو اور بچہ رونے لگ پڑے تو ماں روتے ہوئے بچے کو سینے سے لگا لے اور پھر نوافل پڑھنے شروع کر دے تو پھر اس بچے کا کیا کہنا ہے؟ وہ ماں جی نے بغیر وضو کیے اپنے بچے کو دودھ نہیں پلایا پھر اس بچے کی قسمت پر قربان جایئے۔ پھر دین اسلام میں کتنی سہولیات ہیں؟ ایک عورت رسول پاک کے پاس آئی کہنے لگی آقا ﷺ جب میں نماز پڑھنے لگتی ہوں تو میرا بچہ رونے لگ پڑتا ہے میرا بچہ مجھے پریشان کرتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں، جب صبح کی نماز ہوتی ہے تو عورتیں میرے پیچھے نماز پڑھنے آتی ہیں تو وہ جب بچے لے کر آتی ہیں تو بچے کا رونا مجھ پر شاک گزرتا ہے تو بچے کے رونے کی وجہ سے میں نماز ہلکی کر دیتا ہوں، بچوں کے رونے سے بھی حضور ﷺ پریشان ہوتے ہیں۔ اب یہ ماں نیکوکارہ ہے اللہ ہماری ماؤں کو بھی نیک بنائے۔ آمین!

جب ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی ہوتو پھر بیٹا حسن رضی اللہ عنہ ہوتا ہے جب ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہوتو پھر بیٹا طیب، طاہر اور عبداللہ ہوتا ہے، لیکن جب ماں بینظیر ہوتو پھر خبیث بلاول ہی پیدا ہوتا ہے۔ ماں نیک ہو اور دودھ حلال کا پیا ہو تو پھر بیٹا نمازی ہو گا۔

اب ایک ماں کا ایک ہی بیٹا ہے ماں گھر سے بیٹے کو جنگ کے لیے روانہ کرنے لگی ہے۔ ماں کہنے لگی بیٹا میں اپنے ہاتھ سے تمہاری کمر پر تلوار باندھتی ہوں ماں نے گھر کی چار دیواری میں اپنے بچے کو کھڑا کر کے کندھے کے ساتھ تلوار باندھی اور تلوار زمین کے ساتھ لگ گئی۔ ماں نے یونیفارم پہنا کر تلوار کندھے سے باندھ کر بیٹے سے ماں کہنے لگی بیٹا میرے چہرے کی طرف دیکھو جب ماں کے چہرے کی طرف بیٹے کی نگاہ پڑی تو ماں کہنے لگی، بیٹا تمہاری اس ماں کے چہرہ کو سوائے تمہارے باپ کے آج تک کسی نے نہیں دیکھا، مجھے وہ راتیں یاد ہیں جب تہجد کے نفل پڑھنے کے بعد میں تمہیں گود میں لٹا کر دودھ پلاتی تھی اور میں دعائیں کیا کرتی تھیں کہ یا اللہ کبھی وہ بھی وقت آئے گا جب مدینہ سے فوجی جنگ کے لیے جائیں گے تو ان فوجیوں میں میرا بچہ بھی یونیفارم پہن کر جائے گا۔ آج وہ موقعہ آ گیا ہے کہ میرا بیٹا آج میدانِ جنگ میں جا رہا ہے۔ میری تمہیں یہ نصیحت ہے اب دیکھو ماں نیکوکارہ، عابدہ، زاہدہ، پارسا، صاحب تقویٰ اور اللہ کی مقربہ ہے کہنے لگی بیٹا جب تم دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاؤ گے تو پھر جہاں تمہارے پاؤں جم جائیں پھر ان پاؤں میں جنبش نہ آجائے، تلوار کا زخم آئے تو سینہ پر آئے اگر خنجر لگے تو سینہ پر لگے، اگر دشمن کا تیر آئے تو سینہ پر لگے اگر نیزہ لگے تو سینہ پر لگے بیٹا تمہارے شہید ہونے کے بعد پوچھنا ہے کہ میرے بیٹے کو زخم کہاں کہاں لگے ہیں؟ اگر سارے زخم تمہارے سینہ پر ہوئے لیکن ایک بھی زخم تمہاری پیٹھ پر ہوا تو میں نے تمہارے شہید ہونے کے بعد بھی تمہارا چہرہ نہیں دیکھنا کیونکہ مجھے شرم آئے گی لوگ کہیں گے یہ بزدل ماں کا بیٹا تھا یہ وہ ماں ہے۔

لیکن یہ ماں بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتی ہے جب میں نماز پڑھنے لگتی ہوں تو میرا بچہ رونے لگ پڑتا ہے فرمایا بچے کو اٹھا کر نماز پڑھ لیا کرو ان بچوں سے شفقت، پیار، محبت اور

انس اللہ کے نبی ﷺ کو ہے، آپ ﷺ اپنی نواسی امامہ کو اٹھا کر کندھوں سے چمٹا کر نماز کرواتے تھے۔

لیکن ہمارے کئی بزرگ بچوں کے دشمن ہیں۔ رمضان میں مسجد میں آ جاتے ہیں جو بچہ مسجد میں آئے اسے کہتے ہیں بھاگ جاؤ، جو بچہ آیا اسے بھگا دیا آج کل کی مائیں بھی بچوں کے معاملہ میں اس طرح کی ہیں۔ ماں نے اپنے بچے کو پینٹ پہنائی ہے گلے میں بوشرٹ پہنائے سر پر ٹوپی پہنائے جس کی چونچ آگے کو ہوتی ہے۔ آنکھوں میں سرمہ ڈال دیا، پاؤڈر بھی لگا دیا پاؤں میں جوتے اور شوز پہنا کر بھیج دیا پھر بچے کو پیچھے سے دیکھتی ہے یہ کہاں بھیجا ہے؟ اس کو نرسری کلاس میں بھیجا ہے اے ماں تمہیں کچھ نہ ملا مگر ادھر دیکھو!

چاہے لڑکا ہے، چاہے لڑکی ہے، اس کے کپڑے پرانے بھی ہیں تو کچھ نہیں، پاؤں کا جوتا ٹوٹا ہوا ہے تو کوئی پرواہ نہیں، اگر میلے کپڑے ہیں تو پھر بھی کوئی پرواہ نہیں، اگر غریب سے غریب گھر کا بچہ بھی ہے ان طالب علموں کی شان اتنی ہے جب گھر سے طالب علم نکلنے لگتا ہے۔ مولا کریم فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتو یہ بچہ قرآن پڑھنے جا رہا ہے اے ماں تمہارے بچے کے پاؤں کے جوتے کے نیچے نوری فرشتوں کے پر بچھے ہوتے ہیں کوئی ان کی مثل پیش کر سکتا ہے؟ کس نے ریس کرنی ہے؟ یہ تمہاری عزت ہے۔ یہ تمہاری شان ہے۔ سبحان اللہ صبح سے لے کر شام تک اس کو بہاریں ہی بہاریں ہیں۔ اب تو کس قدر سہولت ہے؟ تعلیم حاصل کرنے کے لیے جگہ جگہ مساجد، مدارس قائم ہیں، مگر لوگ توجہ ہی نہیں کرتے تو میں عرض کر رہا تھا۔

وہ ماں کہتی ہے نماز پڑھتے وقت میرا بچہ رونے لگ پڑتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں بچے کو اٹھا کر نماز پڑھ لیا کرو، کندھوں سے لگا کر نماز پڑھ لیا کرو، پھر کچھ دن بعد آئی کہنے لگی میں نے کندھے سے بھی لگا کر دیکھا ہے بچہ پھر بھی روتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ بیٹھ جایا کرو گود میں لٹا لیا کرو اور پھر نماز پڑھ لیا کرو پھر کچھ دن بعد آئی کہنے لگی آقا ﷺ میں نے گود میں لٹا کر بیٹھ کر بھی نماز پڑھی ہے مگر میرا بچہ پھر بھی روتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں

تم لیٹ جایا کرو اور بچے کو اپنے سینے پر لٹا لیا کرو وہ لیٹا رہے اور تم نماز پڑھے جایا کرو تمہاری اس طرح کی ہی نماز قبول ہے لیکن معافی نہیں کسی عورت کو نماز نہ پڑھنے کی معافی نہیں کسی مرد کو بھی معافی نہیں کسی نبی کو بھی معافی نہیں نماز کی کسی کو بھی چھٹی نہیں سوائے پیروں کے کسی کو بھی معافی نہیں؟ ان کو ماشاء اللہ نماز کی چھٹی ہے۔

مجھے ایک دن ایک بچی کہنے لگی کہ مجھے میری ماں نے بڑی خوشی سے مدرسہ میں داخل کروایا مگر میری ماں نماز نہیں پڑھتی تھی میں نے اپنی ماں سے کہا کہ امی جی اب میں نے وہاں اپنی تمام استانیوں کو اور لڑکیوں کو کہنا ہے کہ میری ماں بے نماز ہے۔ تو میری ماں کہنے لگی بیٹی نہ بتانا میں نے بھی نماز پڑھنی شروع کر دی ہے جس گھر کی ایک لڑکی پڑھ گئی وہ گھرانہ سنور گیا۔ ان کے گھر کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اب اندازہ کرو مرد سے عورت نمبر لے گئی۔ مرد پیچھے رہ گیا، یہ رمضان شریف آ رہا ہے اس چوہدری نے نماز تراویح پڑھ کر سو جانا ہے بیوی نے دو بجے اٹھنا ہے پہلے آٹا گوندھا پھر آگ جلائی پھر روٹیاں پکائیں۔ پھر سالن گرم کیا، پھر دہی میں چینی ملائی، ہر چیز تیار کر کے اب چوہدری کے سر کے پاس کھڑے ہو کر آہستہ سے کہتی ہے۔ جی اٹھیے یہ ویسے ہی ناک پھلا رہا ہے پھر کہتی ہے جی اٹھیے! اونچی آواز میں بھی نہیں کہتی کہ کہیں لڑائی نہ کرنے لگ جائے۔ پھر منہ کی طرف ہو کر کہتی ہے جی اٹھیے! پھر اس نے سائیڈ بدلی اور دوسری طرف کو منہ کر کے سو گیا۔ یہ کب کی اٹھ کر کھانا تیار کر کے بیٹھی ہے تم اس سے مل سکتے ہو؟ بتاؤ؟

نہ ہرزن زن نست نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

کئی نیک عورتیں نمبر لے گئیں دیکھو وہ کہاں پہنچ گئیں؟ اب یہ ساری رات سویا ہے مگر اس کی پھر بھی نیند پوری نہیں ہوئی اب بیوی دوسری طرف منہ کر کے کہتی ہے جی اٹھیے! اب یہ آنکھیں کھولتا ہے کہتا ہے روزے کا ٹائم ہو گیا ہے؟ یہ ساری رات سویا رہا ہے مگر اس عورت کی محنت اور کاوش دیکھو کتنی ہے؟

پھر جب نماز کا وقت ہوتا ہے یہ نیک عورت نماز پڑھتی ہے اور یہ کس سے سیکھا ہے؟

"ومن الیل فتھجد به" صلہ بھی ملا ہے۔

﴿وَ مِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا۝﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

اے میرے نبی ﷺ نماز تہجد پڑھو پھر اس کا صلہ میں آپ ﷺ کو مقام محمود عطا کروں گا۔

پھر اس گھر کی چار دیواری میں آپ ﷺ کی بیٹیوں کا کیا عالم ہے؟ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اوپر رسی باندھی ہوئی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں بیٹی یہ رسی کیوں باندھی ہے؟ فرماتی ہیں ابا جی جب نماز تہجد پڑھنے لگتی ہوں تو کئی بار اونگھ آ جاتی ہے۔

لیکن ہم سے تراویح پڑھنی ہی بڑی مشکل ہوتی ہیں ایک آدمی تھا اس نے جب بھی تراویح پڑھنے کے لیے کھڑے ہونا تو ستون کے ساتھ ٹیک لگا دینی، میں نے کہا جگہ بدل کر کھڑے کیوں نہیں ہوتے؟ وہ کہنے لگا جگہ کیا بدلنی ہے؟ قاری تو سارا دن سوئے رہتے ہیں اور ہم کام کر کر کے تھک جاتے ہیں یہ رکوع کرنے کا نام نہیں لیتے میں بھی کہتا ہوں چلو موج کرتے رہو میں تو سکون سے کھڑا ہوں۔ مگر اس کو کیا پتہ ہے؟ لیکن ادھر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ کر پھر گھر کی چار دیواری میں کیا عالم ہے؟ "صبغۃ اللہ" رنگ چڑھا ہے۔

﴿صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّ نَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ۝﴾

(البقرۃ: ۱۳۸)

نیکاں دے لڑ لگیاں میری جھولی پُھل پئے
تے بُریاں دے لڑ لگیاں میرے اگلے وی ڈُل گئے

جب کسی نیک کی مجلس میں بیٹھیں تو پھر اس طرح رنگ چڑھتا ہے۔ لیکن جن کے گھر کی چار دیواری میں سارے اہل خانہ ہی نمازی ہوں سبحان اللہ پھر کیا کہنے ہیں؟ اللہ پاک سب کو نمازی بنائے آمین! کئی گھروں میں خاوند نمازی مگر بیوی بے نماز ہے، کئی گھروں میں بیوی نمازی اور خاوند بے نماز ہے اور بچے رنگ برنگے پیدا ہو رہے ہیں۔ سارے نمازی بن جاؤ،

گھروں میں تب ہی برکت ہوتی ہے خاوند بھی نمازی ہو بیوی بھی نمازی ہو۔

یہ دیکھو آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اوپر رسی باندھی ہوئی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں بیٹی یہ رسی کیوں باندھی ہے؟ فرمانے لگیں ابا جی جب میں تہجد کے نفل پڑھنے لگتی ہوں تو ایک دوبار مجھے اونگھ آئی ہے اس لیے اب میں سر کے بال رسی سے باندھ لیتی ہوں، تاکہ جب اونگھ آئے تو اس کی کھینچ سے مجھے جاگ آجائے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے لمبے لمبے قیام کیا کرتیں۔

ادھر سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیٹی ہے اللہ پاک میری ان بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! رات کو تہجد پڑھتی ہیں صبح کا ٹائم ہوتا ہے، گھر میں جھاڑو دیتی ہیں کھانا پکاتی ہیں کپڑے میلے کچیلے ہیں اور مشک لے کر بئر عثمان رضی اللہ عنہ سے پانی لینے جاتی ہیں پیدل جاتی ہیں اور پیدل آتی ہیں۔

میں جب مدینہ منورہ گیا اللہ پاک تمہیں بھی وہ مقام دکھائے۔آمین! میں نے جب وہ کنواں دیکھا تو میں کنواں کے کنارہ پر کھڑے ہو کر رونے لگ پڑا۔میری بہن آج دیکھو سہولیات کتنی ہیں؟ آٹا گوندھنے والی مشینیں ہیں۔ ہر چیز کی سہولت موجود ہے۔لیکن ویسے کوئی ایسا ذریعہ بھی پیدا ہو جائے کہ تم لیٹے ہوئے ہو اور روٹی کے پیس بن کر تمہارے منہ میں آجائیں۔کوئی ایسا پروگرام بھی بننا چاہیے ویسے بھی گوجرانوالہ بڑا ترقی یافتہ ہے یہ ایسی مشین ضرور تیار کرے گا کہ کھانا خود بخود منہ میں چلا جائے۔

لیکن یہاں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جاتی ہیں پیدل ہیں، آتی بھی پیدل ہیں اور سر سے لے کر پاؤں تک باپردہ ہیں سب سے بڑی بات ہی پردہ ہے۔ نبی ﷺ کی بیٹی آرہی ہیں اور نبی ﷺ آگے سے جا رہے ہیں۔نسائی کی روایت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی کہاں سے آئی ہو؟ فرمانے لگیں اللہ کے نبی ﷺ جی ساتھ والے گھر میں کوئی فوت ہوا تھا وہاں سے آئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سمجھا کہ تم مدینہ کے قبرستان سے آئی ہو تو آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ابا جی اگر میں قبرستان میں ہی چلی جاتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے

اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میں محمد ﷺ کی جان ہے بیٹی اگر تم مدینہ کے قبرستان سے ہو آتی تو تمہیں جنت کی خوشبو بھی نہیں آنی تھی۔

حالانکہ وہاں جانے میں کیا قباحت ہے؟ آؤ سنو!

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باپردہ جاتی ہیں۔ باپردہ آتی ہیں اور سر سے لے کر پاؤں تک باپردہ ہیں۔ کندھوں پر مشک اٹھائی ہے یہ کون ہے؟ نبی ﷺ کی بیٹی ہے حسنین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ساری جنت کی عورتوں کی سردار فاطمہ ہے باپردہ جائے باپردہ آئے اور کندھوں پر پانی کی مشک رکھی ہوئی ہے۔ ادھر مسجد نبوی میں غلام اور لونڈیاں تقسیم ہو رہی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے فاطمہ رضی اللہ عنہا پہلے تم تہجد کے نفل پڑھتی ہو پھر صبح کی نماز پڑھتی ہو، پھر روٹیاں پکاتی ہو، سارا کام کر کر کے تھک جاتی ہو اور پھر پانی لینے کے لیے بئر عثمان رضی اللہ عنہ پر پیدل آتی جاتی ہو۔

اس لیے جاؤ آج تمہارے ابو مال تقسیم کر رہے ہیں، اپنی خدمت کے لیے تم بھی مالِ غنیمت سے ایک لونڈی لے آؤ۔ جن کو مانگنے کا طریقہ نہیں ان کو کب مانگنا آتا ہے؟ اب نبی ﷺ کی بیٹی جا کر ایک سائیڈ میں کھڑی ہو گئی۔ دل نہیں کیا کہ میں کہوں بغیر کہنے کے وہاں سے واپس آ گئیں۔ اُدھر آپ ﷺ غلام اور لونڈیاں، درہم و دینار، سونا اور چاندی سب کچھ تقسیم کر کے خود سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے۔ نبی ﷺ کی نگاہ میں بیٹی کی قدر دیکھو، جب بڑے بڑے سربراہ اور بڑے بڑے ممالک کے لیڈر آتے تو آپ ﷺ کبھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھے تھے۔ لیکن جب اپنی بیٹی کو باہر کے دروازہ سے آتے دیکھتے تو نبی ﷺ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر کے دروازہ تک ملنے کے لیے جاتے۔ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے فرمایا بیٹی کیسے آنا ہوا تھا؟ کہنے لگیں ابا جی میں نہیں آنا چاہتی تھی مگر مجھے علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا کہ جاؤ مالِ غنیمت میں غلام اور لونڈیاں آئی ہیں تم بھی اپنی خدمت کے لیے کوئی لونڈی لے آؤ۔ آپ ﷺ فرمانے لگے بیٹی میں محسوس کرتا ہوں کہ تم تھک جاتی ہو، جب تم عشاء کی نماز پڑھو تو کیا کیا کرو؟ نبی پاک ﷺ کا وظیفہ سنو اور یہ نبی ﷺ

بھی کون سا ہے؟

پاؤں میں اشرفیوں کا ہے ڈھیر لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا
ہیں دوسروں کے واسطے سیم وزر وگوہر
اور اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا

آپ ﷺ فرماتے ہیں جب تم رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر سونے لگو تو تینتیس بار سبحان اللہ پڑھا کرو، تینتیس بار الحمد للہ پڑھا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ وظیفہ کر کے لیٹ جایا کرو، بیٹی اس وظیفہ کی برکت سے اللہ پاک تمہارے سارے دن کی تھکاوٹ کو دور کر دے گا مگر یہ غرباء کا مال لیتے ہم اچھے نہیں لگتے۔

مال لوگوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے اور اپنے گھر کی چار دیواری میں دنیا میں رہنے کا سلیقہ بتایا، طریقہ بتایا انداز بتایا ڈھنگ بتایا کہ اس انداز سے زندگی خوشگوار بنتی ہے ایک اور بات سن لو!

اللہ پاک اگر کسی کو ایمان کی دولت دے تو اللہ پاک پھر اس ایمان پر قائم بھی رکھے۔ آمین! بڑے بڑے ایماندار ایسے ہیں جب ان کے پاس دولت آئی تو ایمان پر ڈاکے پڑنا شروع ہو گئے، حالات اچھے ہوئے تو پھر ایمان میں کمزوری آنا شروع ہو گئی۔ یہ آج کل کئی کہتے ہیں کہ مولوی صاحب دعا کریں۔ اللہ پاک دولت دے تو ہم مسجد بنائیں گے، لیکن جب دولت مل گئی، پھر پوچھا جائے یار کہاں ہوتے ہو؟ کہتا ہے ٹائم ہی نہیں ملتا، ذرا ملے پوچھا جائے یار کبھی دکھائی نہیں دیتے ہو کہاں ہوتے ہو؟ کہتا ہے کیا کریں؟ سر کھجانے کو ٹائم نہیں ملتا میں نے کہا پھر سر پر استرا مروا لو کھجانے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے کیوں؟ یہ دولت آزمائش ہے مال آیا تو ایمان گیا، اگر مال آئے تو اللہ پاک پھر دل بھی سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسا دے آمین! پھر تمہارے لیے ایمان نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ کہیں یہ مال تمہارے لیے وبال جان نہ بن جائے کہتے ہیں عورت کا ایمان کمزور ہوتا ہے مگر عورت کا ایمان اتنا

مضبوط ہے۔دیکھو!

بادشاہ کی بیگم ہے اور پھر بادشاہ بھی وہ جو کہے کہ میں رب ہوں، پھر رب بھی چھوٹا نہیں بلکہ "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی" کہتا ہے میں بڑا رب ہوں۔اب اس کی بیوی ہے فرعون کا کھاتی ہے مگر پوجا عرش والے کی کرتی ہے۔اس لیے مولا کریم فرماتے ہیں:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (التحریم: ۱۱)

عرصہ دراز پہلے کا واقعہ ہے مگر میرے نبی ﷺ کے پاس ایک عورت ایسی آئی ہے اتنے ٹھوس اور مضبوط ایمان والی ہے جو کتاب میں نے آپ ﷺ کے دل پر نازل کی ہے۔میں نے اس عورت کا واقعہ اس میں ذکر کیا ہے۔اے میرے نبی ﷺ اب یہ واقعہ اپنے دور کی عورتوں کو پڑھ کر سناؤ تاکہ ان کو پتہ چلے اس نے ایمان کو ضائع نہیں ہونے دیا، جان جاتی ہے تو جائے ایمان پر حرف نہیں آنے دیا۔اب خاوند اور بیوی آمنے سامنے بیٹھے ہیں کہتا ہے۔اللہ کرے خاوند بیوی یہاں بھی اکٹھے رہیں اور جنت میں بھی اکٹھے جائیں۔ آمین! اللہ پاک سب کو نیک بنائے۔آمین! اللہ پاک علماء کی بیویوں کو بھی نمازی بنائے۔ آمین! کئی علماء کی بیویاں بے نماز ہیں اور جنہوں نے بے نماز بیویوں کی روٹی کھائی ہے ان کے منہ سے کب صحیح بات نکلنی ہے؟ میرے اللہ سب کو نمازی بنا دے۔آمین! پھر اللہ کی قسم ہے کئی مولوی بے نماز ہیں مگر ادھر دیکھو!

رہتی فرعون کے گھر ہے مگر پوجا عرش والے کی کرتی ہے یہ خاوند فرعون اب بیوی کو ڈراتا ہے دھمکی لگاتا ہے کیا کہتا ہے؟ کہتا ہے اے میری بیوی تم مجھے نہیں مانتی ہو، ساری دنیا مجھے رب مانے مگر تم مجھے رب نہیں مانتی ہو، عقل والے، سوچ والے، فکر والے پڑھے لکھے سب مجھے رب مانیں۔تم کیوں نہیں مانتی؟ اگر گھر میں چوہدری کہیں تو پھر باہر بھی لوگ چوہدری کہتے ہیں اس لیے سنو!

من لیا رب مینوں کل سیانیاں
امیراں، وزیراں اَتے راجیاں رانیاں
نی گھر دی توں بیوی میرا قدر نئیں جانیا
گلاں اے چنگیاں نائیں
سارا جہان مینوں منے خدا نی
موسیٰ علیہ السلام دے مگر لگ ہویوں گمراہ نی
بدن دے وچ دیواں میں میخاں ٹھکانی
فیر کون چھڑاوے تیرے تائیں؟

اگر بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان کمزور ہوتا تو کیا کہتی؟ میں تو تم سے دل لگی کررہی ہوں، میں تو مذاق کررہی تھی۔ لیکن جب اس نے دھمکی دی تو ان کا ایمان اور مضبوط ہوگیا۔ سبحان اللہ یہ وہ لوگ ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝﴾

(حم السجدة: ۳۱،۳۲)

اللہ کریم فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں یہ جب میری جنت میں آئیں گے یہ میرے مہمان ہوں گے اور میں ان کا میزبان ہوں گا یہ میری جنت میں میرے مہمان ہوں گے اور جن کی اللہ پاک میزبانیاں اور مہمانیاں کرے ان کا کتنا مقام ہے؟ لیکن ایمان کو بچانا اور ایمان کی حفاظت کرنا ہوگی۔

اب جب بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا کو دھمکی ملی تو ایمان اور ٹھوس ہوگیا ایمان مضبوط ہوگیا، چہرے پر خوشی کی لہر آئی کہ شکر ہے اللہ پاک سے ملاقات ہونے کا وقت آیا ہے۔ کیا دنیا چھوڑ

کر کسی کا جانے کو دل کرتا ہے؟ یہ دنیا جال ہے یہ دنیا دکھوں اور مصیبتوں کا گھر ہے۔ اس دنیا سے سجانے کا کسی کا دل نہیں کرتا، اس لیے فرمایا ہے: "اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ" نبی ﷺ فرماتے ہیں دنیا میٹھی ہے۔ دنیا حلوہ جیسی ہے اس لیے تو مولوی حلوہ کے لیے مرتے ہیں۔ مگر یہ دنیا باقی نہیں رہنی ہے فرماتے ہیں:

کئی چھوٹے کئی وڈے ٹُر گئیں اے دنیا بہت سدائی
کھول اکھیں ہن ویکھ جو اَج کل واری تیری آئی
فیر وقت وہانے پچھوں تاسیں او کر لے جو کجھ کرنا
جے سو وریاں جیون ہووے تے اوڑک اِک دن مرنا

اب کہتے ہیں بزرگ مر رہا ہے اس کے قریب کلمہ پڑھو، اس خبیث نے ساری زندگی کلمہ پڑھا نہیں مگر یہ اب اس کے پاس کلمہ پڑھ رہے ہیں۔

پھر یار کہیں گے بابا مر گیا ہے اب اس کو بڑا کرو۔ چالیس دن بعد بڑا کرو۔ میں نے کہا اس کو اوپر بڑا کرو مگر اندر قبر میں اس کو کلہاڑی سے چھوٹا کر رہے ہیں اس طرح زندگی گزارو کہ تمہاری آنے والی زندگی سدھر جائے یہ دیکھو ادھر سے دھمکی ملی اور ادھر ایمان میں تیزی آ گئی ہے۔

یہ وہی نقشہ ہے سامنے آگ جل رہی ہے شعلے بھڑک رہے ہیں کنارہ پر جناب ابراہیم علیہ السلام کو کھڑا کیا ہے کہنے لگے اے ابراہیم علیہ السلام آگ میں چھلانگ لگاؤ فرمایا میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہوں، اب ان کو آگ میں جانے کا کوئی ڈر ہے؟ عقل آئی، عقل نے کہا چھلانگ نہ لگانا، جل جاؤ گے کوئلہ بن جاؤ گے، راکھ ہو جاؤ گے، ایمان آ گیا ایمان نے کہا کہیں موقع نہ گنوا دینا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشا لبِ بام ابھی

عقل روکتی رہی کہ نہ جاؤ، مگر ایمان نے اندر چھلانگ مروا دی۔ جناب ابراہیم علیہ السلام

آ گ میں بیٹھے ہیں وہ آس پاس کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ ان کو تو کچھ نہیں ہوا یہ جلے کیوں نہیں؟ آ گ تو جلا دیتی ہے یہ تو صحیح سلامت ہیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام اندر مطمئن ہو کر بیٹھے ہیں۔ آ گ سے مولا کریم نے فرمایا تم ان کو بلاؤ آ گ کہنے لگی ان کو کچھ نہیں ہوا تم بھی آ جاؤ۔ کم ہیئر موت سے کیوں ڈرتے ہو؟ جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس جناب جبرائیل علیہ السلام آ کر فرماتے ہیں حکم ہو تو آپ کی مدد کروں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں نہیں واپس جاؤ اس طرح کا موقع بعد میں کہاں ملنا ہے؟

اُت ول چیخاں کفاراں والی پانبڑ پڑک مچاوے
تے اِت ول زوروں عشق الٰہی او دونی اُگ مچاوے
دو طرفاں وَل آتش مچی تے جلوہ ٹھاٹ مریندا
جبرائیلا ہٹ دیکھ تماشہ او کیوں کر رب کریندا

مولا کریم نے فرمایا: روز روز اس طرح کے مہمان نہیں آنے، ٹھنڈی ہو جاؤ کہیں اس کی مہمان نوازی میں فرق نہ آ جائے۔ بات ختم کروں۔

بی بی آسیہ کو دھمکی ملی کہ میں تمہارے سارے جسم میں میخیں اور کیل ٹھکوا دوں گا جب ادھر سے یہ دھمکی ملی تو اب بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا دعا کرتی ہیں یا اللہ ساری عمر گزر گئی میں تیری مانتی رہی ہوں، ساری عمر جس طرح کہا ہے اس طرح کیا ہے تیرے حکم کے الٹ میں نے نہیں ہونے دیا، میں نے ساری زندگی تم سے رابطہ رکھا ہے۔ اب میری باری آئی ہے۔ اب میری بات ماننے کا وقت ہے جس طرح مولا کریم نے وعدے فرمائے ہیں۔

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○﴾ (الذاريات: ١٥، ١٦)

بے شک متقی جنتوں میں ہوں گے۔ "آخِذِيْنَ" لینے والے ہوں گے۔ "مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ" جو ان کو ان کا رب دے گا کیوں؟ "اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ" کہنے لگیں مولا کریم تیرے دربار میں دو درخواستیں ہیں پہلی درخواست یہ ہے کہ

"رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ" میرا گھر میرا بنگلہ اور میری کوٹھی اپنے پاس بناؤ میرے اللہ مجھے اپنی ہمسائی بناؤ، میرا گھر جنت میں بنا دے، یہاں مفسرین نے لکھا ہے کہ کوئی بھی دنیا میں زندہ انسان آنکھوں سے نہ دیکھ سکے لیکن جب سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا زمین پر لیٹی تھی سارے جسم میں میخیں گاڑھی ہیں مولا کریم نے فرمایا: سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کے دل میں القا کیا۔ اے آسیہ رضی اللہ عنہا آنکھیں اوپر کو اٹھاؤ اللہ پاک نے آسمان کے پردے ہٹا کر فرمایا نظر اٹھاؤ تمہارے مرنے سے پہلے جنت الفردوس میں تمہارا محل تعمیر کروا دیا ہے فرماتی ہیں یا اللہ دوسری مجھے یہ بات بھی بتا دیں۔ دنیا میں تو میں نے فرعون کی بیوی بن کر تکالیف اٹھائیں ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ قیامت کو مجھے جنت الفردوس کا داخلہ عطا فرما کر بیوی کس کی بنانا ہے؟ مجھے کس کا ساتھ نصیب ہوگا؟ میرے سر کا تاج کون بنے گا؟

مولا کریم نے فرمایا: آسیہ رضی اللہ عنہا تمہارا امتحان اتنا بڑا ہے تم نے اپنے امتحان میں سو فیصد نمبر لیے ہیں۔ تم ہر آزمائش میں کامیاب ہوئی ہو لہٰذا قبل از وقت تمہیں بتا دوں خوش ہو جاؤ جب حساب وکتاب کے بعد میں تمہیں جنت الفردوس کی طرف روانہ کروں گا تو میں تمہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنا کر جنت الفردوس کی طرف روانہ کروں گا۔ دنیا میں فرعون کی بیوی بننے والی جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوگی۔ سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کا یہ اتنا بڑا امتحان تھا۔ فرماتے ہیں:

آسیہ کہیا وے مینوں موتوں ڈرا نہ
میں پڑھ لیا ای کلمہ مناں ہن چوٹھا خدا نہ

اے بہنوں بے نظیر کی سہیلیو تم بھی سن لو! اپنا ایمان مضبوط کرو اور ایمان اپنا ٹھوس کرو، بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آسیہ کہیا مینوں موتوں ڈرا نہ
میں پڑھ لیا ای کلمہ مناں ہن چوٹھا خدا نہ

توں کر سُٹ جو کرنا ای ظالم رحم کما نہ
اس زندگی دی لوڑ مینوں نائیں

میں نے محلات میں تیری بیگم اور رانی بن کر دیکھا ہے مگر اب میں چاہتی ہوں کہ میرا رب مجھ پر راضی ہو جائے۔

یہ سارے واقعات ذکر کرنا مقصود اس لیے تھا کہ دیکھو! وہ نیک لوگ دنیا سے چلے گئے، نیک مرد اور نیک عورتیں اللہ کے پاس چلی گئیں مگر ان کے تذکرے قیامت تک ہوتے رہیں گے اور اسٹیج پر ان کے نام لینے سے ایمان کو تازگی نصیب ہوتی ہے، وہ اپنا نام روشن کر کے گئے اگر دنیا کی عزت اور آخرت کی کامیابی چاہتے ہو تو پھر ہم بھی خود پر اس اسلام کو لاگو کریں اور زندگی کے تمام شعبہ جات میں اسلام سے رہنمائی حاصل کریں۔

پھر زندگی خوشگوار بنے گی۔ دنیا میں بھی عزت ملے گی اور کل اللہ پاک کے دربار میں قیامت کے دن بھی کامیابی نصیب ہو جائے گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



عرش کا سایہ پانے والے لوگ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

﴿تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ۝﴾ (السجدة: ١٦)

انسان کا نیکی طرف رجحان، دھیان، نیکی سے پیار اور گناہ سے نفرت اور دوری کس وقت پیدا ہوتی ہے؟ نیکی سے پیار اور گناہ سے بیزاری اس وقت ہو گی، جب انسان کے دل میں اللہ پاک کا خوف اور ڈر پیدا ہو جائے۔ ایمان کی تعریف رسول اکرم ﷺ نے اس انداز میں فرمائی کہ "اَلۡاِيۡمَانُ بَيۡنَ الۡخَوۡفِ وَالرَّجَاءِ" ایمان اس چیز کا نام ہے ایک طرف اللہ پاک کا خوف اور ڈر ہو اور دوسری طرف اللہ پاک کی رحمت کی امید ہو۔ نہ اتنا خوف ہو کہ رحمت ختم ہو جائے اور نہ اتنا رحمت پر سہارا اور اعتماد ہو کہ دل سے اللہ پاک کا خوف ختم ہو جائے۔ خوفِ الٰہ اور اللہ پاک کی رحمت کی امید جس وقت یہ دونوں چیزیں دل میں گھر کر جائیں گی۔ یقیناً ایسا انسان چلتا چلتا اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو جگہ جگہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر دہرایا ہے تا کہ یہ بات لوگوں کے ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائے۔

کسی مقام پر اس طرح فرمایا کہ:

﴿وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۝﴾ (الرحمن: ٤٦)

''جو شخص مجھ سے ڈر جائے گا اس کے ڈرنے کی وجہ سے قیامت والے دن حساب وکتاب کے بعد میں اس کو دو جنتیں عطا کروں گا۔''

اور کسی مقام پر اس طرح فرمایا کہ:

﴿ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ٥ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ٥ ﴾ (النازعات: ٤٠، ٤١)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے دربار کی پیشی سے ڈر گیا اللہ پاک کے سامنے روبرو پیش ہونے سے ڈر گیا اور سر سے لے کر پاؤں تک اس نے اپنے جسم پر کنٹرول کر لیا، اپنی خواہشات پر قابو پا لیا، اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق زندگی کے ایام بسر کر لیے۔ مولا کریم فرماتے ہیں: ﴿فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ٥﴾ اس کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہوگا۔

اب دیکھو جب اس دل کے خانہ میں اس اللہ تعالیٰ کا ڈر آ جائے پھر انسان گناہ کا تصور نہیں کرتا، جب ڈر گیا تو گناہ سے بچ گیا اور جب گناہ سے بچ گیا، پھر یہ انسان گناہ سے بچنے والا، گناہ سے گریز کرنے والا، گناہ سے نفرت کرنے والا، گناہ سے بیزار ہونے والا جب اس کے دل میں خوفِ الٰہی آیا، گناہ اور انسان کے درمیان خوف الٰہی دیوار بن گیا، اب یہ انسان گناہ سے باز رہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گناہ نہ کیا، اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ سونا بن گیا اور اس کی پہلی ساری لغزشیں اور غلطیاں اللہ پاک نے معاف فرما دیں۔

اس کے ساتھ رسول اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا: آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

''ایک بنی اسرائیل کا آدمی جس کی ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے اور اس نے ساری زندگی میں اپنی زندگی کے کسی موڑ پر بھی نیکی کا تصور نہیں کیا، صبح سے شام اور شام سے صبح تک غلط منصوبے اور غلط پروگرام اس کے دماغ میں ہمہ وقت پیدا ہو رہے ہیں، گناہوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ گناہ کرتا کرتا کئی قسم کے گناہ، کوئی دنیا کا عیب، کوئی دنیا کا جرم، کوئی دنیا کا ایسا گناہ نہیں تھا جو اس شخص میں موجود نہ ہو، ایک آخری مرحلہ آیا، جب اللہ پاک سبب بناتا ہے وہ مسبب الاسباب جو سب سے زیادہ ارحم الراحمین ہے، جو بڑا ہی مشفق ہے جو بڑا ہی مہربان ہے، وہ اللہ پاک ایسے اسباب پیدا کرتا ہے اس کو کون پوچھے؟ ساری زندگی گناہ کرتے کرتے زندگی کے آخری لمحات میں ایک نیکی کر لی اور اس کی زندگی

کے تمام گناہوں کو اس نیکی نے دھو دیا اور ایک شخص ساری زندگی نیکیاں کرتا رہا، زندگی کے آخری دور میں ایک گناہ ہو گیا جو اس کے لیے وبالِ جان ہو گیا۔ آیئے! اللہ پاک سے دعا کریں کہ اللہ پاک ہر صغیرہ چھوٹے بڑے گناہوں سے اللہ پاک محفوظ فرمائے۔ آمین!

اب ایک گناہ ہے۔ اخلاقی جرم کا ارتکاب کرنے لگا ہے۔ بالکل آخری کنارہ پر پہنچا ہے کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں، یہ اب اللہ پاک کی قائم کی ہوئی حد کو توڑنے لگا ہے، جب آخری منزل پر پہنچا، اس اللہ والی نے اس نیکوکارہ نے اس عابدہ اور زاہدہ نے کسی مجبوری کی بنا پر کوئی بات تھی، اب یہ اخلاقی جرم کرنے کے آخری کنارہ پر ہے، اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ میرے بھائی یہ جرم بہت بڑا ہے۔ یہ گناہ عظیم ہے۔ اس کی سزا بڑی سخت ہے، اس کی زبان سے نکلی یہ بات دل کی گہرائیوں میں اتر گئی۔ اس وقت اسی جگہ پر بیٹھا کہنے لگا: "اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ" میں اللہ پاک سے ڈرتا ہوں۔'' میں نے توبہ کی، جو مجھ سے آج سے پہلے سارے گناہ ہوئے ہیں۔ ان کی توبہ اور جب انسان ظاہر و باطن ایک کر کے توبہ کرتا ہے پھر اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنبِ کَمَنْ لَّا ذَنبَ لَہٗ" جب ظاہر باطن ایک کر کے اپنے فعل اور قول کا تضاد ختم کر کے جب اندر اور باہر سے ایک ہو کر اپنے اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اور اپنے مالک سے انسان معافی مانگ لے تو اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح اس نے ساری زندگی گناہ ہی نہیں کیا۔ اس نے جب یہ الفاظ سنے تو اتفاق ایسا ہوا۔ اس طرف سے اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے اور ساتھ ہی اس کے جسم سے روح پرواز ہو گئی۔ اتنا خوف، اتنا ڈر اور اتنی خشیت اس پر طاری ہوئی کہ اس خوف اور ڈر کو وہ برداشت نہ کر سکا، جسم لرز گیا، پورے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ لرزہ براندام ہو گیا۔ اللہ پاک کا اتنا ڈر دل میں پیدا ہوا کہ اس ڈر کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی ختم ہو گیا۔ اب یہ گھر کی چار دیواری میں، رات کی تاریکی میں، رات کی ظلمت اور رات کے اندھیرے میں پڑا ہے، صبح کا وقت ہوا یہ جو لوگوں کی نظر میں پاپی تھا، جو لوگوں کی نظر میں بہت بڑا مجرم تھا، جس میں سے کوئی نیکی کی بو نہیں آتی تھی۔ جس کا سر سے لے کر پاؤں تک سارا

جسم گناہوں سے بھرا ہوا تھا، جب یہ رات کو فوت ہو گیا تو رب کریم نے اس کے باہر والے دروازہ پر کے پاس سے گزرنے والے، دائیں بائیں طرف سے آنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور زبان سے پڑھ رہے ہیں، اس کے باہر والے دروازہ پر اللہ پاک نے لکھوا دیا۔ "اِنَّ اللّٰـهَ قَدْ غَفَرَ الْكِفْلَ" جس نے رات کو ہم سے سچے دل سے توبہ کی ہم نے اس کی ساری زندگی کے گناہ معاف کیے۔

دیکھو کس عزم سے، کس نیت سے، کس ارادہ سے زبان سے کون سی بات نکلی؟ توبہ کرنے سے اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ ہی نہ رہ گیا۔ اس لیے کسی کہنے والے نے کہا تھا کہ سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔

سب سے بڑا گناہ ہے شرک اور سب سے بڑا علاج ہے توبہ
سب سے بڑی بیماری ہے شرک اور سب سے بڑا علاج ہے توبہ

کہتے ہیں:

شرک جیا ہور ظلم نئیں کوئی

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (لقمان: ۱۳)

﴿اِنَّ اللّٰـهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝﴾ (النساء: ۱۱۶)

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝﴾ (المائدة: ۷۲)

اللہ کریم فرماتے ہیں ہم نے شرک کرنے والے پر جنت حرام کر دی ہے۔ شرک ناقابل معافی جرم ہے فرماتے ہیں۔

شرک جیا ہور ظلم نئیں کوئی اے حکم قرآنوں آیا
تے توبہ جیا علاج نئیں کوئی اے حضرت نے فرمایا

دل میں ڈر آیا دل میں اللہ پاک کا خوف پیدا ہوا، اس خوف نے اس سر سے لے کر

پاؤں تک کیے گئے گناہوں کو صاف کر کے رکھ دیا۔

بخاری کے حوالے سے ایک شخص اپنے بچوں کو اپنے فوت ہونے سے پہلے اپنی چارپائی کے پاس بٹھا کر کہنے لگا میرے بیٹو مجھے ڈر بہت زیادہ آتا ہے، مرنے کے بعد قبر اور قبر کے بعد حشر اس دن میں یہ اپنا چہرہ مولا کریم کو کیسے دکھاؤں گا؟ اللہ پاک نے مجھے ہر چیز عطا کی مگر میں نے آج تک جس طرح وہ چاہتا تھا اس کی منشا کے مطابق کچھ نہ کر پایا۔ کرتا تو تھا لیکن اپنے کیے ہوئے پر کوئی ناز نہیں، اس کو کوئی فخر نہیں کہتے ہوتے ہیں۔

کریے تانویں ڈریے تے جے نہ کریے تے تانویں ڈریے تے نہ ہی ہاں کریے

اس طرح کہا کرو کہ گناہ نہ ہی کریں تو اچھا ہے۔ اب یہ اپنے بیٹوں کو اپنی چارپائی کے پاس بٹھا کر کہنے لگا بات یہ ہے، جب میں مر جاؤں میرے مرنے کے بعد تم نے مجھے قبر میں دفن نہیں کرنا، میری لاش کے چاروں طرف لکڑیاں رکھ کر اوپر تیل ڈال کر اس کو آگ لگا کر میرے جسم کی راکھ بنا دینا۔ نہ یہ جسم بنے اور نہ میں اللہ پاک کے دربار میں پیش ہو سکوں۔ نہ شرمندگی اٹھانی پڑے اور نہ کوئی میرا مسئلہ اللہ پاک کے سامنے پیش ہو، یہ پروگرام بنایا چنانچہ بیٹوں نے ایسا ہی کیا باپ کی لاش کو جلایا، راکھ بنائی اور باپ کی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا، پانی میں بہا دیا، اوپر سے آرڈر آیا، ہوا کو حکم ہوا پانی کو حکم ہوا، اُس کا ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہو، جو پہلی بار انسان کو بنا سکتا ہے، وہ دوسری بار بھی بڑی آسانی سے بنا سکتا ہے۔ جس کام کا پہلے سچہ بنائیں تو پہلا کام بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن جب سچہ تیار ہو جائے پھر اس کی نقل در نقل ہوتی ہی رہتی ہے یعنی پہلے فوٹو پھر ڈوپلیکیٹ ہوتی ہے، پہلی شکل پھر آسان ہوتی ہے، وہ مالک تو اس طرح کا ہے: ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝﴾ جب وہ عرش سے حکم دیتا ہے اوپر سے کُن کہتا ہے تو نیچے سے تیار ہوتی ہے۔ وہ ارادہ کرتا ہے چیز بن جاتی ہے وہ اللہ پاک اس طرح کا کاریگر ہے۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَئْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ٥﴾ (المومنون: ۱۲، ۱۳)

یہ ماں کے شکم میں پورے کا پورا وجود تیار ہو رہا ہے۔ ماں کو نہیں پتہ، باپ کو نہیں پتہ، سارے کا سارا وجود تیار ہو گیا جب یہ دنیا پر آتا ہے، یہ دیکھ دیکھ کر خوشیاں منا رہے ہیں۔ اہل خانہ کی طرف سے ماں باپ کو مبارکبادیں مل رہی ہیں۔ پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ہمسایہ عورتیں باتیں کرتی ہیں، اس کا ناک تو باپ جیسا ہے، کوئی کہتی ہے پیشانی ماں جیسی ہے، کوئی کہتی ہے، رنگ کالا ہے، ساتھ والی کہتی ہے جب تھوڑا بڑا ہو گا تو رنگ اچھا نکلے گا، یہ جس کاریگر نے بنایا ہے اس کاریگر کی طرف بھی دیکھو، جس جس جگہ پر اعضاء فٹ کرنے تھے فٹ کیے، اب یہ جسم بن گیا، جب دنیا میں آیا تو سارے اہل خانہ خوش تھے، اللہ کریم فرماتے ہیں ایک طرف اوپر کو منہ کر کے یہ بھی تو کہو! ﴿فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ٥﴾ جب بڑا ہوتا ہے پھر یہ گردن ڈینگی کر کے چلتا ہے، زمین اس کا وزن نہیں اٹھاتی، یہ اپنے برابر کسی کو نہیں سمجھتا، پھر کہتا ہے تم مجھے نہیں جانتے کہ میں کون ہوں؟ میں فلاں محلّہ میں رہتا ہوں، لوگ ہمیں بدمعاش کہتے ہیں۔ اس طرح اپنا تعارف کرواتا ہے ہم وہ ہیں جن کا تھانہ میں نام لکھا ہے، ہم وہ ہیں جنہوں نے کبھی کسی غریب کو سانس نہیں لینے دیا، ہم وہ ہیں جو رات کو کسی بھی سڑک پر کھڑے ہو کر نہ کوئی ٹرک خالی جانے دیتے ہیں، نہ کوئی بس خالی جانے دیتے ہیں۔ ہم وہ ہیں جن سے ہر کوئی ڈرتا ہے۔ ہائے اپنی اصلیت کی طرف تو دیکھو! اپنی جڑ دیکھو! اللہ کریم فرماتے ہیں اگر میں تمہاری کتاب کھولوں تو تمہارے پاس تو کچھ بھی نہ رہے کہ تم چیز کیا ہو؟ تمہاری ابتدا کیا ہے؟

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ٥﴾

(الدھر: ۱)

بات کرنے والی نہیں لیکن اگر میں نے تمہاری ابتدائی کتاب کھول کر دکھائی کہ تم یہ کچھ تھے تو تمہارے پاس تو کچھ نہیں رہے گا پھر تم شرمسار ہو گے۔

دیکھو عزتیں دینے والا میں ہوں۔شانیں دینے والا میں ہوں۔ عدم سے وجود میں لانے والا میں ہوں اور ساری کائنات پر سرداری عطا کرنے والا میں ہی ہوں۔ یہ سارا زندگی کا خاکہ اس انداز میں تمہارے سامنے پیش کیا، کسی نے پنجابی میں تمہاری آسانی کے لیے لکھا ہے تا کہ شکم مادر کی پوری زندگی سمجھ میں آجائے۔کس طرح کہا؟ فرماتے ہیں:

مٹی کولوں پانی بنیوں فر جوک تے جوکوں بوٹی
فر وقت معین شکم مائی وچ تیری صورت بنی جلوٹی
فر بچہ بن کے جگ تے آ گئیوں بَنی پھریں لنگوٹی
فر شیر جوانا بڈھرا ہو گئیوں نہ ٹرسکیں بن سوٹی
او جو سکھیا ہن بُھل گیا تینوں
او جو پڑھیا ہُن بُھل گیا تینوں
تے تیری سُک گئی دھون جو موٹی
اے دنیا تے ضائع کر لئی او عارف
رب عقبہ نہ کرے کھوٹی

انسان اس مالک کے آگے کیا کچھ کرسکتا ہے؟ وہ تو کن کہے تو ہر چیز منظر عام پر آجائے جب یہ تیار ہوا اس سے سوال کیا گیا کہ! "لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا" یہ کیوں کیا ہے؟ اے بھلا مانس تمہیں پتہ نہیں تھا۔ آگ میں جلنا تو حرام ہے یہ کیا کیا ہے؟ کہنے لگا یا اللہ تم تو دلوں کے راز بھی جانتے ہو بات اور کچھ نہیں تھی، مجھے تم سے بہت زیادہ ڈر آتا تھا۔ میں کہتا تھا کہ میں کونسا منہ لے کر اللہ پاک کے دربار میں جاؤں گا، مولا کریم نے فرمایا اگر مجھ سے ڈر گئے ہو تو جاؤ تمہاری ساری زندگی کے گناہوں پر معافی کا قلم میں پھیر دیتا ہوں، خوف اور ڈر اس مالک کا ہونا چاہیے۔

اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے، صحیح حدیث کی روشنی میں ہے، قیامت والے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ پاک اپنے سایہ کے نیچے کھڑا کریں گے۔اللہ

پاک ہمیں بھی اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمادے۔آمین! کسی چیز کا بھی سایہ نہیں ہوگا۔صرف اللہ پاک کے عرش کا سایہ ہوگا،کسی کا جھنڈا نہیں ہوگا،صرف رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب میرے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے،آگے فرمایا کسی کو اللہ پاک نے یہ حق نہیں دیا کہ وہ شفاعت کرے،صرف یہ حق مجھے ہی دیا ہے فرمایا ہر نبی علیہ السلام سے اللہ پاک نے کہا تھا۔اے میرے نبی علیہ السلام ایک جائز دعا جو دل میں آتی ہے وہ کرو میں فوراً قبول کرلوں گا۔آپ ﷺ فرماتے ہیں یہ حق اللہ پاک نے مجھے بھی دیا کہ اے میرے مصطفیٰ ﷺ ایک دعا آپ ﷺ بھی کرلیں۔دنیا میں جو دل چاہتا ہے جائز دعا کرو میں ابھی قبول کروں گا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آقا علیہ السلام کیا پھر ہر پیغمبر علیہ السلام نے دعا کی؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں ہر پیغمبر علیہ السلام نے دعا کی اور اللہ پاک نے قبول فرمالی۔صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ جی آپ کو بھی اللہ پاک نے حق دیا ہے؟ فرمایا ہاں مجھے بھی اللہ پاک نے حق دیا ہے مگر میں نے دعا دنیا میں نہیں کی،میں نے اس دعا کو مؤخر کردیا قیامت کو وہ دعا کروں گا،صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں آقا علیہ السلام پھر وہ دعا کس کے لیے کرنی ہے؟ فرمایا پھر بھی میں نے اپنے لیے نہیں کرنی ہے۔بلکہ میں نے قیامت والے دن اللہ پاک کے دربار میں کہنا ہے۔اے اللہ اس دنیا والی بات کا آج وعدہ پورا کرویا اللہ میں محمد ﷺ تب راضی ہوں جب تم میری امت کو معاف کردو گے۔

اندازہ فرماؤ آقا علیہ السلام اتنے غمخوار ہیں،اتنے ہمدرد ہیں،اتنے خیرخواہ ہیں،دنیا جہان میں کوئی اس طرح کا ڈھونڈ نہیں سکتے۔جتنا کہ اللہ پاک نے تمہیں ہمدرد پیرومرشد ﷺ عطا فرمایا ہے۔

قیامت والے دن سات آدمیوں کو اللہ پاک نے عرش کا سایہ عطا فرمانا ہے،اب دیکھو وہ سات کون کون سے ہیں؟ شاید تم سب بھی ان میں ہو۔اللہ پاک ہمیں بھی ان میں سے کرے۔آمین!

آپ ﷺ فرماتے ہیں: پہلا شخص وہ ہے: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا

ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ" سات نیکوکار اور سات اللہ پاک کے فرمانبردار ایسے خوش نصیب ہوں گے جن کو قیامت والے دن اللہ پاک نے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے بٹھانا ہے، ان کو سورج کی دھوپ نہیں لگے گی، نفسی نفسی کا عالم ہوگا، انبیاء علیہم السلام کے پاؤں کی تلیوں پر پسینہ آیا ہوگا لیکن یہ خوش وخرم ہوں گے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں اپنے حوض کوثر پر بیٹھا ہوا ہوں گا یہ جو میرا منبر ہے، یہ مسجد نبوی ﷺ والا منبر ہی میرے حوض کوثر کے کنارہ پر ہوگا، میں حوض کوثر کے کنارہ پر اس منبر پر بیٹھا ہوا ہوں گا اور انتظار تمہارا کروں گا، پھر میرا وہ حوض جس کے آب خورے اور آفتابے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے، وہ جو پانی ہوگا وہ دودھ سے زیادہ سفید ہوگا، برف سے زیادہ وہ ٹھنڈا ہوگا، شہد سے زیادہ وہ میٹھا ہوگا، فرمایا میں وہ اپنے ہاتھ سے پلاؤں گا۔ جو ایک بار ایک گلاس پی لے گا اسے پھر پچاس ہزار سال تک پیاس نہیں لگے گی اور کئی اس طرح کے بھی ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا برتن ہونے کے باوجود بھی میں ان کو اپنے قریب بلا کر اپنے منبر سے اُٹھ کر اپنے ہاتھوں سے پلاؤں گا۔ وہ بھی تو نصیب والے ہیں جن کو نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں سے پانی نصیب ہونا ہے۔ لیکن اس کے لیے محنت کرنی ہوگی، یہاں دکھ وہاں سکھ ملے گا یہاں پریشانی اور آگے آرام ہوگا۔

اس لیے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں، دو قسم کے بندے اللہ پاک کو بہت زیادہ پسند ہیں، کبھی کسی انداز سے کبھی کسی انداز سے اللہ پاک ذکر فرماتے ہیں، فرمایا ایک وہ بندہ جو رات کو گرم اور نرم بستر چھوڑ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے اللہ پاک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، پھر پیشانی زمین سے لگا کر اور آنکھوں سے آنسو نکال کر اللہ پاک کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

دوسرا وہ بندہ جو میدان کارزار میں جاتا ہے، ساتھی اس کے مارے گئے یہ اکیلا رہ گیا۔ اب دل میں خیال آیا کہ میں پیچھے کو بھاگ جاؤں لیکن پھر خیال آیا۔ اگر میں واپس بھاگ گیا تو پھر بھی موت سے مر ہی جانا ہے۔ تو کیوں نہ ایسا ہو میری لاش خون وخاک میں لت پت ہو۔ اللہ کریم فرماتے ہیں جب یہ میرے راستے میں شہید ہوتا ہے تو پھر اللہ پاک آسمان کے

ملائکہ میں فخر کرتے ہیں کہ دیکھو اپنی ریاضت اور عبادت پر ناز کرنے والو وہ میرا بندہ جس کی لاش خاک وخون سے لت پت ہے وہ زمین پر پڑا ہے اور میں عرش پر خوش ہو رہا ہوں۔

اس طرح عرش کا سایہ پانے والے بھی سات بندے ہیں پہلا کون سا شخص ہے؟ اِمَامٌ عَادِلٌ۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں:

① ایسا بادشاہ جو عادل ہوگا منصف ہوگا انصاف کرنے والا بادشاہ جس کی تاکید اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوا۟ قَوَّٰمِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَـَٔانُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ ۚ ٱعْدِلُوا۟ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ٥﴾ (المائدة: ٨)

جب اللہ کے نبی ﷺ نے یہ عادل بادشاہ کے بارہ میں بتایا تو پھر آپ ﷺ نے بھی عدل کر کے ثابت کر دیا اور جو رسول اکرم ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے والے تھے انہوں نے بھی عدل کا بول بولا کر دکھایا۔ اب عدل میں فرق کیسے آئے؟

مدینہ منورہ میں مخزومیہ عورت چوری کرے اور آپ ﷺ کے پاس کیس آئے اور آپ ﷺ فرمائیں کہ اس عورت کا ہاتھ کاٹ دو۔ سارے خاندان والے اکٹھے ہو کر کہیں اگر ہماری عورت کا ہاتھ کاٹا گیا تو خاندان بدنام ہو جائے گا۔ آنے والی نسلیں کہا کریں گی یہ تو وہ گھرانہ ہے جن کی عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ بلکہ پھر لوگ ٹنڈی کہیں گے، اس انداز سے لوگ ہمارا نام لیں گے تو کیوں نہ ایسا کیا جائے کوئی سفارشی ڈھونڈا جائے، اب جو سفارشی ڈھونڈا ہے وہ کون ہے؟ آپ ﷺ اس ران پر حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے، اس ران پر حسین رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے اور دوسری ٹانگ پر آپ ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے تھے۔

یہ اسامہ رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ یہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں زید رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ جو غلام تھے یہ زید رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ جن سے رسول اکرم ﷺ نے اپنی سگی پھوپھی کی بیٹی کا نکاح کیا تھا۔ زید رضی اللہ عنہ وہ ہے جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے سورۃ الاحزاب میں اللہ پاک نے

زید رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا نام نہیں لیا۔ مگر زید رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح پڑھایا کس کا ؟ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھی پھر نبھا نہ ہوسکا۔ زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دی اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی بیوی بنایا۔ یہ اسامہ ان کا بیٹا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹانگ پر اسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے اور دوسری ران پر سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو بٹھاتے اور تینوں کو اپنے سینے سے لگا لینا، یہ وہ قسمت والے ہیں جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے لگنا نصیب ہوا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے لگا ہوا جسم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ کر کے آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا یا اللہ یہ میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں یہ میرے جگر کے ٹکڑے ہیں اور یہ میرے متبنیٰ زید رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے میرے اللہ ان تینوں سے مجھے بہت زیادہ پیار ہے اور عرش والے میں تیرے آگے بھی گزارش کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کرنا اب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اتنی عقیدت اور محبت ہے اتنا پیار ہے۔

لیکن عدل میں فرق نہیں آیا، یہ نہیں کہ ایم این اے کی چھٹی لے جاؤ۔ ایم پی اے کی چھٹی لے جاؤ۔ ان پر اللہ کی لعنت جو مولا کریم کے دین میں دخل اندازی کریں۔ انہوں نے بھی کہا کوئی سفارشی ڈھونڈو۔ کہنے لگے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں موڑیں گے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ یہاں ران پر بیٹھنے والے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقے کرنے والے اسامہ رضی اللہ عنہ کو سفارشی بنا دیا گیا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ہماری اس عورت کا ہاتھ کاٹنے والا مسئلہ آیا ہے۔

اے اسامہ رضی اللہ عنہ پھر تمہارا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ مزہ تب ہے جتنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ سے روپے کہیں ہم اتنے روپے ادا کر دیں گے۔ مگر اس عورت کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کوئی بات نہیں مت گھبراؤ۔ کہنے لگے یہ بات اس وقت کروں گا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشی میں ہوں گے، بیٹھے ہوئے تھے بات کرتے کرتے بات کا رخ بدلا۔ اسامہ فرمانے لگے آقا صلی اللہ علیہ وسلم وہ مخزومیہ عورت فاطمہ نامی جس کا کیس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

عدالت میں آیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے فوری طور پر اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ حضرت جی اس میں تھوڑی سی ترمیم نہیں ہو سکتی؟ وہ کہتے ہیں جتنے آپ روپے کہیں آج کا افسر ہوتا تو اس نے کہنا تھا یہاں سب میں بات نہ کرو بلکہ الگ ہو جاؤ، انہوں نے کہا جتنے روپے آپ ﷺ کہیں ابھی یہ الفاظ سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلے ہیں وہ چمکتا، مہکتا وہ کھلا ہوا چہرہ وہ چہرہ جس کی طرف دیکھ کر آسمان والا سورج بھی شرمندہ ہو، وہ چہرہ جس کو دیکھ کر چودھویں رات کا چاند شرمسار ہو جائے جس چہرے پر کبھی بل نہ آیا، جس چہرے پر کبھی غصہ نہ آیا، جب سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی فوراً اس چہرے کی رنگت بدل گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"يَا أُسَامَةُ أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا."

اے اسامہ رضی اللہ عنہ مجھ سے اللہ پاک کی حدیں تڑواتے ہو۔ پیار کے رشتے میں اور پیار کے جال میں پھنسا کر مجھ سے اللہ پاک کی حد تڑواتے ہو، یہ تو ان کی فاطمہ ہے جن کی تم سفارش کرتے ہو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو میں نے اس کا ہاتھ بھی کٹوا دینا تھا۔ اس میں ترمیم کیسے ہو سکتی ہے؟ اس لیے آسمان کے ملائکہ اس سرزمین پر اترتے تھے اور ان کے چہروں کو دیکھنے کے لیے ترستے تھے، وہ ملائکہ صبح وشام اُن لوگوں میں شامل ہو کر رسول اکرم ﷺ کے پیچھے دعاؤں میں شامل ہوتے۔

ایسا وہ سنہری دور اس کو عدل وانصاف کہتے ہیں۔ "إِمَامٌ عَادِلٌ" (۱) پہلا وہ شخص جو قیامت والے دن اللہ پاک کے عرش کے نیچے جگہ پائے گا۔ دوسرا وہ ہے۔ "وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ" (۲) دوسرا وہ نوجوان جس نے جوانی کا دور اللہ پاک کی عبادت میں گزارا۔

نوجوانوں اب تو جوانی کسی پر آتی ہی نہیں کہاں آتی ہے؟ جب سے ہیر وارث شاہ کا دور آ گیا ہے جوانی کس پر آنی ہے؟ جب سے ڈالڈا آ گیا ہے۔ جوانی کس پر آنی ہے؟ جب سے لوگوں نے بچوں کو فیڈر پلانا شروع کر دیا ہے، ماں نے بچے کو دودھ پلانا بند کر دیا ہے۔

بتاؤ اب تم میں سے کون نوجوان ہے؟ وہ نوجوانوں والا دور گزر گیا۔

فرمایا: (۲) وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی کا دور اللہ پاک کی عبادت میں گزارا ہے بڑھاپے میں تو ہر کسی نے مسجد میں آنا ہی ہوتا ہے بہو نے کہنا ہے بابا مصیبت کو پڑے ہوئے ہو جاؤ مسجد میں چلے جاؤ۔ تم نے آگے سے کہنا ہے۔ بیٹی ابھی مسجد کا دروازہ نہیں کھلا ہے اس نے کہنا ہے وہاں ہی رہا کرو۔ اللہ اللہ کیا کروں؟ یہاں ہمیں مصیبت میں ڈالا ہے۔ بوڑھا ہونے میں کمال کس کا ہے؟

او در جوانی توبہ کردن شیوہ اے پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

وہ خونخوار شیر جو جانوروں کی چیڑ پھاڑ کرتا ہے، بڑھاپے میں تو وہ بھی سر زمین پر رکھ دیتا ہے اس لیے! "وَ شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰہِ" وہ نوجوان جس نے جوانی کا دور اللہ پاک کی عبادت میں گزارا فرمایا جب یہ نوجوان مجاہد، یہ نوجوان نمازی، یہ نوجوان غازی اللہ پاک کے دربار میں حاضری دیتا ہے یہ زمین پر کھڑا ہے اور اللہ پاک آسمان کے ملائکہ میں ان کے تذکرے کرتا ہے۔

یہ نوجوان ہے یہ نوجوان میدانِ جنگ میں چلا جا رہا ہے۔ اتنی اتنی مونچھیں رکھی ہیں۔ جہاد کے موقع پر مونچھیں رکھنا جائز ہے۔ اگر تم میں سے کسی کا پروگرام ہو تو ضرور رکھو مگر وہاں بارڈر پر جانا پڑے گا یہاں روزانہ تیل لگاتے رہتے ہو۔

اس نوجوان نے بھی مونچھیں رکھی ہوئی ہیں اور زمین پر اکڑ اکڑ کر چل رہا ہے۔ زمین اس کا وزن نہیں اٹھاتی اور پھر اس کی چادر پیچھے سے زمین صاف کرتی ہوئی آ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے جب اس نوجوان کو دیکھا، آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمانے لگے: "اُنْظُرُوْا هٰذَا" میرے ساتھیو! اس کی طرف دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا فرمایا اگر یہ اپنے گھر سے باہر کسی عزیز کے پاس یا کہیں مہمانی کے طور پر جاتا تو اس کی یہ چال میرے اللہ کو پسند نہ آتی۔ میرا اللہ حکم دیتا زمین اس کو نگل جاتی مگر آج یہ میدانِ جہاد کی طرف چلا جا رہا

ہے۔ اس لیے یہ زمین پر چل رہا ہے اور میرا اللہ عرش پر خوش ہو رہا ہے۔

اے نوجوان! تمہیں تمہاری جوانی مبارک ہو مگر جو اللہ پاک کے دین کے لیے گزری ہو تمہارا جوانی کا دور اللہ پاک کی عبادت میں گزرا ہو۔ اس لیے فرمایا: "وَ شَابٌّ نَشَأَ فِی عِبَادَۃِ اللّٰہِ" وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی کا دور اللہ پاک کی عبادت میں گزارا ہے، جس طرح سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نوجوان تھے۔ یہ جنگ بدر میں نہیں جا سکے تھے پھر صبح شام دعا کرتے کہ یا اللہ میری زندگی میں ایک بار تو پھر وہ موقعہ لاؤ جنگ بدر میں میں نہیں گیا۔ یا اللہ میری زندگی میں ایک بار تو ویسا پھر موقعہ آ جائے یا اللہ ایک بار تو ایسا موقعہ نصیب کر دے۔

ہم میں سے کوئی یہ کہتا ہے؟ توبہ اگر کہیں لسٹیں بننے لگ پڑیں کہ مجاہدین تیار ہو جائیں۔ باقی کوئی کاروباری آدمی نہ جائے صرف وہ جائیں جو مولوی طبقہ ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے آرڈر ہو جائے کہ مولوی کوئی نہیں چھوڑنا یہ سب میدان میں لے جانے ہیں، جو وہاں مارے جائیں ٹھیک ہے، باقی سارے سمندر میں ڈبو دیں گے تاکہ ملک صاف ہو جائے۔ اب اگر یہ آرڈر آ جائے اور فہرست بننے لگ پڑے تو ایمان داری سے بتاؤ کوئی مولوی ملے گا؟ یہ ہوسکتا ہے یہ زمین میں مورچے بنا کر اندر دفن ہو جائیں۔

لیکن یہاں سیدنا نضر رضی اللہ عنہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بیٹے کہنے لگے جوانی کا دور ہے شباب کا دور ہے۔ پورے جوبن میں جنگ بدر میں نہ گئے۔ لیکن دعا کرتے ،التجا کرتے، اللہ پاک کے آگے دن رات صدا کرتے، رو رو کر ساتھ والوں کو بھی رلاتے اور فرماتے ہیں یا اللہ یہ موقع زندگی میں پھر آئے گا؟ اخیر جنگ احد کا موقع آ گیا۔ یہ اب سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ گئے، میدان احد میں گئے جب بھگدڑ مچ گئی واہ اے نوجوان میں تمہارے جوتوں پر زندگی قربان کر دوں۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے کو دوڑے تو سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ آگے ہوئے فرمانے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانو! اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانو! اور عقیدت مندو کہاں جا رہے ہو؟ "وَاللّٰہِ اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحَ الْجَنَّۃِ مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ" فرمانے لگے اللہ کی قسم ہے! مجھے جنت کی خوشبوئیں احد پہاڑ سے آ رہی ہیں آگے بڑھے اور دشمن کا مقابلہ

کرتے کرتے زمین پر گر گئے اور پھر روح پرواز کر گئی۔

جب لاشیں اکٹھی کی گئیں سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے چہرے اور پورے جسم پر اتنے زخم ہیں کہ پہچانا نہیں جاتا فرماتے ہیں یہ انس رضی اللہ عنہ کس کا عزیز ہے؟ یہ انس رضی اللہ عنہ کون سے گھر کا ہے؟ اخیر پہچان نہیں ہوئی تو عورتوں کو بلایا گیا کہا یہ کس کی لاش ہے؟ اخیر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سگی بہن آئی اپنے بھائی کی انگلیاں دیکھ کر کہنے لگی کہ یہ انگلیاں میرے بھائی کی ہیں۔ بہن نے اپنے بھائی کی انگلیوں سے پہچانا اور اپنے بھائی کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگی یا اللہ میرے بھائی کی دعائیں قبول فرما لے۔ اگر میرے بھائی نے قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا تو میرے بھائی کی قربانی کو عرش والے تو بھی منظور فرما۔ یہ نوجوان تھے، یہ جوانی ہے دوسرا یہ آدمی "وَ شَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ" جس نوجوان نے اپنی جوانی اللہ پاک کی عبادت میں گزاری ہے دو بندے ہو گئے۔

تیسرا وہ آدمی ہے۔ "رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ" تیسرا وہ آدمی جس کو قیامت والے دن اللہ پاک کے عرش کا سایہ نصیب ہو گا۔ اللہ کریم کا دیدار نصیب ہو گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کئی بندوں کو جنت میں جا کر اللہ پاک کا دیدار سال بعد نصیب ہوا کرے گا ویسے وہاں تو دن ہی دن ہونا ہے، رات نہیں ہو گی مگر اندازہ کے مطابق کئی آدمیوں کو سال کے بعد اللہ کریم کا دیدار نصیب ہو گا اور کئی بندوں کو سات دن کے بعد ایک بار دیدار نصیب ہو گا۔ اور بعض بندوں کو سات دنوں میں دوبار دیدار نصیب ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کئی نصیب والے ایسے ہوں گے، جن کو ہر وقت ہی اللہ پاک کا دیدار نصیب ہو گا، ہر وقت رب کریم کی زیارتیں نصیب ہوں گی اور جب اللہ پاک کی زیارت اور دیدار نصیب ہو گا وہ پھر جنت کی نعمتوں کو بھی بھول جایا کریں گے اور پھر درخت کے پتوں سے درخت کی ٹہنیوں سے اور جنت کے در و دیوار میں سے پھر یہ آوازیں آیا کریں گی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

تیسرا وہ آدمی! "رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ" تیسرا وہ آدمی ہے جس کا دل مسجد

سے لگا ہے۔ مسجد میں آیا پھر گھر گیا انتظار کرتا ہے کہ کب اذان ہو اور میں مسجد میں جاؤں۔ اے مومن اگر تمہارا دل مسجد سے لگا ہے۔ تمہارا میرے لیے ذکر ہوتا ہے۔ پھر مولا کریم فرماتے ہیں، اے میرے بندے فکر نہ کرو۔ قیامت والے دن عرش کے سایہ کے نیچے تمہیں بٹھاؤں گا۔ یہ مسجد میں آیا ہے۔ مسجد کی چار دیواری میں یہ کچھ بھی نہ پڑھے، نوافل نہ بھی پڑھے، قرآن نہ بھی پڑھے، زبان سے وظیفہ نہ بھی کرے۔ اس گھر کو اللہ پاک نے یہ برکت دی ہے، یہ خاموش ہو کر بھی بیٹھا رہے تو پھر بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔ اس لیے فرمایا ہے۔ " رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ" جس کا دل اللہ پاک کے گھر میں لگتا ہے۔ "اَلْمُوْمِنُ فِی الْمَسْجِدِ كَسَمْ فِی الْاِیْمَانُ" مومن جب مسجد میں آتا ہے تو جس طرح پانی میں مچھلی کو چین آتا ہے پھر اسی طرح مومن کو بڑا آرام وسکون ملتا ہے۔

تین ہو گئے۔ چوتھا وہ شخص ہے فرمایا: "رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ" جن دو آدمیوں نے اللہ پاک کی رضا کے لیے محبت کی، فریب نہیں دیا، داؤ نہیں لگایا، صرف اس لیے کہ دونوں آپس میں اللہ پاک کی رضا کے لیے محبت کرتے ہیں۔ اکٹھے مسجد کو آ رہے ہیں اکٹھے واپس جا رہے ہیں، اکٹھے بیٹھتے ہیں، مسائل پر گفتگو کر رہے ہیں۔ اس طرح کے یار نہیں کہ دونوں بیٹھ کر سوچیں کہ آج پھر کیا کرنا ہے؟ وہاں چلیں اور فلاں سے لڑیں بلکہ نہیں! "تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ" جن دو آدمیوں کی محبت اللہ کے لیے ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر
یہی ہے عبادت یہی دین وایماں
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انساں

اگر ایک دوسرے سے نفرت ہے تو تم اس لیے باغی ہو، اللہ رسول ﷺ کے نافرمان ہو۔ اس لیے میرا اور تمہارا کوئی واسطہ نہیں، اگر محبت اور پیار ہے تو صرف اللہ پاک کی رضا کے لیے ہے۔ چار ہو گئے۔ آگے پانچواں وہ آدمی ہے۔ جس کو کسی عورت نے جو حسن وجمال

کی مالک، حسب نسب کی، بڑے اعلیٰ خاندان کی یعنی ہر لحاظ سے دنیا کی ہر چیز اس کے پاس وافر مقدار میں موجود ہے۔ اگر وہ اس کو پھسلانا چاہتی ہے۔ جال میں پھنساتی ہے مگر یہ آگے سے کیا کہتا ہے؟ "اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ" مجھے کسی نے پوچھا تھا اگر کوئی عورت مرد کی طرف دیکھے۔ وہ ہنس پڑے تو اچھی ہے، یا رو پڑے تو اچھی ہے؟ میں نے کہا مر گئی اچھی ہے۔ کیوں؟ جو کسی کی طرف مسکرا کر دیکھنے لگی اسے بھی لے گئی اور جو رو پڑی تو پھر بھی لے گئی تمہیں پتہ ہے۔

جناب یوسف علیہ السلام کی طرف اس بی بی نے کتنا زور لگایا تھا؟ منت سماجت کرتی رہی اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوئی بھی کسر نہ چھوڑی۔ لیکن جب جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا بی بی ہم ایسے کاموں والے نہیں تم مجھے نہیں جانتی کہ میں کون ہوں؟

جد پیغمبر آپ پیغمبر نی باپ پیغمبر میرا
چھوڑ پلّہ میں باہر جاواں ایتھے زور نئیں چلنا تیرا

جب اللہ پاک سے ڈر گئے اور باہر آ گئے۔ پھر وہی بی بی الٹ ہو گئی۔ کہنے لگی اے میرے خاوند تم نہ ہی پیدا ہوتے تو اچھا تھا، وہ تو میں ہی ہوں جو اس سے بچ گئی ہوں۔ اس کو تم خرید کر لائے ہو جو تمہاری عزت کو ہاتھ ڈالنے لگا تھا۔ جناب یوسف علیہ السلام خاموش کھڑے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہی ہے؟ کہتی ہے۔

﴿مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

(یوسف: ۲۵)

اس کو کوڑے مارو یا پھر جیل میں پہنچاؤ، یہ اس طرح کا خطرناک ہے جو تمہاری عزت کو تار تار کرنے لگا تھا۔ مولا کریم نے فرمایا میرے جناب یوسف علیہ السلام گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، اندر تم نے میرا خیال رکھا ہے۔ جب سارے دروازے اور کمرے بند تھے۔ میرے پیغمبر علیہ السلام اس چار دیواری میں تم نے میرا خیال رکھا ہے۔ میرے پیارے اب میں تمہارا خیال رکھوں گا، اگر چار دیواری میں تم نے میری حد نہیں ٹوٹنے دی تو میں پھر کیوں

تمہاری عزت پر داغ لگنے دوں؟

ہاں وہ بھی عرش کے سایہ کے نیچے بیٹھے گا جس کو حسب ونسب والی، حسن وجمال والی عورت نے بلایا اوراس نے آگے سے کہہ دیا۔ "اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ" میں اللہ پاک سے ڈرتا ہوں، فرمایا اگر مجھ سے ڈر جائے گا تو پھر قیامت والے دن میں اس کو پھر اپنا دیدار بھی کرواؤں گا اوراپنے عرش کے نیچے کرسی پر بھی بٹھاؤں گا۔

چھٹا وہ آدمی ہے جو دائیں ہاتھ سے دے اور بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلنے دے۔اس طرح کا سخی ہو ریا کاری نہیں، دکھاوا نہیں، کسی کو دے کر بھول ہی گیا ہے۔ نیکی کی اور دریا میں ڈال دی ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ اب تم بہت بڑے بنتے ہو، تمہیں پتہ نہیں رمضان میں تمہیں صدقہ کے روپے میں نے دیے تھے۔ نہ نہ یہ دولت جس پر ناز کرتے ہو یہ دولت جس پر فخر کرتے ہو، اس دولت کے آنے کا بھی پتہ نہیں چلتا اور جانے کا بھی پتہ نہیں چلتا ہے، چاہے ککھ پتی سے لکھ پتی ہو جائے اور چاہے تو لکھ پتی سے ککھ پتی ہو جائے، ایک منٹ لگتا ہے تم نے دیکھا ہو گا انسان لکھ سے ککھ پتی اور ککھ سے لکھ پتی ہو جاتا ہے۔

کہاں آصف علی زرداری کا مقام تھا اور کہاں ہتھکڑی پہنا کر عدالت میں پیش کیا گیا۔

پیارے اس دولت کے آنے کا بھی پتہ نہیں چلتا اور جانے کا بھی پتہ نہیں چلتا۔

ککھ اڑن لکھاں پتیاں دے ہے پھیر ہنیر سویرے دا
اے آندی دِس دی آسبناں نوں فر بن دی اے کاں بنیرے دا
مالک جا پینڈے قبریں نے اودر وجدا ای وسدے ڈیرے دا
اے جدوں واسا ای کرنا کاواں نے کی چامحل اچیرے دا

دولت کے آنے اور جانے کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں کو پتہ بھی نہ چلنے دے۔ ساتواں وہ شخص جو دن ہو یا رات ہو علیحدگی میں بیٹھ کر، تنہائی میں بیٹھ کر اپنے اللہ پاک سے پیار کی باتیں کرتا ہے، اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور یاد کرتے کرتے اتنا ڈر آیا، اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اچانک اس کی آنکھ میں سے آنسو نکل آیا۔

مولا کریم نے فرمایا صرف میری وجہ سے تمہاری آنکھ سے آنسو نکلا ہے۔ جو تمہاری آنکھ میرے ڈر اور خوف سے رونے والی ہے۔ یہ کبھی جہنم میں نہیں جا سکتی۔ فرمایا اس شخص کو بھی یہ بدلہ ملے گا کہ قیامت والے دن اس کو بھی اللہ پاک کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

تو یہ ساری باتیں اور ساری گفتگو کا لب لباب اور نچوڑ یہ ہے کہ نیکی کی طرف انسان اس وقت قدم بڑھاتا ہے، جب مالک کا ڈر دل میں پیدا ہوتا ہے اور نیکی کی طرف اس وقت رجحان ہوتا ہے۔ جب انسان کو اللہ پاک کی رحمت کی امید ہوتی ہے۔

اب سمجھ جاؤ آج شعبان کی پندرہ سولہ تاریخ ہے، مولویوں نے کہا اس ماہ میں ایک رات شب برأت آتی ہے، کہتے ہیں اس میں کئی لوگوں کے گناہ پاک ہو جاتے ہیں۔ شب برأت، شب قدر، لیلۃ القدر یہ سب نام ایک ہی رات کے ہیں مگر وہ رات کون سی ہے؟ جو رمضان کے آخری عشرہ میں آتی ہے۔

یہ رات جس کو یہ شب قدر کہتے ہیں۔ پیارو یہ رات صرف اس لیے ہے کہ مولوی حلوہ کھائیں۔ صرف اس لیے ہے۔ یہ حلوہ خوری کی رات ہے اور کچھ نہیں ہے، نہ کسی کا اس رات چڑھنا ہے اور نہ کسی کا کچھ اترنا ہے، تم یہ سمجھو کہ جس مولوی نے زیادہ حلوہ کھالیا شہید ہو گیا تو سمجھو وہ بخشا گیا "اَلْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ" اتنا کھاؤ کہ برداشت سے باہر ہو جائے۔

پلیٹوں میں حلوے نظر آرہے ہیں
خدائی کے جلوے نظر آرہے ہیں

"لاحول ولا قوۃ الا باللہ" اس کا نہ اسلام سے واسطہ ہے نہ شریعت سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ نہ کسی صحیح حدیث سے اس کا حوالہ ملتا ہے۔ اللہ کے لیے صحیح بات کو سمجھو اور کوشش کرو صحیح بات کو اپنے دل ودماغ میں بٹھاؤ۔ یہ مولویوں نے لوگوں سے کہا ہے کہ اس رات کو یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ چلو باقی حوالے تو انہوں نے دے دیے۔ مگر یہ جو آتش بازی ہے۔ یہ کون سی حدیث سے حوالہ ملتا ہے؟ آتش بازی، پٹاخے چلانا، کوئی بزرگ جا رہا ہو تو اس کی ٹانگوں کے بالکل درمیان میں پٹاخہ چلانا اس کا ثبوت کون سی حدیث میں ہے؟ اے

مولویو! اگر تم صحیح ہوتے تو کبھی معاشرہ خراب نہ ہوتا۔ معاشرہ تباہ نہ ہوتا، ہندو چلے گئے مگر اپنی رسوم تمہیں دے گئے۔ ہندو چلے گئے دیوالی تمہیں دے گئے، ہندو چلے گئے لیکن اپنی رسوم تیرے گلے میں ڈال گئے۔ پیارے تم قبروں کے پجاری بنے ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تم میں کون سے مسلمانوں والی چیز ہے؟ تم نے تو کبھی خود پر غور ہی نہیں کیا۔ چھانٹ بینٹ کرو تحقیق کرو سوچ وبچار کی دنیا میں آؤ۔ اس لیے جو آدمی روزے رکھنے کا عادی ہے۔ ایامِ بیض کے تین روزے رکھے۔ ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کو رکھتے ہو؟ ہر ہفتہ کے روزے سوموار اور جمعرات کے رکھو! ہر ماہ کے گیارہ روزے رکھو۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شعبان کا مہینہ آتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے بعد قریباً شعبان کے سارے روزے ہی رکھتے تھے۔ جو روزے رکھنے کا عادی نہیں اس نے کیا روزے رکھنے ہیں؟ اس لیے ہر قدم پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ملحوظ رکھو! اگر سنت کے مطابق تمہارا عمل ہوگا تو اللہ پاک کے ہاں قابلِ قبول ہوگا عمل چاہے کتنا ہی بڑا ہے مگر خلاف سنت ہوا تو تمہارا وہ عمل قابل قبول نہیں۔ جب حدیث سنائی جائے تو مان جایا کرو اس طرح کا ذہن بناؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے۔ اس طرح کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے تھے۔ فرمایا: "اِجْلِسُوْا" بیٹھ جاؤ۔ "اِجْلِسُوْا" بیٹھ جاؤ۔ "اِجْلِسُوْا" بیٹھ جاؤ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پھر بیٹھ گئے جو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر پھر فوراً عمل کریں ان کے درجات پھر بہت زیادہ بلند ہوتے ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہم آئے ان کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تھی، نماز پڑھ کر جب واپس جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس پلٹو تمہارا وضو بھی نہیں ہوا تمہاری نماز بھی نہیں ہوئی۔ صحابی رضی اللہ عنہ فوراً واپس پلٹا پھر وضو کیا پھر نماز پڑھی۔

میرے پیارے تم بھی اپنے آپ کو محتاط کرو۔ تمہاری شلوار اور پینٹ ٹخنوں سے نیچے ہوئی تو تمہاری نماز تو کندھوں کے اوپر نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نماز کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۝﴾ (العنکبوت: ٤٥)

دائرہ اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد سب سے پہلا فریضہ جو ہر مسلمان پر عائد کیا جاتا ہے وہ فریضۂ نماز ہے یہ ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کفر اور اسلام کا امتیاز ہوتا ہے، کوئی مرد ہے یا عورت ہے کوئی امیر ہے یا فقیر ہے۔ کوئی اعلیٰ ہے یا ادنیٰ ہے، کوئی آقا ہے یا غلام ہے۔ ہر شخص کے لیے نماز کا پڑھنا ضروری ہے، نماز کسی کو بھی معاف نہیں، نہ نبی کو نماز معاف ہے اور نہ امتی کو نماز معاف ہے، نماز سے کوئی مستثنیٰ نہیں، کسی بھی گھر کا کسی بھی قوم کا، کسی بھی برادری کا، کسی بھی خاندان کا کوئی بھی ایسا شخص نہیں، جو نماز سے مستثنیٰ ہو، کسی کو بھی نماز کی معافی نہیں، سوائے ان پیروں کے کسی کو بھی نماز معاف نہیں۔ نماز کی اہمیت قرآن کریم نے اس انداز سے ذکر کی ہے۔ پہلے ذرا اس کی اہمیت سمجھیے اور پھر مسنون نماز سیکھیے اور اپنے آپ کو اس طرف ڈھالنے کی کوشش کیجیے۔

جد الانبیاء جناب ابراہیم علیہ السلام دعا فرما رہے ہیں:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝﴾

(ابراهيم: ٤٠، ٤١)

میرے اللہ مجھے اور میری اولاد کو نمازی بنا، جناب اسماعیل علیہ السلام کا ذکر قرآن کس انداز

میں کر رہا ہے؟

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا۝﴾ (مریم: ٥٤، ٥٥)

''اس کتاب میں سے جناب اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کریں جو سچے وعدوں والا تھا اور رب کا جلیل القدر رسول تھا۔ خود بھی نماز پڑھتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کی تلقین کرتے تھے۔''

ایک اور شخصیت اپنی بیوی کو لے کر واپس وطن آ رہے ہیں، ایک مقام پر ٹھہرے ہیں، ایک طرف سے روشنی نظر آئی۔ اپنی بیوی سے فرمانے لگے تم یہاں ٹھہر جاؤ۔ رات کا اندھیرا ہے ویسے بھی سردی ہے۔ نہ راستے کا پتہ لگتا ہے اور سردی بھی لگ رہی ہے۔ اس لیے یہاں ٹھہرو وہ روشنی نظر آ رہی ہے، میں وہاں سے راستہ بھی پوچھ کر آتا ہوں اور ساتھ کوئی آگ جلانے والی چیز لے آؤں تا کہ ہم دونوں آگ جلا کر تپش حاصل کر سکیں۔ ان کو کیا پتہ تھا کہ وہاں اللہ پاک نے اپنی قدرت کا کیسا کرشمہ دکھانا ہے؟ دونوں خاوند بیوی جا رہے ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو نمازی بنا دے۔ آمین خاوند بھی نمازی ہو، اس کی بیوی بھی نمازی ہو، یہ نہ ہو ایک نمازی ہو، دوسرا بے نماز ہو اور بچے رنگ برنگ کے پیدا ہوں۔ یہ نہ ہو دونوں ایک جیسے ہوں، دونوں نماز پڑھنے والے ہوں، وہ گھر قسمت والا ہے، وہ گھر نصیبوں والا ہے، جس گھر میں سارے نمازی ہوں اور وہ گھر بڑا ہی قسمت والا ہے، جس میں پانچ وقت کی نماز کے ساتھ ساتھ تہجد کی نماز بھی پڑھی جائے، دیکھو نماز کی کس قدر اہمیت ہے؟

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آ کر کہنے لگی حضرت جب میں نماز پڑھوں تو میرا بچہ روتا ہے، جس سے میں بے چین ہو جاتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے بچے کو اٹھا کر کندھوں سے لگا لیا کرو، اسلام نے کس قدر رعایت دی ہے؟ تا کہ کوئی بے نماز نہ رہ جائے، فرمایا اے بی بی بچے کو کندھوں پر لگاؤ اور نماز پڑھو، یہ بی بی پھر آ کر کہتی ہے،

حضور ﷺ میں نے بچے کو کندھوں سے لگا کر بھی نماز پڑھی ہے مگر وہ پھر بھی روتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جایا کرو، بچے کو گود میں لٹا لیا کرو، بیٹھ کر نماز پڑھو تمہیں ثواب پورا ہی ملے گا۔

دیکھو آپ ﷺ کو بچوں سے کس قدر پیار اور محبت ہے؟ آپ ﷺ اپنی دوتی عمامہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی کو آپ ﷺ کندھوں سے لگا کر نماز پڑھتے تھے، جب آپ ﷺ مسجد میں آتے، پیچھے نواسی بھی ساتھ ہی آرہی ہے، نانا نے اٹھا لینا اور سینہ سے لگا کر نماز پڑھا رہے ہیں۔

اس لیے آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا جب نماز کا وقت ہو جائے تم اپنے بچے کو کندھوں سے لگا کر نماز پڑھو ثواب پورا ہی ملے گا، وہ کہنے لگی حضور ﷺ میں نے کندھوں سے لگا کر نماز پڑھی ہے پھر بھی روتا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں، بیٹھ جایا کرو اور بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کرو، کہنے لگی میں نے بیٹھ کر بچے کو گودی میں لٹا کر بھی نماز پڑھی ہے۔ بچہ پھر بھی روتا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں، جب نماز کا وقت ہو جائے اے بی بی تم لیٹ جایا کرو اور اپنے بچے کو اوپر لٹا لیا کرو، وہ دودھ پیتا جائے اور تم نماز پڑھتی جاؤ، ہمیں تمہاری اِس طرح کی نماز ہی قبول ہے۔ لیکن نماز کی معافی نہیں، نماز سے چھٹی نہیں، اللہ پاک تمام عورتوں کو نمازی بنائے۔ آمین! اللہ پاک تمام عورتوں کو باپردہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو بٹھا دیا اور خود آگ لینے چلے گئے۔ یہ وہ دعا قبول ہونے لگی ہے جو دعا انہوں نے اللہ پاک کے دربار میں کی تھی:

﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ (القصص: ۲۴)

میرے اللہ مجھے بھوک لگی ہے مجھے روٹی کھلاؤ۔ مولا کریم نے فرمایا میرے موسیٰ علیہ السلام تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ تم تو روٹی مانگ رہے ہو میں تمہیں روٹی پکانے والی بیوی بھی دوں گا، اس دعا کا ظہور ہونے لگا ہے۔ بیوی مل گئی۔ اب وطن واپس جا رہے ہیں وہاں ٹھہر گئے بیوی بیٹھ گئی خود آگ لینے چلے گئے۔

یہ شان اس کی ہے، آگ لینے گئی گھر والی بن گئی۔ یہاں جناب موسیٰ علیہ السلام آگ لینے گئے نبی بن گئے۔ یہ اللہ پاک کی قدرت کے کرشمے ہیں، وہ جنات کا گروہ مکہ معظّمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاسوسی کرنے گیا، لیکن جب قرآن سنا تو جب واپس آئے صحابہ رضی اللہ عنہم بن کر آئے، یہاں جناب موسیٰ علیہ السلام آگ لینے جائیں اور اللہ پاک نبوت کی دستار سر پر رکھ دیں۔

بیوی کو بٹھا دیا خود آگ لینے گئے ہیں، آگے آگ نظر آ رہی ہے، روشنی نظر آ رہی ہے، جب آپ علیہ السلام آگے ہوئے، آواز آتی ہے:

﴿وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝﴾ (طٰهٰ: ۱۳،۱۴)

"وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ" میں نے تمہیں چن لیا ہے۔ "وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ" میں نے تمہارا انتخاب کر لیا ہے۔ "فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى" وہ دعا یاد کرو جو دعا مانگی تھی۔ ﴿رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝﴾ روٹی مانگی تھی روٹی بھی ملی ہے اور روٹی پکانے والی ساتھ بیوی بھی ملی ہے۔ اب غور میری طرف کرو یہاں کہاں آگ ڈھونڈ رہے ہو؟ میں تمہارا رب ہوں۔ کان میری طرف کرو: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝﴾ اے موسیٰ علیہ السلام جوتا پیچھے اتار آؤ۔ یہ جگہ پاک ہے، جوتا پیچھے اتار دو اور آگے آ جاؤ، یہاں آگ نہیں بلکہ میں تمہارا رب ہوں۔ کان میری طرف لگاؤ میں تمہارے سر پر نبوت کا تاج رکھ دوں۔ "وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى" اور ساتھ اپنا تعارف کروایا۔ "اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ" بے شک میں اللہ ہوں۔ "لَآ اِلٰهَ" کوئی الہٰ نہیں۔ بے شک میں "اِنَّ عَنَّ" میں ہی میں اور کوئی نہیں۔ اللہ پاک کو یہ میں والی بات سجتی ہے۔

کئی آدمی بھی کہتے ہیں میں، میں ہوں، تم مجھے نہیں جانتے میں میں ہوں۔ یہ میں صرف عرش والے کو سجتی ہے۔ یہ بکری بھی میں کہتی ہے، صبح کو دیکھو تو اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہوتی ہیں۔ پھر کہتی ہے مَیں مَیں، میں نے بھی مَیں کہا وہ مارا گیا، میں میں نہ کہا کرو۔

عاجزی کرو انکساری کرو، مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ جو نیچے ہوتا ہے "رَفَعَهُ اللّٰهُ" اللہ پاک اسے اونچا کرتے ہیں۔ جو نیچا ہوتا ہے۔ اللہ پاک اسے بلند کرتے ہیں اور جو اکڑ کر چلتا ہے، گردن ڈینگی کر کے چلتا ہے جو ٹانگیں چوڑی کر کے چلتا ہے، جو بازو ایسے پھلا کر چلتا ہے۔ پھر اس کا دیکھا ہے حال کیا ہوتا ہے؟ عاجزی کی قیمت پڑتی ہے تکبر اور غرور انسان کو لے بیٹھتا ہے، یہ دیکھو پاؤں نیچے ہیں۔ تم مٹی میں، گوبر میں اور کیچڑ میں کبھی کبھی چلتے ہو، کبھی پاؤں نے یہ بات کہی ہے کہ آج یہاں کیچڑ ہے، اس لیے تم سر نیچے کرو اور پاؤں اوپر ہوں۔ جب پاؤں نے وفاداری کی تو پھر پاؤں کو سلام ہوتے ہیں کہ نہیں؟ میاں صاحب وہاں بیٹھے ہیں، ایک پاس سے گزرنے والا گزرتا ہے، وہ کہتا ہے جناب سلام ہوں۔ اگر کسی سے غلطی ہو جائے وہ اس طرح ہاتھ کرتا ہے کہ مجھے معافی دے دیں، اگر وہ پھر بھی معاف نہ کرے تو پھر یہ کہتا ہے میں آپ کے پاؤں بیٹھتا ہوں، مجھے معاف کر دیں۔ پاؤں کو کتنی شان ملی؟ کیا کبھی کسی نے کہا ہے؟ اگر تم نہیں مانتے تو میں تمہارے سر پر بیٹھ جاؤں، یہ پاؤں ہیں ان کو عزت ملی، اس لیے کہا ہے:

نیویں پیر ہمیشہ رہندے عاجز حال نمانے
تے سِر اُچا سرداری والا اُوسَن توں یار سیانے
او نیویں پیراں تائیں ہر کوئی ادب سلام بلاوے
تے سِر اُچے نوں پولے پیندے جدکوئی ویلا آوے

اللہ پاک نے اپنا تعارف کروایا۔ '' اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝'' میری عبادت کرنی ہے اور میری یاد کے لیے اے میرے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھنی ہے۔

تو اس لیے جناب ابراہیم علیہ السلام نماز کے لیے جناب اسماعیل علیہ السلام نماز کے لیے جناب موسیٰ علیہ السلام نماز کے لیے خود کو پابند کر رہے ہیں۔

ذرا توجہ فرماؤ پھر نماز کے فوائد دیکھو! ایک نبی کہتے ہیں ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ

اَنۡتَ خَيۡرُ الۡوٰرِثِيۡنَ o﴾ اے اللہ مجھے ایک بیٹا دے بیٹا دینے والا تو ہے، مجھے ایک بیٹا دے مانگتے رہے، مانگتے رہے جوانی گئی بڑھاپا آ گیا، جوانی میں مانگا اب بڑھاپا آ گیا، پھر بھی مانگتے رہے جب بڑھاپا آ گیا، پھر دعا کے الفاظ بدل لیے پہلے فرماتے ہیں "رَبِّ لَا تَذَرۡنِيۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَيۡرُ الۡوٰرِثِيۡنَ o" اب دعا اس انداز میں کر رہے ہیں:

﴿كٓهٰيٰعٓصٓ o ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِيَّا o اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا o قَالَ رَبِّ اِنِّيۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّيۡ وَ اشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَيۡبًا وَّ لَمۡ اَكُنۡ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا o﴾ (مریم: ۱ - ٤)

بڑھاپا آ گیا میری ہڈیوں نے ماس چھوڑ دیا۔ مگر میری امیدیں ابھی اسی طرح نوجوان ہیں۔ دعا قبول ہونے کا وقت آ گیا، نماز پڑھ رہے ہیں۔ خشوع وخضوع ہے نماز پڑھ رہے ہیں۔

نماز اس طرح پڑھی جائے پھر رب کیوں نہ دل کی خواہش پوری کرے، یہاں سینہ پر ہاتھ ہوں اور نظر سجدہ والی جگہ پر ہو، یہ نماز ہے اور اگر نماز دوسری طرح پڑھی جائے تو کیا نماز کا بیڑا غرق نہیں ہو گیا؟ اصل نماز کیسی ہے اور پھر نماز کے فوائد کیا ہیں؟

ان کی دعا قبول ہونے کا وقت ہو گیا، نماز پڑھ رہے ہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيۡ فِي الۡمِحۡرَابِ﴾ (آل عمران: ۳۹)

جناب زکریا علیہ السلام محراب میں نماز پڑھ رہے ہیں، اللہ کریم نے فرشتوں کی جماعت زمین پر بھیجی اور فرمایا اُن کے نماز پڑھتے ہوئے ان کے کان کے قریب جا کر پیغام دے دو تاکہ نماز میں ہی خوشی محسوس کر لیں۔

﴿فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيۡ فِي الۡمِحۡرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوۡرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ o﴾ (آل عمران: ۳۹)

"اے زکریا علیہ السلام تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے آپ کو اللہ کریم ایسا بیٹا عطا کریں گے جس کا نام بھی اللہ پاک نے خود تجویز کیا ہے، ان کا نام یحییٰ علیہ السلام ہو گا اور وہ

بڑی خوبیوں کے مالک ہوں گے۔“

اس لیے میرے محترم نماز کی اہمیت واضح ہے۔نماز کے بغیر چھٹکارہ نہیں اور نماز کے بغیر گزارا نہیں، آیئے نماز تو فرض ہوگئی ہے۔ اب کونسی نماز قبول ہے؟ ذرا توجہ میری طرف فرماؤ آنکھیں میری طرف لگاؤ اور شرم نہ کھاؤ، بڑے دھیان سے بات کو سمجھنے کی کوشش کرو، نماز کونسی قبول ہوگی؟ سب لوگ ہی نماز پڑھتے ہیں لیکن ہر شخص کی نماز قبول نہیں، ہر آدمی کی نماز کندھوں سے اوپر نہیں جاتی، آپ ﷺ مسجد نبوی ﷺ کے کونے میں بیٹھے تھے، ایک آدمی آیا آ کر نماز پڑھی لیکن بہت جلدی نماز پڑھی، جس طرح یہاں بھی کئی نماز جلدی پڑھتے ہیں۔ سجدہ میں کتنی بار تسبیحات کہتے ہو؟ تین بار مُردے کہتے ہیں؟ ایک سجدہ میں جاتے ہوئے کہتے ہو، ایک سجدہ میں کہتے ہو اور ایک اٹھتے وقت کہتے ہو، اس لیے علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

مسلمانوں میں خون باقی نہیں ہے
محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
صفیں کج دل پریشاں اور سجدہ بے ذوق
کہ جذبہ اندروں باقی نہیں ہے

اس طرح کا نمازی ہو سر سجدہ میں رکھا ہوا ہو اور پھر گفتگو اس سے ہو رہی ہو۔ اس لیے کسی کہنے والے نے کہا ہے:

او چھڈ منجی نیند نہ پیاری کر
اُٹھ سجّاں تے اسواری کر
وچ سجدے پے پے زاری کر
اوہدا رو رو عرش ہلا دے توں
سائیں وحدت ناد وجا دے توں
دل قدسیاں دے تڑپا دے توں

سر زمین پر رکھا ہوا اور اللہ کریم فرمائیں۔ اے میرے ملائکہ نگاہیں جھکا کر نیچے دیکھو، یہ میرا بندہ مجھ سے ڈر کر اتنا رو کیوں رہا ہے؟ اس نے مجھے نہیں دیکھا پھر بھی یہ مجھ سے اتنا کیوں ڈرتا ہے؟ یہ کیوں روتا ہے؟ تم نے اس کی پیدائش پر اعتراض کیا تھا، اب بتاؤ تم اعلیٰ ہو یا یہ اعلیٰ ہے؟ پھر فرشتے کہتے ہیں یا اللہ ہماری ساری زندگی کی عبادت اکٹھی کر کے ترازو کے پلڑے میں رکھ دی جائے تو تمہارے اس خاکی کے ایک سجدہ کا مقابلہ بھی نہیں ہو سکتا۔

یہاں نماز پڑھنے والا مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ ﷺ ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہ آیا نماز پڑھی قیام، رکوع، قومہ، سجدہ فٹافٹ کیا واپس جاتے ہوئے آپ ﷺ سے السلام علیکم کہا، آپ ﷺ فرماتے ہیں، نماز پڑھ لی ہے؟ کہتا ہے سرکار ﷺ پڑھ لی ہے۔ فرمایا:

"اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ."

نماز پھر پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے پھر نماز شروع کر دی، پھر نماز پڑھ کر سلام بلا کر جانے لگا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ." نماز پھر پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔

تمہاری نماز بھی نہیں ہو گی، اگر رسول اللہ ﷺ سے ملتی جلتی نہ ہوئی۔ اس لیے آپ ﷺ فرماتے ہیں: "صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ" "اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔" نماز وہ ہے جیسی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔ اپنی مرضی کی نماز قبول نہیں، اپنی مرضی کا قیام قبول نہیں، اپنی مرضی کا رکوع قبول نہیں، اپنی مرضی کا قومہ قبول نہیں، اپنی مرضی کا سجدہ قبول نہیں، اپنی مرضی کا جلسہ قبول نہیں، اپنی مرضی کا کوئی بھی نماز کا رکن قبول نہیں، نماز وہ قبول ہو گی، جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہو گی، اب ذرا غور کرو! دھیان کرو!

اب تم نے نماز بھی پڑھی وقت بھی لگا ہے، وضو بھی کیا ہے، کاروبار بھی کر کے آیا ہے، مگر نماز کندھوں سے اوپر نہ گئی کس قدر نقصان ہوا؟ اس طرح کی نماز پڑھو، جھگڑے چھوڑو، اختلاف

ختم کرو، کسی سے عداوت نہ رکھو، آؤ پیارے مجھ سے پوچھو کہ ہمارے پیرومرشد ﷺ کی نماز کس طرح کی ہے؟ رسول اکرم ﷺ کی نماز کس طرح کی ہے؟ کیونکہ سب کے لیے آپ ﷺ کی ذات گرامی بہترین نمونہ ہیں۔ نماز، روزہ، حج، صدقہ، خیرات کوئی بھی زندگی کا شعبہ جو عبادت سے متعلق ہے۔ وہ عبادت قبول نہیں ہو سکتی جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نہ ہو، آیئے نماز کا طریقہ سنیے۔

سب سے پہلے مسواک کرنی ہے، تاکہ منہ سے خوشبو آئے، دانت صاف ہو جائیں۔ روٹی کھانے کا لطف آئے۔ کھانا کھانے کا مزہ آئے، کسی سے بات کرو تو تمہارے دانت چمکتے نظر آئیں اور تمہارا منہ پیارا لگے، تم اپنی نماز پڑھو تو تمہیں ستر گناہ نماز کا ثواب بھی زیادہ مل جائے۔

اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت کے لیے مشکل نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کو فرض کر دیتا۔

مسواک کر کے اب یہ وضو کرنے لگا ہے، وضو اس طرح کرنا ہے، رسول عربی ﷺ کے فرمان کے مطابق ایک ہاتھ میں پانی لے کر دوسرے ہاتھ پر ڈال کر تین بار دایاں ہاتھ دھونا ہے۔ انگلیوں کے خلا کو تر کر دینا ہے کہیں سے خشک نہ رہ جائے۔ دونوں ہاتھ دھو لینے ہیں۔ پھر اسی ہاتھ میں پانی لے کر آدھا پانی منہ میں ڈالنا ہے اور آدھا ناک میں ڈالنا ہے۔ یہ روایت بخاری کی ہے۔ پھر یہ انگلی شہادت والی منہ میں ڈال کر کلی کرنی ہے اور اس چھوٹی انگلی سے ناک صاف کرنا ہے، پھر تین بار منہ دھونا ہے۔ اب یہاں کہنی سے لے کر ہاتھوں تک تین بار بازو دھونے ہیں، پھر اس طرح سر کا مسح کرنا ہے، پھر کان صاف کرنے ہیں، پھر پاؤں دھونے ہیں وضو ہو گیا۔ اب زبان سے پڑھے۔

"أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔"

"اللہ تیرا کوئی شریک نہیں، تیرا کوئی ہمسر نہیں، تیرا کوئی ہم پلہ اور برابری کرنے

والا نہیں، اللہ مجھے پاک لوگوں میں شامل کر لے اور میرے ظاہر اور باطن کو صاف کر دے۔''

اب اگلی بات سمجھنے والی ہے۔ اب کھڑا ہو گیا ہے، منہ بیت اللہ کی طرف کر لیا ہے۔

اب ان کے حساب کے مطابق یہ نیت کرنے لگا ہے۔ گوجرانوالہ کے دوستو اب نیت کرنی ہے اب بیڑا غرق ہونے لگا ہے۔ کیونکہ نیت ہونے لگی ہے، نیت کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور اگر زبان سے کریں تو وہ نیت نہیں ہوتی بلکہ وہ اقرار ہوتا ہے۔ نیت دل سے کی جاتی ہے ہمیں پتہ ہے اب ہم نے فرض پڑھنے ہیں، اب ہم نے نوافل پڑھنے ہیں، چاہے وہ دن کی نماز ہے، چاہے وہ رات کی نماز ہے ہمیں پتہ ہے کس امام کے پیچھے نماز پڑھنی ہے؟ نیت دل سے کرنی ہے۔

کھڑے ہوتے ہی کہنا ہے۔ ''اللہ اکبر'' پھر یہ دونوں ہاتھ اس طرح سینہ پر باندھنے ہیں۔ اللہ پاک کی قسم اس طرح نیچے ہاتھ نہیں باندھنے، میں دکھا سکتا ہوں کئی آدمی اس طرح نیچے ہاتھ باندھتے ہیں۔ میں خود دیکھتا رہتا ہوں، اس طرح نیچے ہاتھ باندھنے منع ہے۔ اس طرح سینہ پر ہاتھ باندھنے ہیں۔ اس طرح انگلیاں کھلی ہوں، زبان سے کچھ نہیں کہنا صرف اللہ اکبر کہنا ہے، اس کے ماسوا کچھ بھی نہیں، بسم اللہ نہیں پڑھنی، اعوذ باللہ نہیں پڑھنی، نماز کی نیت کرنے سے پہلے کچھ نہیں پڑھنا صرف اللہ اکبر کہنا ہے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔

اگر عشاء کی نماز پڑھتے وقت یہ کہا ہاتھ یہاں باندھے اور کہا! چار رکعات نماز فرض فرض واسطے اللہ تعالیٰ کے، بندگی اللہ تعالیٰ کی، وقت نماز عشاء مسجد مکی، گھوڑ دوڑ روڈ، پیچھے اس امام کے منہ طرف قبلہ شریف کے اللہ اکبر، قسم اللہ پاک کی یہ کہیں بھی نہیں ہے، نہ میرا کسی سے کوئی جھگڑا ہے میرے یارو اگر کسی کو یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو میں تمہیں بڑے بڑے مولویوں کی ایسی نیت سنا دیتا ہوں۔ اس لیے اگر صحیح دین کو سمجھا ہے تو اہلحدیث نے سمجھا ہے، دوسرے لوگوں کو پتہ ہی نہیں، انہوں نے یہی سمجھا کہ ہم نے تو امام کے پیچھے ہی پڑھنی ہے۔

دو رکعات نماز نیرا جو حال امام دا او ہوای میرا

ساری نماز عربی ہے مجھے ثابت کر دو، میرے پیارو مجھے پنجابی میں نیت ثابت کر دو، آج کل پرسوں، ایک ماہ کو، دو ماہ کو، چھ ماہ کو کوئی مجھے روئے زمین پر پنجابی میں نیت ثابت کر دے، اللہ پاک کی قسم میں اسے ایک لاکھ کا چیک کاٹ کر دوں گا، ساتھ میں مولوی کو کیٹی کا سوٹ بھی دوں گا، پنجابی میں نیت نہیں کرنی، نیت دل سے ہوتی ہے، ہمیں پتہ ہے کہ ہم کونسی نماز پڑھنے لگے ہیں؟ اس لیے اسے چھوڑو آئندہ سے نیت نہیں کرنی، نہ پہلے بسم اللہ پڑھنی ہے، نہ پہلے اعوذ باللہ پڑھنا ہے کچھ نہیں پڑھنا۔

آتے ہی اللہ پاک کے دربار میں کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت سے ہاتھ باندھ لیتے ہیں، ایک دوست نے بتایا کہ ایک جگہ میں نے نماز پڑھی، وہاں دو رکعت پڑھی جا چکی تھیں جب میں نے درمیان والا التحیات پڑھ لیا تو باقی دو رکعت رہتی تھیں، میں نے تو سلام پھیرتے ہی جلدی سے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ مگر میرے ساتھ والے نے گننا شروع کر دیا کہ چار رکعات نماز فرض، فرض اللہ تعالیٰ کے، بندگی اللہ تعالیٰ کی، وقت نماز ظہر، پیچھے اس امام کے منہ طرف قبلہ شریف کے اللہ اکبر کہنے لگا، جب ہم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو میں نے اس سے کہا تم نے نیت کیسے کی ہے؟ وہ کہنے لگا جس طرح کرتے ہیں۔ اس نے کہا تم نے کتنی رکعت پڑھی ہیں؟ کہنے لگا چار پڑھی ہیں، اس نے کہا ایمانداری سے بتاؤ، امام کے پیچھے کتنی پڑھی ہیں؟ اس نے کہا دو پڑھی ہیں، دوست نے کہا تم نے اپنا بیڑا اغرق کر لیا ہے، تم نے تو دو امام کے پیچھے پڑھی ہیں، تم نے تو نیت ہی غلط کی ہے۔ اس نے کہا پھر کس طرح کرنی چاہیے تھیں؟ اس نے کہا تمہیں اس طرح نیت کرنی چاہیے تھی چار رکعات نماز فرض، دو امام کے پیچھے اور دو اکیلے کھڑے ہو کر اللہ اکبر جب امام کے پیچھے چار پڑھی ہی نہیں پڑھی ہی دو ہیں اس لیے جو اپنے پاس سے بنائی ہوئی باتیں ہوں ان کے پاؤں نہیں ہوتے، اس لیے میرے پیارے جھگڑا نہ کرو آؤ وہی بات مدنظر رکھو!

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

"صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ."

رب کریم نے فرمایا:

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾

بات یہاں ختم ہوتی ہے، کہیں اپنے پاس سے باتیں نہ بنانا، اپنی مرضی کی باتیں نہ بناؤ، تمہارے لیے کامیابی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے لیکن اگر اس کے اُلٹ کیا تو تمہارے لیے وہ چیز وبال جان بن جائے گی۔ اس لیے اپنی مرضی نہیں چلے گی۔ اس لیے قانون بنا دیا۔

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر: ۷)

''جو تمہیں میرا رسول ﷺ دے وہ لے لو اور جہاں سے تمہیں میرا نبی ﷺ روک دے وہاں سے رُک جاؤ۔''

کسی دوسرے تیسرے کا حوالہ نہ دینا، حوالہ دینا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا دینا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت ہے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے اور جب یہ بات ذہن نشین ہو جائے گی، پھر ان کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"كُلُّ اُمَّتِىْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ ."

میری ساری امت جنت میں جائے گی، سب کے لیے جنت کا داخلہ یقینی ہو گا، "اِلَّا مَنْ اَبٰى" مگر جس نے انکار کر دیا صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں "قِيْلَ مَنْ اَبٰى" وہ کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرنے والا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں "مَنْ اَطَاعَنِىْ دَخَلَ الْجَنَّةَ" جس نے میری بات مانی جس نے میرا حکم مانا، جس نے حدیث مانی، جس نے سنت مانی "مَنْ اَطَاعَنِىْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ اَبٰى" اور جو میرا نافرمان ہے، سمجھ لو اس نے خود ہی جنت میں جانے سے انکار کر دیا ہے، اسی کو اپنے لیے روشنی کا مینار سمجھ کر اس کی روشنی میں منزل کی طرف اقدام کرنا ہے۔

اس لیے جب نماز کی نیت کرنی ہے، نیت پنجابی میں نہیں ہو سکتی، نیت کا تعلق دل سے

ہے اور ہاتھ اس انداز سے باندھنے ہیں اور ہاتھ یہاں سینہ پر باندھنے ہیں۔عورت اور مرد کی نماز ایک جیسی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے عورتوں اور مردوں سب کے لیے یہ فرمایا تھا: "صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ" اس طرح کی نماز پڑھو جس طرح کی نماز پڑھتے مجھے دیکھا ہے، نماز عورت اور مرد کی ایک جیسی ہی ہے۔ انداز ایک جیسا ہی ہے، رکعات بھی ایک جیسی ہیں، قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ ہر چیز عورت اور مرد کی ایک جیسی ہے۔صرف اتنا فرق ہے ،عورت نماز میں اپنے ٹخنے برہنہ نہ رکھے اور مرد اپنے ٹخنے برہنہ رکھے۔

یہ فرق سمجھ لو یعنی اگر مرد برہنہ سر نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے اگر عورت کا سر برہنہ ہو تو نماز نہیں ہوتی، سمجھ گئے ہو، مسئلہ نماز اللہ پاک سنت کے مطابق پڑھنے کی توفیق دے آمین! ہاتھ سینہ پر باندھنے ہیں اور جو لوگ ہمارے خلاف مخالف ذہن رکھتے ہیں جو برا سناتے ہیں ان کو اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے ان کے گھروں کے سارے ووٹ ہمارے ہیں۔جتنی بھی عورتیں پورے ملک پاکستان کی ہیں کیا وہ ہاتھ سینہ پر نہیں باندھتیں ؟ اس لیے جو مولوی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ پہلے اپنے گھر والی عورتوں کو تو سمجھائیں۔ان کے تو سارے ووٹ ہی ہمارے ہیں۔ اس لیے ہاتھ یہاں باندھے ہوں تو آدمی اچھا لگتا ہے اور ہاتھ اگر نیچے ہوں تو آدمی ویسے ہی برا لگتا ہے۔

یہاں سینہ پر ہاتھ باندھنے ہیں۔دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا ہے۔:

"يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ."

اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھنے ہیں۔اب نماز شروع ہونے لگی ہے۔

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ."

اے اللہ تو پاک ہے۔"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ" تیرا نام بابرکت ہے۔"وَتَعَالٰى جَدُّكَ" تو بزرگی والا ہے۔ بلند و بالا ہے۔"وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا

اِلٰـهَ غَيْرُكَ . " تیرے بغیر کوئی الہ نہیں ساری کائنات کا خالق بھی تو ہے اور ساری کائنات کا مالک بھی تو ہے۔ اب یہ پڑھ کر آگے الحمد شریف شروع ہوئی ہے۔ سورہ فاتحہ شروع کرنی ہے جس سے کئی لوگوں کو دشمنی ہے۔ فاتحہ پڑھنی نماز میں تھی، مگر یہ پھوری پر پڑھتے ہیں لیکن ایمانداری سے کوئی نہیں پڑھتا، ویسے پوچھا جائے کہاں گئے تھے؟ کہیں گے فیتیا کہنے گئے تھے، کہاں سے آئے ہو؟ فاتحہ کہہ کر آئے ہیں۔ وہاں جتنے بھی بیٹھے ہیں۔ ایک آئے گا کہیں گے کلام بخشو، ادھر سے کوئی آیا کہیں گے فاتحہ کہو، کسی سے بھی پوچھ لو حرام ہے۔ اگر کوئی زبان سے ایک بھی لفظ کہتا ہو، میں نے ایک سے پوچھا یار تم بھی ان میں شامل تھے وہ باقی تو سارے بے وقوف تھے تمہیں کیا ہوا تھا؟ وہ کہنے لگا میں بھی ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا تھا یا اللہ ان کو ہدایت نصیب فرما۔ جہاں فاتحہ پڑھنی تھی وہاں نہیں پڑھی، فاتحہ منت کرتی رہی کہ میں مسجد آؤں؟ اس نے کہا نہیں، فاتحہ نے کہا صبح آؤں؟ کہنے لگا نہیں اس نے کہا ظہر کو آؤں؟ کہنے لگا نہیں، اس نے کہا عصر کو آؤں کہنے لگا نہیں اس نے کہا شام کو آؤں؟ کہنے لگا نہیں، اس نے کہا عشاء کو آؤں؟ کہنے لگا نہیں، فاتحہ نے کہا میں تو رب کی طرف سے نور نازل ہوئی ہوں پھر مجھے مسجد میں کیوں نہیں آنے دیتے ہو؟ کہتا ہے تم نے مسجد میں نہیں آنا تمہیں اس دن بلائیں گے جب کوئی مر جائے گا۔

اب یہ فاتحہ ہی اصل نماز ہے ہاتھ سینہ پر باندھے ہوں، پھر دیکھنا کیسا لطف سرور اور مزہ آتا ہے؟ مگر کئی حضرات ایسے ہیں، جو کہتے ہیں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے یہ مولوی فریب کرتا ہے کہیں اس کے چکر میں پڑ نہ جانا۔

اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴾ (النجم: ۳۹)

''جو کوئی کوشش کرے گا اس کو اس کی کوشش کا بدلہ ملے گا۔''

جو آگے امام ہے وہ مانگ رہا ہے لیکن جو پیچھے ہے وہ خاموش ہے: "صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ يَخْمَقُوْنَ" سارا گروہ ہی بے وقوفوں کا ہے۔ سارے خاموش کھڑے ہیں۔ اندازہ فرماؤ۔

یہاں اللہ کریم فرماتے ہیں: "قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ" اصل نماز سورہ فاتحہ ہی ہے۔ جب تم سینہ پر ہاتھ باندھ کر کہتے ہو۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" اوپر سے پھر جواب آتا ہے۔ "حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ" میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ تعریف تو وہی کرے گا جس نے سورہ فاتحہ پڑھی ہے۔ لیکن جو خاموش ہے کہتا ہے نہیں پڑھنی چاہیے، جو پڑھے گا اس کے منہ میں آگ پڑے گی جو کہتا ہے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے لیکن یہاں اللہ کریم فرماتے ہیں جب یہ کہتا ہے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" اوپر سے جواب آتا ہے "حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ" یہ کہتا ہے "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اللہ کریم جواب دیتے ہیں "اَثْنٰى عَلَیَّ عَبْدِیْ" یہ کہتا ہے۔ "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" اللہ کریم فرماتے ہیں: "مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ" یہ زمین پر بولتا ہے اور جواب آسمان سے آ رہا ہے۔

دیکھو کتنا لنک ہے؟ اسی لیے فرمایا تھا: جب نمازی نماز شروع کرتا ہے: "فَاِنَّهٗ يُنَاجِیْ رَبَّهٗ" اللہ پاک سے اس کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اللہ کریم سے بات ہو رہی ہے۔ درمیان میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں، یہ بات کر رہا ہے اور اس کی بات کا اوپر سے جواب آ رہا ہے۔

جس انداز میں یہ کہتا ہے اس طرح ہاتھ کر کے لبیک کہتا ہے یا اللہ کہتا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں: "لَبَّيْكَ يَا عَبْدِیْ، حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ، اَثْنٰى عَلَیَّ عَبْدِیْ، مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ" اب یہ کہہ رہا ہے تو آگے سے بھی جواب مل رہا ہے۔

لیکن جو نمازی پیچھے کھڑے ہیں۔ ان میں سے نہ کوئی کہتا ہے نہ ان کو جواب ملتا ہے، سردی ہو اور کوئی آدمی سوالی جا کر کسی کے گھر میں بیل دے، وہ اندر سے اٹھ کر باہر آئے اور پوچھے کیا بات ہے؟ یہ آگے سے خاموش کھڑا ہے وہ کہے کیا لینے آئے ہو؟ یہ آگے سے خاموش کھڑا ہے، تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ آدمی اسے کہے گا کہ کل پھر آنا؟ بلکہ اس نے کہنا ہے آج تو تمہیں معاف کیا لیکن آگے سے بھول کر بھی اس گلی سے نہ گزرنا۔ اس طرح جو

مسجد میں آیا اس نے اللہ کریم سے مانگا جو مانگا سو پایا۔ وہ اللہ کریم کا سوالی بنا، اللہ کریم کے سامنے درخواست پیش کی، جو درخواست کی اللہ پاک نے وہ قبول فرما لی، لیکن تمہارا مولوی سب کچھ لے گیا مگر تمہیں کچھ نہیں ملا، تمہیں کیا ملا؟ کچھ بھی نہیں۔

یہاں یہ نیچے بول رہا ہے اور جواب اوپر سے آ رہا ہے، اخیر میں جا کر یہ کہتا ہے۔ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ٥ " اللہ کریم فرماتے ہیں: "وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ" جو میرے بندے نے مانگا میں نے دے دیا۔ تم نے مانگا تو میں نے دیا۔ جو تم نے میرے سامنے سوال کیا میں نے وہ سوال قبول کر لیا، اب الحمد پڑھی گئی، سورہ فاتحہ پڑھی گئی اب آگے ایک مرحلہ آیا اس نے دونوں ہاتھ اس انداز سے اوپر اٹھا لیے اور کہتا ہے۔ اللہ اکبر

اب دوسرے بھائیوں نے کہا تم نے یہ کیوں اٹھائے ہیں؟ ہم نے کہا یہ سنت ہے۔ انہوں نے کہا ایسے اچھے نہیں لگتے تم مکھیاں مارتے ہو، انہوں نے کہا اس کا ثبوت کہاں ہے؟ کہنے لگے اس وقت لوگ بغل میں بت لے کر آتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا رفع الیدین کرو، تا کہ بت گر جائیں مجھے بتاؤ اگر بت گرانے تھے تو جب پہلی بار ہی نماز کی نیت کی تھی، کیا اس وقت بت نہیں گرے؟ لیکن جنہوں نے پہلی بار ہی نہیں گرنے دینے یہ سب جھوٹ ہے۔ "رفع الیدین زینة الصلاة" نماز میں رفع الیدین کرنا رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے یہ نماز کی زینت ہے اگر آپ ﷺ نے نہ کی ہوتی تو میرے محترم میں کبھی نہ کرتا۔

اس طرح انسان پیارا لگتا ہے، اللہ اکبر کہتا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور ساتھ اس طرح ہاتھ کا اشارہ کر رہا ہے۔ پھر رکوع میں گیا رکوع سے اٹھ کر پھر اللہ اکبر کہتا ہے۔ اب کئی علماء اس کے لیے دلائل ڈھونڈتے ہیں اس کو ختم کرنے کے لیے کہ رفع الیدین نہیں کرنی چاہیے ہم کہتے ہیں رفع الیدین نہ کرنا ہماری مخالفت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہے تم نے

ہمارا کیا بگاڑنا ہے؟ پیارے فیصلے تو قیامت کو ہونے ہیں۔ میں یہاں کہتا ہوں۔ یا اللہ میرے اللہ اگر میں بات اپنے پاس سے کروں اپنی خواہش کے مطابق کروں، اپنے مفاد کے پیش نظر کروں میرے اللہ عبداللہ کی زبان کو بند کرنے پر بھی تو قادر ہے۔ اے میرے اللہ اس زبان کو بولنے کی توفیق نہ دینا، جو زبان تیرے نبی ﷺ کی مرضی کے مطابق نہ چلے اور اگر یہ بات تیری اور تیرے رسول ﷺ کی ہے تو اللہ ان لوگوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین!
میرے دوست میں تمہارا خیر خواہ ہوں تمہارا میں بدخواہ نہیں، اگر میں نے غلط بات کر کے اپنے مولا کریم کو ناراض کر لیا تو پھر مجھے پتہ ہے قیامت والے دن جب اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے پیش ہونا ہے تو پھر باتیں دو ہی ہیں اگر آپ ﷺ نے شفاعت کر دی تو پھر سزا نہیں اور اگر شکایت ہو گئی تو پھر بچاؤ نہیں، اس لیے غور کرو کہیں رسول اللہ ﷺ ناراض نہ ہو جائیں۔ یہ رفع الیدین کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

اب دیکھو یہ صحیح حدیث ہے لیکن اس کو کس طرح غلط پیش کیا جا رہا ہے؟ کہتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جس طرح سرکش گھوڑے دُمیں مارتے ہیں تم نے اس طرح اپنے ہاتھوں کو نہیں مارنا یہی روایت ساری حنفیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے اور سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں۔

یہ بات ذہن میں بٹھا لو، اگر کوئی جواب مانگے تو پھر جواب مجھ سے سن کر پھر جواب اس انداز سے دیا کرو کیوں؟ جب تم سنو گے تم حیران ہو جاؤ گے بات تو اس طرح ہی ہے جب وہ کہے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سرکش گھوڑے دُمیں مارتے ہیں اور تم سرکش گھوڑوں کی طرح ہاتھ نہ مارو، یہ روایت صحیح مسلم کی ہے پھر اس کو شیشہ میں سما کر محراب کے دائیں طرف انہوں نے لٹکایا ہے کہ رفع الیدین نہیں کرنی چاہیے میں نے کہا غلط بات کرنے سے باز آ جاؤ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سے انکار کرنے سے باز آ جاؤ۔ کہیں تباہ نہ ہو جانا اب حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ اور اس کا الٹ مفہوم لوگوں کے سامنے کیا پیش کیا جا رہا ہے؟ اس کا معنی یہ ہے۔

جب صحابہ رضی اللہ عنہم التحیات میں بیٹھتے تو جب سلام پھیرنے کی باری آتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میری ایک بار ایک مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی میرا اللہ سن رہا ہے زبان سے نکلی ہوئی بات کراماً کاتبین لکھ رہے ہیں۔ اس کہی ہوئی بات کا مجھے قیامت کو حساب بھی دینا پڑے گا۔ وہ مولوی صاحب کہنے لگے رفع الیدین نہیں کرنی چاہیے میں نے کہا وہ کونسی روایت ہے؟ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو پہلے رفع الیدین تھی لیکن بعد میں ختم کر دی وہ مولوی صاحب کہنے لگے جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے رفع الیدین کرنے سے روک دیا میں نے کہا چلو ہم صبح گھوڑا دیکھ لیں گے اگر گھوڑا ہی ہمیں بتا دے کہ رفع الیدین ہم سے نہیں ملتی تو ہم کریں گے اور اگر اس کی حرکت ہم سے ملتی ہوئی تو ہم رفع الیدین کرنی چھوڑ دیں گے صبح کا وقت ہوا نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا پانچ سات آدمی ساتھ لیے کہ آج فیصلہ ہونا ہے جب اللہ پاک کسی کو ہدایت دینا چاہیں پھر صرف ایک منٹ لگتا ہے جب ہم صبح گئے تو گھوڑے کو مکھی تنگ کرتی تھی وہ رفع الیدین کر رہا ہے میں نے کہا جناب دیکھیے آپ کے باپو کس طرح رفع الیدین کر رہے ہیں؟

اس کی قسمت خراب تھی میں نے کہا دیکھو گھوڑا اس طرح کرتا ہے میں نے اس مرشد ﷺ کو مانا ہے میں نے اس نبی ﷺ کو مانا ہے جس نے ہر موڑ پر میری عزت کا تحفظ کیا ہے۔ اس لیے گھوڑے کو سمجھا دیا گیا ہے کہ اپنی مرضی سے بھی دم کو اس طرح نہ کرنا، کہیں وہابیوں پر ضد نہ آجائے، صبح اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لو، گھوڑا اس طرح کرتا ہے، اس لیے میرے پیارے اہلحدیثوں کی رفع الیدین اس طرح کی ہے، جو رفع الیدین محمد مصطفیٰ ﷺ نے کر کے دکھائی ہے یہ وہ ہے: صَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ.

اب یہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" تین بار کہہ کر پھر ہاتھ کھڑے کر کے رفع الیدین کرنی ہے ساتھ کہنا ہے۔ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" پھر سجدہ

میں جانا ہے پہلے ایک سجدہ کرنا ہے، پھر دوسرا سجدہ کرنا ہے پھر ہم اسی قیام کی شکل میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اول سے لے کر آخر تک رسول اللہ ﷺ کی نماز صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور آپ ﷺ نے پڑھ کر بتائی۔

ایک دن آپ ﷺ منبر کے آخری زینہ پر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ آخری زینہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نیچے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ آخری زینہ پر کھڑے ہیں جب آپ ﷺ الحمد پڑھ لیں تو ساتھ کوئی سورۃ ملا کر پڑھ لیتے ہیں، پھر آپ ﷺ پیچھے ہو جائیں اور نیچے اتر کر آپ ﷺ رکوع، سجدہ کرتے ہیں، رکوع اوپر ہوتا ہے تم بڑا تعجب کرو گے کہ آپ ﷺ نے منبر پر نماز پڑھائی۔ اس لیے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہمارے آقا علیہ السلام کی نماز کیسی ہے؟

ایک مسئلہ یہ بھی حل ہو گیا کہ نماز میں حرکت ہونے سے نماز نہیں ٹوٹتی، نماز منبر سے اوپر جا کر منبر سے نیچے اتر کر اس حرکت سے نماز نہیں ٹوٹتی، بعض ہمارے حنفی بھائی کہتے ہیں۔ پاؤں کے انگوٹھے نے حرکت کی تو نماز ٹوٹ گئی، بلکہ انگوٹھا حرکت کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اگر درمیان میں خلا پیدا ہو گیا تو نماز پھر بھی نہیں ٹوٹتی، امام کے پیچھے سے نماز پڑھتے ہوئے ایک آدمی چلا جائے، باقی دو کے درمیان خلا پیدا ہو گیا وہ اس طرح آپس میں خلا پر کر دیں نماز پھر بھی نہیں ٹوٹتی ہے۔

اس لیے میرے محترم جب رسول اکرم ﷺ نے ہر بات سمجھا دی، پھر اس میں شک کیا رہ گیا؟ پھر اس میں شبہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق نماز پڑھو! ''صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ'' نماز اس انداز میں پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھا ہے وہ نماز پھر قیامت کو نور بن جائے گی اور اگر خلاف سنت نماز ہوئی تو پھر یہ نماز تمہارے لیے وبالِ جان بن جائے گی۔ قیامت کو نمازی آ رہے ہیں۔ یہاں سے لے کر یہاں تک ان کے بازو چمک رہے ہیں۔ پیشانی چمک رہی ہے۔ چہرے چمک رہے ہیں اور رسول کریم ﷺ منبر

پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ منبر ہوگا جو منبر مسجد نبوی والا ہے۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں جس منبر پر میں خطبہ دیتا ہوں، قیامت والے دن اس منبر کو حوض کوثر کے کنارہ پر رکھا جائے گا اور میں پھر اپنی امت کا انتظار کروں گا پچاس ہزار سال کا دن ہوگا، سورج اپنی پوری گرمی اور تمازت دکھاتا ہوگا اور میں انتظار کروں گا جو بھی لوگ آئیں گے وہ دور سے ہی پہچانے جائیں گے تو میں اپنے ہاتھوں سے آب خوروں، آفتابوں اور جنت کے سونا چاندی کے برتنوں سے پانی پلاؤں گا جس نے وہ گلاس پی لیا، اسے پچاس ہزار سال تک پیاس ہی نہیں لگے گی آپ ﷺ منبر پر بیٹھے ہوں گے صدیق وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم پاس کھڑے ہوں گے آپ ﷺ ان کو پانی پلا رہے ہیں اور کئی ایسے بھی نصیبوں والے ہوں گے۔ برتن ہونے کے باوجود بھی آپ ﷺ منبر سے اُٹھیں گے اور آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر چلو بنا کر آپ ﷺ فرمائیں گے تم آ کر میرے چلو سے منہ لگا کر پانی پی لو، ایسے بھی نصیبوں والے ہوں گے۔

ہکناں نوں ٹِک پَر کر ہو سن
اے حضرت آپ پلاندے
آکھن اے دنیا پر آئے
اے ساڈا حکم سناندے

جو رسول اللہ ﷺ کے مطیع اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار ہوں گے، قیامت کو اللہ پاک ان کو ایسی عزت سے نوازیں گے، اس لیے نماز سب سے پہلا فرض ہے اور نماز میں ہی تمہاری عزت اور کامیابی ہے، لیکن وہ نماز جو سنت کے مطابق ہوگی، خلاف سنت نماز قبول نہیں ہوگی۔

اب تم دیکھو جب یہ کسی آدمی کو نماز پڑھتے دیکھتے ہیں تو اُس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک جگہ ایک آدمی نے نماز پڑھی اور اس کا سر برہنہ تھا دوسرے نے ٹوپی پکڑ کر اوپر رکھ دی۔ اس نے ٹوپی اتار کر نیچے پھینک دی اس نے پھر پکڑ کر رکھ دی، اس نے ٹوپی اتار کر نیچے

پھینک دی، اس نے پھر پکڑ کر رکھ دی، اس نے پھر اتار کر پھینک دی، جب نماز پڑھ لی گئی اس نے کہا یہ تم کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا میں تو تمہارا بچاؤ کر رہا تھا، اس نے کہا بچاؤ میرا کیا کر رہے ہو؟ بیڑا تو تم اپنا غرق کر رہے ہو، پھر تم دیکھو کئی یہاں قمیص کا بٹن کھول کر قمیص اوپر سر پر کر لیتے ہیں جس طرح کارٹون بنا ہوتا ہے اتنی اہمیت دیتے ہیں نماز پڑھ لی ہے مگر اس نماز کا کیا فائدہ ہے؟ جو نماز خلافِ سنت ہے، اس لیے ہر قدم پر سوچو کہ کہیں تمہارا قدم آپ ﷺ کے فعل، آپ ﷺ کے قول کے اُلٹ نہ ہو جائے، اگر موافق عمل ہوا تو خیر ہو جائے گی، اگر عمل اُلٹ ہوا تو وہ تمہارے لیے وبالِ جان بن جائے گا۔

میرے محترم اللہ کریم نے اپنے نبی ﷺ کو بھی اس نماز کا پابند کیا کہ "اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ" یہ جو کتاب میں نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی ہے، اس کی تلاوت کریں "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ" اور نماز پڑھیں "اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ" دوسرے مقام پر فرمایا: "اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" اے میرے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو حوض کوثر دیا، وہ حوض کوثر جس کا پانی دودھ سے سفید، شہد سے میٹھا ہے، وہ ہم نے آپ ﷺ کو عطا کیا، اب اس کا بدلہ اور صلہ کیا ہے؟ "اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" "اِنَّآ" بے شک ہم نے "اَعْطَيْنَا" دیا ہم نے "كَ" تجھ کو "کوثر" ہم نے دیا آپ ﷺ کو کوثر اور اس کوثر کے بدلہ میں ہم آپ ﷺ سے کیا مانگتے ہیں؟ "فَصَلِّ لِرَبِّكَ" اے میرے نبی ﷺ آپ میرے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ ہم سمجھیں گے کہ حوض کوثر کی قیمت ادا ہو گئی۔ جو نماز آپ کے لیے ضروری ہے۔ تو امتی کسی بھی صورت میں اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ لیکن بار بار میں یہ بات ذہن نشین کرواؤں گا کہ نماز وہ نماز ہے، جو رسول اکرم ﷺ کی نماز ہے اور وہ نماز جو ہمارے بھائیوں کی نماز ہے جو ہمارے دوستوں کی نماز ہے، اگر میں اس پر تبصرہ کروں تو میرا خیال ہے تم ناراض ہو جاؤ گے۔ ان یاروں دوستوں کی نماز اور انداز کی نماز ہے۔ ان کی

نماز اپنے طور پر بنائی گئی ہے۔ جو میں نے نماز پیش کی ہے وہ وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خود پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو پڑھا کر بتائی اور جس میں کامیابی اور کامرانی کی ضمانت آپ ﷺ نے دی، اس نماز کے ادا کرنے سے یہاں بھی عزت ملے گی اور کل قیامت کو بھی عزت نصیب ہو جائے گی۔ اللہ پاک ہمیں زندگی میں ہر وہ کام کرنے کی توفیق دے جو اللہ کی منشا کے مطابق اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق ہو آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



قربانی کے مقاصد، قربانی کے مسائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ o﴾

(الانعام: ۱۶۲،۱۶۳)

اسلامی سال کے بارہ مہینوں میں سے یہ ماہ رواں ذوالحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے اور پہلا مہینہ محرم الحرام ہے۔ اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم اور آخری مہینہ ذوالحجہ ہے۔ ان دونوں مہینوں سے اسلام کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں، جب یہ مہینے سال کے بعد آتے ہیں تو پرانی یادیں از سرِ نو تازہ ہو جاتی ہیں۔ جب نیا مہینہ آتا، نئے مہینہ کی آمد پر رسول اکرم ﷺ خوشی کا اظہار کرتے اور ساتھ اس مہینہ کو خیر وعافیت سے گزارنے کے لیے اللہ کریم سے دعائیں بھی کرتے وہ انسان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ نئے چاند کے طلوع ہونے پر اپنی زبان سے وہ دعا کرے۔ جو دعا آج سے بہت عرصہ پہلے رسول اکرم ﷺ نے سکھائی تھی۔ چاند طلوع ہوتا تو آپ ﷺ چاند کو دیکھ کر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اس دعا کے الفاظ کیا ہیں؟

"أَللّٰهُمَّ أَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ."

"اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان سے طلوع کرنا، سلامتی اور اسلام سے طلوع کرنا، اے چاند میرا اور تمہارا "رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ" میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ تیرا پیدا کرنے والا بھی وہ اللہ ہے اور میرا خالق بھی وہی اللہ ہے۔"

ایک یہ دعا فرماتے اور ایک دوسری دعا اور ہے، جب چاند طلوع ہوتا تو آپ ﷺ پھر یہ دعا فرماتے: "هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ" اے اللہ یہ پورا مہینہ خیر و عافیت سے گزرے یہ پورا مہینہ ہمارے لیے رشد وہدایت کا باعث بنے، اللہ اس مہینہ کو خیر اور بھلائی سے گزارنا''، پھر فرمایا: "اٰمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ" اے چاند میں اس رب پر ایمان لایا ہوں۔ جس نے تمہیں بنایا ہے جو تمہارا خالق ہے۔ کیوں؟ یہ نشانات قدرت ہیں۔ قرآن کریم نے اِس انداز میں ذکر کیا۔

﴿اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝﴾ (نوح: ۱۵، ۱۶)

''اس اللہ نے آسمان بنائے پھر اس کو مزین کرنے کے لیے نیچے ستارے لگائے اور پھر رات کو روشن کرنے کے لیے چاند بنایا اور دن کو روشن کرنے کے لیے اللہ پاک نے سورج کو بنایا۔''

ایک دعا یہ ہے ایک دعا اور بھی ہے، جب چاند طلوع ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا۔"

''ساری تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں ساری حمدیں، ثنائیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اس سے پہلے مہینہ کو خیریت سے لے گیا اور اس اللہ کے لیے ساری تعریفات ہیں جو ہمارے لیے دوسرے مہینہ کو لے آیا۔''

یہ تغیر وتبدل، حالات کا بدلنا، مہینوں کا بدلنا، سالوں کا بدلنا، راتوں کا بدلنا اور دنوں کا بدلنا یہ میرے اللہ کے قبضہ میں ہے۔ تو اس لیے یہ پورے کا پورا مہینہ بڑی ہی اہمیت کا حامل ہے لیکن اس پورے مہینہ میں سے پہلے دس دن، پہلا عشرہ نہایت ہی خوبیوں کا مالک ہے۔ یہ جو عشرہ اب گزر رہا ہے اس میں روزے رکھنا، اس کے اندر وظائف کرنا اس میں ذکر الٰہی کرنا اور پھر یہی مہینہ ہے، جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے صحیح حدیث کے حوالہ سے بخاری شریف، ابوداؤد شریف، تحفۃ الاحوذی علی ہذا القیاس دیگر کتب میں رسول

کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی عمل کسی مہینہ کا اس مہینہ کے اس عشرہ سے نہیں مل سکتا، چاہے وہ عمل کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرمانے لگا اللہ کے نبی ﷺ جی کیا جہاد بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جہاد بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

مگر وہ مجاہد اس سلسلہ میں بڑھ جائے گا، جو مجاہد جہاد کرنے کے لیے میدان کارزار میں جائے آگے بات بتائی جہاد کرنے کے لیے مجاہد جب میدانِ کارزار میں جائے تو واپسی نہ سوار آئے نہ سواری آئے، سوار بھی وہاں رہ جائے اور سواری بھی وہاں ہی رہ جائے، نہ وہ خود واپس آئے، نہ سواری واپس آئے، وہ مجاہد جو وہاں ہی جان دے کر مرتبہ شہادت حاصل کر لے وہ عمل اس ماہ کے اعمال سے آگے ہے۔ ورنہ باقی تمام اعمال پیچھے ہیں۔

پھر چاند طلوع ہوتے ہی اللہ پاک کی کبریائی بیان کرتے:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ."

یہ کب شروع کرنا ہے؟ عام طور پر تم لوگ نو تاریخ کو شروع کرتے ہو لیکن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری کے حوالے سے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، بازار میں جاتے، بازار سے آتے، گھر سے جاتے، گھر میں آتے، جیسے ہی چاند نظر آ گیا اسی وقت اللہ پاک کی کبریائی ذکر کرنا شروع کر دیتے۔

تو میرے محترم ان اعمال میں سے ایک عمل جو بہت ہی عظیم عمل ہے اور چند دن کے بعد عاملین وہ عمل کریں گے، اللہ پاک اس عمل کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین! وہ قربانی کا عمل ہے۔ اب اس قربانی کے کرنے کا کیا فلسفہ ہے؟ غور فرماؤ! قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟ قربانی خود ہی کرو خود ہی کھاؤ اور گناہوں کی معافی اللہ پاک سے لے لو، اس قدر وہ ذات مہربان ہے فرمایا مجھے کچھ نہیں ملنا، میں نے تو صرف ایک ادا دیکھنی ہے کہ اس ادا پر پورا کون اترتا ہے؟ جو اس ادا پر پورا اترا تو پھر یاد رکھو کرنی بھی تم نے ہے، کھانی بھی تم نے ہے مگر جانور پر چھری پھیرنے سے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرے گا اور تمہارے صغیرہ گناہ

پہلے معاف کر دیے جائیں گے۔

قربانی تم کھاتے ہو لیکن یہ ایک امتحان ہے، ہر شخص یہ نہ سمجھے کہ بکرا کو رنگ لگا کر، سینگوں کو سجا کر، گلے میں گانی ڈال کر، پاؤں میں پائیل ڈال کر، بازاروں میں گھما کر بلے بلے کروا کر میں اپنا نام روشن کروالوں گا، نہ میرے محترم دیکھنے والے کی نگاہ بہت تیز ہے۔ وہ جب سر سے پاؤں تک چیک کرتا ہے تو پھر سات زمینوں کے نیچے چلنے والی چیونٹی کی آواز کو بھی وہ عرش معلیٰ پر سن لیتا ہے۔ یہ پہلے ہی واضح ہو گیا:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۝﴾ (المائدة: ۲۷)

دو نبی زادوں نے قربانیاں کیں ایک کی قبول ہوگئی، دوسرے کی قبول ہی نہ ہوئی، جس کی قبول نہ ہوئی اس نے کہا میں تمہیں مار دوں گا، اس نے کہا مجھے کیوں مارو گے؟ میرا قصور کیا ہے؟ میں نے تم سے کیا زیادتی کی ہے؟ میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ مجھے کیوں مارتے ہو؟ اس نے کہا کیونکہ تمہاری قربانی قبول ہوگئی اور میری نہیں ہوئی، اس نے کہا تم اس لائق نہیں کہ تمہاری قربانی قبول ہو۔ پہلے متقی بنو پھر تمہاری قربانی قبول ہوگی۔

اس لیے اب جو بے نماز ہے، اس کی قربانی کیسے قبول ہوگی؟ وہ تو یہی سمجھ لو کہ جیسے قصائیوں سے گوشت لا کر کھا لیا ہو۔ بے نماز کی قربانی قبول نہیں، اللہ پاک ہم سب کو نمازی بنائے۔ آمین! جب اللہ کے نبی ﷺ نماز عید پڑھاتے جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوتے، مدینہ طیبہ میں نماز پڑھتے ہی رسول اکرم ﷺ کے سامنے دو مینڈھے لائے جاتے، اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے جو مینڈھے پیش کیے جاتے تھے وہ کس طرح کے ہوتے تھے؟

”كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوْجُوْءَيْنِ.“

ان خوبیوں والے ہوتے، یہ مسند احمد کی روایت ہے پہلے آپ ﷺ ایک کو ذبح کرتے اور اللہ کے نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔

اگر تمہیں طریقہ نہیں آتا تو تکبیر پڑھتے وقت پاس کھڑے ہونا ہے۔ فرض کرو اگر تمہیں ذبح کرنے کا طریقہ نہیں یا تم قربانی نہیں کر سکتے۔ اگر تمہاری بیوی تم سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے، تم ذبح نہ کرو، تمہاری بیوی ذبح کر دے وہ بھی جائز ہوگی، مرد ذبح کر دے وہ بھی صحیح ہے، اگر عورت ذبح کر دے تو وہ بھی صحیح ہے، عورت کے ذبح کا حوالہ میرے پاس موجود ہے، ایک منٹ سے پہلے حوالہ دے سکتا ہوں۔ اس لیے بات واضح ہو جائے کہیں کوئی ڈھونڈتا نہ رہ جائے کہ مجھے کوئی ذبح کرنے والا نہیں ملا، میرے محترم دونوں مل کر ذبح کر دو تاکہ مسئلہ حل ہو جائے۔

آپ ﷺ جب پہلا جانور ذبح کرتے تو آپ ﷺ فرماتے یا اللہ یہ میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے میں یہ قربانی کر رہا ہوں۔ جو اللہ تیری توحید کے قائل ہیں، جو تیری توحید کے ماننے والے ہیں۔ جن کا تیری توحید پر ایمان ہے، ان کی طرف سے یہ قربانی کر رہا ہوں اور جن کا میری ذات پر یہ ایمان ہے کہ جو کچھ اللہ پاک کی طرف سے مجھ پر نازل ہوا ہے۔ میں نے وہ سارے کا سارا لوگوں تک پہنچا دیا ہے، میں نے کوئی خیانت نہیں کی تو ان لوگوں کی طرف سے بھی یہ میں قربانی کرتا ہوں، اللہ قبول فرمالے۔

اس بات سے واضح ہو گیا کہ قربانی مواحد کی قبول ہے۔ ہاں ہر کسی کی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ مواحد کی قربانی قبول ہوگی اور مواحد کی پہچان کیا ہے؟

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾

(الحج: ۳۷)

فرمایا نہ تمہارا گوشت مجھے پہنچتا ہے، نہ تمہاری کھالیں پہنچتی ہیں، نہ مجھے جانور کا خون پہنچتا ہے، گوشت تم نے کھا لیا کھالیں مولوی لے گئے، خون زمین نے پی لیا مجھے کیا ملا؟ مجھے کیا پہنچا؟ بکروں، گاؤں، مینڈھوں اور اونٹ کی قربانی کرنے والو!

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾

(الحج : ٣٧)

مجھے صرف جو تمہارے دلوں میں تقویٰ ہے وہ پہنچتا ہے اور تقویٰ کہاں ہے؟ تقویٰ یہاں ہے "اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا" تقویٰ یہاں ہے دل کے خانہ میں تقویٰ ہے، ڈر اللہ کا دل میں ہے۔ اس لیے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ." (بخاری ومسلم)

بخاری ومسلم کی روایت ہے، وہ اللہ تمہارے رنگ نہیں دیکھتا، تمہاری صورتیں نہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے دل دیکھتا ہے، تمہارے اعمال دیکھتا ہے، فرمایا میں تمہارے دل دیکھتا ہوں، تمہارے اعمال دیکھتا ہوں، تمہارے دلوں میں میرا ڈر ہو اور تمہارے اعمال میرے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں۔ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، تمہاری زندگی کے اعمال تمہاری نمازیں، تمہارے روزے، زکوٰۃ، حج، صدقہ خیرات، درود وظائف، قربانی جو کچھ بھی ہے۔ میرے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں، اس لیے میں نہ صورت دیکھوں، نہ میں رنگ دیکھوں، نہ مجھے تمہاری صورت پسند ہے، نہ مجھے تمہارا رنگ پسند ہے۔ جو چیز مجھے پسند ہے مجھے تمہاری نیکیاں تمہارے اعمال اور تمہارے دلوں کا تقویٰ پسند ہے۔

جو دل خوفِ الٰہی سے خالی ہے اس کا کیا ہوا؟ آقا ﷺ کا قریبی، آقا ﷺ کا سگا، بہت ہی سگا پیوررسید ہے آقا ﷺ کا سگا چچا ہے اور رنگ اس کا ایسا ہے، یہ دونوں رخساروں کے پاس آدمی ہو کر دیکھے تو جس طرح شیشہ میں چہرہ نظر آتا ہے، ابولہب کے رخساروں میں سے آدمی کو اپنا چہرہ نظر آ جائے۔ رنگ کا گورا اور سرخ ہے۔ جس طرح آگ کا سرخ کوئلہ چمکتا ہے، اس طرح کا رنگ ہے مگر ملا کیا؟ شاہ صاحب کو کیا ملا؟ اکیلے شاہ صاحب نہیں بلکہ گھر والی بھی ساتھ ہی ہے، شاہ بھی گیا شانی بھی گئی۔

دونوں کو ایک سلاخ میں پرو کر جہنم رسید کیا جا رہا ہے، دیکھو آقا ﷺ کی مخالفت

کرنے والا سگا چچا ہے، آقا ﷺ کے خلاف لوگوں کو ابھارنے والا سگا چچا ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر آقا ﷺ کے خلاف اپنے ساتھیوں کو ترغیب دیتا ہے، ادھر سے جب فتح ہوگئی، مولا کریم نے فرمایا میرے مصطفیٰ ﷺ فکر نہ کریں جو زبان آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اس کا حشر ساری دنیا نہ دیکھے تو میں رب کیسا؟ یہی ابولہب رسول اکرم ﷺ کا سگا چچا جنگ بدر کے صرف آٹھ دن بعد اس کو طاعون کا پھوڑا نکل آیا۔ تین دن اور تین راتوں میں ابولہب کا سارا جسم پگھل گیا۔ بدبو آنا شروع ہوگئی، چاروں طرف محلہ والے بھی پریشان ہوگئے، برادری کے لوگوں نے دور سے کھڑے ہو کر لمبی لمبی لاٹھیوں سے ابولہب کی لاش کو چارپائی سے نیچے پھینکا اور پھر دیواروں پر کھڑے ہو کر دور سے پتھر مار مار کر ابولہب کی لاش کو پتھروں سے دبا دیا۔ مولا کریم نے ثابت کر دیا، اس کے نہ مال کام آیا اور جس برادری پر ناز کرتا تھا، اس نے مرنے کے بعد اس کی لاش کو پتھر مار مار کر دبا دیا۔ یہ ابولہب ہے بدنصیب اور بدقسمت جس کے چار لڑکے عتبہ اور عتیبہ جن کی طرف رسول اکرم ﷺ کی دو بیٹیوں کا نکاح ہونا تھا، ابولہب نے اپنے بیٹوں کو کہا ان سے رشتہ توڑ دو۔ ابولہب نے یہاں تک آپ ﷺ کی مخالفت کی، ابولہب بھی جہنم میں گیا، عتبہ اور عتیبہ بھی جہنم میں گئے۔

باقی ابولہب کے جو دو بیٹے تھے، ۸ ہجری میں جب مکہ فتح ہوا یہ عتبہ اور عتیبہ تو پہلے ہی دونوں ہلاک ہوگئے، باقی ابولہب کے دو بیٹے رہ گئے۔ فتح مکہ والے دن رسول اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اندر داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے شکرانہ کے نوافل پڑھے، آپ ﷺ نوافل پڑھ کر باہر آئے، آپ ﷺ اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، مجھے یہاں چاروں طرف میرے چچا ابولہب کے دو بیٹے نظر نہیں آتے وہ کہاں ہیں؟ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آقا علیہ السلام میں تلاش کر کے لاتا ہوں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان کو تلاش کرنے کے لیے نکلے۔ یہ روایت کہاں ہے؟ الاصابہ فی احوال الصحابہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی اس میں جہاں عتبہ اور عتیبہ کا ذکر آتا ہے، وہاں ان دونوں کا بھی آتا ہے۔ یہ

دونوں ڈرتے ہوئے بھاگ گئے۔ عرفات کے میدان میں جا پہنچے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے عرفات پہنچے جا کر ان سے کہا اے بدنصیبو میں اپنے کانوں سے سن کر آیا ہوں، آ جاؤ آج رحمت کا دریا جوش میں آیا ہے۔ آ جاؤ تمہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔ دونوں بھائی کہنے لگے ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے مخالف تھے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں رہنا تنگ کر دیا لیکن آپ پھر بھی ہمیں یاد کر رہے ہیں۔ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے انتقام ہی نہ لینے لگے ہوں؟ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ایک بار آؤ۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جب ساتھ لے کر آ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے قریب بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ابولہب کے ان دونوں لڑکوں نے برابر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔ جب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اپنے چچا کے بیٹے کو اس بغل میں لے لیا اور دوسرے کو دوسری بغل میں لے لیا اور اپنی بغلوں کو دبا لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمانے لگے تم ہاتھ پیچھے سے اس طرف ڈالو اور دوسرے سے فرمانے لگے کہ تم بھی میرے پیچھے سے ہاتھ نکال کر اس طرف ڈالو، یہ تینوں ایک جوٹا بن کر خانہ کعبہ میں چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے، یا اللہ یہ دونوں بیٹے میرے چچا ابولہب کے ہیں، میں نے ان سے بہت سی تکالیف اور مصائب اٹھائے ہیں مگر میرے مولا کریم میں تمہارے سامنے التجا کرتا ہوں۔ مولا میرے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹانا۔ میرے چچا کے ان بیٹوں کو معاف فرما دے۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور پھر ایک ابولہب کی بیٹی درّہ تھی، دُرّہ موتی کو کہتے ہیں۔ یہ ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئی اور جب یہ مدینہ منورہ گئی۔ وہاں عورتیں اکٹھی ہوئیں، عورتیں کہنے لگیں اے درّہ تم نے کیا بات کرنی ہے؟ تمہارا باپ ابولہب بھی جہنمی ہے، تمہاری ماں ام جمیل بھی جہنمی ہے، تمہارا گھرانہ اس طرح کا ہے۔ درّہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے آ کر کہتی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی میرے باپ کا یا میری ماں کا کفر مجھ پر کیوں مسلط کیا جا رہا ہے؟ آقا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا یاد رکھو میرے خاندان کے وہ لوگ جو کفر کی حالت میں مجھ پر ظلم وزیادتی کرتے رہے ہیں، مگر جب

انہوں نے میرے قریب آ کر اسلام کو قبول کر لیا ہے تو پہلی نگاہ میں ہی اللہ پاک نے ان کی زندگی کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ اس لیے میرے اس چچا کی بیٹی اور میری بہن کے بارہ میں کوئی غلط لب کشائی نہ کرنا کیونکہ کہیں اللہ پاک ناراض نہ ہو جائیں۔

کیوں جناب ابولہب کا رنگ کیسا ہے؟ مگر کیا ملا؟ کچھ بھی نہیں لیکن اس کے برعکس چھوٹی چھوٹی آنکھوں والا موٹے موٹے ہونٹوں والا، چھوٹے سے سر والا، موٹے پاؤں والا، چھوٹے قد والا، کالے رنگ والا بلال رضی اللہ عنہ ہے متفق علیہ کی روایت ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو پاس بلا کر فرمانے لگے اے بلال رضی اللہ عنہ مجھے یہ بات بتاؤ۔ تمہاری ساری زندگی کے اعمال میں سے تمہیں وہ کون سا عمل پسند ہے؟ جس پر تمہیں پورا یقین ہے کہ میرا یہ عمل اللہ پاک کے دربار میں قبول ہو گیا ہے اور تمہیں اپنے اس عمل پر اعتماد ہے مجھے بتاؤ کونسا ایسا عمل کرتے ہو؟ مجھے اس کی نشاندہی کرو، یہ بات کر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کیونکہ میں نے تمہیں اپنے سے پہلے جنت میں دیکھا ہے اور تمہارے جوتوں کی آواز بھی میں نے سنی ہے، بتاؤ کیا عمل کرتے ہو؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی وہ عمل جس پر مجھے پورا اعتماد ہے، وہ عمل یہ ہے کہ میں نے زندگی میں جب بھی وضو کیا ہے تو میں نے پوری زندگی وضو کرنے کے بعد نفل ضائع نہیں ہونے دیئے۔ میں سمجھتا ہوں یہ میری زندگی کا قابل اعتماد عمل ہے۔ فرمایا اس عمل کی وجہ سے سمجھ لو اللہ پاک نے تمہیں جنت کا ٹکٹ جاری کر دیا ہے۔ اے بلال رضی اللہ عنہ تمہیں پَرمٹ مل گیا ہے جب تم نے یہ عہد کر لیا کہ میں جب بھی وضو کروں گا نفل پڑھوں گا تو اللہ پاک نے ان نوافل کو تمہارے لیے جنت کا پَرمٹ بنا کر تمہارے ہاتھ دے دیا ہے۔ یہ اب کالے رنگ کا جنت کا مالک بن گیا اور گورے رنگ والا جہنم کا ایندھن بن گیا۔ مولا کریم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ لا يَنْظُرُ اِلٰى صُوْرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ." (بخاری ومسلم)

اب آج کل کتنی خرید وفروخت ہو رہی ہے؟ صبح شام جانوروں کو مصیبت ڈالی ہوئی

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الانعام: ۷۹، ۱۶۲)

یہ تمہیں سبق سکھایا جا رہا ہے جانور لنگڑا نہ ہو کیا معنی ہے؟ جانور لنگڑا بھی کھا لیا جائے گا، گوجرانوالہ کے باسیو سوچو صبح اٹھ کر دوکان سے بکرے کا سر ڈھونڈتے پھرتے ہو، پائے ڈھونڈتے پھرتے ہو، پائے کھا کھا کر تمہارے پائے اتنے موٹے ہو گئے، پائے ڈھونڈتے ہو۔ جانور کی کلیجی، گوشت، پائے سب کچھ کھا جاتے ہو، میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ جمعہ کے بعد گھر جا کر سوچنا ساری عمر سر لیتے رہا ہے۔ مگر تم ابھی قربانی کی تہہ تک نہیں پہنچے ہو۔ اس منبر سے تم نے بہت سے مسائل سنے ہیں۔ اللہ پاک تمہیں سمجھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین! ساری عمر تم جانور کے سر دیتے رہے ہو مگر بھلا مانس سر دینے کا بھی طریقہ سیکھو۔

سارے گھر والے بیٹھ کر پروگرام بناتے ہو بلکہ سارے رشتہ دار بیٹھ کر کہتے ہیں، کل تم قربانی کرنا، دوسرے سے کہتے ہیں، اگلے دن قربانی تم کرنا، تیسرے کو کہتے ہیں، قربانی تیسرے دن بھی جائز ہے۔ تم تیسرے دن کرنا اور خود کہتا ہے، میں نے چوتھے دن قربانی کرنی ہے، کیا معنی ہے کہ گوشت پیٹ بھر کر کھاؤں، پھر پروگرام بنتے ہیں کہ زیادہ گوشت کیسے کھایا جاتا ہے؟ کوئی کہتا ہے کباب بنا کر زیادہ کھایا جاتا ہے، کسی نے کہا شامیاں بناؤ، سیخ کباب بناؤ، کئی یہ بھی کہتے ہیں کہ عید آنے سے پہلے پہلے چورن بنوالو، تاکہ زیادہ گوشت کھایا جائے لیکن میں یہ بھی مشورہ دیتا ہوں کہ پروگرام تو تمہارا سارا صحیح ہے، مگر کسی ڈاکٹر کا بھی اپنے ذہن میں رکھو جس کے پاس تم نے جانا ہے، تم جانور کا لنگڑا پن دیکھتے ہو اصل میں اس میں اللہ پاک نے کیا حکمت رکھی ہے؟ وہ جانور اگر لنگڑا ہے تو پھر بھی حلال ہے، اگر اس کی دونوں ٹانگیں صحیح نہیں ہیں تو وہ پھر بھی حلال ہے۔ اگر اس کی دونوں ٹانگیں صحیح ہیں تو وہ قربانی پر لگ گیا۔ اگر ایک ٹانگ سے عاری ہے تو وہ نہ لگا مگر تمہارے لیے سبق ہے۔ اپنے پاؤں کو مضبوط رکھنا بھلے مانس کہیں پھسل نہ جانا، تم میں کہیں لنگڑا پن نہ آ جائے، صراطِ مستقیم پر چلو، تمہاری ٹانگیں مضبوط ہونی چاہئیں۔ بالکل سٹرونگ، مضبوط اور اپنے آپ کو ٹھوس محکم بناؤ،

اس راستہ پر چلاؤ جو قرآن نے راستہ پیش کیا ہے، قرآن کریم نے راستہ بتایا اللہ کے رسول ﷺ نے اس راستہ کی نشاندہی کی۔ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾

سیدھا راستہ ایک ہے اگر جانور لنگڑا ہوا تو کبھی ادھر گر پڑا کبھی ادھر گر پڑا، اس لیے اپنی دونوں ٹانگیں صحیح کرو۔

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝﴾

(الانعام: ۱۵۳)

جو نمازی ہر رکعت میں یہاں ہاتھ باندھ کر کہتا ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۝﴾ (الفاتحہ: ۵)

وہ یہ راستہ ہے۔ کہیں پھسل نہ جانا، یہ راستہ ہے جس راستہ کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝﴾ (یوسف: ۱۰۸)

بحث میں نہ پڑو جانور کو دیکھتے ہو کہ کہیں وہ لنگڑا نہ ہو، تم کہیں ٹانگوں سے لنگڑا نہ بن جانا، صراطِ مستقیم پر چلو یہ اس قربانی کا فلسفہ ہے۔

اب آنکھیں چیک کرتے ہو کہ کیا اسکی آنکھیں صحیح ہیں؟ اصل میں اس میں فلسفہ کیا ہے؟ اس کی آنکھ کی طرف دیکھتے ہو، اپنی آنکھ کی طرف نظر دوڑاؤ تمہاری آنکھ میں حیا ہو۔ تمہاری آنکھ میں شرم ہو، تمہاری آنکھ اللہ پاک کی طرف ہو، تمہاری آنکھ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو۔ تمہاری آنکھ قرآن دیکھے، تمہاری آنکھ رسول اللہ ﷺ کی حدیث دیکھے۔ آنکھیں جھکا کر چلو تم زمین پر چلو تو اللہ پاک عرش پر کہیں۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ

الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ○ ﴾ (الفرقان : ٦٣)

ایک آدمی آرہا ہے کبھی دائیں دیکھتا ہے، کبھی بائیں دیکھتا ہے، جب چلتا چلتا رسول کریم ﷺ کے پاس آیا، کہنے لگا میں ہر گناہ کی معافی مانگتا ہوں۔ ہر گناہ سے توبہ کرتا ہوں مگر آقا علیہ السلام مجھے اجازت دے دیں، نمازیں بھی پڑھوں گا، روزے بھی رکھوں گا، حج بھی کروں گا، ہر نیکی کا کام کروں گا مگر مجھے زنا کی اجازت دے دیں۔ آپ ﷺ کے سمجھانے کے بھی کیسے انداز ہیں؟ فرمایا مجھے یہ بتاؤ تمہاری بہن جوان ہو، تمہاری بیٹی جوان ہو، تمہاری بیوی جوان ہو، تمہاری کوئی عزیزہ جوان ہو، وہ بازار میں جارہی ہو اور کوئی آدمی اس کو گندی نگاہ سے دیکھے تو کیا تم برداشت کرو گے؟ کہنے لگا آقا علیہ السلام میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا، فرمایا پیارے جس طرح تمہاری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ تمہاری عزیزہ کی طرف کوئی دیکھے تو جن کی بیٹیوں کی طرف تم نے دیکھنا ہے غیرت ان میں بھی موجود ہے۔

یہ بات کر کے پھر رسول اکرم ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھا فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاَحْسِنْ فَرْجَهٗ."

اللہ میرے اس صحابی رضی اللہ عنہ کا دل صاف کر دے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے جب رسول اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا تو سر سے لے کر پاؤں تک میرا جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ جب یہ صحابی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ سے نکلا تو نہ دائیں دیکھتا ہے، نہ بائیں دیکھتا ہے۔ زمین کی طرف نگاہیں کر کے چلا جارہا ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا میرے فرشتو یہ وہ ہے جب آیا تھا تو نگاہیں دائیں بائیں گردش کرتی تھیں لیکن اب زمین کی طرف دیکھ کر چل رہا ہے، اس کی نگاہیں زمین کی طرف ہیں اور میں عرش پر اسے دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔

اس طرح کی چال چلا کرو، تمہاری آنکھ میں حیا ہو، تمہاری آنکھ میں شرم ہو۔ مرشد اعظم ﷺ نے ہر طرح کی باتیں سکھائیں۔ آپ ﷺ سب سے بڑے پیر ہیں، لیکن ساری زندگی رسول اکرم ﷺ نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی بیوی کا برہنہ چہرہ نہیں دیکھا، غیر شادی شدہ لڑکیوں میں اتنا حیا نہیں ہوسکتا، جتنا میرے آقا علیہ السلام میں حیا تھا۔ ان لڑکیوں نے

شرم وحیا کا درس محمد مصطفیٰ ﷺ سے سیکھا۔ اندازہ فرماؤ۔ رسول اکرم ﷺ کے پاس عورتیں آتی ہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ پردہ کرو پھر وہ کہتی ہیں، آقا ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کرنی ہے، آپ ﷺ نیچے ہاتھ رکھیں، ہم اوپر ہاتھ رکھتی ہیں۔ بیعت جس طرح مردوں نے کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ہم نے بھی اسی طرح بیعت کرنی ہے، فرمایا ایک پانی کی بالٹی لے کر آؤ پانی کی بالٹی آ گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈبویا اور فرمایا اس میں اپنا ہاتھ ڈبولو تمہاری بیعت سمجھ لی جائے گی۔ کیونکہ کسی غیر عورت کے ہاتھ کے ساتھ ہاتھ محمد ﷺ نہیں لگا سکتا۔ ساری زندگی آپ ﷺ نے کسی غیر عورت کے ہاتھ کے ساتھ ہاتھ نہیں لگایا اور کسی غیر عورت کی طرف نہیں دیکھا۔

تم حیران ہو گے ابن ماجہ کی روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ جب معراج کے لیے گئے، اس سفر میں اللہ کریم نے فرمایا، اے جبرائیل علیہ السلام جاؤ میرے مصطفیٰ ﷺ کو جنت کی سیر کرواؤ۔ آپ ﷺ جنت میں سے گزر رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک محل آیا، ایک کوٹھی آئی، ایک بنگلہ دیکھا، اتنا دیدہ زیب، اتنا خوبصورت کہ دیکھتے ہی دل خوش ہو جائے۔ آپ ﷺ چلتے چلتے رک گئے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ جناب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابھی زندہ ہیں اور جنت میں کوٹھی پہلے بن گئی ہے، یہ کمائی ہے، قربانی کرنے والو کی کمائی یہ ہے، جنہوں نے تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا یہ کہاں سے سیکھا؟ رسول اکرم ﷺ سے سیکھا۔ ان آنکھوں میں حیا پیدا کرو غیر کی طرف نہ دیکھو، دوسرے کی طرف تمہاری نگاہ نہ اٹھے۔

آپ ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے، آپ ﷺ کی اہلیہ آپ کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے کسی کام کی غرض سے ملنے آئیں، آپ ﷺ ان کے ساتھ مسجد سے باہر نکلے کہ میں تمہیں تھوڑا آگے چھوڑ دوں۔ آپ ﷺ اپنی بیوی کے ساتھ آ رہے ہیں، سامنے دو انصاریوں کے لڑکے آپ ﷺ کو دیکھ کر جلدی جلدی چل پڑے۔ آپ ﷺ نے جلدی جاتے ہوئے دیکھا، فرمایا دونوں میرے قریب آؤ۔ آ گئے فرمایا یہ میری بیوی ہے۔ اب

چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا آقا علیہ السلام ہم آپ ﷺ پر جان قربان کر دیں، آپ ﷺ نے کیا محسوس کیا؟ فرمایا شیطان انسان کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے، جس طرح خون گردش کرتا ہے۔ میرے پاس سے گزرتے ہوئے شیطان تمہارے دل میں یہ بات نہ ڈال دے کہ محمد ﷺ پتہ نہیں کونسی عورت کے ساتھ جا رہا ہے؟ کائنات میں کوئی ایسا ہے؟ میرے مصطفیٰ ﷺ شرم وحیا کے بے مثال پیکر تھے۔

جناب جن کو میرے نبی ﷺ نے رنگ چڑھایا، وہ کائنات میں نرالے ہیں۔ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کسی بھی نبی کو ایسے جانثار نہیں ملے، جیسے جانثار اللہ پاک نے محمد ﷺ کو عطا فرمائے ہیں۔ اس طرح کا رنگ بناؤ۔ اس طرح کے روپ کو اپناؤ۔

جب آپ ﷺ نے اپنے وزیر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو خوش ہو گئے۔ آقا ﷺ فرماتے تھے۔ میرے دو وزیر آسمان میں ہیں۔ جناب جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام دو وزیر آسمان کے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دو وزیر میرے زمین کے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے باپ ہیں۔ حضور ﷺ کے سسر ہیں۔ مجھے بتاؤ اس سے بڑی قرابت داری اور کیا ہے؟ اس سے گہرا رشتہ اور کونسا ہوتا ہے؟

آپ ﷺ نے ان کی کوٹھی جنت میں دیکھی تو دائیاں پاؤں اندر رکھا کہ میں اندر جا کر تو دیکھوں۔ میرے عمر رضی اللہ عنہ کا محل کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے دائیاں پاؤں اندر رکھا، دوسرا پاؤں اندر رکھنے کا ابھی ارادہ کر رہے ہیں لیکن دایاں پاؤں بھی باہر نکال لیا۔ صبح کا وقت ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: رات میں معراج کر کے آیا ہوں۔ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تمہیں مبارک ہو تمہارا محل میں جنت میں دیکھ کر آیا ہوں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار اندر بھی گئے تھے؟ فرمایا میرا دل کیا کہ میں اندر بھی جا کر دیکھوں۔ میں نے ایک پاؤں اندر رکھا دوسرا پاؤں اندر رکھنے کا ارادہ کرتا تھا مگر عمر رضی اللہ عنہ مجھے تمہاری غیرت آسمانوں پر یاد آ گئی۔ چاہے یہ معجزہ ہی ہے مگر بغیر عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے محمد ﷺ اندر داخل نہیں ہو سکتا۔

اے گوجرانوالہ کے پہلوانو بکرے کی آنکھیں دیکھتے ہو، اپنی آنکھ میں شرم اور حیا پیدا کرو، اگر بکرے کی آنکھیں دیکھتے ہو تو اپنی آنکھوں کی طرف بھی دیکھو، کسی غیر کی طرف نہ دیکھو، جنہوں نے مان لیا، انہوں نے پھر مان کر دکھا دیا ہے۔ اگر قربانی کرنی ہے تو پھر ہر طرح کی برائیوں سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



جذبہ جہاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿وَ جَاهِدُوۡا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجۡتَبٰكُمۡ وَ مَا جَعَلَ عَلَیۡكُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیۡكُمۡ اِبۡرٰهِیۡمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَ فِیۡ هٰذَا لِیَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِیۡدًا عَلَیۡكُمۡ وَ تَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ هُوَ مَوۡلٰكُمۡ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَ نِعۡمَ النَّصِیۡرُ﴾ (الحج: ۷۸)

پوری دنیا میں ملک پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جس کو اپنے وجود کا اپنی بقا کا اور اپنی سالمیت کا خطرہ ہر وقت لاحق رہتا ہے ویسے تو ساری دنیا کا کفر پاکستان کے خلاف ہے لیکن پاکستان کا سب سے بدترین دشمن، سب سے گندہ اور سب سے ذلیل ترین دشمن پاکستان کا ہمسایہ ملک ہندوستان ہے۔ آج تک ہندوستان نے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ یہ ہماری بدنصیبی اور بدقسمتی ہے کہ وہاں کے سربراہوں کو بلا کر اگرچہ محترمہ تین تین گھنٹے بند کوٹھڑی میں گفتگو کرے لیکن انہوں نے آج تک پاکستان کا وجود تسلیم نہیں کیا۔

۶۵ء کی جارحیت، ۶۵ کا حملہ اور پھر ۷۱ء جارحانہ طور پر چڑھائی، ۷۱ء کی جنگ میں پاکستان کا دائیاں بازو کاٹ کر پاکستان کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو تہہ و تیغ کیا گیا، سینکڑوں مساجد مشرقی پاکستان میں مسمار کی گئیں۔ لاکھوں کی املاک تباہ و برباد ہوئی۔ کروڑوں روپے کا اسلحہ مشرقی پاکستان سے ہندوستان منتقل کیا گیا۔ پھر اس قدر ظلم ہوا کہ مسلمان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی نوجوان لڑکیاں کلکتہ اور بمبئی کے بازاروں میں فروخت کی گئیں۔ پھر بھی اس کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا۔ کبھی

دہلی کی مساجد میں نماز پڑھتے ہوئے حملے کرتا ہے، کبھی نماز عید پڑھتے ہوئے شہید کیا جاتا ہے اور کبھی بابری مسجد کو گرا کر وہاں مندر تعمیر کیا جاتا ہے۔

پاکستان کے غیور ساتھیو تم نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا؟ مسجد بابری کو گرا کر وہاں مندر تعمیر ہو تم نے اس کے مقابلہ یں کیا کیا؟ تمہارے سربراہ نے کیا کہا؟ کہ کل سے ہڑتال کرو، پہلے وہاں سے جوتے پڑے اور اب یہاں جوتے مارے جا رہے ہیں مجھے بتاؤ یہ بھی کوئی بات ہے؟

وہاں انہوں نے مسجد گرائی اور یہاں جلوس نکالو، جلوس نکالنے، ہڑتالیں کرنا، پھر اس کے ساتھ جلسوں میں قرار دادیں پاس کرنا یہ وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پرزے ڈھیلے ہو گئے ہیں۔ جو بے بس ہیں جن میں ایمانی حرارت ہے وہ ایسا نہیں کرتے یہاں اسٹیج پر کھڑے ہو کر کہنا کہ ہماری بابری مسجد کو گرا کر وہاں مندر تعمیر کیا گیا ہے ہمیں بہت افسوس ہے تمام حضرات کے سامنے ہم قرار دادِ مذمت پیش کرتے ہیں کیا آپ کو قرار داد منظور ہے؟ ایسے حکمران مفت پیدا ہوں اب کسی کو اس ملک کی فکر ہے؟ فکر صرف کرسی کی ہے کسی کو دین کی فکر ہے؟ نہیں بلکہ صرف کرسی کی فکر ہے کہ کرسی مل جائے صبح سے شام وظائف ہو رہے ہیں یا کرسی یا کرسی یا کرسی اور جنہوں نے کبھی باہر نکل کر نہیں دیکھا تھا وہ اب دروازوں پر آ رہے ہیں بس عنقریب تم دیکھو گے جس کے گھر کے آگے بچہ چاہے دوسرے محلّہ کا کھڑا ہوا سے پکڑ کر لوری دینا شروع کر دیں گے۔ اللہ کا کا، صرف ووٹ لینے کے لیے اور جب ووٹ کے لیے پھر ان کو ڈھونڈو گے تو یہ نہیں ملیں گے، پوچھا جائے خاں صاحب کہاں ہیں؟ میاں صاحب کہاں ہے؟ جواب ملے گا وہ اندر ہیں ان کو ہچکی لگی ہے اللہ کرے تمہیں ہچکی لگ جائے یہ ملک کے خیر خواہ نہیں، ان سے مت امید رکھو۔ ملک کا بچاؤ الیکشن ہے؟ ملک کا بچاؤ انتخاب ہے؟ ملک کا بچاؤ یہ ہے؟ جو کچھ ہو رہا ہے، نہیں بلکہ جب حالات اس طرح کے پیدا ہوں، اس کا ایک ہی علاج ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں: ''وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ'' جب دشمن مقابلہ میں آئے دشمن وار کرے، دشمن پہل کرے پھر دشمن کے مقابلہ میں سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ، ''فَاِنْ

قَاتَلُوْكُمْ" انہوں نے پہل کی ہے، تم کہتے ہو نہیں بس مار کھاتے جاؤ۔ اب امریکہ اُس کی ساز باز ہندوستان ہے ایران اس کی ساز باز ہندوستان کے ساتھ ہے اور ہمارے ساتھ کون ہے؟ ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ جب یہ بات کرو تو کہتے ہیں جہاد کیسے کریں؟ ایک بار آؤ۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾

مومنین کی مدد کرنا یہ مومنین کا میرے ذمہ حق ہے۔ آؤ مجھے آزماؤ، ایک بار مجھے آواز تو دو ایک بار مجھے بلاؤ، کبھی تجربہ تو کرو اگر تھوڑے ہو تو کیا ہے؟ شروع سے لے کر دیکھو!

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرة: ٢٤٩)

تھوڑے ہوں کمزور ہوں مگر ایک بار میدان میں تو آؤ۔

ان تمام علماء سے کہو یہ اکٹھے ہو جائیں، میری بڑی دیر کی یہ خواہش ہے کہ مولوی اکٹھے ہو جائیں مگر یہ خبیث حلوے پر مرمٹے ہیں ان سے کہو جہاد کرو سب اکٹھے ہو جائیں میرے بھائیو! ہم سب متفق ہو جائیں اور میدان کی طرف چلیں اور علمائے اکرام کے چہرے نور سے چمکتے ہوں اور پھر جس طرف بھی جائیں وہ نقشہ سامنے آئے۔

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا۝ ﴾ (العاديات: ١ - ٥)

گھوڑوں کے پاؤں زمین سے رگڑ کھائیں اور ان میں سے آگ کی چنگاریاں نکلیں اور گھوڑوں کی لگامیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پکڑی ہوں اور تربیت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دی ہو اور پھر دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو۔

وہ کوئی مولوی ہے جو موت سے ڈرے؟ وہ کوئی مولوی ہے جو شہادت سے ڈرے؟ پھر یہ مولوی تو کہتے ہیں شہادت بھی مل جائے اور کچھ بھی نہ ہو، میں ایک بار کراچی گیا بہت بڑا جلسہ تھا، ایک ہندوستانی جو چوڑی پاجامہ پہنتے ہیں وہ مجھے کہنے لگا آپ نے جو جہاد کے عنوان

پر وعظ کیا ہے بہت اچھا کیا ہے اللہ کی قسم میرا بھی دل چاہتا ہے میں وہاں جاؤں اور لڑوں اور شہید ہو جاؤں میں نے کہا پھر تمہیں رکاوٹ کیا ہے؟ کہنے لگا میں نے سنا ہے وہ اتنے خبیث ہیں اگر کوئی چلا جائے تو وہ گولی مار دیتے ہیں، اب تم بتاؤ ایسی بھی کوئی شہادت ہے جس میں کچھ بھی نہ ہو۔

جب ایمان ہوتو پھر ایمان ابھارتا ہے پھر اسے اپنی موت بھی ایک سعادت نظر آتی ہے کہ یہ میرے لیے ایک اعزاز ہے۔ مومن موت سے نہیں ڈرتا، موت سے گیدڑ ڈرتا ہے اور اگر مولوی ہو کر موت سے ڈرے تو پھر اس کی زندگی پر لعنت ہے۔ اپنے فاروق آباد کے تمام مولوی اکٹھے کرو جس دن جانا ہو۔ مجھے بلا لینا میں انشاء اللہ دو گھنٹے پہلے پہنچ جاؤں گا۔ قافلہ وہاں کشمیر جائے اور نام لکھو کہ فلاں تاریخ کو فلاں مقام سے علمائے اکرام کو الوداع کیا جائے گا لیکن نہیں یہ صرف تمہیں لڑا کر مروار ہے ہیں۔ اس کا علاج صرف اور صرف یہ ہے جہاد کرو۔

اللہ کریم فرماتے ہیں: "فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ" انڈیا نے پہل کی ہے، انہوں نے تم پر ۶۵ء میں حملہ کیا، انہوں نے تم پر اے، میں حملہ کیا۔ اب بھی کبھی ایٹمی تجربوں کی دھمکیاں دیتے ہیں۔

﴿فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذَالِكَ جَزَآءُ الْكَافِرِيْنَ٥﴾

جب دشمن پہل کرے تو پھر اس کو ختم کر دو، نیست و نابود کر دو، وہ دنیا میں زندہ نہ رہے کب تک؟ جب تک دنیا میں ایک بھی اللہ پاک کا باغی ہو "وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ" تب تک جہاد رہے گا جب تک دہلی لال قلعہ پر اسلام کا جھنڈا نہ لہرا جائے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں مجھے اللہ کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آرڈر ہوا ہے۔ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ" میں جہاد کروں۔ میں میدان کارزار میں جاؤں۔ میں دشمن کا مقابلہ کروں "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ" حضور ﷺ کو حکم ہو رہا ہے۔ میدان میں چلیں فوج کی کمان کریں۔

ایمانداری سے بتاؤ ان مجاہدین کے سوا کبھی کسی پارٹی کے مولوی کو بھی جاتے ہوئے دیکھا ہے؟ کبھی میدان میں مولوی کو مرتے ہوئے دیکھا ہے؟ کبھی شہید ہوتا دیکھا ہو؟ یہ

خبیث یہاں کھا کر پھٹ کر مر جاتے ہیں لیکن یہاں پیغمبر ﷺ خود کمان کریں۔ سبحان اللہ! پھر پیغمبر ﷺ نے جو فرمایا وہ کر کے بھی دکھایا۔ جو منہ سے بول بولا اس کے مطابق کر کے دکھایا۔ رب نے کسی نبی کو نبی بنایا ہی نہیں جو بزدل ہو، قوم کا لیڈر، قوم کا رہبر اور قوم کا راہنما جواں مرد ہونا چاہیے، اس کی جسمانی طاقت بھی ہو، اس کے پاس علم بھی ہو اور اس کا رعب بھی ہو۔ اس کا دبدبہ بھی ہو، پھر جس طرف وہ جائے اس کی کامیابی پھر اس کے قدم چومے گی۔

رکانہ رضی اللہ عنہ عرب کا ایک بہت بڑا بہادر تھا ایک دن کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں مگر میری شرط یہ ہے کہ میں آپ ﷺ سے کشتی کرنا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: میں بالکل تیار ہوں۔

اب رات کا وقت ہو اور تہجد کے نوافل پڑھ رہے ہوں اور صبح کا وقت میدان کارزار میں گزرے۔ تلوار پکڑ کر کھڑے ہوں۔ رات کا نمازی اور دن کا غازی مجاہد کھڑا ہو، چہرہ نورانی ہو اور پھر رب کیوں نہ اس کے چہرہ کی طرف عرش سے دیکھے، اس لیے جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیا، اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے، عروہ رضی اللہ عنہ دیکھ کر کہنے لگا اور اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے چہرہ کی طرف کر کے کہنے لگا، یہ جن داڑھی والوں کو آپ ﷺ ساتھ لے کر آئے ہیں انہوں نے کیا مقابلہ کرنا ہے؟ یہ صوفی نہیں لڑنا جانتے، اس نے جب اس طرح ہاتھ کیا اب ایمانی حرارت دیکھو۔ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمانے لگے اپنا ہاتھ پیچھے کرو تمہیں پتہ نہیں پیغمبر ﷺ کے چہرہ کی طرف ہاتھ کرنا پیغمبر ﷺ کی توہین ہے۔

سائیں برداشت نہیں کرتے، تمہیں اپنی کرسی کا فکر ہے۔ تمہیں اپنے اقتدار کی فکر ہے۔ اے پاپی، ظالم کبھی تمہیں دین کی فکر ہوتی، تو پھر اس طرح نہ ہوتا خدایا ان درندوں سے پاکستان کو بچا۔ آمین!

ان سے اپنے ایمان کو بچاؤ۔ یہ نام اسلام کا لیتے ہیں اور ظاہری طور پر اسلام کے دشمن

ہیں۔ لبادہ اسلام کا اوڑھ کر اسلام کا نام لے کر تمہیں دھوکہ دے رہے ہیں۔

اسلام یہ ہے، اس عروہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پیچھے کر لیا، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بات کرنے کی اجازت ہے۔ دیکھو حالانکہ کتنے حلیم الطبع ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کرو، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عروہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں:

ابوبکر صدیقؓ نہ چل سکے غضبوں کہیا دور ہو خام بیلی
کنڈا جے اک نبیؐ نوں چُب جائے تے کرن شیس قربان غلام بیلی
اوسانوں مسجداں وچ کی ویکھنا ایں ویکھیں جنگ اندر توم تام بیلی

تم نہیں جانتے مگر پتہ اس وقت چلے گا، جب ہاتھوں میں ہاتھ پڑے اس کا واحد علاج کیا ہے؟ ہندوستان کے مقابلہ میں ہڑتالیں نہیں، جلوس نہیں، قراردادیں نہیں، اس کا واحد علاج جہاد ہے۔ جہاد کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جان تو ہر کسی کو پیاری ہے لیکن جان سے ایمان پیارا ہے۔ جان جاتی ہے تو جائے، ایمان نہ جائے، ایمان ہے تو سات خیر ہے۔

تختہ دار پر کھڑے ہوں اور پاس کھڑا ہونے والا پوچھے اگر تمہیں اس تختہ دار سے اتار دیا جائے اور تمہاری جگہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کر دیا جائے تو تمہارا دل تو یہ کہتا ہو گا کہ میری جان بچ جائے۔

کیوں جی بندریا کے پاؤں جلنے لگے تھے اس نے اپنے بچے پاؤں کے نیچے لے لیے اس کو جان پیاری ہے لیکن یہاں جان نہیں ایمان پیارا ہے جب کہنے والے نے کہا تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ آگے سے جواب کیا دیتے ہیں؟ فرماتے ہیں:

زیدؓ کہیا سن قسم خدا دی پاک نبی سرور دا میں ہاں بردا
اے گل مینوں مول نہ پاوے نبیؐ اساڈا پردہ روز حشر دا
جے کر پچھیں میرے کولوں میں سو سو جاناں واراں
شاہ ابرارا جے اس نے اک کنڈا چبھے پھوک دیاں گلزاراں، باغ بہاراں

انہوں نے فرمایا یہ تو دور کی بات ہے میں تو اپنی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں

کانٹا لگنا بھی برداشت نہیں کرتا۔ اگر جان اللہ پاک کے راستہ میں قربان ہو تو وہ انسان سمجھے مجھے اللہ کی طرف سے ایک بڑا اعزاز ملا ہے۔ مگر اس طرح کا ایمان چاہیے۔

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اِک ٹوٹا ہوا تارا

وہ لوگ بھی دنیا پر آئے۔ مسیلمہ کذاب کا محاصرہ ہوا ہے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہے مسیلمہ اندر ہے دیوار اونچی ہے، اس کے آگے اتنا بڑا گیٹ ہے گیٹ بھی بہت بڑا ہے، نہ گیٹ کے اوپر سے جایا جا سکتا ہے نہ دیوار پھلانگ کر جایا جا سکتا ہے چاروں اطراف صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ لیکن اندر نہیں جا سکتے، دیوار اتنی اونچی ہے کہ اس کے اوپر سے گزر نہیں سکتے، دیوار اتنی چوڑی ہے کہ وہ کاٹی بھی نہیں جا سکتی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں تمہیں طریقہ بتاتا ہوں، چادر بچھا دو، اس میں میں بیٹھ جاتا ہوں، تم اس چادر کو پکڑ کر مجھے ہلا رہ دے کر اوپر سے پھینک دو میں جا کر دروازہ کھول دوں گا۔

فاروق آباد کے مجاہدو! اے فاروق آباد کے حلوہ خور مولویو ذرا تم بھی اپنے ایمان کا جائزہ لو، دیکھو تم میں ایمانی حرارت کتنی ہے؟ کہنے لگا مجھے دیوار سے دوسری طرف پھینک دو، میں دروازہ کھول دوں گا۔

اگر ابراہیمؑ جیسا ہو جائے آج ایماں پیدا
تو آگ کر سکتی ہے آج بھی اندازِ گلستان پیدا

آج سے چودہ سو سال پہلے نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا: "قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" لا الہ الا اللہ" کہہ دو تم عرب اور عجم کے مالک بن جاؤ گے۔ شرق اور غرب تمہارے قبضہ میں ہو گا اور دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں تمہارے پاؤں میں بیٹھی ہوں گی۔

یہ کلمہ کی برکت ہے اور پھر آزمانے والوں نے آزمایا پھر لوگوں نے دیکھا یہی کلمہ پڑھ کر لوگوں نے تجربہ کیا، پہلے کی بات نہیں ابھی کل کی بات ہے۔ ۶۵ء میں دشمن کا حملہ ہوا، ایوب نے کہا اے ہندوستان تم نے ایسی قوم کو للکارا ہے جس کا اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان

ہے۔ اللہ کی پوجا کرنے والی قوم اے میرے ہم عزیز وطنو لا الہ پڑھتے چلو اور آگے آگے بڑھتے چلو۔ کیسی زبان سے بات نکلی؟ میرا ربّ پھر کیوں نہ آسمان سے غائبانہ افواج مدد کے لیے نازل کرے۔

افلاک سے آتا ہے ناموں کا جواب آخر

کرتے ہیں خطاب آخر اُڑتے ہیں حجاب آخر

رب ذوالجلال نے فرمایا جب تمہاری زبان سے احد کی آواز نکلتی ہے وہ سات آسمانوں کو چیر کر میرے عرش کو ہلا دیتی ہے۔ لیکن یہاں قوم کا لیڈر کہے کہ اگر میں دوبارہ برسرِ اقتدار آیا تو میں سب سے پہلے شکریہ ادا کرنے کے لیے بابا فرید گنج شکر کے دربار پر حاضری دوں گا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ میں دوگانہ کے سونفل پڑھوں گا۔

کسی طرف رسول اکرم ﷺ کو کوئی بشارت ملتی تو آپ ﷺ سنتے ہی جہاں بیٹھے ہوتے اسی وقت اللہ کے حضور سجدہ میں پڑ جاتے اور فرماتے۔ مولا کریم یہ عزتیں تیری عطا کردہ ہیں۔

جس ملک میں شرک اتنے عروج پر گیا ہو، اس قوم کو عزت کیسے ملے؟ پہلے اپنا منہ تو دیکھو، کیا تم اس قابل ہو؟ اللہ پاک آسمان سے تمہارے لیے غیبی امداد نازل فرمائے۔ ایوب کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو پھر کس طرح عملی جامہ پہنایا گیا؟ قوم نے آواز سن کر ایوب کی بات پر لبیک کہا قوم سر بہ کفن ہوئی اور پھر ساری دنیا نے دیکھا یہی مولوی جناب سارے اکٹھے ہو گئے پتہ نہیں اس وقت کیا ہوا؟ سب اکٹھے ہو گئے۔

اذانیں اکٹھی دی جانے لگیں، نمازیں اکٹھی پڑھی جانے لگیں۔ اکٹھے بیٹھنے لگ پڑے اللہ کرے اب بھی اکٹھے ہو جائیں۔ آمین!

تمہیں پتہ ہے میں تو تمام مولویوں کا تابعدار ہوں۔ میں تو زبان سے وہ لفظ کہنے کے لیے تیار ہی نہیں جس سے میرے کسی مولوی بھائی کا دل دکھ جائے، مجھے تو کوئی مولوی کہے تو میں اس کا منہ چومنے کے لیے تیار ہوں۔ میری طرف سے یہ دعوت ضرور ہے کہ ہم سب

اکٹھے ہو جائیں۔ متحد ہو جائیں اس وقت اتحاد ہوا۔ اتفاق ہوا سترہ دن کی جنگ اور پھر پوری دنیا نے دیکھا اس وقت صاف ظاہر تھا۔

صاف ظاہر ہے یہ تا تار کے افسانے سے
کہ پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اس وقت بُروں کی زبان سے بھی یہ الفاظ نکلے تھے۔

وے میریا ٹول سپاہیا تینوں رب دیاں رَکھاں

پھر اللہ پاک کی طرف سے حفاظتیں ہوئیں اور پھر اس نے کہا تھا:

کہ تیرے ٹینکاں دے تھلے سر دے کے سانوں وطن بچانا آنداا ے

پھر اللہ پاک نے پاکستان کی حفاظت فرمائی۔ جہاد علاج ہے۔ پھر ثابت کیا۔ سترہ دون کی جنگ اور سترہ دن کی جنگ میں یہی انڈیا یہی ہندوستان اقوامِ متحدہ میں جا کر اس کی چیخیں نکل گئیں۔ سترہ دن کی جنگ میں انڈیا کا پیشاب خشک ہو گیا۔ اقوامِ متحدہ میں جا کر کہا ہمیں بچاؤ ہمیں پاکستان لے گیا ہے۔ حالانکہ ہم اس وقت تھوڑے تھے لیکن سترہ دن کی جنگ میں تمہاری اس طاقت کو برداشت نہ کر سکا اور رات کا وقت تھا جب برطانیہ اور امریکہ کے اندر ۶۵ء کی جنگ کی یہ ریل چلتی دکھائی گئی اور میڈموں کی چیخیں نکل گئیں۔ انگریزوں کی بیویاں ڈر گئیں۔ جب ٹینکوں کے نیچے لیٹتے ہوئے نوجوانوں کو دیکھا جب ٹینک ان کے اوپر سے گزارے جاتے اور لاشیں بارود بن کر اٹھتیں تو میڈ میں باہر کو دوڑ گئیں اور ان کی چیخیں نکل گئیں۔

کہنے لگیں وہ کونسی مائیں ہیں؟ جنہوں نے ایسے بیٹے جنے ہیں۔ جو دشمن کے ٹینکوں کے نیچے بھی لیٹنا فخر سمجھتے ہیں۔ تمہاری تاریخ تابناک ہے دیکھو تمہاری تاریخ کتنی روشن ہے؟ بھول گئے ہو؟ اس کا علاج جہاد ہے۔

صبح سے شام آوازیں آ رہی ہیں۔

﴿وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴿٧٥﴾ (النساء: ٧٥)

یا اللہ کوئی ہمارا ایک بھائی بھی بیدار ہوگا جو ہمیں بھی دشمن کے قبضہ سے چھڑائے گا۔ ان کی آہیں جن سے اللہ کا عرش کانپتا ہے۔

ایک بچی مدینۃ الرسول میں جس کے سر پر دوپٹہ تھا، سبزی فروخت کرنے والی بچی ہے اور پیچھے سے کسی اوباش نے اس کا دوپٹہ تھوڑا سا کھینچا، جس سے آدھا سر برہنہ ہوگیا۔ اس بچی کا سر برہنہ ہوا۔

نہ حفظِ آبرو کی جب کوئی صورت دکھائی دی
تو اس معصوم بچی نے اللہ کی دوہائی دی
پکاری کیا نہیں غیرت کسی مومن کے سینہ میں
کہ یوں بے آبرو ہوں میں محمدؐ کے مدینہ میں

نبی پاک ﷺ کا شہر ہو اور میرا دشمن میرا سر برہنہ کرے، کوئی غیرت مند نہیں؟ ایک صحابی رسول ﷺ اٹھے اور فرمایا بہن ابھی ہم زندہ ہیں۔ مار کر تلوار اس لڑکے کا سر کاٹ دیا اور یہی ابتدا ہوئی۔ بنیاد بنی اور نبی پاک ﷺ نے زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کہ میری دوسری نصیحتوں میں سے ایک یہ بھی نصیحت ہے کہ مدینہ کی سرزمین میں کسی یہودی کو نہیں رہنے دینا۔

آج یہودیوں کا قبضہ اسرائیل پر ہے۔ آج یہودیوں کا قبضہ فلسطین پر ہے۔ آج یہودیوں کی ساز باز ہندوستان سے ہے اور تم لمبی تان کر سوئے ہوئے ہو اور تم اپنے اقتدار کی بات کرتے ہو، اپنی کرسی کی بات کرتے ہو۔

تمہیں ووٹوں کی فکر ہے۔ تمہیں الیکشن کی فکر ہے۔ اگر ملک بچانا ہے اس کا واحد علاج جہاد ہے۔ جہاد کے لیے تیار ہو؟ اب اگر جہاد کی ضرورت پیش آجائے تو آگے میں لگوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تیار ہو؟ جو تمہارے حکمران ہیں ان کو مجبور کردو کہ ہندوستان کا واحد علاج جہاد

ہے اور رب ذوالجلال کی طرف سے بار بار ندا آ رہی ہے اور آج سے چودہ سو سال پہلے نبی پاک ﷺ نے خوشخبری سنائی اور پیغام دے دیا، حدیث سن لو!

صحیح بخاری میں اور نسائی ان دونوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

"وعدنا رسول الله ﷺ غزوة **الهند**"

ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ میں بیٹھ کر ہندوستان کی جنگ کی خوشخبری سنائی۔"

جناب یہ وقت تم پر قریب ہے تمہارے لیے تو بہترین موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ موقع فراہم کرے اور ایمان ٹھوس ہو پھر ڈر کس بات کا ہے؟

اس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے چادر میں بٹھاؤ۔ پانچ چھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مل کر دیوار کے اوپر سے پھینک دیا جان تو ہر کسی کو پیاری ہے نوجوانو! میرے ساتھیو! لیکن آج یہ اس طرح کے باپ ملیں نہ اس طرح کی مائیں ملیں۔

سنو ایک ماں کا ایک ہی بیٹا ہے اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کے ساتھ تلوار باندھ رہی ہے تلوار کی نوک زمین کے ساتھ لگ گئی ایک ہی بیٹا ہے۔ اپنے ہاتھ سے تلوار باندھ کر ماں کہنے لگی بیٹا اب میری بات سنو! جب آس پاس پڑوس کے بچے بھرتی ہو کر مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاتے تھے تو میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جاتی تھی اور میں کہتی تھی یا اللہ کبھی وہ سورج بھی طلوع ہو گا جب میرا بیٹا بھی میدانِ جنگ میں جائے گا۔ آج مجھے اللہ پاک نے موقع فراہم کیا ہے۔ میں تم سے آخری بات کرنا چاہتی ہوں۔ کونسی؟ بیٹا جب دشمن کے مقابلہ میں جاؤ تو واپس گھر آنے کی امید نہ رکھنا کہنے لگیں بیٹا میرے چہرہ کی طرف دیکھو یہ جو تمہاری ماں کا چہرہ ہے جس دن سے ہوش سنبھالی ہے سوائے تمہارے باپ کے اس چہرہ کو کسی غیر آنکھ نے نہیں دیکھا۔ بیٹا مجھے یاد ہے جب میں تہجد کے نوافل پڑھ کر تمہیں گود میں لٹا کر تمہیں باوضو دودھ پلاتی تھی اور خود قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔

وہ مائیں خوش نصیب ہیں جو مائیں تہجد کی نماز پڑھ کر پھر باوضو دودھ پلاتی تھیں، پھر

ان کے بطن سے مجاہد اور نمازی پیدا نہ ہوں تو اور کون ہوں؟ جب ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو پھر بیٹا عبداللہ کیوں نہ ہو، جب ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو پھر بیٹا قاسم کیوں نہ ہو، جب ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو پھر بیٹا بھی طیب اور طاہر ہوتا ہے۔ جب ماں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہو پھر بیٹا ابراہیم ہوتا ہے۔ جب ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا ہو پھر بیٹا حسن رضی اللہ عنہ ہوتا ہے جب ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا ہو پھر بیٹا حسین رضی اللہ عنہ ہوتا ہے اور جب ماں بینظیر ہو پھر بیٹا بلاول نہ ہوتو اور کیا ہو؟ اس ماں کا جذبہ دیکھو اے مجاہدو مجھ سے حلف لے لو، میں بھی منتظر ہوں، مجھے اس رب کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میری بھی یہ دل کی تمنا ہے کہ بجائے گھر ایڑھیاں رگڑ کر مر جاؤں۔ میری بھی یہ خواہش ہے کہ اللہ کوئی موقع آئے اور میدانِ کارزار میں میری لاش خاک وخون میں لت پت ہوتا کہ کل قیامت کو میں بھی اللہ کے سامنے سرخرو ہوسکوں۔

ماں کہنے لگی بیٹا میں نے تمہیں حلال کا دودھ پلایا اور میرے پیٹ میں آج تک حرام کا لقمہ نہیں گیا۔ بیٹا اب میں تم سے آخری بات کرنا چاہتی ہوں۔ جب تم دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو جاؤ تو پھر تم نے آگے سے سیسہ پلائی دیوار بن جانا ہے۔ تمہارے پاؤں میں جنبش نہ آئے، پاؤں میں لرزش نہ آجائے اور اگلی بات اس سے بھی بڑھ کر کہی کہنے لگیں بیٹا جب دشمن پر تم حملہ کرو اور دشمن تم پر حملہ آور ہو اور تم حملہ کرتے کرتے اس کی زد میں آکر شہید ہو جاؤ تو میں نے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ میرے بیٹے کو زخم کہاں کہاں لگا ہے؟

یہاں ماں کہتی ہے بیٹا تم دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاؤ تو تم پر دشمن وار کرے، تلوار تمہارے سینہ پر لگے نیزہ تمہارے سینہ پر لگے اگر دشمن تیر مارے تو تیر تمہارے سینہ میں پیوست ہو جائے۔ تم پر اگر خنجر کا وار ہو تو وہ بھی سینہ پر لگے، بیٹا سب سے پہلے میں یہ پوچھوں گی کہ میرے بیٹے کو زخم کہاں کہاں آیا ہے؟ اگر مجھے گھر بیٹھے بھی کسی نے بتا دیا کہ باقی زخم تو سینہ پر ہیں لیکن ایک زخم اس کی پیٹھ پر آیا ہے۔ میرے بیٹے میں تمہیں ابھی بتا دوں تمہارے شہید ہونے کے بعد میں تمہارے چہرہ کو آنکھوں سے نہیں دیکھوں گی مجھے شرم آئے گی کہ یہ بزدل ماں کا بیٹا تھا۔ یہ بھی ماں تھی جس نے دودھ ایسا پلایا اور پھر

صحابہ رضی اللہ عنہم نے زندہ مثال دکھائی۔

سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جب آخری وقت تھا، لیٹے ہوئے تھے اور زاروقطار رو رہے تھے۔ ساتھیوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ کے لیے آسمان سے لقب آیا "سیف من سیوف اللہ" اللہ کی بے نیام تلواروں میں سے تلوار ہے۔

جہاں بھی جاؤ گے، خالد رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے جوتے کامیابی چومے گی، جس میدان میں جائے گا خالد رضی اللہ عنہ فاتح بنے گا آپ کے لیے تو یہ بشارتیں ہیں، پھر آپ روتے کیوں ہو؟ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اٹھا کر بٹھاؤ اٹھایا گیا۔ فرمانے لگے میرا سینہ دیکھو میرا پیٹ دیکھو، سارے جسم پر کہیں تیر، کہیں تلوار، کہیں خنجر، کہیں نیزہ کا زخم ہے۔ سارا جسم چھلنی ہوا ہے جس طرح چھنّی کو سوراخ ہوتے ہیں۔ اس طرح سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پورے جسم پر سوراخ تھے فرمانے لگے اب بیک سائیڈ دیکھو جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قمیص اٹھا کر دیکھا گیا ساتھی کہنے لگے پیچھے سے شیشہ کی طرح صاف اور شفاف ہے فرمانے لگے میں پوری زندگی دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا ہوں۔

میں نے دشمن کا وار جھیلا ہے تو سینہ پر جھیلا ہے۔ اگر خنجر آیا ہے تو سینہ پر لگا ہے۔ تلوار آئی ہے تو سینہ پر لگی ہے نیزہ آیا تو سینہ پر لگا ہے۔ ہر زخم میں نے اپنے سینہ پر جھیلا ہے۔ میں نے پوری زندگی دشمن کا وار کبھی کمر پر نہیں لگنے دیا مجھے اب صرف افسوس یہ ہے کہ میرے مولا مجھے شہادت کی موت سے محروم کیوں رکھ رہے ہو؟ کاش میں بھی میدانِ کارزار میں شہید ہو کر دنیا سے جاتا:

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
اور لہو جو ہے شہید کا وہ قوم کی زکوٰۃ ہے

لیکن یاد رکھو! تم تب مجاہد بنو گے جب دل میں ایمان ہوگا اپنے اندر ایمانی حرارت پیدا کرو ایمانی جذبہ پیدا کرو۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے مجھے چادر میں بٹھا کر چھلانگ مروا دو، ایک صحابی فرمانے لگے، جب ہم نے آپ کو دیوار کے اوپر سے پھینکا تو کیا آپ زندہ بھی بچو

گے؟ مسکرا کر فرمانے لگے مجھے تو پھول بھی نہیں لگ سکتا۔ ایمان ہے۔

ٹریننگ اس طرح کی ہو جس طرح ضیاء الحق کے دور میں چوروں نے ٹریننگ کی تھی، چوروں نے اس وقت اس طرح کی ٹریننگ کی تھی جس گھر میں جاتے عورتیں سوئیں ہوتیں ہاتھ مار کر کانٹا اتار لیتے ساتھ ہی کان ٹوٹ گیا لیکن وہ بہادر اتنے تھے بھاگتے نہیں تھے، بلکہ پاس کھڑے ہو کر کہتے تھے، بی بی نہ آنسو بہاؤ ہلدی میں تیل مکس کر کے لگانا آرام آ جائے گا۔ اتنے لوگ کرتب جانتے تھے۔

لیکن ان کی ایمانی حرارت دیکھو، پیغمبر ﷺ کی گود میں پرورش پانے والے، آسمان سے جناب جبرائیل علیہ السلام کو قرآن لے کر اترتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ،رسول عربی ﷺ کے سامنے بیٹھ کر اپنے کانوں سے قرآن کی تفاسیر سننے والے اللہ کی قسم دنیا میں اتنا پہاڑ بھی مضبوط نہیں جتنا اصحابِ محمد ﷺ کا ایمان مضبوط تھا۔

پہاڑ کو تو کاٹا جا سکتا ہے لیکن پیغمبر ﷺ کے ساتھیوں کا پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ایمان تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مل کر چادر کو پکڑ کر صحابی رضی اللہ عنہ کو دیوار کے اوپر سے گرا دیا۔ ایک منٹ لگا اور صحابی نے دروازہ کھول دیا، سارا اسلامی لشکر اندر چلا گیا سامنے گئے۔ مسیلمہ کو مارنے لگے تو وحشی کہنے لگا مجھ سے بہت بڑا گناہ ہوا تھا، مجھے مارنے دو، اِدھر مارا، اُدھر مارا اور مسیلمہ کو جہنم واصل کر دیا۔ بعد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب ہم نے تمہیں نیچے پھینکا تھا تمہیں چوٹ کتنی لگی تھی؟ صحابی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے جب میں ماں کی گود میں لیٹا کرتا تھا مجھے وہ محبت اور پیار ماں بھی نہیں کر سکتی مجھے وہ لطف ماں کی گود میں بھی نہیں آیا۔ جو مجھے نیچے گرتے وقت لطف اور مزہ آیا ہے۔

"مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ ."

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وعدنا رسول الله غزوة الهند ."

ہمارے ساتھ نبی پاک ﷺ نے مدینہ میں بیٹھ کر وعدہ کیا۔ فرمایا اگر موقع مل جائے تو

میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جاؤں شہید ہو جاؤں۔ اللہ پاک کو راضی کروں اور اگر میں وہاں سے غازی بن کر بھی واپس آجاؤں تو میرا ایمان ہے۔ ہندوستان سے واپس ہو کر آجانا ہی میرے لیے جنت الفردوس کا ٹکٹ ہے۔ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خواہش ہے۔

اور دوسری روایت نسائی کی ہے۔ امام نسائی اس روایت کو نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں:

"عَصَابَتَانِ حَرَّمَهُمُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ."

ان دو جماعتوں پر رب نے جہنم کی آگ حرام کر دی ہے وہ دونوں جماعتیں قطعی جنتی ہیں حتمی جنتی ہیں جنت کا ٹکٹ مل رہا ہے۔

ہم کہتے ہیں ہم کچھ بھی نہ کریں اور جنت بھی مل جائے کسی بابا کا دل شہید ہونے کو کیا، اس نے تیر کی نوک پر ککڑ کے خون کے قطرے لگا کر بغل میں لے لیا، قبر کھود کر اس میں لمبا پڑ گیا۔ پاس سے ایک آدمی گزرا اس نے کہا باہر نکلو وہ آگے سے خاموش رہا۔

اس نے پھر کہا اٹھو گے کہ میں دوسری طرح اٹھاؤں؟ کہنے لگا جناب مہربانی چلے جاؤ، شہیدوں کو تنگ نہیں کرتے، اس طرح شہید نہیں ہونا۔

﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۝﴾

(البقرة: ٢١٤)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے بھی اللہ پاک سے مدد مانگی، اللہ اب ہمیں غائبانہ مدد عطا کرو ہم پریشان ہو گئے ہیں۔ اب جواب آیا، "اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ" خوش ہو جاؤ مدد آ گئی، دائیں دیکھو، بائیں دیکھوں جب تم نے مجھے آخری وقت پکارا ہے اور ہر قدم پر ثابت قدم رہے ہو اب غیبی امداد آئے گی تمہارا دشمن دم دبا کر بھاگ جائے گا۔

دو جماعتیں جن کے لیے فیصلہ ہو گیا، رب کریم نے ان کے لیے جنت لکھ دی۔ فرمایا

ایک جماعت وہ ہے "تَدْخُلُ هِنْدَ" جو ہند پر چڑھائی کرے گی۔ ہندوستان پر حملہ کرے گی۔
پتہ نہیں وہ خوش نصیب جماعت کونسی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس جماعت میں شامل فرمائے۔ آمین!

یہ مجاہد غازی نوجوان ٹریننگ لے رہے ہیں، جو بوڑھا آدمی گھر میں بہو سے تنگ ہے وہ بھی جائے۔ اس بوڑھے کو گھر سے بھی سکون مل جائے اور آخرت کا فائدہ بھی ہو جائے۔
سیّدنا عمرو بن جموح کی ٹانگ ایک ہی تھی بوڑھا شخص تھا، کہنے لگا حضور ﷺ ان سب کو لے کر جا رہے ہو اور مجھے کیوں نہیں لے کر جا رہے؟ فرمایا: تمہاری ایک ٹانگ ہے تم نے جا کر کیا کرنا ہے؟ تم کیا کرو گے؟ کہنے لگا حضور ﷺ اور تو کچھ نہیں کر سکتا مگر میں جھنڈا پکڑ کر کھڑا رہوں گا یہ جذبہ ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے ہم نے دو ٹانگوں سے کسی کو ایسا کرتب کرتے نہیں دیکھا جس طرح عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ایک ٹانگ پر کرتب کرتا تھا۔ اتنی بہادری دکھائی کبھی اس طرف جائے کبھی اس طرف جائے۔
ایک ٹانگ پر لڑائی کی اور اخیر لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ جب لاش لے کر بیٹے مدینہ کو آنے لگے، یہ آگے کو چلیں اور ان کا اونٹ پیچھے کو جائے اونٹ کو آگے کی طرف کریں اور وہ اونٹ پیچھے کی طرف جائے، حضور ﷺ نے فرمایا ادھر آؤ تمہارے باپ نے گھر سے نکلتے ہوئے کوئی دعا تو نہ مانگی تھی؟ کہنے لگے حضور ﷺ انہوں نے کہا تھا: یا اللہ جس گھر سے مجھے لے کر جا رہے ہو واپس اس گھر نہ بھیجنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میدان جنگ میں آ گئے۔ یہاں شہید ہوئے۔ میدان احد والوں کو اب گھر جانے کو دل نہیں کرتا۔ فرمایا ان کو یہاں ہی دفن کر دو۔ قیامت کے دن یہ یہاں سے ہی اٹھا کر جنت میں داخل کیے جائیں گے۔
اس لیے فرمایا وہ دو جماعتیں ہیں، ایک وہ جماعت ہے۔ "تَدْخُلُ الْهِنْدَ" جو ہند پر چڑھائی کرے گی اور دوسری جماعت نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو جناب عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے مل کر دجال کو قتل کرے گی۔ ان دونوں جماعتوں کے لیے مصطفیٰ ﷺ نے جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیے ہیں۔

میرے محترم میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے نہایت اطمینان سے میری گفتگو کو سنا ہے لیکن جو سنا ہے اس کو دل میں جگہ دو، یہ زندگی عارضی ہے یہ سانس قیمتی ہیں اور پتہ نہیں کونسے موڑ پر زندگی کی رفتار ختم ہو جائے۔ اگر یہ سانس اللہ پاک کے راستہ میں لگ جائیں تو کل قیامت والے دن کامیابی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں بھی جذبہ جہاد پیدا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



ہمدردی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿لَا یَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَیۡرِ وَاِنۡ مَّسَّہُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ۝﴾ (حم السجدۃ: ۴۹)

دین اسلام نے انسانی زندگی کو خوشگوار، پرسکون، باآرام، باعزت اور باوقار بنانے کے لیے ایسے زرّیں اور ایسے سنہری اصول پیش کیے ہیں، اگر لوگ اسلام کے ان اصولوں کو اپنائیں تو زندگی کے کسی موڑ پر کوئی انسان پریشان نہیں ہوسکتا، جس وقت انسان اللہ پاک کے بتائے ہوئے اصولوں کو اور جو قرآن سے ہمیں معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اُن کو نظر انداز کر کے ان سے اعراض کر کے اور ان کو پامال کر کے خود اپنی زندگی کے اصول بنائے اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے خود اس کے طریقے وضع کرے اور اپنی کامیابی کے لیے خود وہ منصوبے بنائے، ایسا انسان ساری زندگی سرگردہ اور پریشان رہے گا اور آخرت کو بھی اس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ عزت اور کامیابی اس میں ہے کہ انسان اپنی مرضی نہ کرے بلکہ جس ذات نے انسان کو زندگی عطا فرمائی ہے، اس زندگی کو گزارنے کے جو اصول اللہ پاک نے بتائے ہیں۔ اپنی زندگی انسان ان اصولوں کی روشنی میں گزارے تو یقیناً ایسا انسان منزلِ مقصود تک پہنچ جائے گا۔

دیکھو اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کا مقام ومرتبہ سب سے بلند وبالا ہے۔ زمین وآسمان کی ساری کائنات اس انسان کی تابع ہے اور یہ سب کے نزدیک معزز ہے۔ اس کے باوجود اس انسان میں کئی کمزوریاں ہیں۔ مثال کے طور پر انسان یہ چاہتا ہے کہ ہر اچھی چیز مجھے مل جائے انسان خودغرضی کا شکار ہو جاتا ہے، جس چیز کے لیے وہ کوشش کرتا ہے، وہ اس

کو ملے یا نہ ملے لیکن اس کی کوشش میں کوئی فرق نہیں ، اس کمزوری کو اللہ پاک نے قرآن کریم میں اس طرح ذکر کیا ہے۔

پچیسواں پارہ جہاں سے شروع ہوتا ہے اس کی ابتدا میں یہ آیت کریمہ جو میں نے تمہاری خدمت میں تلاوت کی ہے،اس کا ترجمہ بھی ساتھ سن لو! اللہ کریم ارشادفرماتے ہیں:

﴿لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَؤُسٌ قَنُوْطٌo﴾ (حم السجدة: ٤٩)

انسان دنیا کی دولت اور مال مانگتے مانگتے تھکتا نہیں ، اس مسئلہ کی طرف غور فرمائیں دنیا کے مال اور دنیا کی دولت سے ساری زندگی بھی گزر جائے تو پھر بھی انسان کا منہ نہیں بھرتا۔ "لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ" انسان کے پاس مال آتا رہا تو یہ خوش باش ہے حالات صحیح رہے تو یہ راضی ہے اور ذرا سا فرق آیا "وَإِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ" تھوڑی سی تکلیف آئی اس کو ذرا سا دکھ پہنچا کسی طرف سے معمولی سی بھی پریشانی آئی۔ "وَإِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَؤُسٌ قَنُوْطٌo" اسی وقت یہ نہایت درجہ کا ناامید ہو جاتا ہے۔ سر پر بازو رکھ لیتا ہے پھر اللہ پاک کے شکوے کرتا ہے، پھر واویلا کرتا ہے اور یکسر اللہ پاک کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے۔ کہتا ہے میں بس گیا مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ یہ انسان کی فطرت ہے اور انسان کی عادت ہے دو کے قریب آیات چھوڑ کر اس سے اگلی آیت اس کی وضاحت کر رہی ہے:

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰى بِجَانِبِهٖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَاءٍ عَرِيضٍ o﴾ (حم السجدة: ٥١)

"وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ" جب ہم انسان کو انعامات اور احسانات سے نوازتے ہیں، جب ہم انسان پر اپنا فضل وکرم کرتے ہیں جب ہر قسم کا مال ومتاع ، ہر قسم کی دولت اور چیز کی فراوانی دیتے ہیں۔ "وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ" پھر دولت مند بن کر مال دار بن کر پھر انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ "أَعْرَضَ" ہماری طرف پیٹھ کر لیتا ہے ۔ہماری طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ "وَنَاٰى بِجَانِبِهٖ" پھر کروٹ بدل لیتا ہے۔

قرآن کے الفاظ دیکھو! پہلے فرمایا "اَعْــرَضَ" جب ہم اس کو مال دیتے ہیں دولت دیتے ہیں، جب اپنا فضل وکرم کرتے ہیں جو کچھ وہ منہ سے مانگتا ہے ہم وہی کچھ دیتے ہیں۔ پھر بجائے شکر کرنے کے کیا کرتا ہے؟ اعرض" ہماری طرف پیٹھ کر لیتا ہے۔ "اَعْــرَضَ" ہماری طرف سے منہ موڑ لیتا ہے "وَنَـاٰی بِجَـانِبِـهٖ" پھر ہماری طرف سے بائیکاٹ کر لیتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تار کھینچتے ہیں، ذرا سی اس کو پریشانی آئی، ذرا سی تکلیف آئی "وَاِذَا مَسَّــهُ الشَّـرُّ" اس دولت پر ناز کس بات کا کرتے ہو؟ اس کے آنے کا بھی پتہ نہیں چلتا اور جانے کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ جس طرح لکھنے والے نے لکھا۔ فرماتے ہیں:

ککھ اڑن لکھاں پتیاں دے
ہے پھیر ہنیر سویرے دا
اے آندی دسدی آ سبناں نوں
فر بن دی آ کاں بنیرے دا
مالک جا پینڈے قبریں نے
تے در وجدا ای وسدے ڈیرے دا
جد واسا ای کرنا کاواں نے
کی چا محل اچیرے دا

﴿وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ٥﴾ (حم السجدة: ٤٩)

جب انسان پر ہمارا انعام واکرام ہوتا ہے جب ہم اس کو خوش حال کرتے ہیں جب ہر طرف سے ہماری اس پر رحمت برستی ہے پھر ہمیں بھول جاتا ہے ہمیں نظر انداز کر دیتا ہے ہماری طرف پیٹھ کر لیتا ہے اور جب اس کو تکلیف آتی ہے جب سب کچھ ختم ہو گیا۔ "فَــذُوْ دُعَـآءٍ عَـرِيْضٍ ٥" رب کریم فرماتے ہیں پھر رو رو کر ہم سے دعائیں کرتا ہے۔ پھر روئے جاتا ہے کہ ہائے میں مر گیا، میرا مال کہاں چلا گیا؟ فرمایا اگر تم انسان ہوتے تو جب ہم دیتے

تھے اس وقت تم شکر کرتے اور جب ہم چھینتے تھے اس وقت صبر کرتے، ہر حال میں ہم پر راضی رہتے۔

اس لیے انسان کے مختلف حالات، اس کی زندگی کے نشیب وفراز بدلتے رہتے ہیں۔ انسان کس کو کہتے ہیں؟ جس میں انسانیت پائی جائے اور انسانیت کا تقاضا ایک دوسرے سے ہمدردی، غمخواری، غم گساری، اپنے مابین محبت، مودت، معانقت، یگانگت، ایک دوسرے کا ہمدرد، ایک دوسرے کا خیر خواہ ہو، اس کو انسان کہتے ہیں، جب یہ ایک دوسرے کا خیر خواہ بنتا ہے، جب ایک دوسرے کا ہمدرد بنتا ہے پھر اس انسان کی اللہ پاک تعریف کرتے ہیں۔ اشکال ایک جیسی ہیں۔ لباس، وضع قطع، قد کاٹھ، بیٹھنا اٹھنا، چلنا پھرنا، کاروبار ان سارے معاملات میں انسان ایک جیسا ہے۔ سارے انسان ہی اولادِ آدم علیہ السلام ہیں مگر جو انسان انسان بن جاتا ہے۔ اللہ پاک پھر اس کی تعریفات کرتے ہیں۔ اللہ پاک پھر اپنی بے مثل اور بے مثال زبان سے اس کی وضاحت فرما رہے ہیں کیسے؟

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ٥وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ٥﴾ (التین: ١-٤)

مجھے تین کی قسم، مجھے زیتون کی قسم، مجھے طور سینا کی قسم، کوہ طور کی قسم اور اس امن والے شہر مکہ معظمہ کی قسم یہ چار قسمیں اٹھا کر اللہ کریم فرماتے ہیں: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ٥" اس انسان کو میں نے ساری کائنات سے اعلیٰ اور افضل بنایا ہے۔ نوری بھی ہیں، ناری بھی ہیں، آبی بھی ہیں، خاکی بھی ہیں۔ زمین کی مخلوق بھی ہے۔ آسمان کی مخلوق بھی ہے۔ چودہ طبق کی مخلوق پیدا کرنے والا تو میں ہوں۔ مگر انسان کو میں نے چودہ طبق کی مخلوق سے اعلیٰ بنایا ہے۔ جب انسان انسان بن جائے اور جب انسان انسانیت کو چھوڑ دے پھر وہ یہ نہیں کہ لباس اتار دیتا ہے یا اس کے قد میں فرق آتا ہے یا اس کی وضع قطع میں فرق آجاتا ہے جب انسان انسانیت کو نظر انداز کرتا ہے، اب اللہ پاک اس کی مذمت کر رہے ہیں۔ اللہ پاک اب اسی زبان سے فرماتے ہیں کہ تم انسان ہی نہیں، تم انسانوں میں شامل ہی

نہیں، کیسے؟

﴿وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۝﴾

(الاعراف : ۱۷۹)

بہت سے جن اور بہت سے انسان ہم نے دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں وہ انسان جو بڑی پیاری شکل والا، عقل والا، پیارے لباس والا اور دنیا میں باعزت کہلوانے والا جہنم کا ایندھن بنے گا، کیوں؟ اللہ کریم فرماتے ہیں ایسے انسان جن کے دل ہیں مگر دلوں سے سوچتے نہیں ان کی آنکھیں ہیں مگر آنکھوں سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر ان کانوں سے سنتے نہیں، ان کے دلوں کی سوچ انوکھی ہے ان آنکھوں سے جس کو دیکھنا چاہیے تھا دیکھا نہیں ان کے کان جن باتوں کو سننے کے لیے بنائے گئے تھے وہ بات سنی نہیں یہ ساری باتیں کر کے اللہ پاک نے نہ لباس مدنظر رکھا، نہ حسب ونسب کو مدنظر رکھا، نہ خاندان کو مدنظر رکھا، نہ حسن وجمال کو مدنظر رکھا بلکہ رب کریم فرماتے ہیں: ''اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ'' یہ جانور ہیں یہ مویشی ہیں یہ چارپائے ہیں جن کے متعلق تم سمجھتے ہو پتہ نہیں یہ کتنی عزت والے ہیں؟ بلکہ نہیں ''اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ'' یہ جانور ہیں پھر کہا نہیں بلکہ جانور تو اپنے مالک کو پہچانتے ہیں بندر قلندر کو پہنچانتا ہے بندر اپنے مالک کو پہنچانتا ہے ہر چیز اپنے مالک کو پہنچانتی ہے مگر یہ انسان جس نے آج تک اپنے مالک کو نہیں پہچانا، اس لیے فرمایا: ''بَلْ هُمْ اَضَلُّ'' یہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں ان سے بھی آگے گزر گئے ہیں۔ ''اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۝'' جانور باخبر ہیں مگر یہ بے خبر ہیں جانور ان سے باشعور ہیں مگر یہ بے شعور ہیں۔ جانور انسانوں سے باسمجھ ہے مگر یہ ناسمجھ ہے جانور تو پھر بھی اپنے گھر کو جانتا ہے اپنے مالک کو جانتا ہے یہ انسان جو انسان کہلاتا ہے مگر اس نے ساری زندگی اپنے مالک کے دروازہ پر جھک کر نہیں دیکھا یہ تو اپنے مالک کو بھی نہیں پہنچانتا۔ یہ بھی انسان ہے۔

وہ بھی انسان ہے لیکن اندازہ فرماؤ اس کی تعریف ہو رہی ہے اور اس کی تذلیل ہو رہی ہے اس کو انسانیت سے باہر نکالا جا رہا ہے اور اس کا رنگ کالا ہے بے بس، بے کس، بے سہارا، بے کنارہ جس کا دنیا میں کوئی نہیں جس سے کوئی سلام نہیں لیتا، جس کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں اس کے پاؤں کا جوتا ٹوٹا ہوا ہے جس کا لباس پھٹا ہے اور پیوند لگائے ہیں جس کے سر کے بال گھنگھریالے ہیں جس کے چہرہ پر مٹی پڑی ہوئی ہے، جو فاقہ کش اور قلاش ہے جو اجنبی اور پردیسی ہے رب کریم فرماتے ہیں۔ یہ انسان ہے یہ زمین پر بیٹھا ہے مگر میں عرش معلیٰ سے اس کے چہرہ کی طرف نظریں جمائے دیکھتا ہوں اس کو انسان کہا گیا ہے۔

اس لیے آؤ وہ اصول جو اسلام نے بتائے ہیں۔ زندگی سنوارنے، زندگی کو باوقار اور پر سکون بنانے کے لیے اور زندگی کو پرلطف اور باعزت بنانے کے لیے جو اصول اللہ پاک نے بتائے ہیں ان اصولوں کو آج ہی اپنائیں۔ تاکہ گئی ہوئی عزت واپس آ جائے خود اپنی عزت بنانے کی کوشش نہ کرو، عزت اس وقت بنے گی، جب اللہ پاک عزت عطا فرمائیں گے عزت دنیا کی کسی مارکیٹ سے نہیں ملتی، عزت قیمتاً نہیں ملتی، عزت دولت سے نہیں ملتی عزت منبری سے نہیں ملتی بلکہ عزت اللہ پاک کی طرف سے ملتی ہے۔ جب کوئی اللہ پاک کو راضی کرتا ہے پھر اللہ پاک ایسے شخص کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔

اب اسلام نے ایک اصول پیش کیا ہے کہ اپنے مابین اہل اسلام جذبہ ایثار قائم کریں۔ دیکھو اسلام نے کتنا اچھا اور سنہری اصول پیش کیا ہے؟ آپس میں ایثار پیدا کرو، ایک بھوکا رہ کر دوسرے کو کھلائے خود پیاسا رہ کر دوسرے کو پلائے، خود تکلیف میں رہ کر دوسرے کو آرام پہنچانے کی کوشش کرے اس کا نام ایثار ہے اور جب قرآن نے یہ اصول بتایا:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (الحشر: ۹)

اللہ پاک فرماتے ہیں میرے بندے ایسے بھی ہیں جن میں جذبہ ایثار موجود ہے جذبہ قربانی موجود ہے۔

جنگ یرموک کے موقع پر لڑائی لڑی جا رہی ہے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ قریب المرگ ہیں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے ایک اس کے آگے پریشانی کے عالم میں تڑپ رہا ہے ایک اس کے آگے تڑپ رہا ہے اب قرآن نے ایک اصول بتایا تھا: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ جو جذبہ ایثار رکھتے ہیں اپنے سے دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں اپنے سے دوسرے کو مقدم سمجھتے ہیں اپنے سے دوسرے کو اولیت دیتے ہیں۔ "فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" وہ لوگ کامیاب ہیں اور فلاح پا گئے ہیں اب اس آیت کو سننے کے بعد اس سنہری اصول کے دنیا پر آ جانے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل درآمد کر کے دکھایا ایک صحابی رضی اللہ عنہ تڑپ رہا ہے ایک اس سے آگے قریب المرگ ہے ایک اس سے آگے ہے اس کی جان بھی لبوں پر ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ پانی پلانے والا اپنی ڈیوٹی دے رہا ہے۔ جب یہ صحابی رضی اللہ عنہ پانی لے کر اس پہلے صحابی کے قریب گیا اس کے منہ کے قریب ابھی پانی گیا ہے۔

ادھر دوسری طرف سے آواز آ گئی پانی پلاؤ، جب اس پانی پینے والے کے کان میں آواز پہنچی تو وہ پانی پلانے والے کو کہنے لگا میرے منہ سے پانی دور کرو میرے منہ میں پانی نہ ڈالو میں نے اپنے کان سے اپنے بھائی کی آواز سن لی ہے، اگر اس پیاسے کی آواز سن کر بھی میں نے پانی پی لیا تو قیامت کو میں اللہ پاک کو جواب نہیں دے سکتا میری خیر ہے۔ میرے بھائی کو پانی پلاؤ وہ پانی لے کر دوسرے کے پاس پہنچا، یہ بھی ابھی پانی پینے لگا ہے تیسری طرف سے آواز آ گئی پانی پلاؤ۔ اس نے بھی کہا جلدی کرو میرا فرض بھی پورا ہو جائے اور جو اللہ پاک نے مجھ پر ذمہ داری عائد کی ہے اس میں کہیں فرق نہ آ جائے، جلدی سے تیسرے کے پاس پہنچوں وہ جب تیسرے کے پاس پہنچا دیکھا اس کی آنکھیں بند ہو گئی ہیں۔ روح پرواز ہو گئی ہے یہ جلدی سے پلٹ کر دوسرے کے پاس آیا وہ بھی شہید ہو چکا ہے پھر جلدی سے بھاگ کر پہلے کے پاس آیا مگر وہ بھی اللہ پاک کو پیارا ہو چکا ہے۔ تینوں لاشیں برابر پڑی ہیں اور تینوں نے ایک دوسرے کی خاطر قربانی اور ایثار کا جذبہ پیش کیا اور رہتی دنیا تک

مثال قائم کر دی، مولا کریم نے فرمایا اے میرے محمد ﷺ آپ ﷺ اپنے مشن میں کامیاب ہو اور جو آپ ﷺ کا پروگرام تھا وہ پورا مکمل ہو چکا ہے کائنات میں جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کسی بھی پیغمبر کو ایسے ساتھی نہیں ملے، جس طرح کے ساتھی میں نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ جذبہ کسی میں بھی نظر نہیں آتا یہ جذبہ صرف آخری نبی ﷺ کے ماننے والوں میں ہے۔

یہ ایک اصول ہے ایثار اللہ پاک ہم میں بھی پیدا فرمائے۔ آمین! ایک اسلام نے بات پیش کی ہے اللہ کریم فرماتے ہیں ایک اُصول تم یہ بھی اپناؤ سادہ الفاظ میں لوگوں کے کام آنا، تم کہتے ہوتے ہو فلاں شخص لوگوں کے بڑا کام آتا ہے وہ ہر الیکشن میں کامیاب ہوتا ہے۔ سارے لوگوں کی نظر میں اس کی عزت ہے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت گھر کر گئی ہے وہ لوگوں کے کام آتا ہے اور جو لوگوں کے کام کرے گا اب اس کے بارے میں حدیث سنو! آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ."

مولا کریم فرماتے ہیں جو لوگوں کی ضروریات پوری کرتا ہے لوگوں کے مشکل وقت میں کام آئے جب مصیبت میں لوگوں کے کام آئے، "مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ." جو لوگوں کی حاجات پوری کرے گا اگر کسی وقت اس کو ضرورت پڑ گئی تو میں بغیر اس کے کہنے کے اس کی تمام ضروریات پوری کروں گا ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ "مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ." دوسری حدیث میں اس طرح ہے: "مَنْ كَانَ فِيْ عَوْنِ اَخِيْ كَانَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِهٖ" جو مصیبت میں لوگوں کے کام آئے اور لوگوں سے تعاون کرے مصیبت کے وقت دوسروں کا ہاتھ بٹھائے، "مَنْ كَانَ فِيْ عَوْنِ اَخِيْ كَانَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِهٖ" پھر اللہ پاک اس کی مدد کریں گے جو لوگوں کا خیر خواہ ہے اللہ پاک اس کے خیر خواہ ہیں، جو لوگوں کا ہمدرد ہے اللہ پاک اس کے ہمدرد ہیں جو لوگوں کی مصیبت میں مدد کرے اللہ پاک اس کی مصیبت دور کرتے ہیں۔ مولانا حالی نے فرمایا تھا:

کرو تم مہربانی اہل زمیں پر

خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

زمین پر لوگوں سے اچھا سلوک کرو اچھا برتاؤ کرو، لوگوں سے اچھے طریقے سے پیش آؤ۔ مصیبت میں ان کا ہاتھ بٹاؤ، پھر اللہ پاک تمہاری ساری ضروریات پوری کریں گے۔

اب دیکھو ایک آدمی ہے وہ صرف نماز ہی پڑھتا ہے لوگ کہتے ہیں یہ تو بڑا نمازی ہے لیکن اس نماز کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی پابندیاں ہیں۔ نمازی آدمی کے لیے کچھ اور بھی پابندیاں ہیں۔ حقوق العباد، حقوق اللہ، اللہ تعالیٰ کے حقوق، بندوں کے حق، دنیا میں رہن سہن، دنیا کا برتاؤ دنیا کا میل جول یہ سارے حقوق انسان پورے کرے گا تو پھر نماز قبول ہے ورنہ اکیلی نماز نے کچھ نہیں کرنا:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝﴾

(البقرة: ۱۱۷)

اتنی چیزیں بتا کر اب نماز کی باری آئی ہے نیکی کیا ہے؟ "وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ" اللہ پر ایمان لائے "وَ الْمَلٰٓئِكَةِ" فرشتوں پر ایمان لائے "وَ الْكِتٰبِ" اس کی کتب پر ایمان لائے۔ یہ ساری باتیں کہہ کر پھر فرمایا: "وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ" اللہ کے راستہ میں مال دے اللہ پاک کی محبت کے لیے ثبوت پیش کرے۔ "وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ" سوالیوں کو، مساکین کو، مقروضوں کو، حقد...وں کو یہ ساری باتیں گن کر پھر فرمایا! "وَ اَقَامَ

الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ" یہ سارے کام کر کے پھر نماز پڑھو اور پھر زکوٰۃ دو، جو اس پر فرض ہے اور جن میں یہ خوبیاں آ گئیں۔ "اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا" یہ لوگ سچے ہیں "وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ پاک نے جنت الفردوس کے سرٹیفکیٹ عطا فرما دیے ہیں۔

یہ لوگوں کے کام آنے کا جذبہ ہے۔ اسلام نے ایک بہترین قسم کا اصول بتایا، باہمی ہمدردی، خیر خواہی اپناؤ، حدیث قدسی میں آتا ہے، قیامت والا دن ہوگا، میدانِ محشر لگا ہوگا، جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء علیہم السلام جمع ہوں گے اولیاء موجود ہوں گے اتقیا موجود ہوں گے سارے انبیاء علیہم السلام، اولیاء، اتقاء کے سامنے اللہ پاک ایک آدمی کو اپنے سامنے بلائیں گے اللہ پاک اس سے پوچھیں گے۔ میں فلاں وقت پیاسا تھا تو تم نے مجھے پانی کیوں نہیں پلایا تھا؟ وہ آدمی حیران ہو جائے گا یا اللہ تو تو پانی پینے سے پاک ہے تو تو کچھ کھاتا پیتا نہیں، تو میں کس طرح پانی پلاتا؟ اللہ کریم فرمائیں گے فلاں آدمی نے فلاں وقت فلاں دن فلاں تاریخ کو تمہارے دروازہ پر جا کر کہا تھا میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ تم نے اسے پانی نہ پلایا وہ میرے حکم سے آیا تھا۔ لہٰذا اگر تم اس کو پانی پلاتے تو میں تم پر خوش ہو جاتا، پھر دوسرا سوال ہوگا، میں تمہارے دروازہ پر بھوکا آیا مگر تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پھر یہ جواب بھی اسی انداز میں دیا جائے گا پھر رب کریم فرمائیں گے میرے پاس کپڑے نہیں تھے، مجھے کپڑے کی ضرورت تھی مگر تم نے مجھے کپڑا بھی نہ دیا، انسان کہے گا یا اللہ تو سارے جہان کو کپڑا دیتے تھے، مولا کریم فرمائیں گے فلاں میرا مسکین غریب الدیار مسکین، بے کس اور بے بس تمہارے دروازہ پر آیا، لیکن تم نے اس کی پرواہ نہ کی آج تم میرے دربار میں کھڑے ہو تو میں تمہاری کیسے پرواہ کروں؟

اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں کوئی قیمتاً نہ دے، تین چیزوں کی کوئی قیمت نہ لے، پہلی چیز زمین میں جو گھاس اگتی ہے وہ قیمت لے کر نہ دو وہ قیمت لے کر دینا ناجائز ہے وہ اللہ نے اگایا ہے وہ اللہ پاک کی طرف سے اُگی ہے لہٰذا جس اللہ پاک نے بغیر محنت

کے وہ دی ہے اس اللہ کے لیے وہ مفت لوٹا دو، جو گھاس خود اگی ہے اس کی تم قیمت نہیں لے سکتے، دوسری چیز پانی قیمت لے کر نہیں دینا اور تیسری چیز آگ بھی قیمت لے کر نہیں دینی ہے ان تینوں چیزوں میں ساری دنیا کے مسلمان مشترک ہیں اور سارے حصہ دار ہیں اگر کوئی ان میں پیسے لینے کی کوشش کرے گا تو اللہ پاک کے نزدیک وہ مجرم ٹھہرے گا اس سے بھی سبق ہمدردی خیر خواہی، غمخواری اور غم گساری کا ملتا ہے۔غربا اور مساکین کو کچھ دینے سے اللہ پاک راضی ہوتے ہیں اور جب انسان ذرا سی بے رخی کرتا ہے پھر دولت کے جانے کا بھی پتہ نہیں چلتا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ﴾

ہم نے ان مکہ والوں کو آزمایا جس طرح ان سے پہلے ایک باغ والوں کو آزمایا۔جن باغ کے لڑکوں کا باپ اتنا نیک تھا، دائیں بائیں سے لوگوں نے آنا اور اس نے ان کو ان کا حصہ دیے جانا جب بھی کوئی غریب مسکین اس کے دروازہ پر آتا تو وہ خالی نہ جاتا، باپ اتنا نیک ہے، جس کی علاقہ میں بڑی دھوم دھام ہے کہ فلاں جو بزرگ ہیں، اس کے پاس جو بھی جاتا ہے خالی ہاتھ واپس نہیں آتا، اللہ کریم فرماتے ہیں جب ان کا باپ مر گیا، سورۃ القلم انتیسواں پارہ ہے اللہ کریم نے پہلے لوگوں کے واقعات ہمیں سمجھائے تاکہ ہمیں عبرت حاصل ہو جائے جس طرح ان لوگوں نے غلط کیا اور ان کی تباہی و بربادی ہوگئی فرمایا میری لاٹھی بے آواز ہے عذاب تم پر بھی آ سکتا ہے اس لیے پہلے لوگوں سے سبق حاصل کر کے ان کاموں سے بچ جاؤ۔ جو انہوں نے کیے تھے تم وہ کام نہ کرنا ورنہ اگر وہ لوگ میرے غضب کا شکار ہو سکتے ہیں تو تم بھی میری لپیٹ میں آ سکتے ہو۔ بڑے نیک آدمی کا باغ ہے صبح سے لے کر شام تک غریب مسکین آتے ہیں بیوہ عورتیں آتی ہیں وہ ان کو پھل دیتا ہے لیکن جب باپ فوت ہو گیا، سارے بھائیوں نے بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ہمارے باپ نے تو ساری زندگی کچھ بھی نہیں

بنایا، ہمارے لیے کچھ جمع نہیں کیا، یہ سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر گیا۔ اس لیے آج کے بعد یہ ذہن نشین کر لو، نہ کوئی مرد نہ کوئی عورت نہ کوئی بوڑھا نہ کوئی بچہ، نہ کوئی یتیم، نہ کوئی مسکین ہمارے دروازہ پر آئے جو بھی آئے اسے کان سے پکڑ کر باہر نکال دو اس سے کہو کیا ہم تمہارے لیے کماتے ہیں؟ کماتے ہم ہیں اس لیے ہم نہیں دیں گے جب آپس میں یہ مشورہ ہو گیا۔ ایک بھائی عقلمند تھا کہنے لگا اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ یہ مال ہمیں دیا کس نے ہے؟ جو ہمیں دینے والا ہے وہی کہتا ہے میرے رستے میں دو اگر دینے والے نے روک لیا تو پھر تم کیا کرو گے؟

اس لیے آپ ﷺ فرماتے تھے: عائشہ رضی اللہ عنہا ہاتھ کھلا رکھو اگر ہاتھ کھلا رکھو گی تو تمہارے لیے آسمانوں کے دروازے کھلے رہیں گے اگر عائشہ رضی اللہ عنہا ہاتھ بند کر لو گی تو تمہارا مالک بھی عرش کے دروازے بند کر دے گا۔

اب تم حیران ہو گے ساری عمر نبی پاک ﷺ کے گھر کی چار دیواری میں آپ ﷺ نے زکوٰۃ نہیں دی، لوگوں سے فرمایا زکوٰۃ دو، لیکن آپ ﷺ نے زکوٰۃ نہیں دی، کیسا مسئلہ ہے؟ اللہ کی قسم ساری عمر نبی پاک ﷺ نے زکوٰۃ نہیں دی تھی زکوٰۃ اس مال کو لگتی ہے جو مال ایک سال تک بینک میں پڑا رہے اور جب مال بینک میں رکھا ہی نہیں گھر میں رکھا ہی نہیں تو پھر زکوٰۃ آپ ﷺ کیسے دیتے؟ نہ مال جمع کیا اور نہ زکوٰۃ دی۔

ایک دن یہ کیفیت ہے آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی نماز کا سلام پھیرا اور جلدی سے آپ ﷺ گھر چلے گئے صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے کہ خیر ہو کہیں ہماری کوئی ماں بیمار نہ ہو کوئی عارضہ نہ پیش آ گیا ہو آپ ﷺ کے گھر کی چار دیواری میں کوئی تکلیف نہ ہو، تھوڑی دیر کے بعد پھر آپ ﷺ اپنے گھر سے مسجد میں آ گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم چاروں طرف بیٹھے ہوئے ہیں فرمانے لگے اللہ کے نبی ﷺ جی آپ جلدی کیوں چلے گئے تھے؟ ہم تو پریشان ہو گئے ہمارے تو حواس اڑ گئے خیر تو تھی؟ آپ ﷺ فرمانے لگے میں اس لیے گھر گیا تھا

کیونکہ جب میں عصر کی نماز پڑھنے کے لیے وضو کر رہا تھا وضو کرنے کے بعد مدینہ کی ایک عورت آئی اس نے کہا اللہ کے نبی ﷺ جی یہ ایک سونے کی ٹکیا ہے اس کو اللہ کی رضا کے لیے کسی کو دے دیں۔ اب چونکہ نماز پڑھنی تھی میں وہ ٹکیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو پکڑا کر آ گیا، مجھے نماز پڑھتے ہوئے خیال آ گیا کہ کہیں تم میں بیٹھے ہوئے مجھے دیر نہ ہو جائے۔ اس لیے میں نے جلدی سے جا کر وہ کسی غریب کے گھر میں پہنچائی ہے پھر مجھے سکون ہوا ہے۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں تم میں بیٹھے ہوئے مجھے موت آ گئی تو کل میرے گھر میں وہ سونے کی ٹکیا پڑی نہ رہ جائے۔

اندازہ فرماؤ! یہ وہ نبی ﷺ ہیں جنہوں نے دنیا میں رہنے کا طریقہ بتایا ہے جنہوں نے اللہ پاک کو منانے کے طریقے اور اصول بتائے اس لیے آپ ﷺ نے ہمیں ہمدردی کا سبق دیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی آپ ﷺ اس سے فرمانے لگے تم نے ولیمہ کرنا ہے؟ وہ کہنے لگا جی میری خواہش بھی تھی پروگرام بھی تھا مگر آقا علیہ السلام نہ ہمارے گھر میں آٹا ہے۔ نہ دانا ہے، نہ میری جیب میں پیسہ ہے، آپ ﷺ فرمانے لگے ولیمہ تو سنت ہے، صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا آقا سنت کو چھوڑ کر مجھ میں تو فرائض کی بھی طاقت نہیں میں کیا کروں؟ آپ ﷺ فرمانے لگے ہمارے گھر جاؤ میں نے دیکھا تھا ہمارے گھر دو وقت کا آٹا ہے جا کر اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنا کہ وہ آٹا دے دو آٹا تم ہمارے گھر سے لے آؤ اور پکا اپنے گھر لو مسجد میں بیٹھ کر ہم سب وہ کھالیں گے اس کو ہم ولیمہ ہی سمجھ لیں گے۔

اندازہ فرماؤ یہ مروت، یہ ہمدردی اور خیر خواہی ہے۔ آپس میں محبت اور پیار کی کائنات میں کوئی ایسی مثال پیش کر سکتا ہے؟

ان سب بھائیوں نے مشورہ کیا کہ آج کے بعد کسی کو باغ کا پھل نہیں دینا، ایک کہنے لگا تم نے جو یہ سوچ سوچی ہے یہ غلط ہے میں تو اس سوچ میں شامل نہیں ہوں، تمہارا یہ منصوبہ فیل ہو جائے گا، پھر تم نے سر پر بازو رکھ کر رونا ہے پھر تمہارا پچھتاوا کام نہیں آئے گا اس لیے

میں تمہارے اس منصوبہ میں شامل نہیں ہوں۔

انہوں نے کہا چلو بیٹھ جاؤ۔ ساری عمر ہمارے باپ نے سب کچھ لٹا دیا ہے، اب تم سمجھانے لگ گئے ہو۔ ان کا یہ پروگرام بن گیا، رب کریم فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِيْنَ ۝﴾ (القلم: ۱۸ - ۲۲)

سب نے مل کر مشورہ کر لیا اور قسمیں اٹھالیں کہ ہم نے صبح اذان سے پہلے جانا ہے جا کر پھل اتارنا ہے تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے، غرباء اور مساکین کے اٹھنے سے پہلے پہلے باغ کا پھل لے کر گھر آ جانا ہے، جب صبح غریب وہاں جائیں تو کچھ بھی نہ ہو۔ انہوں نے یہ مشورہ کر لیا اللہ کریم فرماتے ہیں: ﴿اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝﴾ صبح ہم پھل اتاریں گے۔ "وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ" اور انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا، انشاء اللہ کہنا ذہن سے نکل گیا "وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُوْنَ ۝" جب وہ گہری نیند سو گئے، ادھر سے جو باغ پھلوں سے لدا ہوا تھا، اللہ کریم فرماتے ہیں میں نے آسمانوں سے حکم دیا۔ اے ہوا اس باغ کا نام ونشان باقی نہ رہ جائے زمین کی تہوں سے اس کی جڑوں کو نکال کر راکھ کر دو، جب وہ صبح کو دیکھیں تو ان کو پتہ یہ چلے کہ یہاں جیسے صدیوں سے کوئی درخت پیدا ہی نہیں ہوا۔

اب ان کو پتہ نہیں تھا کہ منصوبے زمین پر بنتے ہیں مگر فیصلے عرش بریں پر ہوتے ہیں۔ پروگرام کے مطابق میاں صاحب کی اذان سے پہلے اٹھ گئے آہستہ آہستہ ایک دوسرے کو جگاتے ہیں۔ "فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝" چلے جا رہے ہیں پاؤں سے جوتے بھی اتار دیے کہ کہیں پاؤں کی آواز سے کوئی جاگ نہ جائے کہنے لگے راستہ بدل کر جاتے ہیں۔ "فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝"

صرف ایک ہی بات تھی کہ یہاں کوئی مسکین نہ آ جائے۔

رب کریم فرماتے ہیں مسکین کی قدر کیا ہے؟ ''رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ'' مسکین نیک اور دین دار ہو تو وہ اس طرح آسمان کی طرف منہ کر کے مجھے قسم ڈال دے کہ اے میرے رب تمہیں قسم لگے کہ یہ کام نہ کرو، رب کریم فرماتے ہیں اس مسکین کا چہرہ جب آسمان کی طرف اٹھتا ہے تو میں پھر اس کی آنکھوں میں شرم وحیا دیکھتا ہوں تو میں پھر اس کے اٹھائے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا میں اس کی قسمیں پوری کر کے دکھاتا ہوں میرے نزدیک اس کی عزت اس قدر ہے۔

اب جب وہ جا رہے تھے۔ اپنے باغ کے قریب گئے۔ دیکھا خالی چٹیل میدان ہے بالکل جنگل بیاباں ہے، کوئی بھی چیز نظر نہیں آتی انہوں نے کہا ہم بھول گئے ہوں گے لیکن جب غور سے دیکھا تو کہنے لگے یہ جگہ تو وہی ہے، مولا کریم نے فرمایا اگر تم میرا حق مارتے ہو تو ساری رات تمہیں میں بھگا بھگا کر نہ ماروں تو مجھے رب کس نے کہنا ہے؟ صبح کو جب انہوں نے دیکھا نہ کوئی باغ ہے نہ کوئی باغ کا درخت ہے وہ جو نیک بھائی تھا اس نے کہا میں نے تمہیں کہا تھا انسان بن جاؤ، اب پھل لاؤ اب عیش کرو۔

اس لیے جب ایک دوسرے کے ہمدرد بن جائیں ایک دوسرے کے غمخوار ہو جائیں غم گسار ہو جائیں تو پھر اوپر سے مال و دولت آتا ہے، مسرتیں اوپر سے برستی ہیں پھر مولا کریم فرماتے ہیں تم اس طرح ہاتھ اٹھاؤ تو میں تمہارے خالی ہاتھوں کو واپس نہیں لوٹاتا پھر تم نہ بھی مانگو تو میں بغیر مانگے تمہیں عطا کر دوں یہ حالات اس وقت بنتے ہیں جب انسان انسان کا خیر خواہ ہو۔

آج یہ بھی دور ہے پاکستان میں ہر چیز کا رونا ہے نہ کسی کی عزت محفوظ ہے نہ کسی کا مال محفوظ ہے نہ کسی کی جان محفوظ ہے مزدور چند روپے کما کر لاتے ہیں راستے میں مہمان کھڑے ہوتے ہیں۔

وہ سب کچھ لوٹ لیتے ہیں اے میرے اللہ ایسا دور بھی آنا تھا، میں سرگودھا سے آ رہا تھا ایک آدمی کہہ رہا ہے بس والو بس کھڑی کر دو آگے مہمان مال اکٹھا کر رہے تھے میرے والی بس میں ساری عورتیں سہم گئیں۔ ایک ٹرک آیا وہ ڈرائیور کہنے لگا دو ڈاکو تھے انہوں نے میرے کپڑے بھی اتار لیے دو ہزار روپے تھا انہوں نے کہا یہ سگریٹ پانی ہے ساتھ انہوں نے مجھے مارا کہ اے بے حیا ہمارے لیے صرف دو ہزار روپے لانا تھا۔ اخیر بعد میں پولیس آئی پھر آگے آگے پولیس کی گاڑی اور پیچھے دوسری گاڑیاں جانے لگیں یہ بھی دور ہے۔

مگر وہ رب فرماتے ہیں جب تم میرے بن جاؤ، تو میں تمہارا بن جاؤں تم آسمان کی طرف منہ کرو تو میں غائبانہ روزی تمہارے لیے اتار دوں۔

اب ایک حدیث سنو! ایک بزرگ نے ایک نوجوان کو زمین فروخت کر دی زمین لینے والے نوجوان نے اپنی بیوی سے کہا کل تم نے میرا ناشتہ لے کر آنا ہے، بیوی کہنے لگی میری بھی خواہش تھی کہ جو ہم نے زمین خریدی ہے اس کو جا کر دیکھوں صبح کو وہ نوجوان اٹھا جس نے زمین خریدی تھی، سیدھا مسجد میں گیا، باجماعت نماز پڑھ کر گھر آ کر بسم اللہ پڑھ کر بیل کھولے اور لے کر چل پڑا۔ راستے میں سورہ یٰسین کی تلاوت کرتا جا رہا ہے، جب زمین میں پہنچ گیا اس نوجوان نے ہل چلانا شروع کر دیے ایک چکر لگایا جب دوسرا چکر لگا کر کام ختم کرنے لگا تو آگے سے ہل کسی چیز کے ساتھ آ کر رک گئے۔ اس نے زور لگا کر جب ہل کو کھینچا تو دیکھا زمین میں اللہ پاک کی قدرت کا کرشمہ ہے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں اس نوجوان نے جو زمین خریدی تھی۔ اس زمین میں جب اس نے دیکھا ایک دیگ پیسوں کی بھری ہوئی ہے، دیگ میں سونا اور چاندی ہے، اس نے اسی طرح دیگ پر ڈھکن دے کر زمین میں دفن کر دیا، سیدھا بزرگ کے پاس گیا، اس بزرگ نے دیکھا کہا بیٹا کیا بات ہے؟ کہا بابا جی جو زمین میں نے آپ سے خریدی تھی آج ہل چلاتے ہوئے اس میں سے آپ کی ایک چیز نکل آئی ہے۔ اس لیے مہربانی کر کے میرے ساتھ آئیں بابا کہنے لگا بات کیا ہے؟ وہ

نوجوان کہنے لگا جو آپ نے زمین میں اپنا پیسوں سے بھرا مٹکا رکھا تھا وہ لے لیں، بزرگ کہنے لگا اگر مجھے اس کا پتہ ہوتا تو میں نے زمین کیوں دینی تھی؟ وہ تمہارا ہے نوجوان کہنے لگا نہ بابا جی وہ تمہارا ہے ساتھ لڑکا رونے لگ پڑا، بزرگ کہنے لگا بیٹا رو کیوں رہے ہو؟ نوجوان کہنے لگا بابا جی جو آپ کی پیسوں کی دیگ تھی اس کے اوپر ڈھکن تھا جب مجھے وہ دیگ نظر آئی میں نے ڈھکن اتار کر اس کو دیکھا، اس لیے اب مجھے ڈر آتا ہے کہیں اللہ پاک مجھ سے یہ نہ پوچھ لیں کہ تم نے ڈھکن اتار کر نظر کیوں ماری تھی؟ کیونکہ کسی کی دولت کی طرف نہیں دیکھتے، بابا جی اس لیے مجھے ڈر آتا ہے کہ میں نے آپ کی امانت کو دیکھا کیوں ہے؟ بزرگ کہنے لگے بیٹا وہ تمہارا ہے، نوجوان کہے وہ میرا نہیں وہ مال آپ کا ہے۔

اب تم اندازہ لگاؤ مال بھی کسی کو برا لگتا ہے؟ جنہوں نے اللہ پاک کے راستہ میں مال لٹایا۔ پھر ان کو لقب بھی عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ملتا ہے۔ منبر پر حضور ﷺ کھڑے ہیں چندہ مانگا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آقا علیہ السلام ایک سو اونٹ لکھ لیں۔ آقا علیہ السلام ان کا سامان سمیت نکیل وغیرہ۔ دوسری بار پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا چندہ اور چاہیے فرمایا آقا ایک سو اور لکھ لیں تیسری بار پھر فرمایا اور چندہ چاہیے فرمایا آقا علیہ السلام ایک سو اور لکھ لیں۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے آئے۔ جبرائیل پیغام لے کر آئے اے میرے محبوب عثمان کو صدقہ خیرات کرنے کی وجہ سے میری طرف سے مبارکباد دے دیں۔ ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ سے فرما دیں آج کے بعد باقی زندگی میں عثمان رضی اللہ عنہ ایک بھی نیکی نہ کرے تو ہم نے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ تم نے پہلی بار بھی سو اونٹ دیا پھر سو اونٹ دیا پھر سو اونٹ دیا، اتنا تمہارا دل ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ کے نبی ﷺ جی آپ نے ابھی فرمایا ہی تین بار ہے اگر جمعہ کے وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک بھی آپ ﷺ اپیل کرتے جاتے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر اپیل پر سو اونٹ ہی دیے جانا تھا۔

کیوں جی ان کو دولت پیاری نہیں تھی؟ پیاری تھی مگر ان کو ایمان زیادہ پیارا تھا تم کہو گے اتنا مال ہمارے پاس نہیں ہے، مگر آج اگر اخلاص سے ایک سو روپے بھی دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس گئے گزرے دور میں اللہ پاک اس سو کا ثواب بھی کامل اور مکمل عطا فرمائیں گے۔

وہ نوجوان کہنے لگا یہ مال آپ کا ہے وہ بزرگ کہنے لگے یہ مال تمہارا ہے، آخر دونوں مولوی صاحب سے فتویٰ لینے چلے گئے۔ وہ بزرگ کہنے لگے مولوی جی میں نے اس نوجوان کو زمین دے دی ہے اب اس میں جو کچھ بھی ہے اس کا ہے، اسے سمجھائیں یہ مجھے کیوں بے زار کر رہا ہے؟ لڑکا کہنے لگا مولوی جی میں نے زمین خریدی ہے جو چیز زمین میں تھی ہے وہ میری کیسے ہوئی؟ مولوی صاحب کہنے لگے وہ چیز کیا ہے؟ کہنے لگے وہ پیسوں کی دیگ ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے صحیح بات ہے، یہ مال تمہارا بھی نہیں ان کا بھی نہیں میرا بھی نہیں بلکہ نتیجہ کیا نکلا؟ مولوی صاحب پوچھتے ہیں تم میں سے لڑکی کس کی جوان ہے؟

وہ نوجوان کہنے لگا جی میرا تو لڑکا ہے بزرگ کہنے لگے جناب میں نے زمین دی ہی اس لیے ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی مولوی صاحب کہنے لگے اللہ پاک نے یہ سبب بنایا ہے اللہ نے تمہیں رشتہ دار بھی بنا دیا ہے اور ساتھ تمہیں ایماندار بنا دیا ہے۔ وہ سونا نکالو اس کا زیور بناؤ باقی سونا فروخت کر کے اور زمین خرید لو، زمین والے کی زمین بھی بن گئی اور جائیداد سے اللہ پاک نے مالا مال بھی کر دیا۔ فرمایا!

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

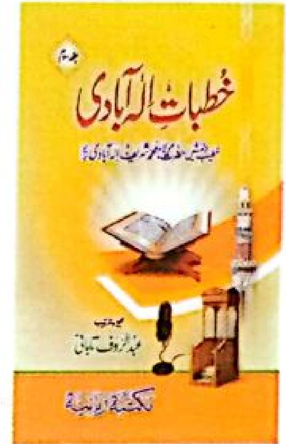
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ. "
جب تم ایک دوسرے کے خیر خواہ بن جاؤ گے، میں پھر تمہارا خیر خواہ ہو جاؤں گا۔ تمہاری دنیا اور آخرت کی ضروریات میں پوری کروں گا نہ کوئی غم، نہ کوئی فکر اور نہ کوئی پریشانیاں ہوں گی

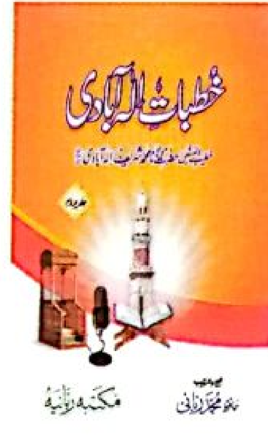
لیکن جب تم میرے حقوق کو پامال کرو گے اور میرے اصولوں کو نظر انداز کرو گے تو دنیا میں تمہارے لیے سکون ختم ہو جائے گا، مال و دولت بھی ہو گا لیکن تمہارے دل کو تسکین حاصل نہ ہو گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی باعزت گزر جائے باآرام گزر جائے تو آؤ دوبارہ واپس لوٹو اپنے اللہ کے سامنے سربسجود ہو کر اپنے مالک سے معافی مانگو اور اپنے کیے ہوئے گناہوں پر نادم ہو کر شرمسار ہو کر معافی مانگ لیں، پھر یقیناً اللہ پاک راضی ہو جائیں گے، اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

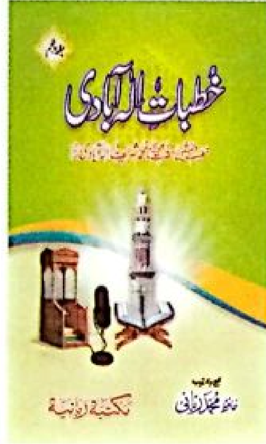
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

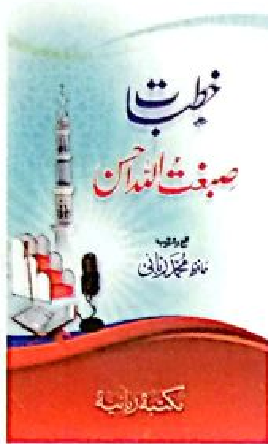


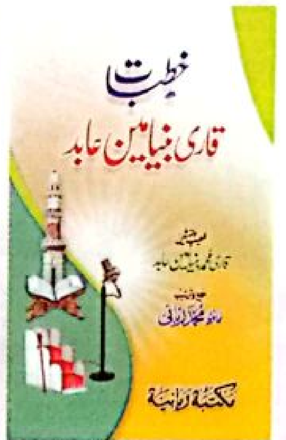
قرآن پاک و اسلامی کتب کا عظیم مرکز

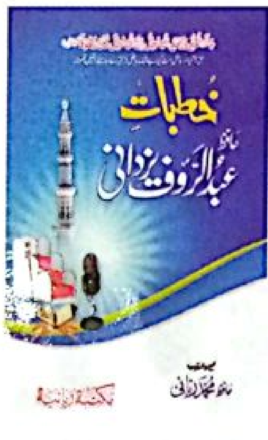


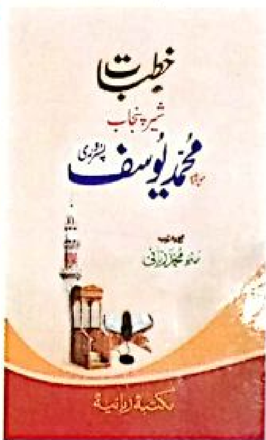


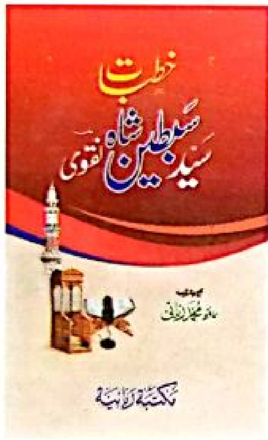




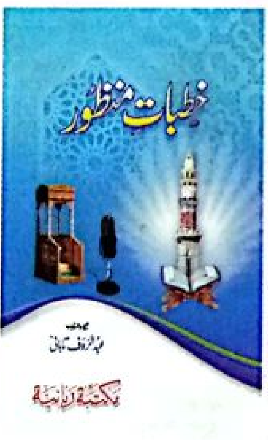


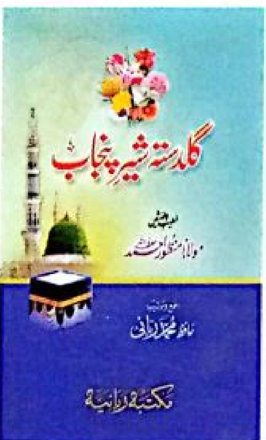


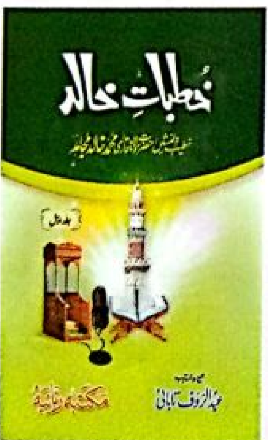












ڈائریکٹر: میاں حافظ محمد ربانی بن صوفی احمد دین

مکتبہ ربانیہ | منڈی عثمان والا قصور پاکستان
Cell: 0300-6595304